

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے زیر نگرانی
دانش کی تحریک و ترقی و ترقی یافتہ اور کمال یافتہ کمال

مع عنوانات

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی
محکم کفایت اللہ و ہدای

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایۃ المفی

مُدَلَّلٌ مُکَمَّلٌ

مُفْتِیْ عَظِیْمُ حَضْرَتُ مولانا مُفْتِی
مُحَمَّدُ کَفَايَةُ اللهِ دَهْلَوِي

جلد سوم

کتاب الصَّلَاةِ

دارالافتاء
اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

بلاہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

﴿.....ملنے کے پتے.....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ اراک العلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ فی فی ہسپتال روڈ ماٹ
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نا بھر روڈ لاہور
نیشنل بک ڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اروا پلنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

دیباچہ

نحمد الله العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم ط

امّا بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد سوم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں ہے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد سوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۳۳۷ الجمعیت سے ۱۳۷ متفرق ۲۰۱ کل ۷۸۶

کفایت المفتی جلد اول و دوم و سوم کے کل فتاویٰ کی تعداد پندرہ سو اکٹھ ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد چہارم آئے گی جو کتاب الجنائز سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

احقر حفیظ الرحمان و آصف

فہرست عنوانات

کتاب الصلوٰۃ

پہلا باب

اذان و تکبیر

- ۱۔ نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟ ۴۵
- ۲۔ فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے ۴۶
- ۳۔ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا ۴۶
- ۴۔ اقامت میں دائیں پیادائیں مڑنے کا حکم ۴۶
- ۵۔ نبالغ لڑکے کی اذان کا حکم ۴۶
- ۶۔ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ۴۶
- ۷۔ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا ۴۶
- ۸۔ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں ۴۶
- ۹۔ جواب دیگر ۴۶
- ۱۰۔ اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا ۴۸
- ۱۱۔ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا ۴۸
- ۱۲۔ بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں ۴۸
- ۱۳۔ اذان سے پہلے یا بعد میں نقارہ بجانا درست نہیں ۴۹
- ۱۴۔ اذان کے بعد پیتل کی تختی بجانا بدعت ہے ۴۹
- ۱۵۔ اذان و اقامت کے اختتام پر ”محمد رسول اللہ! اکا اضافہ ۵۰
- ۱۶۔ فوٹو گرافر کے اذان کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی ۵۰
- ۱۷۔ اقامت میں ”حی علی الصلوٰۃ“ پر کھڑا ہونا مستحب ہے ۵۰
- ۱۸۔ رفع وبا کے لئے اذان کہنا مباح ہے ۵۱
- ۱۹۔ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا ۵۱
- ۲۰۔ اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے ۵۱
- ۲۱۔ اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے ۵۲
- ۲۲۔ امام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟ ۵۲

صفحہ	مضمون
۵۳	۲۳ امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑے ہونا.....
"	۲۴ تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد.....
۵۴	۲۵ اذان کا جواب دینا سنت ہے.....
"	۲۶ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
"	۲۷ اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں.....
"	۲۸ اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا تنویہ میں داخل ہے.....
۵۵	۲۹ جماعت کے وقت مؤذن کا بآواز بلند درود پڑھنا.....
۵۶	۳۰ مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا.....
۵۷	۳۱ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
"	۳۲ سوال مثل بالا.....
۵۸	۳۳ جواب دیگر.....
"	۳۴ اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا.....
۶۰	۳۵ ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے.....
"	۳۶ اذان کے بعد دعا میں ”والدرجۃ الرفیعة“ اور ”وارز قناشقاۃ“ کا اضافہ.....
۶۱	۳۷ رمضان المبارک میں نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھنا.....
"	۳۸ اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں.....
	دوسرا باب
	اوقات نماز
۶۲	۳۹ نماز فجر ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟.....
۶۳	۴۰ ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق.....
"	۴۱ مثل اول کے نماز عصر کا حکم.....
۶۴	۴۲ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
"	۴۳ عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟.....
۶۵	۴۴ شفق ایض کے غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے.....
"	۴۵ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کا حکم.....
"	۴۶ طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
"	۴۷ مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا.....

صفحہ	مضمون
۶۶	۴۸ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں.....
۶۷	۴۹ نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے.....
۶۸	۵۰ جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟.....
۶۸	۵۱ مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟.....
۶۸	۵۲ طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں.....
۶۸	۵۳ جواب دیگر.....
۶۹	۵۴ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے.....
۶۹	۵۵ وقت عصر کے بارے میں چند سوالات.....
۷۰	۵۶ نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے.....
۷۱	۵۷ دو نمازوں کو اکٹھے وقت میں پڑھنا جائز نہیں.....
۷۱	۵۸ اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟.....
۷۱	۵۹ نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جاسکتی ہے.....
۷۲	۶۰ غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟.....
	تیسرے باب
	امامت و جماعت
۷۲	فصل اول: امامت.....
۷۲	۶۱ نابالغ کی امامت کا حکم.....
۷۲	۶۲ (۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت.....
۷۲	(۲) خفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلد کی امامت کا حکم.....
۷۳	۶۳ مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟.....
۷۳	۶۴ بغیر شرعی عذر کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں.....
۷۵	۶۵ غلط خواہ کی امامت.....
۷۶	۶۶ جھوٹ بیونے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم.....
۷۶	۶۷ ضالین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت.....
۷۷	۶۸ امامت کی اجرت لینا جائز ہے.....
۷۷	۶۹ صرف ٹوپی پہن کر امامت کرنا جائز ہے.....
۷۷	۷۰ حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم.....

صفحہ	مضمون
۷۸	۷۱ امام کا ”در“ یا محراب کے اندر کھڑا ہونا.....
”	۷۲ خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے.....
۷۹	۷۳ ڈاڑھی کٹانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے.....
”	۷۴ تہمند یا ندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
۸۰	۷۵ (۱) اس ناپینا کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو.....
”	(۲) ناپینا حافظ کے پیچھے تراویح کا حکم.....
”	(۳) چونکہ پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
”	۷۶ منکر رسالت کو امام نہ بنانا جائز نہیں.....
”	۷۷ غلط پیشے سے نائب متقی اور پرہیزگار کی امامت.....
۸۱	۷۸ تراویح میں پختہ حفظ والے حافظ کو امام نہ بنایا جائے.....
”	۷۹ عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت.....
۸۲	۸۰ پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے.....
”	۸۱ شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم.....
”	۸۲ بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم.....
۸۳	۸۳ جو امام ”ناف“ کا مخرج ادا نہ کر سکے.....
”	۸۴ تعویذ گنڈے کرنے اور فال نا بے دیکھنے والے کی امامت.....
۸۴	۸۵ ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت.....
”	۸۶ غیر محتون کی امامت کا حکم.....
”	۸۷ جو اکھیلنے والے اور والدین کے نافرمان کی امامت.....
۸۵	۸۸ غسل کے پیچھے نماز جائز ہے.....
”	۸۹ غلط پڑھنے والے کی اقتدا کا حکم.....
۸۶	۹۰ غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت.....
”	۹۱ مؤذن اور خادم کے فرائض.....
”	۹۲ امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے.....
۸۷	۹۳ فیون اور پوست پینے والے کی امامت.....
”	۹۴ امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے.....
۸۸	۹۵ بلا وجہ شرعی امام سے اختلاف نہ کیا جائے.....

صفحہ	مضمون
۸۸	۹۶ ٹوپی پس کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
"	۹۷ ذبح کرنے والے کی امامت.....
۸۹	۹۸ میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟.....
۹۰	۹۹ بد چلن بیٹنی والے کی امامت.....
۹۱	۱۰۰ (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟.....
"	(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت.....
"	(۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت.....
"	۱۰۱ مسائل سے واقف پیشہ ور شخص کی امامت.....
"	۱۰۲ (۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتدا کا حکم.....
"	(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتدا.....
"	(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟.....
۹۲	(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کس طرح نماز پڑھائے؟.....
"	۱۰۳ ضرورت کی بنا پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے.....
۹۴	۱۰۴ بیٹھی کی بد کرداری پر راضی بننے والے کی امامت کا حکم.....
۹۵	۱۰۵ (۱) ختم قرآن کی اجرت لینے والے کی امامت.....
"	(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے.....
"	۱۰۶ امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں.....
۹۶	۱۰۷ امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں.....
"	۱۰۸ ترکی ٹوپی پس کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
"	۱۰۹ ابدعات شیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم.....
۹۷	۱۱۰ نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم.....
"	۱۱۱ ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....
"	۱۱۲ بد کردار امام کو معزول کرنا جائز ہے.....
۹۸	۱۱۳ جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حق دار ہے.....
"	۱۱۴ زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے.....
۹۹	۱۱۵ اختلاف کے وقت کثرت رائے سے امام مقرر کرنا چاہیے.....
"	۱۱۶ ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....

صفحہ	مضمون
۹۹	۱۷ زبردستی مامونہ درست نہیں
۱۰۰	۱۱۸ چوروں کی سزا کا نئے واسے کی مامت
۱۰۱	۱۱۹ بیچنے والے کی مامت کا حکم
#	۱۲۰ بدعتی کی مامت مکروہ ہے
"	۱۲۱ نامرد کی مامت جائز ہے
"	۱۲۲ (۱) مسجد کو دھرم مرثیہ اور نام کو پنڈت کہنے والے کی مامت
"	(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی مامت
"	(۳) بداد وجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں
۱۰۳	۲۳ شرب پینے اور خشکی ڈرہی رکھنے والے کی مامت
"	۱۲۴ میت کو غسل دینے والے کی مامت
"	۱۲۵ سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے
۱۰۴	۲۶ جس کی بیوی کسی اور کے پاس چلی گئی اس کی مامت
"	۲۷ (۱) بد چمن بیوی رکھنے والے کی مامت
"	(۲) بد ازنا کے پیچھے نماز کا حکم
"	۱۲۸ نیک اور صالح و بد الزنا کی قضا کا حکم
۱۰۵	۱۲۹ امام کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے
"	۱۳۰ مسائل سے ناواقف اور بھوٹ بوسنے والے حافظ کی مامت
"	۱۳۱ فاسق کی تعریف اور اس کی مامت کا حکم
۱۰۶	۳۲ (۱) دوران تقریر امام کا منبر پر گالیاں لگانا
"	(۲) بداد وجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے
"	(۳) احکام شریعہ سے ناواقف کے فیصلے کا حکم
"	(۴) تراویح پڑھانے والے کی دودھ سے خدمت
۱۰۷	۳۳ آدھی آستین والی قمیص میں نماز کا حکم
"	۱۳۴ تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے
۱۰۸	۳۵ غلط افعال والے کی مامت
۱۰۹	۱۳۶ تراویح پڑھنے والے کو روپے ہر پڑے دینا
"	۳۷ (۱) حافظ نہ ہو تو تراویح کے سے حافظ کو مقرر کیا جائے

صفحہ	مضمون
۱۰۹	(۲) صحیح کی موجودگی میں نابینا کی امامت ...
۱۱۰	۱۳۸ کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے ...
۱۱۲	۱۳۹ (۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟
۱۱۲	(۲) جس کی عورتیں پردہ نہ کریں، اس کی امامت ...
۱۱۲	۱۴۰ منکر شفاعت اور قدیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت ...
۱۱۳	۱۴۱ بے نکاح عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت ...
۱۱۳	۱۴۲ (۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت ...
۱۱۳	(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی ...
۱۱۳	(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا ...
۱۱۳	(۴) جس میں صلہ حیت نہ ہو اس کو معزول کیا جائے ...
۱۱۵	۱۴۳ (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے ...
۱۱۵	(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت ...
۱۱۵	۱۴۴ امامت کا حق کس شخص کو ہے ...
۱۱۶	۱۴۵ (۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم ...
۱۱۶	(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں ...
۱۱۶	۱۴۶ غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم ...
۱۱۶	۱۴۷ ۴ قییموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت ...
۱۱۶	۱۴۸ رشوت خور اور بھوٹ بننے والے کی امامت ...
۱۱۸	۱۴۹ امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے ...
۱۱۸	۱۵۰ جس سے کثر نمازی ناراض ہوں اس کی امامت کا حکم ...
۱۱۹	۱۵۱ فعل بد کرنے والے کی اقتداء کا حکم ...
۱۱۹	۱۵۲ بد کردار امام جس سے اکثر مقتدی ناراض ہوں ...
۱۲۰	۱۵۳ ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے ...
۱۲۱	۱۵۴ قعدہ اون میں درود پڑھنے والے کی اقتداء ...
۱۲۱	۱۵۵ جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت ...
۱۲۱	۱۵۶ مسائل سے ناواقف اور ناغہ کرنے والے کی امامت ...
۱۲۲	۱۵۷ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا ...

صفحہ	مضمون
۱۲۲	۱۵۸ حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے ..
"	۱۵۹ سوال متعلقہ صحاح اہمیت
۱۲۳	۱۶۰ اہم مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے ؟
۱۲۴	۱۶۱ زنا کے مرتکب کی مامت مکروہ ہے
"	۱۶۲ رشوت دینے اور بیک کرنے والے کی مامت
"	۱۶۳ جو بیک
"	۱۶۴ جو بیک
۱۲۵	۱۶۵ بطور دوا افیون کھانے والے کی مامت
"	۱۶۶ جس نے سنتیں نہ پڑھیں ہو تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے
"	۱۶۷ بدعت شریعت عام کو مہینا افضل ہے
۱۲۶	۱۶۸ استحقاق مامت کس کو ہے ؟
"	۱۶۹ (۱) نماز پڑھنے والے کی قنہ کا حکم
"	(۲) اہم مسجد نماز پڑھنے کا زیادہ حق ور ہے
۱۲۷	۱۷۰ جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی مامت
"	۱۷۱ ناظرہ کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے
"	۱۷۲ ابرص سے شخص کی مامت
۱۲۸	۱۷۳ جو اسے کو مہینا کیا ہے
"	۱۷۴ نماز جندہ پڑھانے کا حق ماہ مسجد کو ہے
"	۱۷۵ ڈرہمی کا نئے والے کی مامت
۱۲۹	۱۷۶ (۱) تعزیہ مانے والے کی مامت
"	(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی مامت
"	۱۷۷ (۱) لذریعہ مشین دے کئے ہوئے بکرے کا گوشت پختہ کرنے کی مامت
"	(۲) قصاب کا مہینا کیا ہے
"	(۳) کچے میزے کے تاجر کی مامت
"	(۴) جس کی بیوی ب پردہ ہو اس کی مامت
"	(۵) نشہ کرنے والے کی مامت
"	(۶) ماہ جس سے مقتدری مانوش ہوں

صفحہ	مضمون
۱۲۹	(۷) فاسق و فاجر کی اقتداء کا حکم ..
"	(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام بننا ..
۱۳۱	۱۷۸ ایک جیشم کی امامت ..
"	۱۷۹ بلا وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک ..
۱۳۲	۱۸۰ بغیر عمدہ ٹوپی کے ساتھ نماز ..
"	۱۸۱ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کا حکم ..
۱۳۳	۱۸۲ امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا ..
"	۱۸۳ مجبور کی امامت ..
"	۱۸۴ پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت ..
۱۳۴	۱۸۵ پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے ..
"	فصل دوم : جماعت ..
"	۱۸۶ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم ..
"	۱۸۷ جماعت سے ہٹ کر لگ نماز پڑھنا ..
۱۳۵	۱۸۸ جماعت اعدہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں ..
"	۱۸۹ جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں ؟ ..
۱۳۶	۱۹۰ مرتکب کبیرہ کی امامت ..
"	۱۹۱ مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے ..
۱۳۷	۱۹۲ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم ..
"	۱۹۳ مسجد میں دو جماعت کے متعلق ایک استفادہ ..
"	۱۹۴ مجذور جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ ..
۱۳۸	۱۹۵ دوسرے قعدہ میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے ..
"	۱۹۶ عادیہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے ..
۱۳۹	۱۹۷ امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں ؟ ..
"	۱۹۸ صف اول کی فضیلت ..
"	۱۹۹ مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم ..
۱۴۰	۲۰۰ (۱) سدم اول کے بعد قعدہ درست نہیں ..
"	(۲) بدعتی کی امامت مکروہ ہے ..

صفحہ	مضمون
۱۴۱	۲۰۱ عورتوں کی لگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟
"	۲۰۲ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔
۱۴۲	۲۰۳ گھر میں، نماز پڑھنے والے پر وعید
۱۴۳	۲۰۴ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے
"	۲۰۵ شکل بر جواب
۱۴۴	۲۰۶ (۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے
"	(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے
۱۴۵	۲۰۷ مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بحر تھا تو نماز نہیں ہوئی
"	۲۰۸ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے
"	۲۰۹ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے
۱۴۶	۲۰ (۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا
"	(۲) دروں کے درمیان صف بنانا
"	۲۱۱ جب امام مقرر ہو وہاں جماعت تانیہ کا حکم
"	۲۱۲ مسجد کے صحن میں نماز کا حکم
۱۴۷	۲۱۳ صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو
"	۲۱۴ جماعت تانیہ کا حکم
۱۴۸	۲۱۵ وقت تراویح فرض کی جماعت کرنا
"	۲۱۶ مسجد متحدہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے
۱۴۹	۲۱۷ متحدہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم
	چوتھ باب
	مسجد اور عید گاہ کے آداب
"	فصل اول مسجد میں جنبی کا دخل ہونا
"	۲۱۸ مسجد میں سوئے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے؟
"	۲۱۹ جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۱۵۰	فصل دوم مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استئمان کرنا یا میت کو دفن کرنا
"	۲۲۰ مسجد کے اندر تیمم کرنا
"	۲۲ مسجد کی در کی کاجلسہ میں استئمان

صفحہ	مضمون
۱۵۰	۲۲۲ مسجد کے پانی کا استعمال
۱۵۱	۲۲۳ تلاوت کے لئے مسجد کی بنی کا استعمال
۱۵۱	۲۲۴ مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا
۱۵۲	۲۲۵ مسجد کی دريوں کو عید گاہ میں استہال کرنا
۱۵۲	فصل سوم مسجد کے سامنے باجہ بجانا
۱۵۲	۲۲۶ مسجد کے قریب باجہ بجانا
۱۵۲	۲۲۷ مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا
۱۵۳	۲۲۸ مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے
۱۵۳	۲۲۹ مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ جیتے ہوئے گزرنا
۱۵۳	فصل چہارم زمین مغصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد
۱۵۳	۲۳۰ مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم
۱۵۵	۲۳۱ ہجروں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم
۱۵۶	فصل پنجم مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا قیام کرنا اور نماز پڑھنا
۱۵۶	۲۳۲ مسجد کے اوپر امام کے لئے کمر دینا
۱۵۶	۲۳۳ مسجد میں سونا
۱۵۶	۲۳۴ خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا
۱۵۶	۲۳۵ مسجد میں رہائش کرنا
۱۵۷	۲۳۶ نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا
۱۵۷	۲۳۷ (۱) مسجد کے برآمدے میں سونا
۱۵۷	(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا
۱۵۷	(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا
۱۵۷	(۴) مسجد میں رات کو کوٹیفہ پڑھنا
۱۵۸	۲۳۸ مسافر کا مسجد میں سونا
۱۵۸	۲۳۹ مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا
۱۵۹	۲۴۰ (۱) مسجد کے اندر نماز کا ثوب زیادہ ہے یا اوپر ؟
۱۵۹	(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

صفحہ	مضمون
۱۵۹	(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز
۱۶۰	(۲) جمعہ کی سنتوں کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعہ" پکارنا
۱۶۱	فصل ششم، حقوق متعلقہ مسجد
۱۶۲	۲۴۲ قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا
۱۶۳	۲۴۳ حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا
۱۶۴	۲۴۴ مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے
۱۶۵	۲۴۵ محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے
۱۶۶	۲۴۶ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے
۱۶۷	۲۴۷ مکان کے اندر مسجد بنانا
۱۶۸	۲۴۸ مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی
۱۶۹	۲۴۹ "مسجد کی دیوار توڑ دی گئی" کہنا
۱۷۰	۲۵۰ مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں
۱۷۱	۲۵۱ مسجد کے بانی کو توہیت کا حق ہے
۱۷۲	۲۵۲ مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں
۱۷۳	فصل ہفتم، مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ
۱۷۴	۲۵۳ غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۱۷۵	فصل ہشتم، مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا
۱۷۶	۲۵۴ ایران مسجد کے سامان کا حکم
۱۷۷	۲۵۵ (۱) مسجد کے ملبہ کا حکم
۱۷۸	(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا
۱۷۹	۲۵۶ مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی کٹڑی کا حکم
۱۸۰	۲۵۷ تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم
۱۸۱	۲۵۸ فضائل سامان کو فروخت کرنا
۱۸۲	فصل نہم، مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا
۱۸۳	۲۵۹ نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا
۱۸۴	۲۶۰ سواں مثل بال

صفحہ	مضمون
۱۶۹	۲۶۱ دورانِ خُشبِ چندہ کا حکم
"	۲۶۲ ایضاً
"	۲۶۳ فرضِ نماز کے بعد دعا سے میسے چندہ کرنا
۱۷۰	فصل دہم . مسجد میں بدبودار چیز کا استعمال
"	۲۶۴ مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا
"	۲۶۵ مسجد میں مٹی کے تیل والے ریشین کا استعمال
"	۲۶۶ مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے
۱۷۱	۲۶۷ مسجد میں میپ جلانا
"	فصل یازدہم . مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا
"	۲۶۸ مسجد میں مدرسہ جاری کرنا
۱۷۲	۲۶۹ مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا
"	۲۷۰ بے سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے
۱۷۳	فصل دوازدہم . استقبالِ قبلہ
"	۲۷۱ مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہتِ قبلہ کافی ہے
۱۷۴	۲۷۲ استقبالِ قبلہ کا طریقہ
"	۲۷۳ معمولی انحراف مفسد نماز نہیں
"	۲۷۴ قطبِ ستارے کے ذریعے سمتِ قبلہ کا تعین
۱۷۵	۲۷۵ جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو
۱۷۶	۲۷۶ قبلہ سے معمولی انحراف
"	۲۷۷ منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے
۱۷۷	۲۷۸ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خد ف ادب ہے
"	۲۷۹ جہتِ مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا
"	۲۸۰ دور رہنے والوں کے لئے جہتِ قبلہ کافی ہے
۱۷۸	فصل سیزدہم . جماعت خانہ و صحن و فناء مسجد
"	۲۸۱ مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا
۱۷۹	۲۸۲ مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ کی تعمیر

صفحہ	مضمون
۱۷۹	۲۸۳ ستیجا خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا
۱۸۰	۲۸۴ مسجد کے دروازے کے متصل بازو لگانا
۸۲	۲۸۵ صحن مسجد میں حوض اور ستیجا خانہ بنانا
۸۳	فصل چہار دہم مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیت لکھنا یا کتبہ لگانا
۸۲	۲۸۶ مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا
۸۲	۲۸۷ مسجد کی دیواروں پر تختیں ٹائل لگانا
۸۲	۲۸۸ (۱) مسجد کی دیواروں پر آیت قرآنی یا ترجمہ لکھنا
۸۲	(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا
۱۸۴	۲۸۹ مسجد پر کتبہ لگانا
۸۲	فصل پانزدہم مسجد میں نماز جنازہ
۸۲	۲۹۰ بلاعذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے
۱۸۵	فصل شانزدہم عید گاہ کے احکام
۸۲	۲۹۱ (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز
۸۲	(۲) مسجد کو منہدم کرنے والے گناہ گار ہیں
۸۲	(۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا
۸۲	(۴) مسجد میں عید کی نماز پڑھنا
۸۲	۲۹۲ عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے
۱۸۶	۲۹۳ عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا
۸۲	۲۹۴ عید گاہ میں فٹبال کھیلنا
۸۲	۲۹۵ عید گاہ میں حالتہ ورجہبی دخل ہو سکتے ہیں
۸۲	۲۹۶ عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم
۱۸۷	۲۹۷ گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید
۸۲	فصل ہفدہم مسجد میں خرید و فروخت کرنا
۸۲	۲۹۸ امام کا مسجد کے حجرے میں خرید و فروخت کرنا
۸۲	فصل ہجدهم مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ
۸۲	۲۹۹ مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

صفحہ	مضمون
۱۸۸	۳۰۰ مسجد میں محفل میاں کرنا
۱۸۹	۳۰۱ نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب سنانا
"	۳۰۲ سنتوں اور نفیوں کے وقت کتاب سنانا
۱۹۱	فصل نوزدہم مسجد میں اکھاڑہ بنانا
"	۳۰۳ مسجد میں اکھاڑہ کرنا جائز نہیں
۱۹۲	۳۰۴ مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے
"	فصل ستم: متفرق مسائل
"	۳۰۵ عند کی وجہ سے مٹی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم
۱۹۳	۳۰۶ مسجد میں جو تیاں رکھنا
۱۹۴	۳۰۷ (۱) جامع مسجد کے کہتے ہیں
"	(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا
"	۳۰۸ مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں ؟
۱۹۶	۳۰۹ صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں
۱۹۷	۳۱۰ مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ
"	۳ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ
۱۹۸	۳۱۲ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز
"	۳۱۳ کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں
"	۳۱۴ سوں مثل بدل
"	۳۱۵ ایضاً
۱۹۹	۳۱۶ مسجد میں خیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا
۲۰۰	۳۱۷ (۱) قادیانی مسلمان نہیں
"	(۲) مسجد کسی کی ذاتی ملک نہیں ہوتی
"	(۳) جھوٹے ور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت
"	(۴) بلا وجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے
"	(۵) مسجد میں بگڑیٹ نوشی اور چائے پانی
"	(۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چند کرنا
۲۰۲	۳۱۸ (۱) مسجد کا احترام واجب ہے

صفحہ	مضمون
۲۰۲	(۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کرسکتے ہیں؟
"	(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
"	(۴) سوال مثل ہلا ..
"	(۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی کی تقسیم
"	(۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں
"	(۷) مشرک کے سنے دئے مغفرت کرنا ممکن ہے
"	(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
"	(۹) تلاوت کرنا فرض نہیں غنا فرض ہے
"	(۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاند رکاوٹ ڈالنا
"	(۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہیے
"	(۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ سلام پڑھنا
"	(۱۳) میدان میں قیام کرنا عت ہے
"	(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
"	(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتار جائے
	۳۱۹ جواب مکرر
۲۰۵	۳۲۰ مسکن حاتم پر مسجد کا نظام لازم ہے
"	۳۲۱ مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد پر خرچ کی جائے
"	۳۲۲ مسجد میں بیٹھ کر حجامت نہ ناکروہ ہے
"	۳۲۳ مسجد کے حصے کو گود مہمانا جائز نہیں
۲۰۶	۳۲۴ مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا جائز نہیں
۲۰۷	۳۲۵ ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد نہنا
۲۰۸	۳۲۶ مسجد کے اندر حقہ ذکر منعقد کرنا
"	۳۲۷ نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس
۲۰۹	۳۲۸ مسجد میں افطار و شیرینی کی تقسیم
۲۰	۳۲۹ صبح کی نماز کے سنے چرغ جونا
"	۳۳۰ مسجد میں میدان کے اشعار پڑھنا
	۳۳ سوال متعلقہ ذکر در مسجد

صفحہ	مضمون
۲۱۰	۳۳۲ مسجد کو یک و صاف ستھرا رکھا جائے
۲۱۲	۳۳۳ زیر تعمیر مسجد میں جو تاپسن کر جائے
"	۳۳۴ قبہ کی طرف پاؤں کر کے سونا
"	۳۳۵ حاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے
"	۳۳۶ (۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا
"	(۲) زیر تعمیر مسجد میں جو تول سمیت گھومنا
۲۱۳	۳۳۷ سودی رقم سے خریدی ہوئی دریوں پر نماز مکروہ ہے
"	۳۳۸ (۱) تعمیر مسجد کے چندہ سے ذاتی مکان بنا جائز نہیں
"	(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے
۲۱۴	۳۳۹ مسجد کو دھونا جائز ہے
"	۳۴۰ ویران مسجد کو چار دیواری لگا کر بند کر دیا جائے
۲۱۵	۳۴۱ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے
"	پانچوال باب
"	نہر جمعہ
"	فصل اول احتیاط الظہر
"	۳۴۲ جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں
۲۱۶	۳۴۳ احتیاط الظہر کے مجوزین کے جو بات
۲۱۷	۳۴۴ بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں
"	۳۴۵ عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا
۲۱۸	۳۴۶ جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر جائز نہیں
۲۱۹	۳۴۷ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ناجائز ہے
"	۳۴۸ ایضاً ..
۲۲۰	۳۴۹ متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم
۲۲۲	۳۵۰ قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم
۲۲۵	فصل دوم شرائط جمعہ ..
"	۳۵۱ قصبہ جس میں تھانہ تحصیل ہو جمعہ کا حکم
"	۳۵۲ دیہات میں جمعہ جائز نہیں

صفحہ	مضمون
۲۲۶	۳۵۳ تحقیق جمعہ فی القریٰ و مصر و قریہ بصر کی تعریف
۲۲۹	۳۵۴ تین ہزار کی آبادی و رنج چھاونی دن جگہ میں جمعہ
"	۳۵۵ مسجد کے قریب جماعت خاندانا
۲۳۰	۳۵۶ فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم
۲۳۱	۳۵۷ (۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا
"	(۲) فتنے مصر کی تعریف
۲۳۲	۳۵۸ گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سکیں جمعہ کا حکم
"	۳۵۹ جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو
۲۳۳	۳۶۰ چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں
"	۳۶۱ بسنی والوں کا شر جاکر جمعہ پڑھنا
۲۳۴	۳۶۲ مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا
"	۳۶۳ جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو
۲۳۵	۳۶۴ ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
"	۳۶۵ جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو
۲۳۶	۳۶۶ ہوائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۳۸	۳۶۷ تیس گھروالے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
"	۳۶۸ جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب
۲۳۹	۳۶۹ کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اور مصر کی مفتی بہ تعریف
۲۴۰	۳۷۰ ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت
"	۳۷۱ شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
"	۳۷۲ قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم
۲۴۲	۳۷۳ جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات
"	۳۷۴ "لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع" کا مطلب
"	۳۷۵ شریعہ جمعہ کیا ہیں؟
۲۴۳	۳۷۶ (۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
"	(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
"	۳۷۷ ۳۵۰ گھروں بستی میں جمعہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۴۴	۳۷۸ سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۴۵	۳۷۹ ہندوستان میں جمعہ جائز ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۴۶	۳۸۰ جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اسیاء ضرورت مل جائیں جمعہ کا حکم
۲۴۷	۳۸۱ ۸۶۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو جمعہ کا حکم
۲۴۸	۳۸۲ دو سو گھروں آبادی میں چالیس سو سے عید ہوتی ہو جاری رکھیں یا نہیں
۲۴۸	۳۸۳ تیس آدمیوں میں جمعہ درست نہیں
۲۴۹	۳۸۴ چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں
۲۴۹	۳۸۵ چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں
۲۵۰	۳۸۶ (۱) شرعی تعریف کیا ہے؟
۲۵۰	(۲) پچھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
۲۵۰	۳۸۷ ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
۲۵۱	۳۸۸ دو سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟
۲۵۱	۳۸۹ ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم
۲۵۲	۳۹۰ (۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے
۲۵۲	(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟
۲۵۲	(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم
۲۵۳	۳۹۱ ۲۵ گھروں آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۵۳	۳۹۲ اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب
۲۵۳	۳۹۳ جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے
۲۵۳	۳۹۴ (۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ بڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۵۳	(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں؟
۲۵۵	۳۹۵ جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم
۲۵۵	۳۹۶ (۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق
۲۵۵	(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو تو مسلمان اپنا امیر بنالیں
۲۵۵	(۳) ہندوستان میں جو زجمعہ کے لئے ”شرح و قیہ“ ہے، استدماں
۲۵۵	(۴) ”عمدۃ الرعاۃ“ کی طرف منسوب عبارت کا مطلب
۲۵۶	۳۹۷ موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۵۷	۳۹۸ ہندوستان کی مستویوں میں جمعہ کا حکم
"	۳۹۹ ۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ
۲۵۸	۴۰۰ مصر کی تعریف میں "مالا یسع اکبر مساحدہ" کی شرط
"	فصل سوم خطبہ و اذان خطبہ
"	۴۰۱ غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے
۲۵۹	۴۰۲ خطبہ میں حاکم وقت کا نام لے کر دیا کرنا
۲۶۰	۴۰۳ ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھا
"	۴۰۴ اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے
"	۴۰۵ اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے
"	۴۰۶ ڈھائی ہزار اور ان آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۶۲	۴۰۷ جمعہ وعیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے
"	۴۰۸ (۱) مسجد میں آتے ہی سنتیں پڑھیں جائیں
"	(۲) نذان ثانی کا جو ب زبان سے نہ دیا جائے
"	(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا
"	(۴) دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا بدعت ہے
۲۶۳	۴۰۹ (۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے
"	(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا
"	(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا
۲۶۴	۴۱۰ پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے
"	۴۱۱ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ
"	۴۱۲ غیر عربی میں خطبہ درست نہیں
۲۶۵	۴۱۳ ایضاً
"	۴۱۴ ایضاً
"	۴۱۵ ایضاً
۲۶۶	۴۱۶ نذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے
"	۴۱۷ وقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟
۲۶۷	۴۱۸ سوال مثل بال

صفحہ	مضمون
۲۶۷	۴۱۹ خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا...
۲۶۸	۴۲۰ خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہئے اور منبر پر پڑھا جائے۔
"	۴۲۱ (۱) خطبہ میں لڑکا سپیکر کا استعمال مباح ہے
"	(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے
۲۶۹	۴۲۲ (۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟
"	(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے ؟
"	(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں
"	(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم لاحد کے لئے ہے
۲۷۰	۴۲۳ غیر عربی میں خطبہ متواتر سنت کے خلاف ہے
"	۴۲۴ اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم...
۲۷۱	۴۲۵ خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے
"	۴۲۶ اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے
۲۷۲	۴۲۷ غیر عربی میں خطبہ سنت متواتر کے خلاف ہے
"	۴۲۸ حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے ؟
"	۴۲۹ اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے
۲۷۳	۴۳۰ خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو
۲۷۴	۴۳۱ () خطبہ عبادت ہے یا نصیحت ؟
"	(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے ؟
"	۴۳۲ (۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے
"	(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا
"	(۳) ابتداء خطبہ میں تعوذ و تسمیہ بہتہ پڑھی جائے
"	(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے
"	(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں
"	(۶) خطبہ سنتے وقت درودوں میں پڑھا جائے
"	(۷) خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنا جائز نہیں
"	(۸) مردوں کے لئے سونے کی گونجی حرام ہے
۲۷۶	۴۳۳ خطبہ عربی نثر میں پڑھا جائے

صفحہ	مضمون
۲۷۶	۴۲۴ عربی میں خطبہ مسنون ہے ..
۲۷۸	۴۲۵ (۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے
"	(۲) خطبہ میں روزا پیکیٹر کا سنتاں ..
"	۴۲۶ خطبہ سے پہلے یہ بعد میں اس کا ترجمہ کرنا ..
۲۷۹	۴۲۷ خطبہ غیر عربی میں سنت متواترہ کے خلاف ہے
۲۸۰	۴۲۸ خطبہ غیر عربی میں مکروہ ہے
"	۴۲۹ اذان ثانی خطیب کے سامنے لگی جائے
"	۴۳۰ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں
۲۸۱	۴۳۱ خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے
"	۴۳۲ خطبہ میں بدستور اسلام کے لئے دعا ..
"	۴۳۳ خطبہ سے پہلے وضو کمنا درست ہے
۲۸۲	۴۳۴ بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے ..
"	۴۳۵ (۱) خطبہ میں "اللہم اید الہ اسلام" دعا پڑھنا
"	(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام سیکر دے کرنا ..
"	(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں نہ بیان کی جائیں ..
"	(۴) غیر تابع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا
"	(۵) بادشاہ کو خوشی کرنے کے لئے نعرے لگانا
"	(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیسے لفظ ہونے چاہئیں
۲۸۳	۴۳۶ خطبوں کے درمیان میں اتھ اٹھ کر دعا مانگنا
"	فصل چہارم . تقصیل یوم جمعہ
"	۴۳۷ جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں
"	۴۳۸ اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے
۲۸۵	۴۳۹ اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنون ہے
"	۴۵۰ اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بار نہ کرنا
۲۸۶	فصل پنجم . مصافحہ بعد جمعہ و عیدین ..
"	۴۵۱ بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں
"	فصل ششم . امت جمعہ

صفحہ	مضمون
۲۸۶	۴۵۲ ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام
۲۸۷	۴۵۳ نماز جمعہ میں سجدہ سو کا حکم
	فصل ہفتم تعدد جمعہ
۲۸۸	۴۵۴ متعدد مساجد میں نماز جمعہ
۲۸۸	۴۵۵ متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے
۲۸۹	۴۵۶ شر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے
۲۹۰	۴۵۷ نماز جمعہ محلہ کی مسجد میں افضل ہے
۲۹۰	۴۵۸ قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم
۲۹۱	۴۵۹ ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے
۲۹۱	۴۶۰ دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم
۲۹۱	فصل ہشتم جمعہ کے نوافل مسنونہ
۲۹۱	۴۶۱ سنت جمعہ کے لئے "اصوۃ قبل اجمہ" پکارنا
۲۹۱	۴۶۲ بروز جمعہ زول کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم
۲۹۲	فصل نہم مسافر کا جمعہ
۲۹۲	۴۶۳ سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں
۲۹۲	فصل دہم عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین
۲۹۲	۴۶۴ عورتوں کے جمعہ میں شریک ہونے کا حکم
۲۹۲	۴۶۵ سوال مثل بالا
	چھٹا باب
	نماز عیدین
۲۹۳	۴۶۶ شفعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم
۲۹۳	۴۶۷ نماز عید میدان میں او کرنا سنت ہے
۲۹۳	۴۶۸ عورتوں پر نماز عید واجب نہیں
۲۹۳	۴۶۹ نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم
۲۹۵	۴۷۰ عید گاہ میں بند آواز سے ذکر کرنا
۲۹۶	۴۷۱ نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے
۲۹۶	۴۷۲ مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
۲۹۶	(۲) شہر - باہر میں نماز عید پر بھی جائے
"	(۲) بلاندر مسجد میں نماز عید پر جتنا کیسا ہے ؟
"	(۳) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے
"	(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے ؟
"	(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز عید کا حکم
"	(۷) "قدوئی عبدالحی" کی عبارت کی تحقیق
۲۹۸	۳۷۳ عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے سے جانا کیسا ہے ؟
"	۳۷۴ دوران خطبہ پندہ کا حکم
"	۳۷۵ خطبہ کے وقت تکبیر کے سارے میں "تکبیر" کی عبارت کا مطلب
۲۹۹	۳۷۶ عیدین کی نماز کے بعد دعا
۳۰۰	۳۷۷ (۱) دعا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد
"	(۲) جمعہ و عید کے دن قارہ بچنا
"	(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے ؟
"	۳۷۸ جمعہ و عیدین میں سمو کا حکم
"	۳۷۹ (۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونا جائز ہے ؟
"	(۲) عید نبوی ﷺ اور صحابہؓ میں عورتیں عید گاہ میں جاتی تھیں یا نہیں ؟
"	(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے ؟
۳۰۲	۳۸۰ عید کے دن گلے ملنا رسم ہے
"	۳۸۱ عید الاضحیٰ جلد بڑھنا بہتر ہے
۳۰۳	۳۸۲ عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا
"	۳۸۳ عید گاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے
"	۳۸۴ صحیح لفظ "عید الاضحیٰ" ہے
۳۰۴	۳۸۵ (۱) نماز عید آبادی سے باہر میں پڑھنا سنت ہے
"	(۲) نماز عید کھے میدان میں پڑھنا سنت متورثہ ہے
"	۳۸۶ سنت زندہ کرنے کا ثواب
"	۳۸۷ شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع
۳۰۵	۳۸۸ نماز عید میں سجدہ سمو کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۰۵	۴۸۹ تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے
"	۴۹۰ نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم
۳۰۶	۴۹۱ شفعی امام کا دوسرا مرتبہ نماز عید پڑھانا
"	۴۹۲ نماز عیدین کے لئے اذان مسنون نہیں
"	۴۹۳ نماز عید کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم
۳۰۷	۴۹۴ عورتوں کا نماز عید کے لئے جہاز نہیں
"	۴۹۵ نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے
"	۴۹۶ عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے
"	۴۹۷ عید ورنکاح پڑھانے کی اجرت سینے والے کی مامت
۳۰۸	۴۹۸ نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے
	ساتواں باب
	سنن و نوافل
۳۰۸	فصل اوں سنت فجر
"	۴۹۹ جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم
۳۱۰	۵۰۰ جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں
۳۱۱	۵۰۱ جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم
"	۵۰۲ سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟
"	۵۰۳ وقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم
۳۱۲	۵۰۴ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سو زنج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں
"	فصل دوم حکام سنن و نوافل
"	۵۰۵ وقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم
۳۱۳	۵۰۶ سام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے
"	۵۰۷ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے
۳۱۴	۵۰۸ نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں
۳۱۵	۵۰۹ (۱) تر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
"	(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں و نوافل ثابت ہیں یا نہیں؟
"	۵۱۰ سنتوں و نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

صفحہ	مضمون
۳۱۶	۵۱۱ وتر کے بعد نوافل پڑھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر
۳۱۷	۵۱۲ سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں
۳۱۸	۵۱۳ سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیت مسجد کا حکم
۳۱۹	۵۱۴ فرضوں سے پہلے اور بعد میں سنتوں کی کیا حکمت ہے ؟
۳۲۰	۵۱۵ (۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں ؟
۳۲۱	(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کس وقت پڑھیں ؟
۳۲۲	(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں
۳۲۳	۵۱۶ وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت
۳۲۴	۵۱۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں ؟
۳۲۵	۵۱۸ وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۲۶	۵۱۹ سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم
۳۲۷	۵۲۰ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۲۸	۵۲۱ نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں
۳۲۹	۵۲۲ چند احادیث کا مطلب
۳۳۰	۵۲۳ جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں ؟
۳۳۱	۵۲۴ ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے ؟
۳۳۲	۵۲۵ سنت پڑھے بغیر امامت کر سکتا ہے
۳۳۳	۵۲۶ سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتے ہیں ؟
۳۳۴	۵۲۷ سنتوں اور نفوں کے حدود
۳۳۵	۵۲۸ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے
۳۳۶	۵۲۹ ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار ؟
۳۳۷	۵۳۰ جمعہ کی سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے
۳۳۸	فصل سوم - تحیت الوضو اور تحیت المسجد
۳۳۹	۵۳۱ نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیت الوضو اور تحیت المسجد کا حکم
۳۴۰	فصل چہارم : نماز استسقاء
۳۴۱	۵۳۲ استسقاء نماز ہے یا صرف دعاء و استغفار
۳۴۲	۵۳۳ نماز استسقاء کا طریقہ

صفحہ	مضمون
۳۲۵	۵۳۴ نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے
۳۲۶	۵۳۵ (۱) نماز سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے
۴	(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں ؟
۴	(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں ؟
۳۲۸	فصل پنجم . صلوة الحاجۃ
۴	۵۳۶ صلوة الحاجۃ کا طریقہ
۴	فصل ششم : تحیۃ الوتر
۴	۵۳۷ وتر کے بعد دو رکعت نفس ثابت ہے
	آٹھواں باب
	دعا بعد نماز
۳۲۹	۵۳۸ سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعائیں نہیں
۴	۵۳۹ ایضاً
۴	۵۴۰ سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیوجہ ہے ؟
۳۳۰	۵۴۱ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم
۴	۵۴۲ نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصحفہ کا حکم
۴	۵۴۳ نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے
۳۳۱	۵۴۴ ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایساں ثواب کرنا
۴	۵۴۵ ایضاً
۴	۵۴۶ دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد ؟
۳۳۲	۵۴۷ دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے ؟
۳۳۳	۵۴۸ فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے ؟
۴	۵۴۹ مغرب کی نماز کے بعد مختصر اذعان لگی جائے
۳۳۴	۵۵۰ نماز کے بعد بآواز بلند کلمہ کا ورد
۴	۵۵۱ بعد نماز عید دعا ثابت ہے یا نہیں ؟
۴	۵۵۲ دعائیں ”حینا ربنا بالسلام“ کا اضافہ
۳۳۵	۵۵۳ امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے ؟

صفحہ	مضمون
۳۳۵	۵۵۲ نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے ..
۳۳۶	۵۵۵ بعد نماز دعائیں ”ربنا و تعالیٰ“ کی زیدتی ..
“	۵۵۶ فرض نماز کے بعد کتنی دیر دعا مانگی جائے ؟ ..
“	۵۵۷ ”اللہم یا و احب الوجود“ کہہ کر دعا کرنا ..
“	۵۵۸ سنن و نوافل کے بعد دعائے بارے میں مفصل بحث ..
	نواں باب
	مسافر کی نماز
۳۴۲	۵۵۹ وطن صلی کب باطل ہوتا ہے ؟ ..
۳۴۳	۵۶۰ (۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم ..
“	(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم ..
“	۵۶۱ قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم ..
۳۴۴	۵۶۲ مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے ؟ ..
۳۴۵	۵۶۳ ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم ..
“	۵۶۴ انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر ..
“	۵۶۵ (۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں ؟ ..
“	(۲) جس راستہ پر چھے اس کا اعتبار ہوگا ..
“	(۳) وطن اقامت سے دور کرنے والے کا حکم ..
۳۴۶	۵۶۶ سفر کے اردے اسٹیشن پر پہنچنے اور نماز پوری پڑھے ..
“	۵۶۷ ہمت سفر پر رہنے والے کے لئے نماز کا حکم ..
۳۴۷	۵۶۸ (۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے ؟ ..
“	(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں ..
“	۵۶۹ (۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کیسے پڑھے ؟ ..
“	(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں ؟ ..
“	(۳) سفر میں سنتوں کا حکم ..
۳۴۸	۵۷۰ ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے ..
“	۵۷۱ (۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے ..
“	(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں ..

صفحہ	مضمون
۳۷۸	(۳) متقیم نے مسافر نام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
"	(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح راکریں؟
۳۷۹	۵۷۲ بحری جہاز کے نماز میں کیلئے نماز کا حکم
۳۸۰	۵۷۳ جواب الجواب
	دسواں باب
	قضاء نمازیں
۳۸۱	۵۷۴ قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟
۳۸۲	۵۷۵ فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے تو بہ کافی نہیں
"	۵۷۶ فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کیا جائے؟
"	۵۷۷ قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں
۳۸۳	۵۷۸ عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
"	۵۷۹ عصر کے بعد فوت شدہ نمازیں پڑھنا جائز ہے
"	۵۸۰ قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ
۳۸۴	۵۸۱ پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
"	۵۸۲ قضائے عمری کی حقیقت
۳۸۶	۵۸۳ قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے
"	۵۸۴ کنویں سے مراہو، جانور نکلا، تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے
	گیارہواں باب
	نماز وتر و دعائے قنوت
"	۵۸۵ امام دعائے قنوت بھول گیا، پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۸۷	۵۸۶ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا تہوت
"	۵۸۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۸۸	۵۸۸ فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
"	۵۸۹ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟
"	۵۹۰ کچھ رعایت تراویح رہ جائے تو وتر کے بعد پڑھ لے
"	۵۹۱ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں اخلاص پڑھنا
۳۸۹	۵۹۲ (۱) تارک واجب گناہ گار ہے

صفحہ	مضمون
۳۸۹	(۲) وتر واجب ہے یا نہیں ؟
"	(۳) وتر کا ناک گنہ گار ہے
"	(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض ؟
"	(۵) عیدین کا ناک گنہ گار ہے
۳۹۰	۵۹۳ () فرض و جب اور سنت کی تعریف کیا ہے ؟ ورنہ کے تارک کا کیا حکم ہے ؟
"	(۲) وتر کے تارک کا حکم
۳۹	۵۹۴ وتر کا ثبوت
۳۹۲	۵۹۵ دے قنوت وتر سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں ؟
	بارھواں باب
	نماز تراویح
۳۹۲	۵۹۶ تراویح میں ختم قرآن کے بعد سورہ قمر کی چند آیات پڑھنا
۳۹۳	۵۹۷ (۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والے تراویح میں ہم ان سکتے ہیں
"	(۲) تراویح کے بعد آنے والے میں شریک ہو سکتے ہیں
"	۵۹۸ (۱) تراویح میں دوسری رکعت میں قعدہ کے بغیر تیسری پر سجدہ پھیر دیا تو اچھا ہے یا واجب ہے ؟
۳۹۴	(۲) درمیانی قعدہ کے بغیر چوتھیں رکعت تراویح کا حکم
"	۵۹۹ ہر ترویجہ میں بندہ آواز سے ذکر
"	۶۰۰ تراویح پڑھنے والے کی اجرت و رتبہ کا حکم
۳۹۵	۶۰۱ (۱) حضور ﷺ سے پیش رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں ؟
"	(۲) کیا حضرت عمرؓ موجود تراویح میں ہیں ؟
"	(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا
۳۹۶	۶۰۲ فرض لگ پڑھنے والوں میں شریک ہو سکتا ہے
"	۶۰۳ ایک حدیث کی تحقیق
۳۹۷	۶۰۴ ایک سجدہ کے ساتھ پیش رکعت تراویح
"	۶۰۵ پیش رکعت تراویح کا ثبوت
۳۹۸	۶۰۶ تراویح کے بارے میں چند حدیث کی تحقیق
۳۹۹	۶۰۷ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق
۴۰۰	۶۰۸ ایک اشکال اور اس کا جواب

صفحہ	مضمون
۳۰۱	۶۰۹ حضور ﷺ سے کتنی رکعت تراویح ثابت ہے ؟
"	۶۱۰ قراءت مقتدیوں کے عار کے مطابق کی جائے
۳۰۲	۶۱۱ تبیینہ جائز ہے یا نہیں ؟
"	۶۱۲ مروجہ شبینہ کا حکم
۳۰۳	۶۱۳ چند حدیث کی تحقیق
۳۰۴	۶۱۴ سفر میں تراویح کا حکم
"	۶۱۵ جتنی رکعت فاسد ہوئیں ان میں پڑھی ہوئی منزل کا عائدہ کیا جائے
۳۰۵	۶۱۶ دور نبوی ﷺ اور صحابہ میں کتنی رکعت تراویح پڑھنا سنت ہے ؟
۳۰۶	۶۱۷ ایک سہم کے ساتھ چھ رکعت تراویح
"	۶۱۸ (۱) تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت ہو کہہ ہے
"	(۲) تنہا فرض پڑھنے والوں کو تراویح کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
۳۰۷	۶۱۹ بیس رکعت تراویح پر مکرر ارعہ کا اتفاق ہے
"	۶۲۰ پندرہ سال لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم
"	۶۲۱ حضور ﷺ سے کتنی رکعت تراویح ثابت ہیں ؟
۳۰۸	۶۲۲ جبرت لیکر تراویح پڑھنا
"	۶۲۳ درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دو شمار ہوں گی
"	۶۲۴ (۱) تنہا فرض پڑھنے والوں کو تراویح کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
"	(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم
۳۱۰	۶۲۵ امامت کی اجرت لینا جائز ہے تراویح کی نہیں
"	۶۲۶ نباح کے پیچھے تراویح جائز نہیں
"	۶۲۷ تراویح میں دو مرتبہ قرآن مجید کا ختم
۳۱۱	۶۲۸ (۱) تراویح میں تسبیح معتمون آواز سے پڑھی جائیں
"	(۲) وتر کے بعد "مسحان الملک القدوس" پسند آواز سے پڑھنا
"	۶۲۹ تراویح میں نباح کی امامت کا حکم
۳۱۲	۶۳۰ () پیسے دیکر تراویح پڑھنا جائز ہے ؟
"	(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا
"	(۳) تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز

صفحہ	مضمون
۳۱۲	(۴) تراویح کی اجرت میں ناجائز نہیں۔
	تیرھواں باب
	سجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ
۳۱۳	۶۳۱ بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثابت نہیں۔
۳۱۴	۶۳۲ نماز کے بعد سجدہ دعائیہ کا حکم
۳۱۵	۶۳۳ ”سورہ ص“ میں کوئی آیت پر سجدہ کیا جائے
۳۱۵	۶۳۴ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی توار ہو گی۔
۳۱۵	۶۳۵ صبح کی نماز کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے۔
	چودھواں باب
	سجدہ سو
۳۱۶	۶۳۶ مقدار رکن کی تاخیر سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے۔
۳۱۶	۶۳۷ سجدہ سو کئے بغیر ’سلام پھیر دیا‘ تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۱۷	۶۳۸ ”احتیات“ کے بجائے ”الحمد للہ“ پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا۔
۳۱۷	۶۳۹ جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کا حکم۔
۳۱۷	۶۴۰ جہری نماز میں سزا قراءت کی تو سجدہ سو واجب ہوگا۔
۳۱۸	۶۴۱ قعدہ اولیٰ میں ”اللھم صل علی محمد“ تک پڑھ لیا تو سجدہ سو واجب ہوگا۔
۳۱۸	۶۴۲ عیدین کی تکبیرات زود میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟
۳۱۸	۶۴۳ تاخیر واجب سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے۔
۳۱۹	۶۴۴ امام نے مغرب کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا بتنانے پر تیسری رکعت ملا کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی؟
۳۱۹	۶۴۵ دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگی
۳۱۹	۶۴۶ سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب۔
۳۲۰	۶۴۷ جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟
۳۲۰	۶۴۸ (۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہوا تو سجدہ سو واجب ہوا یا نہیں؟
۳۲۰	(۲) سجدہ سو کئے بغیر ’سلام پھیر دیا‘ تو نماز ہوئی یا نہیں؟
	پندرھواں باب
	رکوع، سجدہ اور قعدہ
۳۲۱	۶۴۹ نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں۔

صفحہ	مضمون
۴۲۰	۶۵۰ سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم
۴	۶۵۱ اہم کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا
۴	۶۵۲ رکوع میں ”ربیٰ العظیم“ کے بجائے ”ربیٰ کریم“ پڑھنا
۴۲۲	۶۵۳ کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم
۴	۶۵۴ تشدد میں حضور ﷺ کا تصور کرنا
	سوٹھواں باب
	نماز کی تعریف اور طریقے (صفة الصلاة)
۴۲۳	۶۵۵ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کس تک جھکے؟
۴۲۴	۶۵۶ دوسری رکعت کے لئے ٹھٹھے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا
۴	۶۵۷ عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ
۴	۶۵۸ نماز میں ہاتھ اور بدن کا ہانا مکروہ ہے
۴۲۵	۶۵۹ نماز میں ارسال یدین کا حکم
۴	۶۶۰ (۱) نماز کی رکعات ثابت ہیں یا نہیں؟
۴	(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟
	ستر وال باب
	مستحبات نماز
۴۲۶	۶۶۱ تشدد میں انگلی سے اشارہ حدیث ثابت ہے
۴۲۷	۶۶۲ تشدد میں انگلی کس وقت اٹھانی جائے؟
۴۲۸	۶۶۳ انگلی اٹھائے رکھنا بہتر ہے یا گرا لینا؟
	اٹھارواں باب
	مفسدات و مکروہات نماز
۴۲۸	۶۶۴ سستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے
۴	۶۶۵ سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے سینہ مکروہ ہے
۴۲۹	۶۶۶ نماز کے سامنے چراغ ہونا
۴	۶۶۷ مصر کی تیسری رکعت پر سبدم پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
۴	۶۶۸ جالی والی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں
۴۳۰	۶۶۹ پانچامہ ٹخنوں سے نیچے ٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

صفحہ	مضمون
۲۳۰	۶۷۰ نکلیں بند کر کے نماز پڑھنا
	فی سوال باب
	مدرک، مسبوق، لاحق
۲۳۱	۶۷۱ (۱) مسبوق تکبیر کہتے ہوئے رکوں میں چلا گیا
۲۳۲	۶۷۲ (۲) "لہ" کھڑے ہونے کی حالت میں "اکبر" رکوع میں جا کر کھانا نماز صحیح ہوئی
۲۳۳	۶۷۳ جن کا امام کے پیچھے رکوع چلا جائے ان کی یہ رکعت فوت ہو گئی
۲۳۴	۶۷۴ مقتیم مسبوق مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟
۲۳۵	۶۷۵ مغرب کے قعدہ ادا میں شریک ہونے والے کے کیا حکم ہے؟
۲۳۶	۶۷۶ آخری دور رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟
۲۳۷	۶۷۷ مقتیم کی کا دور نماز وضو ٹوٹ گیا تو کس طرح کرے؟
۲۳۸	۶۷۸ مسبوق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟
۲۳۹	۶۷۹ مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی؟
۲۴۰	۶۸۰ کسی وجہ سے نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے؟ مسبوق کے کیا حکم ہے؟
۲۴۱	۶۸۱ (۱) مسبوق مجدد سو میں امام کی متابعت کرے۔
۲۴۲	۶۸۲ (۲) مسبوق نے مجدد یا سو مجدد سو کے ساتھ امام کی متابعت کی تو نماز ہوئی؟
۲۴۳	۶۸۳ (۳) مسبوق امام کے ساتھ نہ نہ پھیرے
۲۴۴	۶۸۴ (۴) مسبوق نے مجدد یا سو امام کے ساتھ نہ نہ پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
۲۴۵	۶۸۵ مسبوق بقیہ نماز کے سنے کب کھڑا ہو؟
۲۴۶	۶۸۶ مغرب کی ایک رکعت پانے والا بقیہ رکعتوں میں قراءت کرے
۲۴۷	۶۸۷ تکبیر تحریمہ رکوع میں جا کر ختم کی تو نماز نہیں ہوئی
۲۴۸	۶۸۸ مسبوق کے تکبیر تحریمہ کہتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۲۴۹	۶۸۹ جس کا امام کے پیچھے رکوع رد جائے تو کیا حکم ہے؟
۲۵۰	۶۹۰ دو رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قراءت کرے
۲۵۱	۶۹۱ جمعہ کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟
	فی سوال باب
	قنوت نازلہ
۲۵۲	۶۹۲ نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۴۳۹	۶۸۹ قنوت نازلہ جہ نزل ہے یا نہیں ؟ ...
۴۴۱	۶۹۰ قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حضر ہونا ضروری نہیں
"	۶۹۱ جواب دیگر
۴۴۲	۶۹۲ قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ ..
"	۶۹۳ جواب دیگر ...
۴۴۳	۶۹۴ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی
۴۴۹	۶۹۵ قنوت نازلہ پر شکال اور اس کا جواب ..
	ایک سو باب
	قراءت و تلاوت
۴۵۲	۷۹۶ فجر و ظہر میں طوالت منسل پر چند سنت ہے
"	۷۹۷ نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم ...
۴۵۳	۷۹۸ "فمن نسی" کی جگہ "فمن تبعہ" پڑھا تو کیا حکم ہے
"	۷۹۹ درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے
"	۸۰۰ "بھیرا" کے وقف پر نون کی پودینہ
"	۸۰۱ "لہ الحمد" پڑھنے سے نماز ہوئی یا نہیں ؟
۴۵۴	۸۰۲ ترویج میں دیکھ کر قرآن پڑھنا ..
"	۸۰۳ پہلی رکعت میں "سورہ اعلیٰ" اور دوسری میں "سورہ غافہ" پڑھنا
۴۵۵	۸۰۴ نماز میں آیتوں کا تکرار ..
"	۸۰۵ مل کر قرآن خوانی کا حکم
"	۸۰۶ ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا
"	۸۰۷ قراءت میں غلطی سے سجدہ سموا واجب نہیں ہوتا
۴۵۶	۸۰۸ جمعہ، عیدین و ترویج میں جہر قراءت واجب ہے
"	۸۰۹ وہ سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فیصلہ کرنا مکروہ ہے
"	۸۱۰ نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے
"	۸۱۱ امام کو قنوت پڑھنا جائز ہے
۴۵۷	۸۱۲ (۱) ہر رکعت کی ابتدا میں "بسم اللہ" پڑھنا
"	(۲) ہر رکعت میں "سبحان" پڑھنا یا نہیں ؟

صفحہ	مضمون
۴۵۷	۳ سورہ یسین کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں ؟
۴۵۸	۱۴ خراج از صلوٰۃ کے لقمہ سے فساد نماز کا حکم
۴۵۸	۱۵ پہلی رکعت میں ”خلاص“ اور دوسری میں ”علاق“ پڑھنا
۴۵۹	۶ ”قد فح“ کو ”قد فح“ پڑھنا
۴۵۹	۱۷ (۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم
۴۶۰	(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں ”بسم اللہ“ پڑھنا سنت ہے
۴۶۱	(۳) ”سورہ فاتحہ“ نہ پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا
۴۶۱	(۴) ”سورہ فاتحہ“ قرآن کا جزو ہے یا نہیں ؟
۴۶۱	۸ امام بھوں جائے تو لقمہ دینا جائز ہے
۴۶۱	۱۹ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے
۴۶۱	۲۰ مقتدی نے امام کی قراءت پر ”سبحان اللہ“ تو نماز فاسد ہوئی ؟
۴۶۱	۲۱ ”سورہ فاتحہ“ کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے ؟
۴۶۱	۲۲ قراءت مسنونہ کے بعد امام کو قلمہ دینا مضیہ صلوٰۃ نہیں
۴۶۱	۲۳ غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں
۴۶۲	۲۴ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے
۴۶۲	۲۵ بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے
	باب کیسواں
	فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، اور بسم اللہ بالجہر
۴۶۳	۲۶ (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے ؟
۴۶۳	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم
۴۶۳	(۳) مقتدی آمین سرائے کی جہر ؟
۴۶۳	(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم
۴۶۳	۲۷ فاتحہ خلف الامام کا حکم
۴۶۵	۲۸ (۱) صحابہ کرام نے رفع یدین در آمین بالجہر کیا نہیں ؟
۴۶۵	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں ؟
۴۶۵	۲۹ احناف کے نزدیک فاتحہ خلف امام جائز نہیں
۴۶۶	۳۰ (۱) آمین بالجہر کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۶۶	(۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنے ..
"	(۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے؟ ..
"	(۴) آمین بالجہر والے کو موذی کہنا ..
"	(۵) جماعت بل حدیث کو گمراہ کہنا اور ان سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟ ..
۳۶۷	۳۱۔ "بسم اللہ" سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟ ..
۳۶۹	۳۲۔ (۱) مرض و فوت میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟ ..
"	(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی یا سرا؟ ..
۳۷۰	۳۳۔ () غیر مقدمہ خفیوں کی جماعت میں آمین بالجہر در رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟ ..
"	(۲) اہل السنۃ والجماعت کسے کہتے ہیں؟ ..
"	(۳) غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ ..
"	(۴) سبقتہ دور میں آمین بالجہر اور خف و دل کا کیا معمول تھا؟ ..
۳۷۲	اقتباس از تقریر ترمذی (حضرت مفتی اعظم) ..
تنیسوال باب	
ستر عورت	
۳۷۵	۳۴۔ کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے ..
"	۳۵۔ سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا ..
"	۳۶۔ ننگے سر نماز کا حکم ..
"	۳۷۔ دھوٹی باندھ کر نماز پڑھنا ..
۳۷۶	۳۸۔ دھوٹی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا ..
"	۳۹۔ مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟ ..
"	۴۰۔ پائیہ کے اندر انگلی پہن کر نماز پڑھنا ..
۳۷۷	۴۱۔ سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے ..
"	۴۲۔ گھٹن ستر میں داخل ہے ..
۳۷۸	۴۳۔ آدھی ستین والی ہین میں نماز ..
"	۴۴۔ عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟ ..

صفحہ	مضمون
	پوچھ سوال باب متفرقات
۴۷۸	۷۴۵ تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے ؟
۴۷۹	۷۴۶ نماز عصر اور فجر کے بعد اہم کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا
"	۷۴۷ "من ترك الصلاة متعمداً" کا مطلب
"	۷۴۸ نابالغ کو نماز روزہ کا توایب ملتا ہے یا نہیں ؟
۴۸۰	۷۴۹ تشہد میں "سبح" سے شرع سنت ہے
"	۷۵۰ نیت میں "منہ طرف کعبہ" نیت کی ضرورت نہیں
"	۷۵۱ نماز کے بعد بدھ روزے سے سوام کرنا
۴۸۱	۷۵۲ نماز میں ہم کا جیسہ ستر حلت کرنا
"	۷۵۳ عید گاہ میں نماز استغفریر سننا
"	۷۵۴ صحیح کی نماز کے بعد مصافحہ کا معمول
۴۸۲	۷۵۵ جہ کی نماز میں منفرات کے لئے قراعت کا حکم
"	۷۵۶ (۱) جیب میں روپ رکھ کر نماز پڑھنا
"	(۲) سجدے کی جگہ کے رُج میں تو بیٹھا سکتے ہیں
۴۸۳	۷۵۷ (۳) درود میں "سیدنا کا خدو"
"	(۲) "وکن من اساجدیں" سے پہلے تین مرتبہ "واستغفرہ" پڑھنا
"	۷۵۸ قلم و ریمہ کی سنتوں میں ثاب پڑھنے کا حکم
"	۷۵۹ نماز کی کے سامنے کتنی اور تکرار اجازت ہے ؟
۴۸۴	۷۶۰ نجاست گئی ہوئی صوف پر نماز کا حکم
"	۷۶۱ عید تارک نماز کا حکم
۴۸۵	۷۶۲ (۱) صاحب ترتیب کے کہتے ہیں ؟
"	(۲) قضا عید کے دن سات دن وقت نماز پڑھنا
"	۷۶۳ نماز نیت کے حد مقتدیوں نے آگے چلے رکھنا
۴۸۶	۷۶۴ "سوم عظیم" دن
"	۷۶۵ محلہ کی مسجد میں نماز افضل ہے
"	۷۶۶ خدیہ نماز کے لئے ڈیڑھ گھنٹہ کا سنتیں

صفحہ	مضمون
۲۸۷	۷۶۷ (۱) محراب سے بہت کرجاعت کرنا
"	(۲) مسجد میں جماعت تانیہ کا حکم ..
"	(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اس کا ترجمہ پڑھنا
"	(۴) عمدہ بندھ کر نماز پڑھنا فضیل ہے
۲۸۸	۷۶۸ بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟
"	۷۶۹ بے نمازی کا جنازہ پڑھانے
"	۷۷۰ قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت
۲۸۹	۷۷۱ () مسجد میں بآواز بلند 'سورہ کف' پڑھنا
"	(۲) بعد نماز بلند آواز کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟
"	۷۷۲ کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے
۲۹۰	۷۷۳ نماز کے بعد مصافحہ بدعت سے
"	۷۷۴ منقش چنمازیر نماز کا حکم
"	۷۷۵ عمدہ اتارک نماز فاسق ہے
۲۹۱	۷۷۶ () جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟
"	(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے
"	(۳) جیل میں جماعت کرنا جائز ہے
"	(۴) حجبہ بھوک بڑھانے کا حکم
"	۷۷۷ بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے
۲۹۲	۷۷۸ عمدہ اتارک نماز فاسق ہے
"	۷۷۹ نماز کے بعد مصحف کو اسٹ دینا
"	۷۸۰ نماز میں خیالات و وسوسوں کا حکم
۲۹۳	۷۸۱ نماز کب معاف ہوتی ہے
"	۷۸۲ "اتہ اکبر" کہنا مفید نماز سے یا نہیں؟
"	۷۸۳ نماز میں تصور شہنشاہ کا حکم
"	۷۸۴ نماز کے سامنے کتنے قاصدے پڑھنا جائز ہے؟
۲۹۴	۷۸۵ (۱) منتہر پھینکانے والا سنگار ہے
"	(۲) غیر مقصدین اہل السنہ جماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
۳۹۴	(۳) غیر مقدمین کے پیچھے نماز عید کا حکم
"	(۴) عیدین میں مندا یا مناف تکبیرات زوائد چھ ہیں
"	(۵) احناف کو اہل حدیث سے مل سکتے ہیں یا نہیں؟
"	(۶) تراویح تک وتر تنہیں رکعات مستنون ہیں
"	(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت امنا
"	(۸) عام کی موجودگی میں غیر عام کی امامت
"	(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے
۳۹۵	۷۸۶ نماز میں کیا تصور کیا جائے؟

پہلا باب اذان و تکبیر

نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟

(سوال) اذان کی مشروعیت علاوہ جنگانہ نماز کے کسی اور طریق سے بھی حدیث یا فقہ سے ثابت ہوئی یا نہیں؟ جیسا کہ کثرت جنات میں یا آگ کے لگنے میں یا اعمال بزرگوں سے بوقت و بقاء بعد صلوٰۃ عشاء چند اشخاص کا جمعاً فرداً فرداً اذانوں کا کہنا سنا جاتا ہے فی الشرع ثبوت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱) نماز کے علاوہ اذان کئی چیزوں کے لئے ثابت ہے بچے کے کان میں اذان دینا تو معروف و مشہور ہے اس کے علاوہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ شدت غم کے وقت مغموم کے کان میں اذان کہی جائے تو اس کے غم کو زائل کر دیتی ہے قال الملا علی القاری فی شرح المشکوۃ قالوا یسن للمغموم ان یامر غیره ان یؤذن فی اذنه فانه یریل الهم کذا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نقل الاحادیث الواردة فی ذلك فراجعہ انتھی (رد المحتار) (۱) بحر الرائق کے حاشیے میں علامہ خیر رملی نے ذکر کیا ہے کہ کتب شافعیہ میں ہے کہ نماز کے علاوہ بچے کے کان میں اذان کہنا اور مغموم و مصروع اور غضبناک شخص یا کسی بگڑے ہوئے انسان یا جانور کے کان میں اذان کہنا یا دشمن کے حمے کے وقت یا آگ لگ جانے کے وقت یا جنات کی کثرت کی صورت میں اذان مسنون ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک بھی اس میں کچھ بعد نہیں۔ وفی حاشیۃ البحر للخیر الرملى رأیت فی کتب الشافعیۃ انه قد یسن الاذان لغير الصلوۃ کما فی اذن المولود و المغموم و المصروع و الغضبان و من ساء خلقه من انسان او بهیمۃ و عند مردحم الجیش و عند الحریق و عند نعل العیلان ای عند تمرّد الجن لخبر صحیح فیہ اقول ولا بعد فہ عندنا انتھی محتصراً (۲) شدت و بقاء کے وقت بطور عمل کے اگر اذان کہی جائے اور اسے سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے

(سوال) بغیر اذان مسجد میں جماعت کرتے ہیں اور جب کہو تو کہتے ہیں کہ کیا نماز اذان کے سوا بھگتی ہے اس کا جواب حدیث و فقہ سے عنایت فرمائیں؟

(۱) (باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید کمپی کراچی)

(۲) منحة الخالق علی هامش البحر الرائق باب الأذان ۱/۲۶۹ ط دار المعرفة بیروت لبنان و رد المحتار باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید

(جواب ۲) فرض نماز کے لئے اذان سننا سنت مؤکدہ ہے چونکہ یہ شعار اسلام ہے اس کے تارک کو گنہ بہت ہوگا بلکہ اگر کسی شہر وے مصر ہوں تو فقہاء ان سے جہد کا فتویٰ دیتے ہیں وہو سنة مؤکدة ہی کالواجب فی لحوق الاثم (در مختار) قولہ ہی کالواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب علیہ لعل محمد رحمہ اللہ لو اجتماع اہل مدۃ علی ترکہ قاتلتہم علیہ ولو ترکہ واحد صرنتہ و حبستہ (رد المختار) (۱)

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) بعض شہروں میں اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بج کر وقت کا اعلام کیا جاتا ہے آیا یہ امر بدعت حسنہ جائز ہے یا نہیں اور کلاک مسجدوں میں رکھی جاتی ہے اس میں بھی ہر ایک کلاک پر وقت کا اعدام اور کلاکوں کی تعداد کا گھنٹہ بجاتا ہے اور یہ امر بھی مروج ہے آیا یہ بھی بدعت حسنہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۳) اذان کے بعد اعلام الصلوۃ کی غرض سے گھنٹہ بجانا بدعت ہے اگرچہ بعض فقہاء نے تنویب کی اجازت دی ہے اور تنویب کی صورتوں کو تعارف پر چھوڑ دیا ہے لیکن رائج قول یہی ہے کہ تنویب مکروہ و بدعت ہے وہو الموافق للسنة ہاں مسجد میں گھڑی لگانا اور اس کے گھنٹوں کے موافق گھنٹہ بجانے میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ گھنٹہ شرعی جہت سے نہیں بجایا جاتا بلکہ وقت کا اعلام ہے اس میں کوئی حرج نہیں (۲) و اللہ تعالیٰ اعلم

اقامت میں دائیں بائیں مڑنے کا حکم

(سوال) اقامت میں بھی مثل اذان کے حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیے یا نہیں اکثر کتب متون و شروح فقہ میں لکھا ہے کہ الاقامة مثل الادان او مثله الخ تو آیا مثلیت میں تحویل وجہ اور التفات ان ایمن و لتسمل داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۴) ہاں اقامت میں بھی مثل اذان حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے وقت منہ پھیرنا چاہیے کیونکہ تحویل وجہ سنت ہے و يتحول فيه و كذا فيها مطلقاً يميناً و يساراً بصلوة و فلاح لانه سنة الاذان مطلقاً (در مختار) (۳) واللہ اعلم

نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم

(سوال) نابالغ بچے جو اکثر مسجدوں میں اذان کہتے ہیں یا امام خود ان سے اذان کھلا دیتے ہیں اس اذان کو دہرانا

(۱) (باب الادان ۱/۳۸۴ ط سعید) (۲) ولا تنویب الا فی صلاة الفجر لما روی أن علیاً رضى الله عنه رأى مؤذناً ينوب في العشاء فقال "أخرجوا هذا البتدع من المسجد الخ (المبسوط للسرخسی : باب الادان ۱/۱۳۰ ط دار المعرفة بیروت لبنان) (۳) (باب الادان ۱/۳۸۷ ط سعید)

چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۵) بچے اگرنا سمجھ ہوں تو ان کی اذان کو دہرانا چاہیے کیونکہ ان کی اذان سے مقصود اذان یعنی اعلام حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ بچے کھیل میں کہہ رہے ہیں لیکن اگر بچے سمجھدار ہوں اور ان کی اذان سے مقصود حاصل ہو جائے تو وہ اذان جائز ہے دہرانے کی حاجت نہیں (۱)

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائیں

(سوال) اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر مناجات کرنا کیسا ہے اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا
(جواب ۶) اذان کے بعد جو الفاظ ادا کئے جاتے ہیں وہ دعا کے الفاظ ہیں اور رفع یدین آداب دعا میں سے ہے اس لئے ہاتھ اٹھانے میں مضائقہ نہیں (۲)

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا

(سوال) بے شک حدیث صدیق کبرؐ موضوع ہے لیکن شامی نے لکھا ہے کہ تقبیل خضر ابہر میں عند استماع اسمہ ﷺ عند الاذان جائز ہے؟

(جواب ۷) شامی نے اس مسئلے کو قہستانی سے اور قہستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے نیز شامی نے فتاویٰ صوفیہ کا حوالہ دیا ہے کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ دونوں قبل فتویٰ دینے کے نہیں ہیں اور جب کہ حدیث کا ناقابل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنت یا مستحب سمجھنا بے دلیل ہے اور اس کے تدارک کو ملامت یا طعن کرنا مذموم۔ زیادہ سے زیادہ اس کو بطور علاج رد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کر لے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں (۳) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

”اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں“ وجواب دیگر

(سوال) تکبیر داہنی طرف امام کے ہونی چاہیے پشت پر یا بائیں جانب؟ کوئی جگہ افضل اور جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ ۷ رمضان ۱۴۲۲ھ

(۱) فیصح أذان الكل سوى الصبي الذي لا يعقل لأن من سمعه لا يعلم أنه مؤذن بل يظن أنه يلعب بحلّاف النسي العقل، لأنه قريب من الرجال الح (رد المحتار باب الأذان ۱ ۳۹۴ ط سعید)

(۲) الأفضل في الدعاء أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة وإن قلت الح (عالمگیریۃ: کتاب الکراهیۃ الباب الرابع فی الصلاة والتسبیح والذکر والدعاء ۳۱۸/۵ ط مکتبہ ماحدیہ کراتیہ)

(۳) وذكر ذلك الحراحي 'والحال ثم قال' ولم يصح في المرفوع من كل هذا شئ الح (شامية: باب الأذان ۳۹۸/۱ ط سعید)

(جواب ۸) تکبیر کے سنے کوئی جہت اور کوئی صف متعین نہیں ہے (۱)

(جواب دیگر ۹) مسجد میں اذان ایسی جگہ کہنی چاہیے جس سے آواز زیادہ نمازیوں کو پہنچے خواہ جنوب میں ہو یا شمال میں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا

(سوال) امام تکبیر میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت اوباً پھیرے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵، ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۰) امام حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت نہ پھیرے کیونکہ پشت پھیرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) مسجد میں قبل اذان یا بعد اذان کانسی کی گھنٹی باتھ سے بجانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۳ سید محمد شاہ (ضلع احمد آباد) ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱) اگر مسجد بڑی ہو جس کے مختلف گوشوں میں متعدد مؤذن اذان کہتے ہوں جیسے دہلی کی جامع مسجد اور ان مؤذنین کو وقت اذان کی اطلاع دینے کے لئے گھنٹہ بجایا جائے یعنی اذان سے پہلے اس لئے کہ سب مؤذن ایک وقت میں ایک ساتھ اذان کہیں تو یہ جائز ہے نمازیوں کو اطلاع دینے کی غرض سے اذان مقرر ہے اذان کے قائم مقام گھنٹہ بجانا جائز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں

(سوال) جو شخص غلط پسند ہو اور پاکی ناپاکی نہ جانتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو ایسے شخص کو مسجد میں مؤذن و جاروب کش رکھنا کیسا ہے اور ایسے آدمی کے ہاتھ نے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟ بے نمازی کے ہاتھ کا بھر ابو اپنی غیر مطہر ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد حسین صاحب (سارمٹی)

(جواب ۱۲) غلاظت پسند اور بے نمازی کو مؤذن بنانا درست نہیں اگرچہ اس کے ہاتھ کا پانی مطلقاً غیر

(۱) ویقیم علی الارض مکدا فی القیۃ و فی المسجد الخ (ہدیۃ باب الأذان الفصل الثانی فی کلمات الأذان و الامامة و کیفیتہما ۱/ ۵۶ ط ماحدہ)

(۲) فی العالمیگیریۃ " والسۃ ان یؤذن فی موضع عال یكون أسمع لحرابه و یرفع صوته (باب الأذان الفصل الثانی فی کلمات الأذان والامامة و کیفیتہما ۱/ ۵۵ ط ماحدہ)

(۳) ولا تثویب الا فی صلاۃ الفجر لما روی ان علما رضی اللہ عنہ رأی مؤذنا یثوب فی العشاء فقل " احر حوا هذا المتذرع من المسجد الخ (مسوط اسر حسی باب الأذان ۱۰/ ۱۳ ط دار المعرفۃ بیروت لبنان)

مطر تو نہیں لیکن احتیاطاً اور زجراً استعمال نہ کیا جائے تو مضائقہ نہیں (۱) فقط

اذان سے پہلے یہ بعد میں نثارہ بجنا درست نہیں

(سوال) ضرب نثارہ قبل اذان یہ حد اذان برائے ہوشیاری و بیداری غافین جو کہ مسجدوں سے دور رہتے ہیں اور اذان کی آواز کان تک نہیں پہنچتی جائز ہے یا نہیں؟ المفتی نمبر ۴۹۳ محمد صالح مدداری

۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ ۲۲ جون ۱۹۱۵ء

(جواب ۱۳) ضرب نثارہ سف صغین میں مروج نہ تھی اور ممکن ہے کہ عوم اس کو شرعی چیز سمجھنے لگیں اس لئے اس کا رواج قابض ترک ہے اور اذان کے بعد توس کو تنویب کی حیثیت حاصل ہو جائے گی جو مکروہ و ربدعت ہے (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

ایضاً

(سوال) شہر پیراں پٹن گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر ایک پیتل کی تختی جسے گھنٹہ کہتے ہیں صلوٰۃ خمسہ کی اذان مسنون کے بعد بجایا جاتا ہے شرعی یا جائز ہے یا نہیں؟

المفتی نمبر ۵۵ محمد سعید (بمبئی) ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ ۲۷ جولائی ۱۹۱۵ء

(جواب ۴) شریعت مقدسہ نے صلوٰۃ خمسہ کی اطلاع کے لئے اذان مقرر فرمائی ہے وروہ شعار اسلام میں سے ہے اذان کے بعد کوئی اور چیز اطلاع اور اعداء کے لئے نہ تھخیرت ﷺ اور صحابہ کرام و ائمہ عظام نے تعلیم نہیں کی اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بجانے کا طریقہ مقرر کرنے سے اذان کی بے وقتی اور کفار کی مشابہت ہوتی ہے اس لئے یہ بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا لازم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان و اقامت کے اختتام پر محمد رسول اللہ کا اضافہ

(سوال) اذان و اقامت و ردعا بعد صلوٰۃ جماعت کا اختتام صرف لا الہ الا اللہ پر ہونا چاہیے یا محمد رسول اللہ بھی کہنا چاہیے؟ المفتی نمبر ۶۶۱ حمید الدین حمد (ضلع رنگپور)

۲۸ رجب ۱۴۳۵ھ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء

(۱) من سن المؤذن كونه رجلاً عاقلاً، صاحباً عالماً، بالسنن الأوقات، موثقاً عليه، محسباً ثقةً مطهرًا، الح (رد المختار، باب الأذان ۱ ۳۹۳ ط سعید)

(۲) ولا شرب إلا في صلاة الفجر لما روى أن علياً رضي الله عنه رأى مؤذناً يثوب في العشاء فقال: "أحر حوا هذا المتدع من المسجد الح (المسوط للشرح حسبي، باب الأذان ۱ ۱۳۰ ط بيروت)

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما كان المسلمون حين قدموا المدينة يجمعون الصلوات و ليس يادى بها أحد فتكلموا في ذلك يوماً فقال بعضهم: "أحدوا باقوساً مثل باقوس الصاري" وقال بعضهم: "أحدوا قرناً مثل قرن يهود" قال فقير عمر: "أولا نعتون رجلاً يدي بالصلوة" فقال رسول الله ﷺ: "يا بلال! قم فاد بالصلوة (ترمذي باب ما جاء في بدء الأذان ۱ ۴۸ ط سعید كمپنی)

(حواب ۱۵) اذان و قامت کے آخر میں تو بے شک صرف اللہ پر اذان و قامت ختم ہوتی ہے اس کے بعد محمد رسول اللہ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے اور بعد جماعت کے بھی ادعیہ ماثورہ میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے نہیں کرنا چاہیے۔ ماثورہ کے جتنے الفاظ حدیثوں میں ثابت اور منقول ہوں اس کو نہیں الفاظ پر رکھنا چاہیے اگر اذان اور قامت کے اخیر میں محمد رسول اللہ کا اضافہ کسی آواز اور جہ سے کیا جائے جس آواز اور جہ سے اذان و قامت کہی ہے تو یہ اضافہ بدعت ہے اور اگر آہستہ سے کوئی اپنے دل میں محمد رسول اللہ بھی کہے تو یہ مباح ہوگا۔ شرح کی دعائے ماثورہ میں اپنی طرف سے یہ اضافہ مکروہ ہے () محمد کفایت اللہ کان اللہ ۔

فوٹو گرافر کے اذان یا تکبیر کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال) زید فوٹو گرافی کا کام کرتا ہے اور پبندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے بحر کہتا ہے کہ زید کا یہ پیشہ فوٹو گرافی درست نہیں ہے اس لئے نماز میں زید کے تکبیر پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۹۸ محمد حسین (دہلی) ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء

(حواب ۱۶) تصویر و فوٹو گرافی تک ناجائز ہے یعنی جاندار کے فوٹو تصویر کے ہی حکم میں ہیں مگر زید کے اذان یا قامت کہنے سے نماز میں کراہت نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ۔

قامت میں حی علی الصلوة پر کھڑا ہونا مستحب ہے

(سوال) عبارت شرح وقایہ کی و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوة و یشرع عند قد قامت الصلوة آیا یہ سنت ہے یا مستحبات یا چھ ور؟ اگر براہ آرائگی صف قبل حی علی الصلوة کھڑے ہو جائے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ اگر بروقت حی علی الصلوة امام مع قوم کھڑا ہو سیکن وجہ صف آرائی بعد قد قامت الصلوة نماز شروع کرے تو کیا حرج ہے؟

المستفتی نمبر ۹۴۸ متولی جامع مسجد (ڈبرو گڑھ آسٹم) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(حواب ۱۷) و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوة و یشرع عند قد قامت الصلوة (۱) یہ مستحبات میں سے ہے اور یہ بھی جب کہ پہلے سے وگ تنے درست ہو کر بیٹھیں کہ کھڑے ہونے کے بعد صفیں درست نہ کرنا پڑیں بلکہ خود بخود درست ہو جائیں اس کا خلاف یعنی حی علی الصلوة سے پہلے کھڑے ہو جانا جب کہ امام موجود ہو مکروہ نہیں کی طرح قد قامت الصلوة کے بعد نماز شروع کرنا مکروہ نہیں خصوصاً جب کہ تاخیر قامت و تسویہ صفوف کی وجہ سے واقع ہو یہ مسئلہ صرف اسی قدر حیثیت رکھتا ہے اس

سے زیادہ اس کو اہمیت دینا غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

دفع وباء کے لئے اذان کہنا مباح ہے

(سوال) دفع وباء کے لئے اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ تنہا گروہ کے ساتھ مسجد میں یا گھر میں؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبد الستار صاحب (گی) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۰ء
(جواب ۱۸) دفع وباء کے لئے اذانیں دینا تنہا جمع ہو کر بطور علاج اور عمل کے مباح ہے سنت یا مستحب نہیں ہے ۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

اذان میں یہ وقت شہادتیں انگوٹھے چومنا

(سوال) اذان کے وقت شہدان محمد رسول اللہ پر وگ، کثر، گٹھ چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں تو یہ جائز ہے کہ ناجائز؟ اس کو بائستتریح تحریر کیجئے گا۔

المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبد الرزاق صاحب (ضلع میدانی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۹) انگوٹھ چوم کر آنکھوں پر لگانے کا کوئی ثبوت نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے

(سوال) شہر پیران پٹن علاقہ گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر بعد اذان مسنونہ صوۃ خمسہ کے ایک بینٹل کی تختی جسے عرف عام میں (گھنٹہ) کہتے ہیں بجایا جاتا ہے اس کا بجانا شریعت محمدی سے جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۲۳ محمد سعید۔ ناگد یوئی اسٹریٹ نمبر ۱۵۰ بمبئی نمبر ۳

۲۱ رجب ۱۳۵۵ھ ۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از اشرف علی مفتی اول بلدہ و صدارت عالیہ) احمد و مصلیاً۔ ابتداء زمانہ اسلام میں لوگ نہ یک وقت نماز کے لئے جمع نہ ہو سکتے تھے اور ضرورت تھی کہ نماز کے اعلان کا کوئی مخصوص طریقہ ہو صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے یوق اور بعض نے ناقوس وغیرہ کی بہت رائے دی جو یہ کہ شبہ یسود و نصاریٰ ناپسند ہوئی بھی اس امر کی بابت کوئی تصفیہ نہ ہو تھا کہ حضرت عبداللہ بن زید عبید رب انصاری نے اسی غنودگی کی حالت میں جو نیند اور بیداری کے درمیان تھی دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہوا جس کے ہاتھ میں ناقوس سے

(۱) وفي حاشية البحر للبحر الرملی " رامت في كتب الشاعية أنه قد يسن الأذان لعير الصلاة كما في أذان مولود " قال الملا عيسى القاري في " شرح المشكاة " قالوا " يسن للسهموم أن يأمر غيره أن يؤذن في أدبه فإنه يريل إليهم الحج (رد المحتار) باب الأذان ۱/ ۳۸۵ ط سعید۔

(۲) وذكر ذلك الجراحى واطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شئ الحج (رد المحتار) باب الأذان ۱/ ۳۹۸ ط سعید

مشابہ کوئی شے تھی حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اسے خریدنا چاہا تو اس نے پوچھا کہ کیا کرو گے انہوں نے جو ب دیا کہ ہم اپنی نمازوں کا اس سے اعلان کریں گے اس نے کہا کہ میں کیوں ایسی شے تمہیں نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہو بہر حال اس شخص نے اذان کی تعلیم دی اور یہ خواب سماعت فرما کر حضرت نبی کریم ﷺ نے تصدیق فرمائی۔ والممشہور انه ﷺ لما قدم المدينة كان يؤخر الصلوة تارةً وبعجلها اخرى فاستشار الصحابة في علامة يعرفون بها وقت اداء الصلوة لكي لا تفوتهم الجماعة فقال بعضهم نصب علامة حتى اذا رآها الناس ادن بعضهم بعضا فلم يعجبه ذلك و اشار بعضهم بضرب الناقوس فكرهه لاجل انصاري و بعضهم النعخ في الشبور فكرهه لاجل اليهود و بعضهم بالبوق فكرهه لاجل المحوس فتهرقوا قبل ان يجتمعوا على شئ قال عبدالله بن زيد الانصاري فت لا يأخذني النوم و كنت بين النائم واليقظان اذ رأيت شحصا نزل من السماء و عليه ثوبان اخضران و في يده شبه الناقوس فقلت اتبعني هذا فقال ما تصنع به فقلت نصر به عند صلاتنا فقال الا ادلك على ما هو خير من هذا فقلت نعم النخ ض ۱۲۷ حلد اول مبسوط باب الاذان اسلام میں اذان ہی طریقہ اعلان نماز پنجگانہ ہے اذان کے بجائے یا اذان کے بعد ناقوس یا اسی سے مشابہ کسی چیز سے اعلان نماز شرعاً درست نہیں ہے ایسے طریقہ ہائے اعلان کو حضرت نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے فقط اشرف علی مفتی بول بلدہ و صد رت عالیہ

(جواب ۲۰) (از حضرت مفتی اعظم) بے شک بجائے اذان کے یا اذان کے بعد گھنٹہ بجانا اور اس کو نماز باجماعت کا اعلان قرار دینا مکروہ اور بدعت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(سوال) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر آلہ مبر الصوت یعنی لوڈ اسپیکر کا استعمال عند الشرع جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۳۳۶ امام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۴۵۶ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر لوڈ اسپیکر لگانا مباح ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟

(سوال) جب مؤذن نماز جماعت کے وقت تکبیر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے امام کو تکبیر اولیٰ میں مصلیٰ

(۱) ولا تنویب لا فی صلاة الفجر لما روی عن علی بن رضی اللہ عنہ رأى مؤدبا یثوب فی العشاء فقال "أحر حوا هذا المستدخ من المسجد ولحدیث صحاح المسوط للسر حسی باب الأذان ۲۷۵/۱ ط بیروت لبنان (۲) ویسعی للمؤذن فی موضع یكون أوسع للجبران و برفع صوته النخ (البحر الرائق باب الأذان ۲۶۸/۱ ط بیروت لبنان)

کے اوپر کھڑا ہونا چاہیے یہ بعد کو اللہ اکبر جس وقت مؤذن کہتا ہے اس وقت کھڑا ہو یا حی علی الفلاح کے بعد کھڑا ہو یا اگر محمد رسول اللہ کے بعد مصی پر کھڑا ہو جائے تو مقتدی گناہ گار ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۹۶ قاضی کمال الدین صاحب (ضلع کاٹھیاواڑ)

(جواب ۲۲) مؤذن جس وقت اقامت شروع کرے اسی وقت امام مصلیٰ پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر اس وقت کھڑا نہ ہو بلکہ حی علی الصلوة کہنے کے وقت کھڑا ہو تو یہ بھی جائز ہے اس کے بعد بیٹھن نہیں چاہیے بلکہ حی علی الصلوة پر ضرور کھڑا ہونا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا

(سوال) مقتدی اور امام کے لئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جانا اور قد قامت الصلوة پر تحریمہ باندھ لینا ہر وقت مستحب و ضروری ہے یا کسی تعذر مثلاً صف بندی کی درشتگی کی بنا پر ضروری اور مستحب نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین (بہار) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳) مقتدی اور امام حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جائیں یعنی اس کے بعد بیٹھے نہ رہیں یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہ ہوں اگر صف بندی کرنی ہو تو پہلے سے (یعنی شروع اقامت سے) کھڑا ہو جانا بہتر ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد

(سوال) تکبیر اولیٰ کا ثواب سورہ فاتحہ کے ختم سے قبل شریک ہونے میں ملتا ہے یا کسی بھی رکعت میں شامل ہونے سے مل جاتا ہے۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہوی

(جواب ۲۴) تکبیر اولیٰ کا ثواب پہلی رکعت میں بعض فقہاء کے نزدیک قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہونے والے کو اور بعض کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم تک اور بعض کے نزدیک پہلی رکعت میں شریک ہونے والے کو ملتا ہے اور ہر قوں مقبول ہے وسعت رحمت باری کے لحاظ سے آخری قوں رائج ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) فذهب ماثل و جمهور العلماء ! لی أنه ليس لقيامهم حدود لكن استحباب عامتهم القيام إذا أخذ المؤذن في الإقامة (عمدة القدری باب متى يقوم الناس ۵ ۱۵۳ ط بیروت) وقال الطحاوی تحت قوله " والقيام لإمام و مؤمن " واطاهر أنه احتراز عن التأخر لا التقديم حتى لو قام أول الإقامة لا بأس به (حاشية الطحاوی علی الدر المختار باب صفة الصلاة ۱/ ۲۱۵ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۲) انصاف

(۳) و يظهر فائدة الخلاف في وقت إدراك فصيلة تكسرة الافتتاح فعده بالمقاربة و عدهما إذا كبر في وقت الشاء و قيل بدورات الركعة الأولى و هذا أوسع وهو الصحيح الخ (رد المختار باب صفة الصلاة مطلب في وقت إدراك فصيلة الافتتاح ۱/ ۵۲۶ ط سعید)

اذان کا جواب دینا سنت ہے

(سوال) جب مؤذن اذان پڑھتا ہے تو اذان کے الفاظ دہرانا اور بعد میں دعا کا پڑھنا واجب ہے یا سنت یا مستحب اور نہ پڑھنے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۳ فقیر سید منور علی صاحب (بمت نگر) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۳ اگست ۱۹۳۰ء
(جواب ۲۵) اذان کے وقت اذان کے الفاظ کو دہرانا اور حی علی الصلوة حی علی الفلاح کی جگہ، حوں والی قوتاً۔
بند کرنا اور ختم اذان کے بعد اللهم رب هذه الدعوة النامية الحج دعا پڑھنا سنت ہے نہ پڑھنے سے ترک
سنت ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلی

شہادتیں سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں

(سوال) جب مؤذن اذان دیتا ہے تو سننے والا شہد ن محمد رسول اللہ پر دونوں انگشت چوم کر آنکھوں پر رکھتے ہیں تو کیا یہ گناہ ہے یا ثواب؟ المستفتی ۱۱۹۱ محمد موسیٰ صاحب امام مسجد منچن آباد (بہاولپور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶) شہادتیں سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلی

اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں

(سوال) بعد الاذان عند الماء رفع یدین ثابت ہے یا نہیں۔ اگر جواب عدم میں ہو تو بخاری شریف میں جو حدیث ہے اس کا کیا مصعب ہے اذا دعا رسول اللہ ﷺ رفع یدیه الحدیث

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد نصار لدین صاحب ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷) اذان کے بعد کئی دعا میں ہاتھ اٹھانے کا کوئی خاص ثبوت نہیں پس عموم سے استدلال کر کے ہاتھ اٹھانا اور خصوصی ثبوت نہ ہونے کی بنا پر نہ اٹھانا دونوں باتیں جائز ہیں (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلی

اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا تشویب میں داخل ہے

(سوال) () اذان و اقامت کے درمیان الفاظ میں تشویب "اعدم بعد اعلام" ہر نماز کے لئے پکارنا الصلوة

(۱) ویحب وحباً وحباً الحدیثی "نداء الواجب إلا حجة بالقدم من سمع الأذان ما يقول بعده كمقارنة
الاشی الحیعتین شجر فل و فی الصلوة حبر من الیوم" فیقول صدق و بررت و بدعوا عند فراعة بالوسیة
لرسول اللہ ﷺ (النور و شرحه باب الاداء ۱/۳۹۶ تا ۳۹۸ ط سعید)
(۲) و ذکر ذلك الجراحى و اطان ثم قال و لم یصح فی السورخ من کل هذا شئى الح (رد المحتار باب الاداء
۱ ۳۹۸ ط سعید کمپی) (۳) الا فیصل فی الدعاء ان یسقط کفیه و یکون سہما فرحة الح (عالمگیریہ کتاب
الکرہیة باب لربع فی الصلوة و تسبیح و ذکر و دعاء ۵ ۳۱۸ مکنتہ محدثہ کوئٹہ)

والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام سبک یا نبی اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ جائز ہے یا ناجائز لغت اور اصطلاح شرعیہ میں تنویب کے کیا معنی ہیں جس مسجد میں یہ تنویب کبھی نہ پکاری گئی ہو اگر وہاں کچھ لوگ اس کو پکاریں اور بغیر پکارے نماز نہ پڑھیں نہ دوسروں کو پڑھنے دیں اور ان لوگوں پر جو اس فعل کو نا مناسب اور خلاف حکم نبی کریم ﷺ کہتے ہیں لعن و طعن کریں ورنہ ان کو وہابی دیوبندی مردود کافر کہیں اور نرنے جھگڑنے کو تیار ہو جائیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

(۲) حدیث لا تثوبن فی شیء من الصلوٰۃ الا فی صلوٰۃ الفجر ترمذی ص ۷۷ (۱) کی روایت میں جو ایک راوی اسرائیلی واقع ہوئے ہیں ان کو صاحب ترمذی نے ضعیف کہا ہے تو کیا اس سے روایت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں ان کی ثقاہت وعدالت وضبط وغیرہ کے بارے میں کتب اصول سے کیا مستنبط ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ حافظ عبد الجلیل خان صاحب ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۸) تنویب اس معنی کے لحاظ سے کہ اس سے مراد اذان اور اقامت کے درمیان میں کچھ الفاظ پکار کر لوگوں کو نماز کے لئے بدانہ نظر ہو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اذان اور اقامت کے درمیان میں ایسی کوئی چیز نہ تھی نہ حضور ﷺ نے تعلیم فرمائی اس کو لوگوں نے بعد حضور ﷺ کے ایجاد کیا اور صحابہؓ نے اس کا انکار کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کے لئے ایک مسجد میں گئے اور وہاں تنویب پکاری گئی تو وہ اس مسجد سے بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور کہا کہ اس مبتدع کے پاس سے مجھے لے چو یہ واقعہ ترمذی اور ابو داؤد میں موجود ہے امام ابو یوسفؒ نے قاضی یا مفتی یا کسی ایسے ہی شخص کے لئے جو خدمت مسلمین میں مشغول رہتا ہو اس امر کی اجازت دی ہے کہ اس کو اقامت سے کچھ قبل اطلاع دیدی جاوے تو وہ جماعت میں شریک ہو جائے اور خدمت خلق میں نقصان نہ پڑے ان کی اجازت کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اذان اور اقامت کے درمیان تنویب کی رسم ہی قائم کر لی جائے اور پھر طرفہ یہ کہ اس کو ایک واجب کا درجہ دے دیا جائے اور منکر یا تارک کو وہابی مردود کہہ کر حن طعن کیا جائے یہ تو یقینی تعدی اور ظلم اور انتہائی بدعت ہے ترمذی کی روایت ابو اسرائیل الملائکی کی اگرچہ ضعیف ہے مگر عبداللہ بن عمرؓ کی روایت مذکورہ بالا سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قبل عمل ہو جاتی ہے (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

جماعت کے وقت مؤذن کا با آواز بلند درود پڑھنا

(سوال) بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جس وقت نماز کے واسطے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو مؤذن تکبیر

(۱) (ترمذی باب ما جاء فی التثویب فی النحر ۵۰۱ ط سعید کمپی) (۲) قال فی العبدۃ 'احداث المتاحرون التثویب بین الأذان والإقامة عنی حسب ما تعارفہ فی جمیع الصلوات الخ و حصر ابو یوسف بسبب یشتعل بمصالح العامة کالقاصی والمفتی والمدرس الخ (رد المحتار) باب الأذان ۳۸۹ ط سعید کمپی) و عند المتقدمین هو مکروه فی غیر النحر وهو قول الجمهور الخ (البحر الرائق) باب الأذان ۱ ۲۷۵ ط بیروت (سان)

پڑھنے سے پہلے باؤز بلند درود شریف پڑھتا ہے پھر اس کے ملحق تکبیر پڑھتا ہے اور ہر جماعت کے وقت یہی دستور اختیار کیا جاتا ہے آیہ طریقہ شرعاً مستحسن ہے اور اس طریقہ کے لئے شرعی ثبوت موجود ہے اگر شرعی ثبوت نہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۹۶ چودھری اسلوب الہی صاحب دہلی

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹) اقامت سے پہلے باؤز بلند درود شریف پڑھنا کیسے ثابت نہیں نہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام کے زمانے میں اور اگر اس کو ایک طریقہ وائے بنا لیا جائے تو بدعت ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا

(سوال) ایک شخص عرصے سے مسجد کی خدمت یعنی اذان پڑھنی تکبیر کہنی، مسجد کی صفائی دیکھ بھال وغیرہ غرض حسبہ اللہ باجائز مؤذن انجام دیا کرتا تھا وہی نہیں بلکہ اس شخص کا باپ کا بھی یہی حال تھا بعض خود غرض دشمنوں نے مسجد کے ممبران کمیٹی سے شکایت کر، ممبران میں سے بعض انگریزی داں اور وکیل بھی ہیں وہ وکیل صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے یہ کہہ کر اس شخص کو نیک کام سے روکو کر محروم کر دیا کیا یہ فعل ممبران کمیٹی کو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۰ نور الہی صاحب (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۰) اگر کوئی شخص حسبہ اللہ مسجد کی خدمت، صفائی، انگریزی وغیرہ کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہے اور اگر مؤذن مقرر نہ ہو تو اذان و اقامت کہنی بھی موجب ثواب ہے لیکن اگر مؤذن مقرر ہے تو پھر اذان و اقامت مؤذن کا حق بلکہ اس کا منصبی فریضہ ہے اگر ممبران کمیٹی مؤذن سے مواخذہ نہ کریں کہ وہ خود اذان کیوں نہیں کہتا تو مؤذن دوسرے شخص کو اذان و اقامت کی اجازت دے سکتا ہے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص اذان و اقامت کہہ سکتا ہے لیکن اگر کمیٹی مؤذن سے اذان نہ کہنے پر مواخذہ کرے تو کمیٹی کو اس کا حق ہے اور مؤذن کو بھی حق ہے کہ وہ خود اذان کہنے پر اصرار کرے اور دوسرے شخص کو اجازت نہ دے ایسی حالت میں اس شخص کو جو حسبہ اللہ اذان کہنا چاہتا ہے کمیٹی کے قاعدے میں اور مؤذن کے فرض منصبی کی انجام دہی میں مدد نہ کرنی چاہیے بلکہ اگر وہ اس ثواب کو حاصل کرنے کا آرزو مند ہے تو کسی ایسی مسجد میں جس میں مؤذن تنخواہ دار مقرر نہ ہو اذان کہہ کر یہ فضیلت حاصل کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) عن عائشہؓ قالت " قال رسول اللہ ﷺ " من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فهو رد (بخاری باب اد اعطی حور ۳۶/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) التسليم بعد الأذان حدث فی ربع الآخر سنة سعمائة وإحدى وثمانين الح و هو بدعة حسنة (الدر المختار باب الأذان ۳۹۰/۱ ط سعید کمپی)

(۲) أقام غیر من أدن نعیتہ ای المؤذن لا یکره مطلقاً وإن بحصوره کره إن لحقه وحشة الح (التوبیر و شرحه) وفي الشامية " ای مان لم یرض به الح (باب الأذان ۳۹۵/۱ ط سعید)

شہادتیں سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے

(سوال) پنجابی زبان میں ایک کتب ہے جس کا نام پکی روٹی کلاں ہے اس میں تقبیل ابہامین وقت اذان نزدیک سننے اشدان محمد رسول اللہ کے متعلق حدیث لکھی ہے کہ پیغمبر خدا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شہادت دے نوچھ دائیں انگوٹھیں دے لے اکھیں دے رکھداتے پھمداتے پڑھدا قرۃ عینی بلٹ یا رسول حق تعالیٰ گنہ اسدے بخشیندہا ہے اوسیدیں اکھیں کدی در ذکر سن اتے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا لے دڑساں اسنوں طرف بہشت دے جناب یہ تحریر فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع اس پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۲۹۱ علی جس خاں ضلع میانواں (پنجاب)

۷ اذی الحجہ ۱۳۶۰ھ ۵ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۱) تقبیل ابہامین کا کوئی پختہ ثبوت نہیں س لئے اس کو موجب ثواب سمجھ کر کرنا بے ثبوت بات ہے ابتہ بعض لوگ س کو بھاری چشم سے محفوظ رہنے کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں تو اس صورت میں مش دیگر عملیات و تعویذات کے یہ عمل بھی مباح ہوگا مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تارک پر کوئی طعن یا ملامت نہ کی جائے جو اس عمل کو کرے کرے جو نہ کرے نہ کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سوال مثل بالا وجواب دیگر

(سوال) اذان کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور بشرط ثبوت تارک قابل ملامت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۱۷۲ فیروز خاں (جسم) یکم جمادی اول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۲) اذان میں کلمہ اشدان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اس کے متعلق جو روایت مسند فردوس وغیرہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے بعض بزرگوں نے اس فعل کو آنکھوں کی بھاری سے محفوظ رہنے کا ایک عمل قرار دیا ہے تو یہ شرعی بات نہ ہوئی اگر اس کو یہ سمجھ کر کرے کہ اس عمل کو کرنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں تو اسے اختیار ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے نہ اس پر اعتراض کیا جائے کیونکہ عملیات و تعویذات کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں ہر شخص کو حق ہے کہ کوئی عمل کرے ورنہ تعویذ بندھے یا عمل نہ کرے اور تعویذ نہ بندھے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) و ذکر ذلك الحراحي و اطل ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شئى الحج (رد المحتار) باب الأذان ۳۹۸/۱ ط سعید کمپنی

(۲) (حوالہ بالا)

رحوب ۳۳) تقبیل ایہ بین حیثیت یک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں ہاں ایک رقیہ کی حیثیت سے فعل بزرگوں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے کہ یہ نکاحیں دکھنے سے محفوظ رہیں تو حیثیت رقیہ کے کوئی کرے اور نہ کرے تو مورد ازام نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

ذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بیدانا

(سوال) فجر کی اذان دینے کے بعد مؤذن یا دوسرا کوئی شخص محد والوں کو نماز کے سرے محد میں گھر گھر پھر رسید کر سکتا ہے یا نہیں؟ کر سکتا ہے تو کیونکہ اور نہیں کر سکتا تو اس کی توضیح فرمائیں۔
المستفتی نمبر ۳۶۷۲ مفتی مسرور علی صاحب۔ ملازم ہمدرد و اخانہ دہلی۔

۲۹ جون ۱۹۴۲ء ۱۳ رجب ۱۳۶۱ھ

(جواب ۳۴) یہ عمل اور توثیب میں دخل نہیں بلکہ اس سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے دوسرے توثیب بھی ایک امر مستحدث اور مبتدع ہے اذان سے پہلے بہ نیت امر یا معروف اس امر کی گنجائش ہے اذان کے بعد یہ امر کر ہمت سے خالی نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

(جواب از مؤلف مفتی مظہر اللہ صاحب) ہاں اس فعل میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے کہ یہ توثیب کے معنی میں ہے والتوثیب حسن عدد المتاحریں تبیین میں ہے ویوذن الفجر ثم یقعد قدر ما یقرأ عسریں ایہ نہ یؤب ثم یقعد مثل دلت نہ یقیم ھکذا فی العالمگیری ۲ فقط وائد تعدی اعم۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ ام مسجد جامع فتح پور کی دہلی

(جواب الجواب) از حضرت مفتی اعظم۔ توثیب کو اگرچہ متاخرین حنفیہ نے مستحسن قرار دیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ امر مستحدث ہے جتنی رسوخ حدیث و صحیحہ کرام کے زمانے میں توثیب نہ تھی حضرت بن عمر سے منقول ہے کہ وہ اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے وہاں وہاں نے توثیب کی تو وہ بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور چونکہ نایاب ہو گئے تھے اس لئے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس بدعتی کے پاس سے ہم کو بچاؤ چلائے مجاہد قال دخلت مع عبد اللہ بن عمر مسجد او فداذن فیہ و نحن برید ان یصلی فیہ فتوب المؤذن فخرج عبد اللہ بن عمر من المسجد وقال اخرج بنا من عند هذا المستدع ولم یصل فیہ (ترمذی شریف) ۱۰ نیز متاخرین حنفیہ کا توثیب کو مستحسن فرمانا اور اس کی یہ تعریف کرنا کہ اذان کے بعد تھوڑا وقفہ کر کے مؤذن یہ غلط پکار کر کہے الصلوۃ یا قامن

(۱) حوالہ بالا صفحہ گزشتہ

(۲) قال فی العبدہ احذرب المتحرون من لادان ولا فمہ علی حسب ما تعارفوہ و حصہ بر یوسف بن بشیر بمصالح لعمدة کتباصی و ممفی و المدرس الح (رد المحتار) باب لادان ۱ ۳۸۹ ط سعید

۳ باب لادان لفصل اناسی فی کلمات لادان ولا فمہ و کعبتہما ۱ ۵۶ ط محدیہ

۴ (باب ما جاء فی التوب فی فجر ۱ ۵۰ ط سعید

قامت وغیرہ تو یہ عمل عام طور پر مسجد حنفیہ میں معمول نہیں ہے عام نفل س پر ہے کہ جو جامع صغیر کی روایت سے تنویہ کا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے و فی الجامع الصغیر انہ یکرہ فی سائر الصلوات (جامع الرموز ص ۷۵ ج ۱) پھر تنویہ جس کو متاخرین حنفیہ مستحسن فرماتے ہیں وہ صرف مؤذن کا نفل ہے دوسروں کا نہیں۔ فید سکون المثلوث هو المؤذن لانه لا یبغی لاحدا ان یقول لمن فوقه فی العلم والحداد حال وقت الصلوٰۃ نسوی المؤذن لانه استفضال لنفسه (مخصوصی علی مراتب اشداع ص ۱۰۷) میں نے پہلے جواب میں اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محلہ میں گھر گھر جا کر بیدار کرنا تنویہ سے کچھ زیادہ ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ تنویہ تو مؤذن کا مسجد میں ذن کے بعد الفاظ معمودہ پکار کر کہنے کا نام ہے ورنہ یہ عمل اس سے آگے بڑھ کر گھروں پر جانے اور کندیل کھٹکھٹ کر وگوں کو جگانے اور کئی کئی آدمیوں کا دل گھومنے پر مشتمل ہے اور یہ مؤثر تنویہ معروف عند الفقہاء جس کو انہوں نے مستحسن فرمایا ہے یقیناً زیادہ ہیں صرف مؤذن کی تنویہ بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ مبارک میں نہیں تھی ولہ یکس فی رمہ ﷺ ولا فی رمہ الصحابة (طحاوی) یعنی تنویہ حضور ﷺ کے زمانے میں اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ تھی۔

اور ن زیادہ باتوں کا وجود بھی مستحکم اور مبطل ہونے کے علاوہ کئی منکرات پر مشتمل یہ محتمل ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کہ جگانے والے اور کندیل بجانی کر بیدار کرنے والے سلاوقات ایسے گھروں کی کندیل بھی کھٹکھٹائیں گے جن میں کوئی مریض موجود ہو تو تکلیف کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکا تھا اس کی اسی وقت آنکھ میٹھی تھی وہ جاگ کر پھر درد و کرب میں مبتلا ہو گیا۔ دوم یہ کہ بعض گھر والے بیباک اور دنیوی حیثیت سے بڑی پوزیشن والے ہوتے ہیں اور جگانے والے بے چارے غریب و دنیوی حیثیت سے کم درجے کے ہوتے ہیں تو گھر والے بجائے ان کی بات سننے کے ان کو گالیاں دینے لگتے ہیں یہاں تک بھی صبر کیا جاسکتا تھا مگر وہ بیباک و ردیہ کی سے غور باللہ خدا اور رسوں و نماز کی شان میں بھی یہی کلمات کہہ دیتے ہیں جو کفر تک نسبت پہنچا دیتے ہیں اور چونکہ سلامی حکومت و محکمہ احتساب موجود نہیں اس لئے اس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا مجھے خوف ہے کہ ایسی صورت میں ان کے کفر کی کسی حد تک ذمہ داری ان جگانے والوں پر بھی نہ جائے جنہوں نے تبلیغ و تہذیب میں حکمت و موعظہ حسنہ کی رعایت میں کوتاہی کی اور اس وجہ سے ایک مسلمان (گو فسق ہو) کافر ہو گیا سوم یہ کہ یہ جگانے والے امر مرتاض و مخلص نہ ہوں تو ان میں اپنے متعلق تبصر و ترفع اور دوسرے لوگوں کے متعلق نفرت و حقارت کے جذبات بڑی حد تک پیدا ہونے کا یہ عمل قوی ذریعہ بن جاتا ہے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یہ عمل اختیار نہیں کیا گیا باوجود یہ کہ نماز اور جماعت سے رہ جانے والوں کا وجود اس زمانہ میں بھی تھا جو وعید احرار بیوت کی روایت سے واضح

سبب۔

بہر حال اذان کے بعد تو یہ عمل ضرور مکروہ ہے اور اذان سے پہلے بھی ہر دروازے کی بدنامی کنڈی بچنا خطرناک اور گلی میں سے درمیانی درجہ کی آواز دیتے ہوئے نکل جانا مباح اور جس شخص پر بھروسہ ہو یا جس کی طرف سے اجازت ہو اس کو جگادینا مستحسن ہے۔

حضرت امام یوسفؒ نے ایسے لوگوں کے لئے جو امور مسلمین یعنی اسلامی ضروریات میں مصروف رہتے ہوں یہ اجازت دی ہے کہ اذان کے بعد جب جماعت کا وقت قریب ہو اور مؤذن ان کو دوبارہ اطلاع کر دے تو وہ دوسری بات ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے

(سوال) مسئلہ درمختار میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے اور رکن الدین کتاب میں لکھا ہے کہ اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں ان دونوں میں سے صحیح مسئلہ کون سا ہے؟

المستفسی خیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مغربی خاندین)

(جواب ۳۵) ہاں اگر اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں یہی مطلب درمختار کی عبارت کا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے بعد دعائیں ”والدرجۃ الرفیعة“ اور ”وارزقنا شفاعۃ“ کا اضافہ

(سوال) اذان کی دعا میں بعد والفصلیۃ کے والدرجۃ الرفیعة اور بعد وعدتہ کے وارزقنا شفاعتہ اکثر لوگ پڑھتے ہیں یہاں کلمات کی کوئی اصل ہے؟

(جواب ۳۶) اذان کے بعد دعائے مسنون یہ ہے۔ اللھم رب ھذہ الدعوة التامة والصلوة القائمة آب محمد الوسیلة والفصلیۃ وبعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ (کذا فی البخاری ص ۸۶) اور الدرجۃ الرفیعة اور وارزقنا شفاعتہ یوم القيامة کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں انک لا تحلف الميعاد شہقی کی ایک روایت میں آیا ہے (کذا فی الشری) (۲) پس غیر ثابت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے لیکن

(۱) بکرہ لہ ان یؤذن فی مسجدین (درمختار) و فی الشامة " إذا صلی فی المسجد الأول یكون متعللاً بالادان فی المسجد الثانی" والتمثل بالادان غیر مشروع" ولأن الأذان للمکتوبة" وهو فی المسجد الثانی یصلی المأفلة فلا یسعی أن یدعو الناس إلى المکتوبة" وهو لا یساعدہم فیہا" (باب الأذان ۱ ۰ ۰ ط سعید کمپی)

(۲) (بخاری) باب الدعاء عند الداء ۱ ۰ ۸ ص قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) (دروی البخاری و عمرہ: " من قال حسن یسمع الدعاء اللھم رب ھذہ الدعوة التامة" الح وقال ابن حجر فی شرح المسحاح " و ربادة والدرجۃ الرفیعة و حتم ما أرحم الراحمین لا أصل لھما" (رد المحتار باب الأذان ۱ ۰ ۳۹۸ ط سعید کمپی)

اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں پڑھ لے تو مضائقہ بھی نہیں۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا

(سوال) رمضان المبارک میں بعد اذان مغرب کے نموداً افطاری کی وجہ سے جماعت میں توقف ہوتا ہے اس کی کیوں دلیل ہے اور کس قدر وقفہ چاہیے؟

(جواب ۳۷) مغرب کی اذان و قنوت میں اتنا نہ کرنا چاہیے تھوڑا سا فرق ضروری ہے مقدار فرق میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف و امام محمدؒ کے نزدیک اس قدر بیٹھنا چاہیے جس قدر دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں ان العلماء اتفقوا علی انه لا یصل الاقامة بالاذان فی المغرب بل یفصل بینہما لکنہم اختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفہؒ المستحب ان یفصل بینہما بسکة بسکت قائما ساعة ثم یقیم و مقدار السکة عدہ قدر ما یتمکن فیہ من قراءة ثلاث ابات او انة طویلة و عدہما یفصل بینہما بجلسة خفیة مقدار الجلسة بین الخطبتین کدافی الہدایة (۱) الجلد الاول ص ۷۳ اور رمضان المبارک میں اگر افطاری کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے یہ تاخیر کسی کے انتظار کی نہیں ہے بلکہ ایک واقعی ضرورت ہے بال زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں

(المجمیۃ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۴ء)

(سوال) شیعہ صاحبان اپنی اذان میں بآواز بلند ان مقامات میں جہاں مکانات اہل سنت والجماعت کے ملحق بہ مسجد شیعان ہیں مندرجہ ذیل کلمات بھی کہتے ہیں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل۔ یہ کلمات تبر میں داخل ہیں یا نہیں و رپا نچوں وقت اذان میں ہم لوگوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۸) یہ الفاظ اگرچہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں مگر حدود تبر میں داخل نہیں ہیں اور سنیوں کو ان کے سننے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (حاشیہ ہدایۃ - باب الادان ۱/۳۹ ط مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان)

(۲) (الریادة فی الادان مکروہۃ الحج (الحج الرائق - باب الادان ۱/۳۶۱ ط بیروت لبنان)

دوسرا باب

اوقات نماز

نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

(سوال) ایک شخص پند نماز بگاہے بہت محنت کرتا ہے اور اعتقاداً مسائل شافعی پر کاربند ہے اور مسجد ہذا کا مستتم بھی ہے۔ سچے اکثر نمازیانِ حنفی مدد سب بھی اس جامع مسجد کے مستتم ہیں لیکن بوجہ پند کی جماعت اور خاندانی شرافت اور مولوی صاحب کھانا کے اور تمام محلے کے نمازیوں پر حاوی ہو جانے کے نماز صبح اور نماز ظہر و عصر پر کتھار کر کے اپنے اعتقاد کے موافق وقت ہند میں امام کو زبردستی کھڑا کر لیتے ہیں بسا اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس کو اس مسجد میں نماز پڑھنی ہو نہیں اوقات میں پڑھے۔ کہتے ہیں کہ نماز صبح کی غلصہ میں پڑھو اور سنی کہتے ہیں اسفار میں پڑھو سمجھنا غفلت کے معنی نہیں سمجھتے ہمیں گھڑی کی رو سے وقت بتائیے؟

(جواب ۳۹) حنفیہ کے نزدیک نماز نماز اہل اہل (یعنی اہل کر کے) پڑھنا مستحب ہے لیکن یہاں تک کہ اگر نماز میں کوئی فساد واقع ہو جائے تو قرآن مستحب کے ساتھ طلوع آفتاب سے قبل نماز کا اعداء ہو سکے یسحب تاحصر الفجر ولا یوحرها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس بل یسفر بها بحیث لو ظہر فساد صلوٰۃ یمکنہ ان یعدھا فی الوقت بعدا فی التبین (ہندیہ) اور غلصہ یعنی اندھیرے میں پڑھنا خلافِ اولیٰ ہے اور ماہر جب کہ ہمیشہ اسی وقت نماز پڑھائے اور نمازیوں کا اکثر حصہ جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو اسے روک دینے کا حق جماعت کے غائب گروہ کو حاصل ہے ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہو کر ہر شے کے سایہ اصلی کے عدوہ دو مثل سایہ ہونے تک ہے ووقف لظہر من الروال الی بلوغ الظل منبہ سوی القی کدافی الکافی وهو الصبح ہکذا فی محیط السرحسی (ہندیہ) ۲ کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ووقت العصر من صرورة الظل منبہ غیر قبئی الروال الی عروب الشمس ہکذا فی سرح المجمع (ہندیہ) اور وقت مستحب آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے اس کے بعد غروب آفتاب تک وقت مکروہ ہے لیکن گرمیوں میں ظہر کی نماز موخر کر کے پڑھنا اور جاراں میں اس وقت پڑھنا مستحب ہے اور عصر کی نماز اس قدر موخر کرنا کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے مستحب ہے و یسحب دحیر الظہر فی الصیف و تعجیلہ فی الشتاء ہکذا فی

۱۔ (الفصل السی فی باب فصدہ لأزواج ۱۰ ۵۱ ۵۲ ط مکتبہ مدحدہ کونہ)

۲۔ (الفصل الاول فی اوقات صلاہ ۱ ۵۱ ط مکتبہ مدحدہ کونہ)

(۳) (ص)

الکافی و يستحب تأخير العصر في كل زمان مالم يتغير الشمس النخ (ہندیہ مختصراً) (۱)
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق

(سوال) حنفیہ کے نزدیک انتہائے وقت ظہر کہاں تک سے ایک مثل تک یا دو مثل تک۔ یعنی نماز کب سے قضاء پڑھنی چاہیے اور نماز عصر کس وقت پر پڑھنی چاہیے؟

(جواب ۴۰) امام ابو حنیفہؒ سے ظہر رہا بیت جو اکثر متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر دو مثل سر یہ ہونے تک رہتا ہے اور اس روایت کو بہ انس و محیط وینایع میں صحیح اور غیاثیہ میں مختار تیار ہے اور سی کو امام محبوبی نے اختیار کیا ہے اور امام نقی اور امام صدر الشریعہ نے اس پر اعتماد کیا ہے لیکن خود امام صاحبؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور دوسرے مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ مذہب امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام زفر ورائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام محمدؒ رحمہم اللہ تعالیٰ عیسم جمعین) کا ہے اور امام صحوی نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور غرور اذکار میں سے ماخوذ ہے و برہان میں اسے اظہر کہ ہے اور فیض میں لکھا ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ انتہی۔ یہ تمام مضمون در مختار اور رد المحتار میں موجود ہے اس سے معلوم ہو کہ اس مسئلے میں مشرک مذہب کا اختلاف ہے اور صحیح و در فتویٰ بھی مختلف ہے بعضوں نے دو مثل کے قول کو ترجیح دی ہے اور بعضوں نے ایک مثل کی روایت کو مختار و مفتی بہ بتایا ان دو قولوں و رد و روایتوں کے علاوہ امام صاحب سے ایک تیسری روایت اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور اس روایت کو شیخ الاسلام نے بہ نظر احتیاط پسند کیا ہے کہ اس میں دونوں نمازیں باتفاق مکہ پنے اپنے وقت میں بے تردد صحیح ہو جائیں گی۔ واللہ اعلم

مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم

(سوال) یہاں از روئے مذہب شافعی نماز عصر سیہ اصبی کے سوا ایک سایہ پر ادا کی جاتی ہے۔ دریافت

(۱) (الفصل الثانی فی بیان فسیلہ الأوقات ۱ ۵۲ ص ماحدثہ)

(۲) ووقت الظہر من روالہ الی سرخ لطل مثلیہ و عندہ منہ و ہر قویما و ہر والا نمہ الثلاثۃ فال الإمام الطحاوی و ماحدثہ و فی عمر الأذکار و هو ماحدثہ و فی البرہان ہو لأظہر و فی الفیض "و علیہ عمل اساس النور" و بہ بقی (درمحرر) و فی التسمیۃ "رفوہ اسی بلوغ متبہ ہد ظاہر الروایۃ عن الإمام "بہایۃ و ہر الصحیح بدائع و محیط و بایع" و ہو "محرر" عبثہ "واحداً الامم صحوی انس و فی روایہ عنہ ایضاً أنہ بالمثل یحرج وقت الظہر ولا یدخل وقت العصر إلا بالمثل ذکرہا بریعی و غیرہ والا حسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام ان لا حیط اب لا یؤخر ابظہر الی المثل و اب لا یصلی العصر حتی یبلغ المنس لیکون مودیا للصلا فی وقتہم مالہ حماع (کتاب الصلوٰۃ ۱ ۳۵۹ ط سعید کمپی)

طلب یہ ہے کہ آیا احناف معتقدیوں کی افتد اشافعی المذہب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۱۳۱ منشی ناظم حسین صاحب کلیان۔ ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء
 (جواب ۴۱) ایک مثل سیہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مشائخ حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا
 ہے اس لئے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہو کر نماز عصر ادا کر سکتے ہیں (ایک
 مثل سے مراد سیہ، صلی کے سوا مثل ہے) وعہ مثله وهو قولہما ورفر والائمة الثلاثة قال الامام
 الطحاوی وہ واحد وفي عرر الاذکار وهو الماحود به وفي البرهان وهو الاطهر لبيان جبريل وهو
 نص في الباب وفي الفيض وعليه عمل الناس وہ یعنی (در مختار علی ہامش رد المختار ص ۵۱ ج ۱) (۱)

نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

(سوال) بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی
 جائے۔ گریہ صحیح ہے توفیق کی کتابوں میں نفل نماز کے سوا دیگر نمازوں کا جواز کیوں بتایا ہے؟
 المستفتی نمبر ۲۰۱ محمد عبد الحفیظ (ضلع نیل گری) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء
 (جواب ۴۲) بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کی ممانعت
 ہے اس میں نفل نماز کی ہی ممانعت مرد ہے یہ تصریح نہیں ہے کہ نفل و فرض کوئی نماز نہیں ہو سکتی (۲) محمد
 کفایت اللہ کان اللہ بہ

عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟

(سوال) مسجد کے باہر کوئی بچہ سٹپٹ پر وعظ ہو رہا تھا اتنے میں نماز عشاء کے لئے اذان ہوئی جس کو
 لوگوں نے ٹھوٹی سنایاں کی مسجد میں اذان ہوا کرتی ہے جس کی آواز عام طور سے دو ڈھائی سو گز کے فاصلے سے
 سنی جاتی ہے کیا بعد اذان وعظ یا کسی دنیوی اغراض کے لئے نماز میں تاخیر کی جاسکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رنگپور) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء
 (جواب ۴۳) اذان سننے کے بعد جماعت میں شرکت بہتر تھی لیکن اگر اہل جلسہ اسی مسجد کے نمازی نہ
 تھے ورنہ جسے بھی کسی صحیح شرعی غرض کے لئے تھا اور انہوں نے ختم جلسہ کے بعد کسی دوسری مسجد یا دوسری
 جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا تو وقت مستحب تک نماز کی تاخیر کا مضائقہ نہ تھا (۳) فقط
 محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

(۱) کتاب الصلوٰۃ: ۳۵۹/۱ ط سعید کمپنی

(۲) عن ابن عباس قال: "شهد عدی و حال مرضیون و ارضاحم عدی عمر ان النبی ﷺ نہی عن الصلاة بعد الصبح حتی
 تشرق الشمس و بعد العصر حتی تغرب (ب) لصلاة بعد الفجر حتی مرتفع الشمس ۱ ۸۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) و یستحب و کما یحیر لعش، الی ثلث لیل (عالمگیریہ الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات ۱ ۵۲۱ ماحدیہ کونہ)

شفق ایض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے

(سوال) آپ تعلیم الاسلام میں شفق ایض کے غائب ہو جانے سے مغرب کا آخر وقت بتاتے ہیں حالانکہ شامی وغیرہ کتابوں میں شفق احمر کے غائب ہو جانے سے آخر وقت بتاتے ہیں (منار مذہب مفتی بہ) اس میں محقق قول کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۷۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع میمن سنگھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴) شفق ایض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا احوط ہے اس احتیاط کے پیش نظریہ قول اختیار کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کا حکم

(سوال) فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھنے کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنی کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی ۱۵۲۲ خواجہ عبدالحجیہ شاہ صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵) فجر کے بعد طوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز مکروہ ہے قضا فرض اور واجب نماز کی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) کیا صبح کی نماز سے پہلے نوافل نہیں پڑھے جاسکتے؟ المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶) ہاں طلوع صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد میں جماعت کی نماز کے سب سے وقت مقرر کرنا

(سوال) عام رواج ہے کہ مقررہ وقت گھڑیوں سے لیا جاتا ہے کونستہ میں نماز ظہر کا وقت تین بجے ہے اور عصر کا وقت ساڑھے پانچ بجے ہے اور مغرب کا وقت آٹھ بجکر بیس منٹ کا ہے اور عشاء کا وقت ۹ بجکر ۵

(۱) ووقت المغرب مہ إلى عیونہ الشفق وهو الحمرة عند ہما و بدیعی و عندابی حبیة الشفق هو البیاض الذى یلی الحمرة و قول ابی حبیة رحمہ اللہ أحوط لأن الأصل فی باب الصلوة أن لا یثبت فیہا رکن ولا شرط إلا بما فیہ یقیس (علیہمگیب) الفصل الأول فی اوقات الصلاة ۱/۱ ط ماجدیہ کونستہ

(۲) وکرہ نفل . ولو سة الفجر بعد صلاة العصر و صلاة العصر . ولا یکرہ قضاء فائتة ولو قرأ الح الدر المحتار کتاب الصلاة ۱/۳۷۴ ط سعید کمپنی

و کذا الحکم من کراهة نفل و واجب لعمرہ لا یرض و واجب لعیہ بعد طوع فجر سوی سندہ لشعل

(۳) الوقت به تقدیراً الخ الدر المحتار کتاب الصلاة ۱/۳۷۵ ط سعید کمپنی

منٹ اور مسجد میں گھڑی موجود ہے مگر مولوی صاحب سے کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور پیش امام سے کہنے والا کافر۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں ابو طالب کے پوتے ہیں ایسوں کو کوئی حق نہیں ہے جو آل رسول ﷺ سے یا پیش امام سے کہے کہ نماز پڑھائیے جس وقت امام کی خوشی ہو نماز ادا کر سکتا ہے اگر ان سے گھڑی دیکھ کر کہ جائے کہ مولانا صاحب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو ان الفاظ کو بے ادنی سمجھتے ہیں اور مثلاً نماز کا وقت ۳ بجے مقرر ہے پچاس ساٹھ دمی نماز کے واسطے بیٹھے ہیں یکے بعد دیگرے آدمی آتے ہیں اور سنت ادا کرتے ہیں تو ان کی سنت کی وجہ سے فرض نماز ادا نہیں کر سکتے یا ان کے واسطے ٹھہرنا چاہیے اور مولانا صاحب کو ۲۲ روپے ماہوار تنخواہ صرف نماز ادا کرنے کی ملتی ہے تو تنخواہ مقرر کر کے نماز پڑھانی جائز ہے کہ نہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے والے مذمت پیشہ آتے ہیں ان کو وقت کی بڑی پابندی ہوتی ہے اور مولانا صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جس کی تم ملازمت کرتے ہو اگر وہ تم کو نماز کی چھٹی نہ دے تو نوکری کرنی حرام ہے نماز کی چھٹی جتنی ہے مگر وقت کی پابندی نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۷ ایس ایم یوسف علی۔ کونہ بلوچستان

۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷) امام کا یہ کہنا کہ ”وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور امام سے یہ کہنے والا کہ وقت ہو گیا کافر ہے اور امام کو حق ہے کہ جب چاہے نماز پڑھاوے اور اس سے نماز پڑھانے کو کہنا تو جہنم ہے“ یہ سب باتیں غلط ہیں امام کو چاہیے کہ نمازیوں کی آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے وقت مقرر کرے اور مقررہ وقت پر نماز پڑھاوے ورنہ خود گناہ گار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں

(سوال) ہماری مسجد کے امام عرصہ چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلواتے ہیں اذان کے دس منٹ کے بعد فوراً نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ (والفجر حين حرم الطعام والشراب على الصائم) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائی جبریل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر (رواہ ابو داؤد وغیرہ) اور حکم نے اس کو صحیح کہا ہے لہذا گزر رہا ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دو سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں ۹

المستفتی نمبر ۱۹۷۹ محمد نذیر لال کنواں دہلی۔ ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸) جبریل کی نماز اوقات کی ابتداء اور انتہا معین کرنے کی نیت سے تھی پس اس حدیث کا

مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے یعنی صبح صادق طوع ہو جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصیبت جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے

(سوال) نماز جمعہ کا صحیح وقت از روئے حدیث و قرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے؟ کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم و آٹھ قدم و ساڑھے چھ قدم، پو۔ حدیث قرآن میں اس کی کچھ صلیت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۷۵ عبد القدوس صاحب اسلام آباد (کشمیر) ۱۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء
(جواب ۴۹) آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں مگر پونے چار بجے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح ثابت نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟

(سوال) فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے مستحب وقت میں جنازہ آئے تو پہلے نماز کو نہی گزارنی چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۳۸۳ محمد یوسف صاحب (ناسک) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء
(جواب ۵۰) مغرب کی نماز کا تو ہمیشہ یہی حکم ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کی جائے پھر جنازے کی نماز پڑھی جائے باقی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت فرض کے لئے تنگ ہو یا روزانہ جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی پہلے فرض نماز ادا کی جائے پھر جنازہ کی نماز کیونکہ فرض کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو ضرورت مند اور کاروباری لوگ ہیں اور ان کی جنازے میں شرکت ماضی نہیں جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی جنازے سے پہلے اس غرض سے ادا کی جاتی ہیں کہ اس

(۱) عن فتادة عن انس أن ريد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم أقاموا إلى الصلوة، فقلت: "كم بينهم" قال: "قدر خمسين أو ستين" يعني آية (بحاری باب وقت الفجر ۸۱/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) و وقت الفجر من طلوع الفجر الثاني وهو البياض المشرق المستطير لا المستطيل إلى قبيل طوع دكاء الحج (الدر المختار كتاب الصلوة ۱، ۳۵۹ ط سعيد کمپنی)

(۲) و جمعہ کظہر أصلاً واستحبنا في رمائنا لا بها حلقه الخ (درمختار) و في الشامية: "أى في الشتاء والصيف الخ" (كتاب الصلوة ۱، ۳۲۷ ط سعيد کمپنی)

میں یک جماعت مضیمہ شریک ہوتی ہے اور جنازے کی تقدیم کی صورت میں انتشار جماعت کا خوف سے
ہاں فجر اور ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں کی جماعت کے روزانہ مقررہ وقت سے پہلے جنازہ آجائے تو جنازے
کی نماز پڑھ لی جائے اس کے بعد مقررہ وقت پر جماعت فرض ادا کی جائے اس صورت میں یہ لازم نہیں کہ
فرض نماز ضرور پہلے داک جائے کیونکہ وقت میں گنجائش ہے اور روزانہ مقررہ وقت سے پہلے فرض پڑھ لینے
میں اتفویت یا تقییل جماعت لازم آتی ہے یہ جنازے کی بدوجہ تاخیر کرنی پڑے گی اور یہ سب مکروہ ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟

(سوال) اگر چھنچ کر پندرہ منٹ پر مغرب کی نماز ہوتی ہے تو مغرب کی نماز کب تک پڑھ سکتے ہیں اور عشاء
کی نماز کا وقت کس وقت سے شروع ہو گا؟ پتہ تو جرو
المستفتی نمبر ۲۸۰۸ نعمت اللہ بک پور۔ ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۱) مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک
مختلف موسموں کے لحاظ سے رہتا ہے یک گھنٹہ بیس منٹ سے کم نہیں ہے اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سے
زیادہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ جواب دیگر

(سوال) طلوع آفتاب و نصف النہر و غروب آفتاب ان تینوں وقتوں میں نماز سجدہ تلاوت و نماز جنازہ
کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی نمبر ۲۷۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دہویہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲) یہ تینوں وقت بتوں کی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی
بتوں کی عبادت کرے ورنہ خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہو سکتی ہے اس لئے ان اوقات میں

(۱) و تقدم صلاتها على صلاة الحارة اذا اجتمعوا لاله واحب عبداً و الحارة كفاية و تقدم صلاة الحارة على
حطه و عسى ان المعرب و عر ه الح بکر فی آخر احکام دین الا شاء یسعی تقديم الحارة و الکسوف حسی
عنی انصرص ماسم یصق و فیه لح (در مختار) و فی الشامية و و اجتماع عید و کسوف و حارة یسعی تقديم الحارة
و کذا و اجتماع مع فرص و جمعة و لہ نصف حروج و فیه الح (باب العیدین ۲ ۱۶۷ ط سعید کمپی)

(۲) و وقت المعرب منه الى عبوة لشفق و هو الحمره عندهما و به یفتی . (عالمگیری الفصل الاول فی
الافاق ۵۱ ۱ ط محدث کوئٹہ)

(و وقت المعرب منه یس عروب الشفق و هو الحمره
۳۶۱ ۱ ط سعید) (عموماً یہ وقت یک گھنٹہ سے زیادہ ہوتا ہے)

(الدر المختار کتاب الصلاة)

نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب دیگر ۵۳) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز اس وقت نہ پڑھی جائے۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب اونچا ہو جائے تو پڑھے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے

(سوال) زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق پانچ بجکر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھ بجے کے بعد ہونی چاہیئے عمر کہتا ہے کہ صحابہ نے اندھیرے میں نماز فجر ادا کی ہے اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کر لیں اور رمضان المبارک میں لوگوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟

المستفتی خادم العلماء محمد سلطان نیر کی

(جواب ۵۴) بعض احادیث سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا منسوم ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھ لی جائے۔ لیکن طلوع صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آج کل یعنی دسمبر کے دوسرے عشرے میں) ہوتی ہے اس لئے نماز چھ بجے شروع کر دی جائے تو مضائقہ نہیں اس سے پہلے نہیں ہونی چاہیئے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

وقت عصر کے بارے میں چند سوالات

(سوال) (۱) خنئی مذہب میں ایک مثل پر عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۲) امام اعظمؒ سے جیسے دو مثل کی روایت ہے ویسے ان سے ایک مثل کی بھی روایت ہے یا نہیں؟ (۳) امام اعظمؒ کا رجوع صاحبین کے قول کی

(۱) وكره تحريماً و كل مالا يسر مكره (صلاة) مطلقاً مع مشروط واستواء و عروب (درمختار) و فی الشامية " لكن الصحيح الذي عليه المحققون انه لا نقصان في ذلك الجزء نفسه بل في الأداء فيه من التشقة بعدة اشمس الخ (كتاب الصلاة ۱ ۳۷۳ ص سعيد كمبى)

و فی النہدیة " ثلث ساعات لا تحوز فيها المكتوبة ولا صلاة الحنارة ولا سحرة التلاوة المح حتى ترتفع و عند الا يتصاف الى ان تروى و عند احمر ارها الى ان تعيب الخ (عالمگیریة) الفصل الثانی فی بیان فصيلة الاوقات ۵۲/۱ ط ماحدیه کوثہ

(۲) یہ جواب مجمل ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد نوافل اور واجب لغیرہ پڑھنا مکروہ ہے فرائض اور واجب لغیرہ پڑھنا درست ہے۔

و كره نقل و كل ما كان واجباً لا لعينه بل لغیره . بعد صلاة فجر و عصر الخ (التبوير مع شرحه . كتاب الصلاة ط سعيد)

(۳) عن قتادة عن انس أن ريد بن ثابت حدثه انهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم قاموا إلى الصلاة قلت . " كم بينهم " قال قدر خمسين أو مئتين يعني آية (بحارى) باب وقت العصر ۸۲/۱ ط قدیمی کتب حانہ) قال الشعراني في اميرن " وفي رواية لأحمد ان لا اعتبار بحسن المصيب فان شق عليهم التعليل كان الأسفار الفصل وان احتملوا كان التعليل (فتح الملهم . كتاب الصلوة ۲/۲ ط اداره القرآن كراچی)

طرف ثابت ہے یا نہیں؟ (۴) فتویٰ دو مثل کی روایت پر ہے یہ صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مثل کی ہے موافق قول صاحبین کے (۵) جو شخص ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھ لے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۶) جو شخص عصر کی نماز ایک مثل پر پڑے اس کو غیر مقلد کہنا اور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں؟

۲۲ محرم ۱۳۳۹ھ

(جواب ۵۵) (۱) حنفی مذہب میں خود امام ابو حنیفہ سے دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشہر الروایات ہے اور متون میں سی روایت کو اختیار کیا گیا ہے (۱) اور صاحبین سے ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے (۲) امام صاحب سے یک روایت میں ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے جیسا کہ صاحب در مختار نے ذکر کیا ہے (۲) (۳) امام صاحب سے بعض عہد نے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا (۳) (۴) بہت سے فقہاء نے ایک مثل کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور بہت سے دو مثل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب بحر رائق بہر حال اس میں ترجیح اور فتویٰ دونوں جانب موجود ہے (۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز یک مثل کے اندر اور احتیاطاً اسی عصر کا جو دو مثل سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں (۶) (۷) ایسے شخص کو غیر مقلد کہنا یا یہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہائے حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے اور مفتی بہ تاربی ہے اسی طرح دو مثل کے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مردود پر عمل کرتا ہے یا اس کا یہ عمل خطا ہے درست نہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ مینیہ دہلی

نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۴۲ء)

(سوال) امام مسجد اور مصیوں نے بائشق رائے اوقات نماز باجماعت مقرر کئے زید نے ایک روز جھگڑا کیا اور امام سے کہا کہ تم وقت مقرر کرنے والے کون ہوتے ہو اس کی ضرورت کیا ہے ہم جس وقت چاہیں اس وقت تمہیں نماز پڑھانی ہوگی ورنہ یہاں مار پیٹ ہوگی ورنہ گردن پکڑ کر تمہیں مصیے پر کھڑا کروں گا اور نقشہ

۱ قوله ای سماع الطل مثلیہ حد طاهر الروایۃ عن الامام وهو الصحیح (رد المحتار) کتاب الصلوٰۃ ۱ ۳۵۹ ط سعید کمپی

(۲) وقت الطہر من رواہ ابی بلرع الطل مثلیہ و عہ مثله وهو قولہما و درر والائمة الثلاثة الح (الدر المحتار) کتاب الصلوٰۃ ۱ ۳۵۹ ط سعید کمپی

(۳) قوله والیہ رجع الامم ای ابی قویہما الذی ہو رواۃ عہ ایضاً و صرح فی المجمع بان علیہا الفتوی الح (رد المحتار) کتاب الصلوٰۃ ۱ ۳۶۱ ط سعید کمپی

(۴) والأحسن ما فی السراج عن شیخ الاسلام أن الاحتیاط ان لا یزحر الطہر الی المثل ولا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین ینکون مؤذیا للصلاۃ فی وقتہما لا جماع الح (رد المحتار) کتاب الصلوٰۃ ۱ ۳۵۹ ط سعید کمپی

اوقات کو پھاڑ کر پھینک دوں گا۔ وغیرہ

(جواب ۵۶) بے شک زید نے امام اور جماعت کی توہین کی ہے نماز و جماعت کا وقت مقرر کرنا آسانی اور کثرت جماعت کے خیال سے جائز اور اکثر بلاد اسلامیہ میں معمول و متعارف ہے اس پر اعتراض کرنا ناواقفیت ہے زید کو توبہ کرنا اور اہم سے معافی مانگنا لازم ہے اور جب اکثر جماعت تعین وقت سے راضی ہے تو صرف ایک یا دو شخصوں کی ناراضی قابل اعتنا نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا لہ

دو نمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں

(المجمیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) اگر کوئی شخصین کی احادیث جمع بین الصلوٰتین کو جمع صوری پر محمول کرنے کو تاویل محض سمجھ کر جمع حقیقی پر محمول سمجھتا ہوا حیا نا اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟
(جواب ۵۷) حنفی کو جمع بین الصلوٰتین حقیقیہ کرنی جائز نہیں الا یہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسلک پر عمل کرے تو معذور ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کا لہ

اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟

(المجمیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) اذان کے بعد کتنی دیر مقتدیوں کا انتظار کرنا چاہیے؟

(جواب ۵۸) کم از کم پندرہ منٹ کا وقفہ اذان و اقامت کے درمیان ہونا چاہیے۔ مگر مغرب میں نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کا لہ

نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جاسکتی ہے

(سوال) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھے تو کیا نیت کرے؟

المسنفتی نمبر ۴۹۶ محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز قضا ہوتی ہے قضا کی نیت کرے (۴) محمد کفایت اللہ کا لہ

(۱) قال فی التویر و شرحہ " و یجلس بینہما بعد ما یحصر الملا زمون مراعیاً لوقت النداء " الخ (باب الأذان ۳۸۹/۱ ط سعید کمپی) و فی الہندیۃ " و یرعی ان یؤد فی أول الوقت و یقیم فی وسطہ حتی یفرغ الموضی من و صوئہ المصلی من صلاتہ و المختصر من قضاء حاحۃ (باب الأذان ۵۷/۱ ط ماجدیہ)
(۲) ولا حرج بین فرصین فی وقت بعدد سفر و مطر خلافاً للشافعی الخ ولا بأس بالتقلید عند الضرورة الخ (الدر المحار کتاب الصلوۃ ۱/۳۸۱ ط سعید) (۳) قال فی التویر و شرحہ " و یجلس بیہما بقدر ما یحضر الملا زمون مراعیاً لوقت النداء الا فی المغرب (باب الأذان ۳۸۹/۱ ط سعید) (۴) فی التویر ولا بد من التعین عند الیۃ لغرض و بوقضاء (باب شروط الصلاۃ ۱/۱۸ ط سعید)

غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟

(سوال) غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر تک شفق باقی رہتی ہے یعنی کب غائب ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے؟

(جواب ۶۰) یہ وقفہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ماہ، ماہ یعنی تھوڑے تھوڑے دن میں اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے مگر یہ وقفہ ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ سے کبھی زائد نہیں ہوتا اور ایک گھنٹہ، کیس منٹ سے کبھی کم نہیں ہوتا جون کے مہینے میں وہ سب سے زائد یعنی ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ کا ہوتا ہے اور ستمبر میں سب سے کم یعنی ایک گھنٹہ اکیس منٹ کا ہوتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

تیسرے باب

امامت و جماعت

فصل اول امامت

نابالغ کی امامت کا حکم

(سوال) امامت نابالغ کی باغین کے واسطے تراویح میں از روئے مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں؟ تمام کتب معتبرہ حنفیہ متون و شروح و فتاویٰ اس پر ہیں کہ امامت مسطورہ جائز نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ، کفایہ، عنایہ، کبیری، شامی، در المختار، یعنی 'عالمگیری'، 'قاضی خاں'، 'مستخلص'، 'بحر الرائق' وغیرہ سب کے سب لکھتے ہیں کہ جائز نہیں ہیں۔ تاہم روایات صحیحہ ظاہر الروایت۔ المستفتی مولوی احمد الدین شاہ پولی گنجالی

(جواب ۶۱) بیشک صحیح اور معتبر ہیں کہ نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں اور یہ فقیر متعدد بار اسی روایت صحیحہ پر فتویٰ دے چکا ہے (۲) واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولہ

(۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت

(۲) حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلدوں کی امامت کا حکم

(سوال) پہلوانوں کی کشتی و رکبڈی دیکھنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ ان چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں اور حدیث

(۱) ووقت المغرب مد إلى عیوبة الشفق وهو الحمرة عند هما و به یعنی . و عند ابی حنیفہ الشفق هر الباص الذي يلي الحمرة . و قول ابی حنیفہ . رحمہ اللہ احوط . لان الاصل فی باب الصلاة أن لا یشت فیما رکن ولا شرط إلا بما فیہ یقین کذا فی الہایة (عالمگیریة الفصل الأول فی أوقات الصلاة ۵۱/۱ ط ماحدیه کونئہ) عام طور پر یہ وقت ایک گھنٹہ سے زیادہ ہوتا ہے۔

(۲) قال فی التوہید و شرحہ " ولا یصح افتداء رجل بامرأة و حتی و صبی مطلقاً ولو حماراً و نقل علی الأصح " الح و فی الشامیة " والمختار أنه لا یحوز فی الصلاة کلها الح (باب الأمانة ۱ ۵۶۰ ص سعید کمپی)

پیش کرتا ہے کہ نبی صلیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو زندہ اور مردہ کی رائے دیکھنے سے منع فرمایا عمر کہتا ہے کہ یہ تمام باتیں جائز ہیں اور کبڈی و کشتی وغیرہ کی تعریف بھی کرتا ہے اب ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیسے ہوتی ہے اور عمر کا کیا جواب ہے؟

(۲) جو غیر مقلدین ڈھیے سے استنجا نہیں کرتے ورنہ رکعت تراویح جو صحابہ کی سنت ہے اسے بدعت کہتے ہیں اور احناف کو کافر و مشرک بتاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے؟

(جواب ۶۲) کشتی ایسی طرح دیکھنا کہ ستر کھٹے ناجائز ہے (۱) اور عمر جو اسے جائز کہتا ہے غلطی پر ہے اور اگر وہ باوجود ستر کھٹنے کے اسے جائز کہنے پر اصرار کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے (۲)

(۲) جو غیر مقلدین کہ خفیوں کو مشرک اور کافر کہیں صحابہ کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۳) کتبہ محمد کفایت لہ عفو عنہ موطا۔

مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(سوال) کسی مسجد میں امام مقرر کرنے کا شرعاً کسے اختیار ہے؟

(جواب ۶۳) اگر مسجد کا بانی معصوم ہو اور موجود ہو تو امام اور مؤذن اور متولی مقرر کرنے اور مرمت وغیرہ کرانے کا اختیار خود بانی کو ہے۔ رجل نسی مسجداً لله تعالى فهو احق الناس بممرمتها و عمارتها و بسط البواری و الحصر و القنادیل و الاذان و الاقامة و الامامة ان كان اهلاً لذلك فان لم يكن فالرأى في ذلك اليه (قاضی) ص ۶۵ ج ۱ علی ہامش السندیہ و کذا فی فتاویٰ (د) السندیہ ص ۷۱ ج ۱) و كذلك لو فازعه اهل السكة في نصب الامام والمؤذن كان ذلك اليه (فتاویٰ قاضی خان) ص ۳۲۸ ج ۳ علی ہامش السندیہ) لیکن اگر بانی معصوم و موجود نہ ہو تو اس نے اگر کسی کو متولی بنا کر اختیار ست نہ کورہ اسے دیئے ہوں تو اسے نصب امام وغیرہ کا اختیار ہوگا اور اگر بانی نے کسی کو متولی مقرر نہ کیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی جینی حاکم اسلام کو ہے وہ جسے مناسب سمجھے متولی مقرر کرے۔ و مع هذا لا يكون لا هل

(۱) ويحور ال بطن الرجل الى لرجل ولا الى عورته و عورته ما بين سرتة حتى تحاور ركتة (عالمگیری) کتاب الکراہیة الفصل الثامن فیما یحل لرجل الطر ابید وما لا یحل ۵ ۳۲۷ ط ماحدیہ

(۲) ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الح (التویر و شرح) و فی الشامیة "أما العاسق فقد علوا کراہة تعدیمه فان لا ینتم لأمر دمه و ان فی تعدیمه لا امامة تعظیمه و قد و حب علیهم امامة شرعاً بل مشی فی شرح المیة علی ان کراہة تعدیمه کراہة بحریم باب الامامة ۱ ۵۶۰ ط سعید

(۳) انصا

(۴) (فصل فی المسجد) ۱ ۶۷ ط ماحدیہ کونہ

(۵) (فصل کرد علی المسجد) ۱ ۱۱۰ ط ماحدیہ کونہ

(۶) (باب الرجل یجعل داره مسجداً) ۳ ۲۹۷ مکتبہ ماحدیہ

مسجد سے سب القیم والمتولی بدون استطلاع رأى القاضی (قاضی خان) (۱) علی ہاشم السنہ ج ۳ ص ۳۲۸) لیکن جس جگہ حکم اسلام نہ ہو تو پھر اہل مسجد قائم مقام قاضی کے ہیں وہ متولی مقرر کر سکتے ہیں اسی طرح نصب امام ومؤذن کا اختیار رکھتے ہیں۔ اہل مسجد با عواغلة المسجد او نقص المسجد ان فعلوا ذلك بامر القاضی جارواں فعلوا غیر امرہ لا یحوز الا ان یکون فی موضع لم یکن هناك فاض انتهى محتصرأ (قاضی خان ص ۳۲۲ ج ۳ ہندیہ) (۲) لیکن بنی متولی یا اہل مسجد کا اختیار اسی وقت رائج ہوگا کہ رفق شخص مستحق امامت کو امام مقرر کریں، نہ اگر بنی یا متولی کسی غیر مستحق کو امام بنانا چاہے اور میں مسجد کسی رفق شخص کو توابل مسجد کا حق رائج ہوگا۔ الا اذا عين البانی لذلك رجلا و عين اهل السکة رجلا احرا اصح من عبه البانی فحيث لا یکون البانی اولی (قاضی حان ص ۳۳۸ ج ۳ ہندیہ) (۳) اما اذا كان البانی موجودا فنصب الامام اليه وهو مختار الا سكاك رحمه الله قال ابو الليث و نه نأخذ الا ان ينصب شخصا والقوم يريدون من هو اصلح منه (عنی علی ہاشم فتح قدیر جلد ۸ ص ۳۳۹ طبع مصر) اور اگر اہل مسجد کسی امام کے مقرر کرنے میں دو فریق ہو جائیں تو جس فریق کا تجویز کردہ امام زیدہ رفق ہو وہ رائج ہوگا اور دونوں فریق کے امام رفق ہوں تو بڑے فریق کا امام رائج ہوگا۔ رجلاں فی الفقة والصلاح سواء الا ان احدهما اقرا فقدم اهل المسجد غیر الا قرا فقد اساء واواں احتار بعضهم الا قراء واختار بعضهم غیره فالعبرة للاكثر . كذا فی السراج الوهاج (فتاویٰ عالمگیری ص ۸۸ ج ۱) (۴) و الله تعالى علم کتبہ الاولیاء محمد المدعو بحفایة الله عفا عنه مولاه

مدرسہ امینیہ دہلی

غیر عذر شرعی کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں

(سوال) ایک قریہ میں جس میں تقریباً گھر ہوں گے ان کا ایک امام ۸۷ سال سے نماز پڑھایا کرتا تھا اب اسے وگوں کا اختلاف پڑ گیا ہے اور اس قریہ کے آدھے بلکہ زیادہ وگوں نے دوسرا پیش امام مقرر کیا یہ وگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو پیش امام نہیں رکھا تھا بلکہ ویسے ہی نماز پڑھاتا تھا آیا اس پیش امام ثانی کے لئے کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اور مسجد نہ کور میں دو جماعتیں ہوتی ہیں یہ جماعتیں جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۴) صورت مسئلہ میں اگر کوئی وجہ کرہت شرعی موجود ہو جب تو لوگوں کو اختیار سے بلکہ مناسب یہی ہے کہ اس کو علیحدہ کر کے دوسرا امام مقرر کریں اور اگر اختلاف کا باعث صرف نفس نیت ہے

(۱) (انصاف) گذشتہ صفحہ حاشیہ آخری

(۲) فصل فی وقف المقبول ۳۱۲ ط م حدیدہ

(۳) (باب الرجل یجعل داره مسجداً ۲۹۷ ط م حدیدہ)

(۴) الفصل الثانی فی باب من هو حق بالامامہ ۱۸۴ ط م حدیدہ

تو دوسرے لوگوں کو ایسا کرنا جائز ہے رحل ام قوما وهم له کارهون ان كانت الکراهة لفساد فيه
اولا نهم احق بالا مامة يكره له ذلك وان كان هو احق بالا مامة لا يكره. هكذا في المحيط
(ہندیہ ص ۹۱ ج ۱) (۱) اور ایک مسجد میں دو جماعتیں کرنا بہت برا ہے دوسری جماعت کرنے والے گناہ گار
ہوں گے مگر یہ کہ پہلی جماعت کا امام ظالم اور مقتدی ناحق پر ہوں قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم
فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اهل الخارج فامهم وقام امام من اهل الداخل
فامهم من يسبق بالتشروع فهو والمقتدون به لا كراهة في حقهم كذا في الخلاصة (ہندیہ ص
۸۸ ج ۱) (۲)

غلط خوال کی امامت

(سوال) ایک شخص امامت کرتا ہے اور کلام پاک کو غلط پڑھتا ہے یعنی بجائے قاف اور بڑے شین کے
چھوٹا کاف اور چھوٹا سین پڑھتا ہے مثلاً اس آیت کریمہ ان یبعث ربك مقاماً محموداً کو ان یبعث ربك
مکاماً محموداً اور دیگر حروف کو بھی مثلاً ز کے بجائے ج وغیرہ اور کرتا ہے اور ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ
ایک ادنیٰ درجہ کا قرآن خواں بھی تمیز کر لیتا ہے اور امام نہ کور کے بعض مقتدی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اعلم
بالسنة اور قرآن پاک کو اچھی طرح ادا کرنے والے تو ایسی صورت میں سب کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس امام
کو امی کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور امی اصطلاح فقہاء میں کس کو کہتے ہیں؟ مینو اتوجروا

(جواب ۶۵) صورت مسئلہ میں جو شخص امامت کرتا ہے اگر وہ قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنے پر قادر
ہی نہیں ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اگر وہ امامت کرے گا تو نہ خود اس کی نماز ہوگی نہ مقتدین کی۔ ولا
یحوز امامة الا لتع الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لمثله ادا لم یکن فی القوم من
یقدر علی التکلم بتلك الحروف فاما اذا كان فی القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلواته
وصلوة القوم (انتہی۔ ہندیہ ص ۹۰ ج ۱) (۳) ایسے شخص کی امامت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ اس
کے تمام مقتدی بھی اسی جیسے ہوں لیکن سوال میں مذکور ہے کہ اس کے پیچھے قاری بھی نماز پڑھتے ہیں اور اس
حالت میں تمام جماعت کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے کہ مثلاً قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنا
چاہے تو کر سکتا ہے لیکن دقت سے۔ تو اس صورت میں بھی اس کی اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی
لیکن اگر وہ کسی طرح قاف کو ادا نہیں کر سکتا تو اس کو ایسی آیت پڑھنی چاہیے جس میں یہ حرف نہ ہو اور اگر اس
کو ایسی آیت نہ ملے یا یاد نہ ہو تو خود اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امامت نہ کرے اور اگر اس کو ایسی آیت مل

(۱) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره ۸۷/۱ ط ماحدیہ)

(۲) (الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامة ۸۴/۱ ط ماحدیہ)

(۳) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره ۸۶/۱ ط ماحدیہ)

جائے جس میں قاف نہ ہو تو اس کی نماز و امامت جائز ہے اور اگر باوجود ایسی آیت نہ ملنے کے اس نے ایسی آیت بڑھی جس میں قاف تھا اور قاف کی جگہ کاف پڑھا تو اس کی نماز تنہا بھی نہ ہوگی۔ ومن لا یحسن بعض الحروف یسعی ان یجهد ولا یعذر فی ذلك فان کان لا ینطق لسانہ فی بعض الحروف ان لم یجد آیۃ لیس فیہا لك الحروف تحور صلوٰتہ ولا یؤم غیرہ وان وجد آیۃ لیس فیہا فقرا حارت صلوٰتہ عند الكل وان قرأ الآیۃ الّٰہی فیہا تلك الحروف قال بعضهم لا تجوز صلوٰتہ . ہکذا فی فتاویٰ قاضی حان وهو الصحیح کذا فی المحيط (ہندیہ ص ۸۳ ج ۱) (۱)

جھوٹ بولنے والے تنخواہ داروں کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص مسجد میں بیٹھ کر مجمع عام میں جھوٹ بولے اور علانیہ طمع نفس کے واسطے امامت کرے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ مینواتو جروا

(جواب ۶۶) سوائے ان مواقع کے جہاں تو یہ جائز ہے جھوٹ بولنے کی عادت سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) رہا طمع نفس سے امامت کرنا تو اگر اس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی تنخواہ لیتا ہے اور تنخواہ لیکر امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور جب جائز ہے تو تنخواہ لینا اور تنخواہ لیکر امامت کرنا بھی جائز ہے۔ وفی روضۃ الرمد و یستی کاں شیخنا ابو محمد عبد اللہ الحرا حیری بقول فی رمانا سجور للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة . انتھی (عینی شرح کنز) (۱) اور اگر طمع سے مراد کچھ اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔

ضامین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد ضامین کو ہمیشہ غیر مقصدین اور روانض کی طرح ظالین پڑھتا ہے جب بعض مقتدیوں نے اس بات سے منع کیا تو کہا کہ اس کے جواز کا فتویٰ میرے پاس موجود ہے اور میں نے قاریوں سے بھی خوب تحقیق کر لیا ہے بندہ میں تو اسی طرح پڑھوں گا تم میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو اختیار ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۷) حرف ضاد۔ ظا اور ڈال سے بالکل مبائن اور جداگانہ حرف ہے اس کو اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہیے ورنہ مخرج سے ادا کرنے کے قصد و ارادہ کے بعد اگر وہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ مشابہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اگر قصد اظاء یا ڈال پڑھے گا تو نماز فساد ہو جائے گی ضاد اپنی صفات کے لحاظ سے ظا کے

(۱) (الفصل الخامس فی رلة القاری ۷۹/۱ ط ما حدید)

(۲) و یکرہ امامہ عبد و اعمرانی و فسق الح (اسر المختار - ب الامامة ۱ ۵۶۰ ط سعید کمینی)

(۳) (باب الأجارة الفاسدة ۲ ۱۵۴ ط ادارة القرآن کراچی)

ساتھ زیادہ مشتبہ الصوت ہے مگر یہ اسی وقت جب کہ اپنے مخرج سے ادا کیا جائے ورنہ یہ آواز بھی جس کو دال منہم کہ جاتا ہے اسی ضاد کی جڑی ہوئی آواز ہے جو امتیاز خالص ظا کی آواز سے بہتر ہے (۱)

امامت کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) امامت کی اجرت یا تعیم قرآن و دیگر کتب دینیہ کی جرت لینا جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص اجرت لیکر امامت کرے یا جرت لیکر قرآن شریف پڑھائے ایسے شخص کے دسے شریعت میں کیا حکم ہے؟ (جواب ۶۸) امامت و تعیم قرآن کی اجرت (بنابر فتویٰ متاخرین حنفیہ) لینا جائز ہے۔ قال فی الہدایۃ و بعض مشائحننا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا استنجا علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ ففی الامتناع تصبیح حفظ القرآن و عبیہ الفتویٰ زاد فی مختصر الوقایۃ و متن الاصلاح تعلیم الفقہ و زاد فی متن المحمم الامامۃ و متلہ متن الملتقی و درر البحار (رد المحتار مختصراً) (۲)

صرف ٹوپی پہن کر امامت کرنا جائز ہے

(سوال) امام کو ٹوپی سے نماز پڑھنا جائز ہے یا عمامہ سے۔ اگر ٹوپی سے نماز پڑھنا جائز ہے تو وہ کون سی ہے؟ عمامہ اور ٹوپی میں ثواب کس کے ساتھ نماز پڑھانے میں زیادہ ہے؟ (جواب ۶۹) امامت عمامہ اور ٹوپی دونوں سے جائز ہے اور کسی خاص قسم کی ٹوپی سے ضروری نہیں جس ٹوپی سے چاہے امامت کر سکتا ہے عمامہ کے ساتھ ثواب زیادہ ہوگا لیکن ٹوپی میں کوئی کراہت نہیں ہے (۳)

حالت جنابت میں نماز پڑھنے والے کا حکم

(سوال) ایک شخص جنبی حالت جنابت میں نماز پڑھاتا ہے آیا ایسا شخص کون ہے اور لوگوں کی نماز اس کے پیچھے ہوئی یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(۱) اب کن لا یمکن الفصل بین الحرفین إلا بمشقة كالطاء مع الصاد مع السین والطمع التاء اختلف المشائخ قال اکثرهم "لا تفسد صلوتہ" هكذا فی فتاویٰ قاضی حان و كثير من المشائخ أفتواہ قال القاضی الأمام ابراهيم حسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد غسست وان حری عینی لسانہ او كن لا يعرف التمييز لا تفسد وهو اعدل الا قاييل والمختار هكذا فی الرجیر للکروری (عالمگیریۃ) الفصل الخامس فی رلة القاری ۷۹/۱ ط (ماحدید)

(۲) (کتاب الأجارۃ) مطلب بحریر ہم فی عدم جواز الاستنجا علی التلاوة والتہلیل ۵۵/۶ ط سعید
(۳) وقد ذکروا ان المستحب ان یصلی فی قمیص وازار وعمدة ولا یکرہ الا کتفاء بالقلنسوة ولا عرة لما اشتهر بین العوام من کراهة ذلك وکذا ما اشتهر اب المؤتم نو کان معتما بعمامة والامام مکتفيا بالقلنسوة یکرہ الخ (عمدة الرعیۃ علی هامش شرح الوفاء کتاب الصلوة ۱۶۹ ط سعید کمپی)

(جواب ۷۰) جو شخص حالت جنابت میں نماز پڑھائے وہ کافر ہے (۱) اور جن لوگوں نے ناواقفیت میں اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کو غم ہونے کے وقت نماز کا اعادہ لازم ہوگا لیکن اگر حالت جنابت میں نماز پڑھنا صرف اس کے قور سے معوم ہوا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ وہ بیباکی اور رندی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اس کا قول غیر معتبر سمجھا جائے گا اور اعادہ صلوٰۃ کا حکم نہیں دیا جائے گا ہاں اگر یہ خیال ہو کہ یہ شخص تورعاً اور خوف خدا کی وجہ سے یہ بات ظاہر کرتا ہے تو اعادہ نماز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

امام کا ”در“ یا ”محراب“ کے اندر کھڑا ہونا

(سوال) محراب کا اطلاق ازروئے شرع شریف آیا صرف اس پر ہوتا ہے جو منبر کے قریب دیوار میں کندہ ہوتا ہے یا باہر جو دروازے محراب نما ہوتے ہیں اس کو بھی محراب کہا جاسکتا ہے؟ محراب کی صحیح تعریف فرمائیے نیز باہر کے محراب نما دروازہ پر جو عوام کراہت صلوٰۃ کا حکم لگاتے ہیں صحیح ہے یا غلط جواب شفی و مدلل تحریر فرمائیں لوگوں میں اس مسئلے میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ فقط بینوا تو جروا؟

المستفتی حافظ محمد شفیع اللہ کوچہ میر ہاشم دہلی

(جواب ۷۱) محراب، صل تو وہی ہے جو دیوار قبلہ میں ہوتی ہے لیکن اس کا حکم ان دروں پر بھی جو باہر کے دروازوں میں بصورت محراب بنائے جاتے ہیں بعض فقہانے عد کی ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ امام ان دروں کے باہر کھڑا ہو تاکہ کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہے لیکن اگر امام در میں بھی کھڑا ہو جائے تو لڑنے بھگڑنے کا موقع نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ اولیٰ اور خلاف اولیٰ کا اختلاف ہے اور لڑائی جھگڑا حرام ہے (۲) فقط۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے

(سوال) متولی و پیش امام صاحب سے اگر مسلمانوں کو کچھ شکایات پیدا ہو جائے اور وہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لیں اور مسلمانوں کے جذبات کی کچھ پروا نہ کریں اور بایں وجہ مسلمان مسجد میں جانا چھوڑ دیں تو ایسی

(۱) کفر کا حکم اس وقت ہے جب کہ بطور استخفاف ایسا کرے قال فی الدر المحتار ”وبعدا طهر ان تعمد الصلوة بلا طهر غیر مکفر فليحفظ وقد مر الخ وفي الشامه“ قوله وقدمر“ ای فی اول کتاب الطهارة قدما هناك عن الحلیة البحث فی هذه العلة وإن علة الأكفار إنما هي الاستحفاف “ (کتاب الطهارة ۱/۱۵۱ ط سعید کمپنی) وفي العالمگیریة ”رحل اد قوماً شهراً ثم قال “کت محوسياً“ الخ وکذا لوقال ”صلیت بکم المدة علی غیر وصوء وهو ما جلا یقبل قور، وإن لم یکن کدسٹ واستحسن ان فی علی وحد التورع وبلا حیط أعادو اصلاً تهتم الخ وکذا إذا حال ان الأدم کافر او محزون الخ او محدثا او حساً الخ (الفصل الثانی فی بیان من یصلح اماماً لغيره ۱/۸۷ ط ماحدیه)

(۲) او یکره قیام الامام وحده فی الطاق وهو المحراب ولا یكون سجوده فيه إذا كان قائماً خارج المحراب هكذا فی النبیس وإذا صاق المسجد من حلف الامام فلا بأس بأن یقوم فی الطاق. (عالمگیریة الفصل الثانی فیما یکره فی الصلوة وما لا یکره ۱/۱۰۸ ط ماحدیه)

صورت میں نماز باجماعت نہ پڑھنے اور نماز جمعہ مسجد میں ادا نہ کرنے کا گناہ کس پر عائد ہوگا۔ اور ان حالات میں متولی و امام مسجد پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(جواب ۷۲) ہاں متولی و پیش امام کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے کہ مسجد کے نمازیوں کی جماعت ان سے خوش رہے اور کوئی جائز شکایت پیدا نہ ہونے پائے اگر نمازیوں کو کوئی جائز شکایت ہو تو رفع کریں اور اگر ہوگ ان کی بے پروائی سے اس مسجد میں آنا چھوڑ دیں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا بشرطیکہ وجہ شکایت اتنی قوی ہو جو ترک مسجد و ترک جماعت کے لئے عذر ہو سکتی ہو لیکن اگر لوگوں کو خواہ مخواہ متولی یا امام سے شکایت ہو اور متولی یا امام کے اندر فی الحقیقت کوئی عیب یا وجہ شکایت موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ متولی و امام ان کی دلجوئی کا مکلف ہے اور نہ ان کے مسجد چھوڑ دینے کا مواخذہ متولی یا امام سے ہو سکتا ہے (۱)

ڈاڑھی کٹوانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے

(سوال) ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں جو بالکل جاہل ہے اور نماز کی امامت کے واسطے جن مسائل اور جس قدر علم کی ضرورت ہے اس سے ناواقف ہے اور علاوہ اس جہالت کے فاسق معین ہے ڈاڑھی کتر و اتا ہے حد شرعی تک نہیں بڑھنے دیتا اور بازاروں راستوں میں کھاتا پیتا ہے اور جھوٹ بہت بولتا ہے اور متولیان مسجد کے خانگی کاروبار میں غلاموں کی طرح ایسا ہر وقت مشغول رہتا ہے کہ نماز کی امامت کی بھی پروا نہیں کرتا اور دیگر مبتدعات میں مصروف رہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵ عبد الرحیم میرٹھ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳) اگر واقعات مذکورہ سوال درست ہیں تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو علیحدہ کر کے دوسرا صالح متقی امام مقرر کر لے ایسے شخص کو امام راتب مقرر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

تہنید باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) اگر پیش امام تہنید باندھے ہوئے نماز پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ پیر محمد پان فروش (ساگر) ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۴) تہنید باندھ کر نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) ولو ام قوما وھم لہ کارھون ہاں الکراۃ لفساد فیہ او لا ینھم أحق بالامامة مد کرہ لہ ذلک بحریماً وإن ھو أحق لا والکراۃ علیہم الح (الدر المختار باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۲) ویکرہ امامہ عبد وأنعرانی و فاسق الح (درمختار) و فی الشامیة " قوله فاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامة الح (باب الامامة ۱/۵۶۰ ط سعید کمپی) (۳) والرامع سنن عورنہ الح وھو للرحل ما تحت سترتہ إلی ما تحت ركبته الح (الدر المختار باب شروط الصلاة ۱/۴۰۴ ط سعید کمپی)

(۱) اس نابینا کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو

(۲) حافظ نابینا کے پیچھے تراویح کا حکم

(۳) چونکہ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ نابینا کے پیچھے فرض نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابینا کے پیچھے تراویح جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر امام بغیر چونکہ نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۸ پیر محمد پان فروش (ساگر) ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵) (۱) حافظ نابینا کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ محتاط ہو اور اس سے بہتر کوئی دوسرا شخص یہ دوسرا حافظ موجود نہ ہو (۲) فرض نماز ہو یا تراویح سب جائز ہیں (۳) امام بغیر چونکہ نماز پڑھائے تو جائز ہے

منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں

(سوال) زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو ورسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ سحر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶ محمد ابراہیم خاں ضلع غازی پور۔ ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۶) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جماہیر امت محمدیہ علی صاحبہا زکی السلام والنجیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا ایسا شخص جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت

(سوال) جو قومیں حرام پیشے کی مرتکب ہیں جیسے گویا، نقس، ڈھڈی، میراٹی اگر ان میں سے کوئی حافظ ہو اور وہ بذات خود اپنے پیشے سے تائب ہو ورسالت متقی ہو دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ متقی اور حفاظ وہاں موجود ہوں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کا امام اور شرکاز نکاح خواں بنانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۴ حافظ رحیم بخش (متھرا)

(۱) مع ذلك صاحب النہر حیث قال "قید کراہۃ إمامۃ الأعمی فی المحيط و غیرہ ما لا یکون الفصل الثوم" فان كان افضلهم فهو أولى اح (رد المحتار باب الامامة ۵۶۱/۱ ط سعید) وفي الهدایة "ویکره تقدیم العبد والأعمی لانه لا یتوفی الحماة الح (باب الامامة ۱۲۲/۱ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان)

(۲) وإن انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الا قتداء به أصلاً (الدر المحتار باب الامامة ۵۶۱/۱ ط سعید)

۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۷) جب کہ کوئی شخص بذات خود متقی اور پرہیزگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا جائز ہے اگر اس کے مقابلے میں کوئی اونچے خاندان کا شخص بھی تقویٰ اور پرہیزگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لئے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے مگر یا وجود اس کے اولیٰ درجے کی قومیت والے شخص کو امام بنانے میں کرہت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح میں پختہ حفظ والے کو امام بنایا جائے

(سوال) دو حافظ ہیں اور دونوں متقی ہیں ان میں سے ایک صاحب کو تور مضامین میں محراب سناتے وقت بہت زیادہ تشابہ لگتے ہیں اور دوسرے صاحب کو بہت کم جن صاحب کو تشابہ زیادہ لگتے ہیں وہ بقدر ضرورت علم صرف و نحو و فارسی اور مسائل دینیہ سے اچھے واقف ہیں اور پیشہ سلائی کا کرتے ہیں اور جن صاحب کو تشابہ کم لگتے ہیں وہ حفظ کے علاوہ مسائل دینیہ سے واقف ہیں اور قوم کے مراثن ہیں مگر اپنے حرام پیشے سے تائب ہیں ان دونوں میں سے جامع مسجد کی بیجگانہ امامت کے لئے کس کو مقرر کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۹۵ حافظ رحیم بخش صاحب مقہر ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۸) بیجگانہ نماز کی امامت کے لئے جو صاحب مسائل سے زیادہ واقف ہیں ان کو مقرر کرنا بہتر ہے البتہ تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے ایسے حافظ کو ترجیح دی جائے تو مضائقہ نہیں جس کو قرآن شریف خوب یاد ہے اور بقدر ضرورت مسائل سے بھی واقف ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(سوال) جماعت میں ایک عالم کے ہوتے ہوئے جس کے ساتھ کثیر جماعت راضی ہو ایسے معمولی خواندہ آدمی کو امامت کی اجازت دینا جس کے ساتھ قلیل جماعت راضی نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب کھنور ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ ۲۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۹) اتفاقیہ طور پر ایسا معاملہ پیش آجائے تو اس میں کوئی کرہت نہیں ہے البتہ مستقل طور پر افضل آدمی کو امام بنانا چاہئے اس کا خلاف مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والحق بالامامة تقديماً بل نصاً الا علم بحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط احتسابه للعواجل الطاهرة و حفظه قدر حرص و قيل واجب، الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید

(۲) والحق بالامامة تقديماً بل نصاً الا علم بحكام الصلوة الخ ثم الا حسن تلاوة و تجويداً للقراءة (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) والحق بالامامة تقديماً بل نصاً الا علم بحكام الصلوة (انسان قال) فان احسنوا اعتبر اكثرهم ولو قد مواعير الاولى اساء والحق (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) ایک لڑکا جو قرآن شریف حفظ کر رہا ہے اس کی عمر پندرہ سال کچھ ماہ کی ہے یعنی کہ سولہواں سال جاری ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷، اکبر علی ریوازی ضلع گونگا نوہ۔ ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۰) اگر اس کی عمر پندرہ سال کی پوری ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے (

محمد کفایت اللہ کان اللہ

شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) یہاں کا ایک امام مسجد باوجود سخت مبتدع ہونے کے فاحشہ اور بازاری عورتوں کی دعوتیں بلا دغ نہ کھاتا ہے ان کے دیئے ہوئے کپڑے پہنتا ہے اور باوجود متعدد بار سمجھانے کے باز نہیں آتا ایسے امور کی ریتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے ہیں وہ بوقت فمائش یہی جواب دیتا ہے کہ تم ان کنجریوں اور بازاری عورتوں کو روکو کہ میری دعوت نہ کیا کریں اور نہ مجھے اپنے گھر بلایا کریں ورنہ میں تو ضرور کھاؤں گا اور ان کے ہاں ضرور جاؤں گا ہمارے شہر میں جھگڑا پڑا ہوا ہے عید کا بھی وہی امام ہے ایسے شخص کو عیدین و جمعہ و سلوات خمسہ میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵ محمد۔ مل پوری دیوبند کی۔ رائے کوٹ ضلع لودھیانہ

۸ سوال ۱۳۵۲ھ م ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۱) ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے اگر وہ پہلے سے امام ہے تو اس حرکت کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر سکتے ہیں لیکن جب تک کہ وہ علیحدہ نہ ہو اس وقت تک وہی امامت کرے گا پنجگانہ نماز جمعہ و عیدین سب کا یہی حکم ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک مسلمان جو بذات خود نیک متقی اور پرہیزگار ہے پیر ظہور شاہ کا مرید ہے عوام الناس میں مشہور ہے کہ پیر صاحب نہ کو ر سجدہ تعظیسی کا قائل ہے ورنہ وہ حضرت صلعم کو غیب دان جانتا ہے لیکن ان کے مرید صاحب اپنے پیر کے ان اعتقادات کے قائل نہیں ندریں حارت کہ وہ پیر صاحب کا مرید ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے کیا وہ امامت کا بل ہے؟ مکرر عرض ہے کہ مرید صاحب نہ ہی سجدہ تعظیسی کے

(۱) بدوعی الامام بالاحتلام والا حسان والامراہ اصحاب امام یوجد فیہما شنی فحتی یشم لکل مہدء حسن عشرة سد بہ یفتی لقصر اعمار اہل زمانہ لدر المختار فصل بلوغ العلام بالاحلام ۱۵۳/۶ ط سعید

(۲) ویکرہ امامۃ عند راسخ و مبتدع (در مختار) وفي الشامية فان امکن الصلاة حلف غیر ہم وهو الفصل والا فلا قتداء اولی من الانتراد (باب الإمامۃ ۱/۵۵۹ ط سعید)

قائل ہیں ورنہ ہی ان کو اس پر اعتقاد ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی علم غیب ہے صرف وہ پیر ظہور شاہ کے مرید ضرور ہیں کیا امام مسمان ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں عوام الناس امام صاحب سے خوش ہیں اس کے عد وہ ان کو کوئی اعتراض نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۹ غلام رسول صاحب اسکوں ماسٹر سلیم پورہ راہوال سیٹ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۲ء

(جواب ۸۲) اگر یہ امام صاحب خود سجدہ تعظیمی نہیں کرتے اور نہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور نہ آنحضرت ﷺ کو علم الغیب سمجھتے ہیں اور اپنے پیر کو ان مسائل میں غلطی پر جانتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

جوامہ "قاف" کا مخرج و نہ کر کے

(سوال) زید نے نماز میں سورہ منافقون کی آیت یعنی و اتقوا مما رزقکم جس میں چھ قاف آتے ہیں پڑھی عمرو نے کہا کہ تم نے قاف کے بنے کاف پڑھے ہند نماز فاسد ہے براہ کرم شرعی حکم سے مطاع فرمائیں دوسرے یہ کہ نہینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جماعت و انوں کو توفیق ہے کہ اچھے آدمی کو رکھیں اور زیادہ تنخواہ دیں مسجد کا پیسہ بہت ہے مگر آنکھوں والے آدمی کو نہیں رکھتے۔

المستفتی نمبر ۲۶۳ غلام محمد صاحب، نگر دل۔ کاٹھیاواڑ۔ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء (جواب ۸۳) جو شخص اوائے قاف پر قادر نہیں اس کی اپنی نماز تو درست ہے ورنہ یہ وہ لوگوں کی وہ امامت بھی کر سکتا ہے جو اس کی طرح اوائے قاف پر قادر نہ ہوں لیکن مسجد کے متولی کو لازم ہے کہ وہ صحیح طور پر حروف ادا کرنے والے کو امام مقرر کرے نہینا گر محتاط ہو اور مسائل سے واقف ہو اور نماز باقاعدہ پڑھتا ہو قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

تعویذ گنڈے کرنے اور فاسانے دیکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد تعویذ گنڈے کا کام کرتے ہیں فاسانہ کھولنا اور ہمارے کے وارثوں کو بتا دینا کہ پیسہ کی پھٹکری لیکر ہمارے پاس آئیں ہمارے وارث دیتے ہیں امام صاحب اس پر قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر ہمارے وارث کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سات دفعہ ہمارے کے اوپر سے اتار کر آگ میں ڈال دو پھر آگ سے نکال کر ہمارے پاس آؤ ہم پھٹکری دیکھ کر حاج کر دیں گے تین مرتبہ یہ کام کرتے ہیں ایک سیاہ رنگ

۱۔ و لاحق بالامامة تقديماً بل صلاً الا علم بالحکام، الصلاة، ففصحة وفساداً بشرط احتسابه بلقوا حسن الظاهرة الح.، مدار المسحار باب الامامة ۱ ۵۵۷ ص سعید

۲۔ مکرم امامة عبد و فاسق و مسدع الح. الدر للمحدر باب الامامة ۱ ۵۵۹ ط سعید
۳۔ ولا یحرر امامة الا لای لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لمثله اذ لا یکفی فی القوم من بقدر علی التکلم بین فساد صلاہ و صلاح القوم مع (عسکریہ الفصل الثالث فی بیان من یصح اماما لغيره ۱ ۸۶ ط ماحدیہ)

بحر اباتے ہیں ہمارے پاس۔ ڈاکے کان میں سورہ مزمل پڑھ کر خود ذبح کر کے یا اپنے سامنے دوسرے سے ذبح کر اگر گوشت کھال پیچ کر اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور مالک موجود ہو تو گوشت فی سبیل اللہ کہہ کر تقسیم کر دیا ہمارے قیمت اپنے خرچ میں آوے گی ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲۳ سید حاکم علی ترہ شہر میرٹھ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۸ جون ۱۹۳۳ء
(جواب ۸۴) یہ کام جو سوال میں مذکور ہیں شرعاً درست نہیں ہیں اس لئے ایسے امام کے پیچھے جو ان افعال کا مرتکب ہو نماز مکروہ ہوتی ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ

ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام صاحب نے کسی سے کہا کہ ”آپ ڈاڑھی منڈاتے ہیں میں نہیں منڈاتا اس لئے میں آپ سے بہتر ہوں“ لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ کلمہ تکبر کا کہا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۴۱ نواب احمد خاں (ضلع کرتپور) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون ۱۹۳۳ء
(جواب ۸۵) مذکور فی اسواں کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ اس فعل میں میں بہتر ہوں اور اگر اسی طرح تھا تو اس کام میں کوئی تکبر نہیں ہے کیونکہ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ڈاڑھی رکھنا ڈاڑھی منڈانے سے بہتر ہے اس کلام کی بنا پر امام صاحب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا حکم گناغلط ہے۔ فقہ

محمد کفایت اللہ کان اللہ

غیر مختون کی امامت کا حکم

(سوال) بے ختنہ بالغ مسلمان باختہ مسلمانوں کی امامت کر سکتے ہیں؟
المستفتی نمبر ۳۹۷ محمد حیات (ضلع بجاپور) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۸۶) اگر وہ سنجاور صدارت میں حقیقت کرتا ہو تو وہ ختنہ والے مسلمانوں کی امامت کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

جو اکھیلنے والے وادین کے نافرمان کی امامت

(سوال) جو شخص اپنے والد کو دشنام دیتا ہو اور مارنے میں بھی دریغ نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص جو ایسا شہ اور تاش کھیلتا ہو اور تعزیہ ہنر میں کوشش کرتا ہو یہ مانتا ہو اور نہ ہنر دانوں کو

(۱) ویکرہ امامہ عبد و فاسق و مبتدع الخ (الدر المحار) باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید

(۲) فتاویٰ دار العلوم دیوبند باب الإمامة ۳ ۱۹۶ مکتبہ امہ دیہ ملتان

گالیاں دیتا ہو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۹ محمد صدیق ربہک۔ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۷) جو شخص اپنے باپ کو دشنام دے یا مارنے کا ارادہ کرے وہ سخت فاسق اور گنہگار ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے۔ اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے جو اسٹہ بازی لگا کر تاش کھیلنا بھی گناہ اور موجب فسق ہے ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے تعزیر بنانا یا اس کے متعلق کوئی کام کرنا بھی گناہ ہے اس سے بھی آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

غسل کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) غسل کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۵۸ مولانا فضل احمد صاحب (حیدر آباد سندھ) ۱۳ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء
(جواب ۸۸) غسل اگر نیک صالح ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(سوال) امام مسجد جامع بوقت خواندن نماز در سورہ الف لام الحمد للہ رانمی خواند بہکہ بجائے الحمد حمد للہ میخواند نمازش صحیح است یا نہ؟ الماتش درست ستودیانہ؟ المستفتی نمبر ۴۷۸ ہارسہ میاں مولین برما۔

۱۱ صفر ۱۳۴۰ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) جامع مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت الحمد للہ کو بغیر الف لام کے پڑھتے ہیں اور بجائے الحمد للہ کے حمد للہ پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۹) اگر لام تلفظ الف۔ م نمی کند از مکروہ میشود لیکن اس بعید است تا ہر این است فظ الف لام آہستہ واقع می شود کہ مقتدیان سموغ نمی شود و دریں صورت در نماز کراہتہ نمی شود۔ محمد کفایت اللہ

(ترجمہ) اگر امام صاحب الف لام کا تلفظ ہی نہیں کرتے تو نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن یہ بعید از قیاس ہے ظاہر یہ ہے کہ الف لام کا تلفظ آہستہ کرتے ہوں گے جو مقتدیوں کو سنائی نہیں دیتا ہو گا اور اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) ویکرہ الإمامہ عبد و اعربی و فاسق و مبتدع (التنزیہ) باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید

(۲) والاحق بالإمامہ تقدیمات بل نصاً الا علم باحکام الصلوة فقط صحۃ و فساداً بشرط احتنا نہ لتفوا حش الطاہرۃ الخ (الدر المحار) باب الامۃ ۱ ۵۵۷ ط سعید کمپی

(۳) فالذی لا یقدر علی احوال الحروف إلا بالحدید ولم یکس تسمۃ أو فافاۃ فاداً احوال الحروف احوال علی الصحۃ لا یکرہ ان یکون إماماً الخ (ہدیۃ الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لعیوہ ۸۷/۱ ط ماحدیہ)

غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت کا حکم

(سوال) کیا یہ شخص جس میں منہرہ ذیل خرابیاں ہوں امامت کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ مطاق شرع نہ ہو نہ نصاب کرتا ہو نہ مضامین شریف میں قرآن شریف اجرت پر پڑھے اور اس کو جائز قرار دے، فیون کو حرام نہ جائے اگر صبح کے فرض پڑھ لئے جائیں اور سنتیں رہ جائیں ان کو طووع آفتاب سے قبل اگر موقع پڑ جائے خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی اجازت دے، تیجہ دوسوں سے سواں چالیسویں وغیرہ کو اس نے جائز جانے کہ اگر منع کروں گا تو نوگ ناراض ہو جائیں گے اور دعوتیں ختم ہو جائیں گے۔ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (نگرور) ۲۲ ربیع ثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۰) سوائے آخری بات کے کہ دنیوی مفاد کے لئے صحیح مسند نہ تائے اور سب اختلافی مسائل ہیں جو مطلقاً موجب فسق نہیں ہیں بلکہ خاص خاص حالات میں وہ موجب فسق ہو سکتے ہیں اور آخری بات کا یہ بھی نیت یہ ہے جو مر مخفی ہے اس لئے اسے شخص کی امامت کو کلیتہً ناجائز نہ مانا محض قابل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

مؤذن و خادم کے فرائض

(سوال) جس جامع مسجد میں ایک خادم اور ایک مؤذن ہو (جو خادم مسجد بھی ہو) ان ہر دو کے مسجد کے متعلق فرائض کیا ہیں اور ان کا یہ کہ وہ ہر دو مسجد کے وظیفہ خور بھی ہوں نیز امام مسجد اور مؤذن مذکور اپنے اپنے فرض منصبی میں مستقل بالذات ہیں یا ان میں علاقہ تابعیت اور مقبوعیت کا بھی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۱۶ حکیم عطاء حسین (جالندھر) ۱۹ جمادی ثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۱) امام اپنے منصب کے لحاظ سے صرف نماز پڑھانے کا ذمہ دار ہے ابنتہ گراس سے وعظ یا تعلیم ظہار وغیرہ کی شرط کر لی جائے ورنہ منظور کرے تو اس کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوگی یہ ضروری ہے کہ امام سے ایسے کاموں کے لئے شرط نہ کئے جائیں جو اس کی حیثیت امامت و وقعت کے خلاف ہوں مؤذن سے مسجد کی خدمت کی شرط نہ لگنی ہو تو وہ ذمہ دار ہوگا کہ شرط کے موافق کام پورا کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام مقرر کرنے متوں کا حق ہے

(سوال) ایک گاؤں میں بقدر ایک سال مولوی صاحب پیش امام رہا مولوی صاحب موصوف پانچ وقت

(۱) اگر کسی میں شرع نہ ہو نہ نصاب کرتا ہو نہ مضامین شریف میں قرآن شریف اجرت پر پڑھے اور اس کو جائز قرار دے، فیون کو حرام نہ جائے اگر صبح کے فرض پڑھ لئے جائیں اور سنتیں رہ جائیں ان کو طووع آفتاب سے قبل اگر موقع پڑ جائے خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی اجازت دے، تیجہ دوسوں سے سواں چالیسویں وغیرہ کو اس نے جائز جانے کہ اگر منع کروں گا تو نوگ ناراض ہو جائیں گے اور دعوتیں ختم ہو جائیں گے۔ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (نگرور) ۲۲ ربیع ثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(۲) سوائے آخری بات کے کہ دنیوی مفاد کے لئے صحیح مسند نہ تائے اور سب اختلافی مسائل ہیں جو مطلقاً موجب فسق نہیں ہیں بلکہ خاص خاص حالات میں وہ موجب فسق ہو سکتے ہیں اور آخری بات کا یہ بھی نیت یہ ہے جو مر مخفی ہے اس لئے اسے شخص کی امامت کو کلیتہً ناجائز نہ مانا محض قابل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

نہیں کہ طور پر حاضر نہ رہا بعض وقت حاضر بعض وقت غیر حاضر رہا گاؤں والے اس وجہ سے ناراض تھے قوم نے امام جدید بد رضا مندی امام سابق کے مقرر کیا کیا فعل مذکور قوم کے لئے شرعاً جائز تھا یا نہیں؟

(۲) مولوی صاحب موصوف کے پاس رویت بدل عید الفطر کی شہادت پیش ہوئی مولوی صاحب نے شہادت گزار کر شرعاً کافی تصور کر کے افطار کا حکم صادر فرمایا لیکن قوم نے شہادت پر اطمینان نہ کیا اور حکم کی تعمیل سے انحراف کیا اور صائم رہے کیا قوم اس خلاف ورزی کی وجہ سے عاق اور مستحق کفر ہو گئی؟ اور کیا اس کا نماز روزہ قبول نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۹۳ معراج گل کوہالی

۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۳ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۲) مسجد میں امام مسجد مقرر کرنا متولی مسجد کا حق ہے اگر متولی نہ ہو تو پھر قوم کا حق ہے اور جب امام پسند کی نہ کرے اور اکثر اوقات نماز میں غیر حاضر رہے تو قوم دوسرا امام مقرر کر سکتی ہے جو پہلے امام سے افضل اور اوقات کا پابند ہو۔ قوم کو انحراف کا حق نہیں تھا ان کو امام کے فیصلے کی متابعت کرنی چاہیے تھی لیکن وہ اس کی وجہ سے کافر یا فاسق نہیں ہوئے عاق ہو جانے کا حکم کر دینا بھی صحیح نہیں اور اس کی وجہ سے ان کی نماز روزہ بھی ناقابل قبول نہیں ہوئے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ر

افیون اور پوست پینے والے کی امامت

(سوال) جو امام مسجد ایم اور پوست پیتا ہو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۳) فیون اور پوست پینے والا امام امامت کے لائق نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ر

امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) اگر امام صاحب مسجد کے اوقات مقررہ پر جماعت کے لئے حاضر نہ ہوتے ہوں اور وقت گزر جانے کا اندیشہ ہو تو نمازین مسجد کسی اور شخص کو امام مقرر کر کے جماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خاں (کوہ شملہ) ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۴) ہاں جب مقررہ وقت پر امام صاحب بغیر کسی مجبوری اور بغیر کسی عذر کے حاضر نہ ہوں تو قوم کو حق ہے کہ وہ دوسرے شخص سے نماز پڑھوائے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ر

(۱) الناسی للمسجد اذلی من القوم یحب لإمام والمود فی المختار إلا إذا عین القوم أصلح ممن عیدہ النابی الح (در المختار کتاب الوقف ۴/۴۳۰ ط سعید)

(۲) وکد تکرہ حلف امر دو منفید و معلوح و ارض شاع برصد و شارب الحمر و اکل الربا و صم و مرأ و متصع (در المختار باب الامامة ۱/۵۶۲ ط سعید)

(۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند باب الامامة ۳/۲۹۹ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف جائز نہیں

(سوال) زید نے ایک امام صاحب کو خود عام مجلس کے اتفاق رائے سے امام مقرر کیا ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا اب تین چار سال کے بعد دنیاوی اختلاف کی بناء پر امام صاحب کی بے عزتی کی اور گالیاں دیں اور زید کو بے کیا اب امام صاحب اس کو ہناغاق قرار دیتے ہیں عند الشرع کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۸۵۲ مولوی محمد شہ (ریاست بھدولپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۹۵) اگر شخص مذکور نے امام صاحب کی بغیر کسی خطا و قصور کے توہین کی ہے تو وہ سخت گناہ گار ہو ہے اور اس کو امام صاحب سے معافی طلب کرنی اور توبہ کرنی لازم ہے ورنہ وہ فاسق اور مستحق مواخذہ ہے۔
قراردینا کوئی شرعی طریقہ نہیں ہے اور نہ کسی کے عقیدے سے کوئی عقبتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) اگر امام ترک کی ٹوپی یا اور کسی قسم کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ حکیم قاضی محمد نور الحق (چامراجنگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۹۶) ترک کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور امامت کرنا جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے ہاں امام صاحب کے لئے عمامہ افضل ہے عمامہ نہ ہو تو افضلیات حاصل نہ ہوگی مگر نماز مکروہ نہ ہوگی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ذبح کرنے والے کی امامت

(سوال) ایک مرد ہو رہا روپے لیکر مسجد میں ذاب دیکر پنجوقتہ پیش نمازی بھی کرتا ہے دیگر اس گاؤں کے تمام قصابوں کی گائیں اور بھریاں گائے کو ذبح کرنے اور بھری کو ایک آنہ لیکر ذبح کرتا ہے گاؤں کے لوگ اسے نماز کو اس کام پر مقرر رکھے ہیں علاوہ ازیں گاؤں میں شدی نکاح میں فی نکاح پانچ روپے لیکر نکاح پڑھاتا ہے۔
غیر اپنی فیس پانچ روپے دیئے کسی کو نکاح پڑھانے نہیں دیتا اور جنازے پر ڈالی ہوئی چادر اپنے سوائے دوسرے فقیروں کو دینے نہیں دیتا ایسے شخص کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۹۹ حاجی شیخ محمد امین صاحب (بمبئی) ۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(۱) باب المسلم فسوق و فساد کفر (مسلم) باب قول النبی ﷺ 'سباب المسلم فسوق وقتاله کفر' ۵۸/۱
قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) 'وقد ذکرنا ان المستحب ان یصی فی فیص و ارار و عمامة ولا یکره الا کساء بالقلنسوة ولا عبرة بما اشتبه بین العموم من کراهة ذلك' (عمدة العریة علی هامش شرح الوقایة کتاب الصلوة ۱/۱۶۹ ط سعید کمپی)

(حواب ۹۷) ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا فی حد ذاته جائز ہے مگر جو لوگ کہ اس کام کو بطور پیشہ کے اختیار کرتے ہیں اکثری طور پر ان کے عادات و اخلاق خراب اور قابل مذمت ہو جاتے ہیں تو ان عوارض اور اخلاق ذمہ کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس بناء پر ان کو امام بنانا مکروہ ہو جاتا ہے (۱)۔

نکاح خوانی کی اجرت پانچ روپے مقرر کر لینا اور پھر ہر شخص سے پانچ روپے جبراً وصول کرنا اور دوسرے شخص کو نکاح خوانی سے منع کرنا ناجائز ہے بلکہ یہ اجرت فریقین کی رضامندی سے مقرر ہونی چاہیے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے نکاح پڑھوائے اسی طرح جنازے کی چادر کو اپنا حق سمجھنا غلط ہے اور ان مکروہات کے مرتکب سے وگوں کا نفرت کرنا جائز ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

(سوال) ہمارے علاقہ میں یہ رسم ہے کہ جس شخص کو امام مقرر کرتے ہیں غسل اموات عرفاً اسی کے ذمہ ہوتا ہے خواہ وہ خود یہ کام انجام دے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کرے امام کیلئے اس کام کا علیحدہ کوئی معاوضہ متعین نہیں کیا جاتا بقدر وسعت اسقط میت میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور صدقہ فطر عشر وغیرہ میں سے دے دیتے ہیں ایسی صورت میں کہ امام خود اموات کو غسل دے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(حواب) (زنائب مفتی صاحب) جس صدقہ میں یہ رسم ہے کہ پیش امام اموات کو غسل دیتے ہیں تو اس صدقہ کے لوگ اگر اس فعل کرنے والے امام کو بوجہ اس فعل کے حقیر جانتے ہیں تو نماز اس پیش امام کے پیچھے پڑھنی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ والظاهر ان العلة النہیۃ (۲) اور اگر اس علاقہ کے لوگ غسل دینے اموات کو حقیر نہیں جانتے تو غسل پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے بوجہ نہ ہونے نفرت و تقلیل جماعت کے۔ واللہ اعلم۔ اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین غفرلہ

(حواب ۹۸) (از حضرت مفتی اعظم) اگر مردہ شوکی باجرت نہ ہو اور افعال خلاف مروت و خلاف مکارم اخلاق امام سے سرزد نہ ہوتے ہوں تو اس کی امامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے اور اگر غسل اجرت لیتا ہو اور بد اخلاقی کے اعمال سے صادر ہوتے ہوں تو اس کی امامت مکروہ ہوگی کیونکہ ایسے شخص کو لوگ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) و یحوز الاستنجار علی الدکاء لأن المقصود منها قطع الأوداج دون افیۃ الروح وذلك بقدر عبہ و شدہ لقصاص فیما دون النفس کذا فی السراج الوہاج (عالمگیریۃ: کتاب الإحارۃ ۴ ۵۴ ط ماحدبہ: کوئٹہ)

(۲) (رد المحتار: باب الإمامۃ ۱ ۵۶۲ ط سعد کمپی)

(۳) والأفضل أن یغسل المیت محضاً فان اتعی لعاسل الأجر حرین کان ثمہ عبہ و لا لا لتعبہ علیہ و یفی حکم لعمان و انحرار کذلک اصح، الدرر المحتار: باب صلوة الجنائز ۲ ۱۹۹ ط سعد

والأحق لا ممة قديما بل بصلاً إلا علم بحکاد صوة فقط صحة و فساد بشرط احتیابه بنحو احش الطهارة لح

الدر المحتار: باب الإمامۃ ۱ ۵۵۷ ط سعد

۱۔ دہلی، الجواب صحیح پندرہ نبیاء الحق عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی، الجواب صوب غلام رسول غفرلہ، مدرسہ امینیہ،
جواب صواب خدا بخش عفی عنہ مدرسہ امینیہ، الجواب صحیح نثار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ، جواب حق محمد
شفیع عفی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی، درہ مجیب مصیبا محمد شریف اللہ عفی عنہ مدرسہ فتح پوری، الجواب صحیح
محمد منظر اللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ عبدالرب الجواب حق محبوب الہی مدرسہ عبدالرب، دونوں جواب صحیح ہیں
واایت احمد عفی عنہ مدرسہ فتح پوری، الجواب حق شفاق مدرسہ فتح پوری، الجواب صحیح خادم العلماء سلطان
محمود مدرسہ فتح پوری دہلی۔

بد چہن بستی دے کی مامت

(سوال ۱) ایک مسجد سے ممتحنہ دار کی تیس سارے دوشیزہ پردہ دار لڑکی کا چال چلن خراب ہے در
است اپنی لڑکی کے مشتہر چل چلن کا ہم ہے لیکن وہ نہ تو اس کی روک تھام کرتا ہے نہ اس کا رشتہ کسی کو دیکر
اس گناہ کبیرہ کا سبب کرتا ہے۔ ممتحنہ دار قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟
(۲) اس علاقہ کے عام روان کے مطابق، ممتحنہ دار کو نماز پڑھانے کے علاوہ مردہ شونی و نکاح خانی وغیرہ
کے تمام کام سپرد ہوتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں گاؤں کے ہر گھر سے روزانہ رات کو ایک روٹی ملتی ہے جو
خود امام مسجد ہر گھر پر جا کر حاصل کرتا ہے۔ نکاح خونی جنازہ وغیرہ کا صد اگ بھی ملتا ہے کیا یہ گداگرانہ
صورت نہیں ہے در ایسے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳ ضیفہ محمد صاحب (سنت شامری) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۹) (۱) اگر امام اپنی لڑکی کے پاپ چہن کی خرابی سے واقف اور اس پر رضی ہے تو وہ فسق ہے اور
اس کی مامت مکروہ ہے اس کو از م ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دے اور خود اپنی غفلت و رے پروائی سے توبہ
کرے تو اس کی مامت درست ہو سکتی ہے۔

(۲) جب کہ اماموں کے ذمہ یہ سب کام نمازیوں نے خود گار کھے ہیں اور خود ہی امام کو ایک ایک روٹی روزانہ
گھر پر بلا کر دیتے ہیں یعنی امام کی نہ تو تنخواہ مقرر کرتے ہیں اور نہ مردہ شونی و نکاح خانی کے لئے دوسرے
کوئی مقرر کرتے ہیں ورنہ عزت و احترام سے اس کو کھانا پہنچاتے ہیں تو پھر ان کو یہ سواں کرنے کا حق کیسے ہو
کہ آیا یہ امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بلکہ ان حالات میں تو یہ سواں کیا جائے گا کہ کیا اس امام کے سوا
کوئی امام ایسا بھی ہے جو ان کاموں سے مستثنیٰ ہو اور عزت سے اس کو کھانا اس کے گھر پہنچایا جاتا ہو یا اس کی
تنخواہ اتنی مقرر کر دی گئی ہو کہ وہ ہر گھر سے روٹی، نئے کا محتاج نہ رہا ہو اگر کوئی ایسا کام مل سکتا ہو تو بیشک
سابق نہ کر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خود کو یزید جیسے کہنے والے کی امامت

(۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت

(سوال) (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲) یزید کتنا ہے کہ مجھے یزید سمجھو یا یزید کا بھائی آیا اس کے پیچھے ہم نماز پڑھیں یا نہیں؟ (۳) عمر و کتنا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے رومال کو جھڑ دیا جس سے پہلی صف سٹ گئی یا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۲۴۶ مولوی محمد عالم (ویجا پور)

کیم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۰) (۱) یزید نے جو کچھ کیا اپنے لئے کیا اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے ہمارے لئے احتیاط یہ ہے کہ ہم اس کا نام لیکر لعنت نہ کریں (۲) اس کہنے والے کا مطلب کیا ہے اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دیکر یہ کتنا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے (۳) یہ روایت صحیح نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسائل سے واقف پیشہ ور شخص کی امامت

(سوال) شرائط امامت کیا ہیں یہ قوم بافندہ میں سے کوئی شیخ و سید سے علم شریعت میں بڑھا ہوا ہو اور شریعت کا ان لوگوں سے زیادہ پابند ہو مگر عورتیں پردہ کے بموجب شرع شریف کی پوری پابند نہ ہوں لیکن بد چلنی کی شکایت کبھی اس کے خاندان میں نہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۰۱ ایم ٹر صاحب (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۱) اگر کوئی بافندہ یا اور کوئی پیشہ ور شخص علوم شریعت اور صلاحیت میں شیخ و سید سے زیادہ ہو تو وہ امامت کا زیادہ مستحق سے عورتوں کی بے پردگی اگر حدود شریعہ سے متجاوز ہو وہ منع نہ کرے تو یہ اس کی امامت میں کراہت پیدا کریگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتداء

(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟

(۱) وھی لا تکون الا مکاتیر ولد لم یحضر علی معنی لم یعلم موته علی الکفر بدلیل وان کان فاسقاً تهوراً کبرید علی المعتمد بحلاف بحر البلیس الخ و بحلاف غیر المعین کالطالمین والکاد بین فیجوز الح (رد المحتار باب الرجعة مطلب فی حکم لعن العصاة ۱/۳ ط سعید)

(۲) و لاحقاً بالإمامہ نقول بل نقول لا علمنا بحکام الصلوة فقط صحة و فساداً بشرط جتنبہ للفواحش الصاحرة لبح (رد المحتار باب الامامة ۱/۵۵۷ ط سعید)

(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں وہاں امام کس طرح نماز پڑھائے

(سوال) (۱) شافعی المذہب امام بدعت حنف کی کثرت کی وجہ سے جو اس کے مقتدی ہیں اپنا مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) کیا شافعی مذہب پر رہ کر نماز پڑھانے سے حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی جب کہ اکثر مقتدی حنفی المذہب ہوں؟ (۳) کیا شافعی امام کے نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنے سے حنفی مقتدیوں کی نماز میں کوئی قباحت آتی ہے؟ (۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کو کن امور میں رعایت کرنی چاہیے؟ المسنفی نمبر ۱۰۲۵ امام عبدالصمد صاحب ڈیرین۔ نائل (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۲) (۱) بالکل مذہب بدل لینا یعنی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کرے یہ بھی جائز ہے اور نماز میں حنفی مذہب کی رعایت کرے یہ بھی جائز ہے (۲) شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے (۳) اگر شافعی امام نماز فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی خاموش کھڑے رہیں حنفیوں کی نماز میں قباحت نہیں آئے گی مگر روز نہ ایسا ہونے سے اکثریت کے لئے وسوسہ تو پیدا ہوں گے (۴) جو امور کہ حنفیہ کے نزدیک موجب فساد نمازی موجب کراہت نماز ہیں اور شوافع کے نزدیک ان کے ترک سے نماز میں فساد یا کراہت نہیں آتی نہیں ترک کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

ضرورت کی بناء پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

(سوال) (۱) جماعت لاہوری و قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب حنفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں حالانکہ بروئے شریعت و فتویٰ ہائے علماء دین 'مرزائی' اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جوان کو مسلمان جانیں وہ سب خارج از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں مگر ہم وگن کو مسجد میں آئے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں مگر روکتے ہیں تو وہ مادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدل کی نوبت ہو جاتی ہے اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں اور جس دن سے وہ وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھڑوں سے ہم پانی پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے جو کہ مؤذن مسجد پڑھتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین جماعت راہیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے کیونکہ ہمراہ چند مشترک

۱) ویران رحلاً نری من مدھد ۵ حنہد ۵ ص ۵۰ کب محموداً ما حوراً الخ (رد المحتار) باب التعریر مطلب فسا
رجل الی غیر مدھد ۴ ۸۰ ط سعید کمپی

(۲) واما لاقتداء بالمخالف فی القروخ کشاف فی فحور عالم ۵ علم ۵ ما یفسد الصلاة علی اعتقاد لمقتدی علیہ
الإجماع (رد المحتار) باب الامام مطلب فی لافہء بدشاعی ۱ ۵۶۳ ط سعید

(۳) وضح الاقتداء فیہ بالشافعی علی الاصح ۵ ص ۵۰ وانی لسانہم بقوت الوقت لا الفجر ۵ مسووح ۵ بل یقف ساکتاً علی
لاظہر الخ (الدر المحتار) باب سور و اسر فی ۹ ۲ ط سعید

ہے (یہ چندہ اس وقت کا ہے جب کہ یہ اہل سنت و الجماعت شمار کئے جاتے تھے) ایسی صورت میں اگر یہ لوگ ہماری جماعت فرض و واجب میں شامل ہو جائیں اور ہم ان کو علیحدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں تو نماز سب کی درست ہو جائے گی یا نہیں اور امام کی امامت کرائی درست ہے یا نہیں

(۲) جو لوگ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ ان کا مسجد میں آنا از روئے شریعت منع ہے اور وہ لوگ جو کہ کسی خوف کے مسجد میں آنے سے نہ روکیں یا جو کہ لحاظ درشتہ داری کے چشم پوشی کریں تو ایسے لوگ نماز کسی جرم شرعی کے مرتکب ہیں یا نہیں

(۳) امام معین مسجد نے فتاویٰ علماء اہل اسلام کہ متعلق قادیانیوں کے جاری تھے مسجد میں محلہ والوں کو سنائے اور یہ کہا کہ قادیانیان کے رشتہ داران جو ان کے ساتھ شامل ہیں وہ ہماری جماعت نماز میں شریک ہوں گے تو میں نماز نہیں پڑھوں گا جن کو سن کر اہل محلہ نے مرزائیوں کے رشتہ داروں سے باوجود سمجھانے اور ان کا کہنا نہ ماننے کے قطع تعلق ان سے کر دیا تو وجہ سے مرزائیوں کے رشتہ دار امام صاحب ہی کے مخالف ہو گئے اور وہ چاہتے ہیں کہ امام معین کسی طرح امامت سے جدا ہو جاویں اس واسطے جب امام صاحب جماعت کراتے ہیں تو ضد ایہ لوگ شامل جماعت نماز ہوتے ہیں جیسا کہ سوال نمبر اسے واضح ہے اور اگر نائب امام جو مؤذن بھی ہے وہ جماعت کرائے یا دیگر شخص جماعت کرائے تو وہ شریک جماعت نماز نہیں ہوتے اس سے صاف عیاں ہے کہ ذاتی نقصان تنخواہ کا امام کو پہنچا ہے ہم اہل محلہ نے امام صاحب کو نہ امامت سے علیحدہ کیا ہے نہ انہوں نے منع فرمایا ہے بلکہ ہر نماز میں امام صاحب حاضر رہتے ہیں لیکن وجہ فساد کے ہم لوگ نائب امام صاحب سے جماعت کراتے ہیں ایسی صورت میں مسجد فنڈ سے تنخواہ امام صاحب کو دینی اور امام صاحب کو دینی درست ہے یا نہیں؟

المسئفتی نمبر ۱۱۴۱ عبد الرحمن صاحب (چاندنی چوک)

۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۳) قادیانی قتنہ بہت زیدہ مضر اور مسلمانوں کی دینی و اخلاقی بلکہ سیاسی حالت کے لئے بھی تباہ کن ہے اگر مسلمان ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں تو اس میں وہ حق بجانب ہیں (۱) باقی رہا امام کا معاملہ تو اگر اہل مسجد امام سے کسی شرعی ضرورت کے ماتحت نماز نہ پڑھوائیں تو مضائقہ نہیں اور امام جب تک امام ہے اس کو مسجد فنڈ سے تنخواہ دی جاسکتی ہے جب کہ اس کی نیابت میں دوسرا شخص اہل مسجد کی رضامندی سے اس کا کام انجام دیتا رہتا ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) الاستحلاف حائر مطلقاً ای سواء کون لضرورة اولاً کما یعلم من عبارة مجمع الأهرار الح (رد المحتار) باب الجمعة مطلب فی حوار استمارة الخطیب ۱۴۲، ۲ ط سعید

(۲) وفي الشامية عن القنية استحق الإمام حلیة فی المسجد لیوم فید رمان عیته لا یستحق الحلیة من أوقاف الإمامة شیئاً إن کان الإمام ام اکثر السنة " وفي الحلاصة " أن الإمام یحوز استحلافة بلا إحد بحلاف القاضي " و علی هذا لا تکرر وطنیته شاعرة و صبح النیابة " (کتاب الوقف) مطلب فی العیبة التي یستحق بنی العزل عن الوظیفة و مالا یستحق ۴/ ۲۰ ط سعید

بیشی کی بد کرداری پر راضی ہونے والے کی امامت

(سوال) شیخ فرید صاحب کند نظر مسجد کے پیش امام ہیں ان کی ایک بیس بائیس سالہ لڑکی سن ہو غت کو پہنچے ہو۔ سات آٹھ سال ہوئے رہتی ہے امام صاحب باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے کئی ایک منگیوں کو حیلہ و سوالہ اور چنن چنن کے بلاء میں مبتلا ہو کر ٹھکرا دیا اور اب تک کسی کے نکاح میں نہ دے کر رکھے ہیں نتیجہ میں اس ناخود لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہو رہا ہے۔ یہ دن ہوئے اور اب تک زندہ موجود ہے۔

(۲) مسلمانانِ محدثہ و مومنین مسجد بند نہ باز پرس کی کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے جس نامعلوم شخص سے یہ عمل قرار پایا ہے ہوج کر کے اس کے ساتھ نکاح کیوں نہیں کر دیتے تو امام صاحب جواب (اوپام پرستی میں عام و گول کو بتا کر نے کی نیت سے) فرماتے ہیں کہ میری لڑکی تو کچھ جانتی ہی نہیں ہے وہ تو بڑی پارہ سار ہے اور جو بچہ کہ تولد ہوا ہے کسی ناجائز تعلقات سے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ نفوذِ بائند پیغمبروں کے گھروں میں (مثلاً مریم و عیسیٰ) پیدا ہوئے ہی طرح میرے ہاں بھی یہ معاملہ قدرتی طور پر ہوا ہے ڈھٹائی اور بے شرمی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ (يعود لاله من سرور انفس و من سیئات اعمالنا الح) میرے ہاں مانگ اور موکان ناز ہوتے رہتے ہیں کیونکہ میری پارہ سار لڑکی ہی عابدہ و زائدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۳) اس پر اہل جماعت ناراض ہوئے ہیں اور کہنے لگے ہیں کہ یہ معاملہ سراسر جھوٹ ہے نہ قدرتی ہے نہ اور چھ بلا باپ کے بچہ ہونا ہی ناممکن ہے امام صاحب کا ذب اور دھوکہ باز ہیں اور جان و جھ کر احمق اور نادان ہمارا چلتے ہیں ایسے کا ذب دیوث کے پیچھے نماز پر ہنسا منسا نہیں اور نہ پڑھیں گے کیونکہ ہم لوگوں کو لراہت ہے (۵) جناب امام صاحب (بہ لاش آمدنی امامت و ملازمت) کہنے لگے کہ میری لڑکی کے ناجائز چار چہن سے میں قصور و رہو نہیں سکتا مجھے امامت سے اتار دینا ب نصافی ہے (۶) مذکورہ حالت کے پیش نظر سوائے چند افراد کے جو ان کے موخو اور کم فہم ہیں باقی تمام اہل جماعت امام صاحب سے کراہت کرتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

المسلسلی نمبر ۱۴۶ حکیم محمد عبد اللہ صاحب بدشہ صاحب (کشتن)

۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۴) بیشک امام صاحب کی اس ڈھٹائی سے کہ میری لڑکی پاکیزہ و پارہ سار ہے اور میرے یہاں مانگ و موکل ناز ہوتے ہیں اور یہ بچہ ایسا ہی ہے جیسے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس فاحشہ کو جو لڑکی سے سرزد ہوئی نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس کو قبل تحسین قرار دیتے ہیں اور یہ بات اتنی خطرناک ہے کہ اس میں زوالِ ایمان کا قوی خطرہ ہے یہ ضرور ہے کہ لڑکی کی بد فعلی کا گناہ باپ پر عائد نہیں ہوتا مگر جب باپ اس بد فعلی کو جائز بلکہ اپنی لڑکی کی کرامت بتلائے تو وہ خود فسق و رگنہ گار ہو گیا اور اس کی امامت یقیناً مکروہ تحریمی ہے اور جب کہ جماعت کا بڑا حصہ امام سے اس بات پر ناراض ہے تو اس کی ناراضی درست ہے اور ناراضی جماعت کی حالت میں امام کی امامت دوسری وجہ سے بھی مکروہ تحریمی

ہوگی (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) ختم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت

(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ قرآن کو کسی میت کے واسطے پڑھنے کے لئے اجرت پیشتر سے طے کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے نماز اس حافظ کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) حافظ قرآن کو شیطان یا جن یہلیت کے واسطے دم کرنا اور اس سے اجرت طے کر لینا پیشتر سے کہ ہم تالیس گے تب چیس گے جائز ہے یا ناجائز؟ یہ شخص کی امامت میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۷۱۱ عبدالرزاق صاحب (ضلع میدانی پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) (۱) ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھنے کی اجرت طے کر کے لینا جائز ہے (۲) دم کرنے یعنی عالج کی اجرت لینے سے کرنی جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطابہ درست نہیں

(سوال) نماز کی حالت میں دوپٹہ باندھنا افضل ہے یا ضروری ہے؟

المستفتی نمبر ۸۶ اقاری حامد حسین صاحب مدرس فتح پوری دہلی - ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۶) عمامہ کے ساتھ نماز افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے لیکن غیر عمامہ کے نماز پڑھنا یا نماز پڑھانا بھی جائز ہے یعنی اس میں کوئی کراہت نہیں حضور ﷺ کے عمامہ باندھنے کے متعلق عادت یا عبادت کا سوال بیکار ہے کیونکہ عمامہ کی فضیلت اور زیادتی اجر نماز مع العمامہ میں کلام نہیں ہو سکتا وگلوں کا انکار اگر اس بنا پر ہے کہ ترک عمامہ کو مکروہ سمجھتے ہیں تو غلط ہے اور اگر تحصیل فضیلت کے لئے ہے تو مضائقہ نہیں مگر اس کے لئے کہ ترک عمامہ پر امام کو بر نہ کہیں اور نہ اس کو مجبور کریں کہ ضرور عمامہ

(۱) قال فی السور و شرحہ " و لو اد فوما و ہم لہ کار ہوں ان الکراہۃ لفساد فیہ او لأہم أحسن بالإمامۃ منہ کرہ نہ دلت تحریبا لحديث اسی داؤد " لا یقل " صلاة من تقدم فوما و ہم نہ کار ہوں " (باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) ولا یصح الا سحرار علی اقراء و اهدانہا الی المیت لانه لم ینتقل عن أحد من الائمة فی دلت وقد قال العلماء " ان القاری إذا قرأ لأجل الممل فلا ثواب نہ فای شی یهدیہ الی المیت رد المحتار " باب الإحارہ الفاسدہ ۵۷۶ ط سعید

(۳) قال النووي " فلو صلی اللہ علیہ وسلم " حدو منہم و اصبروا لی یسہم معکم " ہذا تصریح بحوار احد الاحرة علی لرقیۃ بالفتاح و نہ کرو انہا حلال لا کراہیہ فیہا و معہا انہ حنیفۃ فی تعلیم القرآن و اجر مافی الرقیۃ (شرح النووي علی مسلم باب حوار حد لا حرة علی لرقیۃ و قرآن ۳ ۲۲۴ ط قدیمی کتب حہ)

باندھے امام کو بھی تحصیل فضیلت کے لئے مہمہ باندھ کر نماز پڑھانے میں اعتراض نہ ہونا چاہیے وریان جواز کے لئے کبھی بلا مہمہ نماز پڑھوے تو تہیوں کو اعتراض نہ کرنا چاہیے (۱) فقط۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں

(سوال) ایک شخص بجمہ قنون گویہ پٹواری بدولت امام جی خود بخود بطور حکومت امامت کرتا ہے کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے آیا یہ شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۷ برکت علی صاحب (ریاست کپور تھلہ) ۱۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۳۱ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۱۰۷) جب کسی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا امامت کرے تو اس کے لئے یہ امامت مکروہ ہے وروہ بغیر اجازت امام جی امامت کرنے میں گناہ گار ہوگا اس کے پیچھے نماز بجاہت ہوگی۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا ناجائز ہے

(سوال) کسی صاحب علم کو عہدہ باندھنے کے عوض ترکی ٹوپی پہننے کی عادت ہے اب اگر وہ صاحب ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے میں جماعت کی امامت کریں تو اس ٹوپی سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب ضلع دھاروڑ (جواب ۱۰۸) ٹوپی یا ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھنا جائز ہے ترکی ٹوپی پہن کر امامت کرنا مفید نماز نہیں ہے۔ ۱۲۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم

(سوال) جو شخص دائمی طور پر بدعات شنیعہ کا مرتکب ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب۔ ضلع دھاروڑ۔ ۱۵ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

۱۔ وقد ذکرنا ان المستحب ان يصلي في قميص وارو عمامه ولا يكره الا كتفاء بالفسوة ولا عبرة لما اشتهر بن العوام من كراهة ذلك الخ، عمدة البرعية على هامش شرح الوفاية كتاب الصلوة ۱ ۱۶۹ ط سعيد كمپني
۲۔ واعلم ان صاحب البيت و مثله امام المسجد الرب اوسي بالامام من غيره مطلقا الخ ولو لم قوما وهم لا يدرهون ان الكراهة لفساد فيه ولا يسم احق بالا امام منه كره له ذلك بحريما الخ (الدر المختار) باب الامامة ۱ ۵۵۹ ط سعيد كمپني

(۳) وقد ذكرنا ان المستحب ان يصلي في قميص وارو عمامه ولا يكره الا كتفاء بالفسوة ولا عبرة لما اشتهر بن العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة البرعية على هامش شرح الوفاية ۱ ۱۶۹ ط سعيد)

(جواب ۱۰۹) بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم

(سوال) رنڈی زادہ قرآن کا حافظ ہے ایسی صورت میں اس کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور عدوہ زیر اس کے پیچھے پنج وقتہ نماز فرائض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۱ محمد مصطفیٰ صاحب (جے پور شاہ پور) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۰) اگر رنڈی زادہ نیک اور صالح ہو اور اس کے اعمال و افعال میں کوئی بات قابل اعتراض نہ ہو صرف رنڈی کا ٹکڑا ہونا ہی باعث تامل ہو تو اس کی امامت فرائض اور تراویح میں جائز ہے اور رنڈی کا ٹکڑا ہونا مضر نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جو شخص ہمیشہ کے لئے ڈاڑھی صاف کرتا رہتا ہے اور ڈاڑھی رکھتا نہیں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۸۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب (مغربی خاندیش)

۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ المرج ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) ڈاڑھی منڈانے والی کی امامت مکروہ ہے ہاں اگر سب مقتدی بھی ڈاڑھی منڈے ہوں تو ڈاڑھی منڈانے والا امام بن جائے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بدکردار امام کو معزول کرنا جائز ہے

(سوال) ایک مسجد کے امام کے متعلق بعض نمازیان مسجد کو یہ بات پاپہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں اور بچوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور وہ بد اخلاقی اس قسم کی ہے کہ جس کا اظہار ایک مسلمان کے لئے امام کے متعلق زیبا نہیں ہے اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو امام افعال قبیحہ کا مرتکب ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر امام کی بد اخلاقی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولیان مسجد کو امام کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۸۴ انواب حسین صاحب باغیچہ جی۔ باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی

(۱) ویکرہ امامہ عبد و اعرابی و فاسق و مبتدع الح (التویر و باب الامامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

(۲) قال فی التویر " ویکرہ امامة عبد و ولد الزنا الح و فی الشامیة " لکن مابحثہ فی البحر صرح بہ فی الاحتمار حیث قال " ولو عدمت ای عمة انکراہة ما کان الاعرابی الفصل من الحصری و بعد من الحر و ولد الزنا من ولد الرشدة او الأعمی من الصیر فالحکم بالصد " الح (باب الإمامة ۵۶۰/۱ ط سعید کمپی)

(۳) قال فی التویر " ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق " الح و فی الشامیة و اما العاسق فقد عللوا کراہة تقدیمہ بأنه لا یتہتم لأمر دین و ما فی تقدیمہ للإمامة تعظیمہ وقد وجب علیہم امانتہ شرعاً الح (باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

(جواب ۱۱۲) اگر امام کی بدافعالی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متوں کو لازم ہے کہ ایسے امام کو امامت سے علیحدہ کر دے کیونکہ ایسے بد فعال امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ۸ مارچ ۱۹۳۷ء ۴ محرم ۱۳۵۶ھ

جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حقدار ہے

(سوال ۱) زید صرف حافظ قرآن شریف و نو مہر ہے مگر مسائل سے بالکل ناواقف ہے یہاں تک کہ رکات و شرائط و مفصلات نماز و نوافل و قضا و وضو تک کا بھی علم نہیں ہے اور بحر مودعی، قاری، متقی و اعظم، خواتین، الحائض، ریسیدہ ہے اب تنہی مسجد کے لئے جہاں کے مقتدی علماء، صوفیہ و حفاظ و عوام مسئلہ دال ہوں کس کو امام مقرر کرنا چاہیے (۲) علماء و صوفیہ و حفاظ و غیر بہم کی نماز زید مذکور کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶۵ معین الدین احمد صاحب (آرہ شاہ آباد) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۱۱۳) ظاہر ہے کہ امامت کے لئے مقرر کرنے کے حق بحر سے جو مولوی حافظ قاری، متقی ہے زید سے وہ اہق و اقدم ہے زید کے پیچھے نماز تو عالم حافظ صوفی نسب کی صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو نماز کو فاسد کر دیتی ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی نماز بھی نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے

(سوال ۱) شہر کی ایک جامع مسجد کہ جس میں ہر طبقہ کے لوگ علماء کرام و صوفیاء عظام و غیرہ نماز پڑھتے ہوں ایک مسجد میں امام کس صرح کا مقرر کرنا چاہیے (۲) زید مودعی، حافظ، متقی ۳۵-۳۶ برس کا بحر صرف حافظ ۱۸-۱۹ برس کا مسلک ضروریہ و وضو، نماز، نوافل، نوافل میں ازروئے شرع شریف مستحق امامت کون ہے (۳) اگر ممبران یا مصلیان مسجد زید موصوف کے رہتے ہوئے بلا عذر شرعی بحر موصوف کو امام مقرر کریں تو ممبران کا یہ فعل مذموم مکروہ ہوگا یا نہیں اور ایسی صورت میں مسلک ضروریہ سے وقف بحر کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبد حامد خاں صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۱۱۴) ظاہر ہے کہ عام متقی و زیادہ عمر والا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر بحر کا کوئی اور استحقاق ہے مثلاً

(۱) قال فی التوبیر و بکروہ امامۃ عند و أعزای و فاسق الحج (باب الإمامۃ ۶ ۵۵۹ ط سعید) و فی الشامۃ
بن مشی فی شرح السیۃ ان کواہد بقدمہ کراہۃ تحریم (باب الإمامۃ ۶ ۵۶۰ ط سعید)
(۲) والأحق بالإمامۃ بقدمہ بل یجب لأعظمہ بأحكام الصبرۃ لح بہ لأحسن تلاوة و نحویداً للقرءۃ ثم الأورع ی
لأکثر اتقاء للشبهات لح (لدر المحتار ۱ باب الإمامۃ ۵۵۷/۱ ص سعید)

ائمہ سابق کا وہ بیٹا ہے تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا اور اس کا نائب نماز پڑھانے کے لئے متعین کر کے بحر کی تعلیم کا انتظام کر دینا جائز ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اختلاف کے وقت، کثرت رائے سے امام مقرر کیا جائے

(سوال) (۱) مصلیوں کی رائے امام مقرر کرنے میں کس وقت لی جائے گی (۲) مسجد کے مال وقف سے پیش امام کے ورثہ کو کوٹیفہ دینا پرورش یا تعلیم کے واسطے (۳) وجود یکہ وقف نے وقف نامہ میں اس کا کچھ تذکرہ نہ کیا ہو (جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبدالحامد خاں صاحب (آگرہ)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۵) اگر متولیوں کا اختلاف ہو تو پھر نمازیوں کی رائے سے امام مقرر کرنا مناسب ہے (۲) اگر واقف نے تصریح نہ کی ہو اور متولین سابق کا طرز عمل بھی ثابت نہ ہو تو پرورش یا تعلیم کے لئے کوٹیفہ وقف کی آمدنی میں سے نہ دیا جائے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار، پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۶) ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

زبردستی امام بنانا درست نہیں

(سوال) زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے جماعت کثیر اس کی اقتدا سے نفرت کرتی ہے مگر زید کسی صورت میں بھی عمدہ امامت سے معزول ہونے کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ امامت وقضاء اس کا خاندانی پیشہ ہے وہ اپنے اس خاندانی حق سے دستبردار ہونا نہیں چاہتا حالانکہ شہر میں چند افراد کے سوا جماعت کثیر اس دعویٰ امامت کی سخت مخالف ہے زید نے اپنی مدد کے لئے اپنے خویش واقارب کی ایک لگ جماعت بنالی ہے اس لئے مسجد میں نقض امن کا خطرہ پیدا ہو جانے کے باعث سرکار کی جانب سے تقریباً چھ

(۱) والا حق بالامامة ثم الاس الح (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

(۲) قال فی الدر المختار: "والحار إلى القوم" فان اختلفوا اعتبر اکثرهم (باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

(۳) شرط الواقف كسر الشارع أى فى المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (الدر المختار كتاب الوقف ۴۳۳ ط سعید کمپی)

(۴) قال فى التوبیر: "وبكره إمامة عبد وأعراسى و فاسق الح (باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید) وقال فى الدر المختار: "ولا بأس بشف الثيب واحد أصراف اللحية والسنة فيها القبصة. ولما يحرم على الرجل قطع لحيته (كتاب الحصر والإباحة فصل فى البيع ۴۰۷ ط سعید)

سات ماہ سے مسجد مقفل کر دی گئی ہے لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) کیا زید کا دعویٰ امامت حق بجانب ہے جب کہ جماعت کثیر اس کے اس دعویٰ امامت سے سخت نفرت؛
 اظہار کرتی ہے (۲) کیا اسلامی شریعت کی رو سے زید کا اسی صرح اپنی خاندانی امامت و قضاء کا حق جتلا
 جائز ہے جب کہ مدعی اس کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو (۳) اب صورت مصدرہ میں اسلامی نقطہ نظر سے سرکار
 والی مسجد (جو سرکار اور مسلمانان شہر کے مشترکہ سرمایہ سے تیار کی گئی ہے) کس کے حوالے کرنی چاہیے؛
 زید کے حوالے یا جماعت کے (۴) خاندانی امامت و قضاء کا دعویٰ کرنا شریعت اسلامیہ کی نظر میں کہ
 حیثیت رکھتا ہے چونکہ زید کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاء اس کا خاندانی حق ہے لہذا سرکار والی مسجد زید کے
 حوالے کر دی جائے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۸ امر زامحمد عی بیگ (ضلع میسور)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۷) امامت میں اہلیت و ریاست درکار ہے مگر اہلیت موجود ہو اور جماعت راضی ہو تو خاندانی
 استحقاق موجب ترجیح ہو سکتا ہے لیکن اگر اہلیت نہ ہو اور جماعت راضی نہ ہو اور ان کے راضی نہ ہونے کی وجہ
 معقوں ہو یعنی امام اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر زبردستی امامت کرے تو ایسے امام کے حق میں جو حدیث شریفہ
 وارد ہوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ لعن رسول اللہ ﷺ ثلثة رجل ام قوماً و ہم له کارھون الحدیث
 (ترمذی) (۱) یعنی رسول اللہ ﷺ نے تین شخصوں پر لعنت فرمائی ہے (ان میں ایک وہ ہے) جو کسی جماعت کا
 امام بن بیٹھے حالانکہ جماعت اس سے ناخوش ہے یہی حکم قضاء کا ہے کہ اس کے لئے بھی اہلیت شرط ہے
 پس نااہل کا یہ دعویٰ کہ امامت و قضاء میرا خاندانی حق ہے باطل و ناقابل قبول ہے (۲) محمد کفایت اللہ
 کان اللہ لدہ دہلی

چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت

(سوال : ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی و سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں کیا ان کے
 پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (میرٹھ)
 (جواب ۱۱۸) اس شخص کی امامت مکروہ ہے ہاں جب وہ نیک ہو جائے اور لوگوں کو اس پر اعتماد
 ہو جائے تو پھر امامت میں مضائقہ نہ ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) (باب من ام قوماً و ہم له کارھون ۱۸۳ ط سعید کمپی)

(۲) قال فی التبیور و شرحہ ولو ام قوماً و ہم له کارھون ان الکراہۃ لفساد فیہ او لانہم احو الی امامۃ مد کرد
 له ذلك تحریماً لحديث أبی داؤد لا یقبل اللہ صلوة من تقدم قوماً و ہم له کارھون (باب الإمامۃ ۵۵۹/۱ ط
 سعید)

(۳) قال فی التبیور "ویکرہ امامۃ عد و أعربی و فاسق" باب الإمامۃ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید (الثانی من
 الذنب کمن لا ذنب له) (ابن ماجہ باب ذکر التوبة ۳۱۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ہجڑے کی امامت کا حکم

(سوال) ہجڑا ہجڑوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی
 (جواب ۱۱۹) ہجڑا ہجڑوں کی امامت کر سکتا ہے ہجڑوں کی جماعت ہجڑے کے پیچھے ہو جائے گی
 (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی)

عتی کی امامت مکروہ ہے

(سوال) بدعتی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

مستفتی نمبر ۱۲۵ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء
 (جواب ۱۲۰) بدعتی امام کی امامت مکروہ ہے۔ و یکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الا ان
 کون اعلم القوم و مبتدع ای صاحب بدعة (در مختار) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مرد کی امامت جائز ہے

(سوال) ایک شخص فطرتی نامرد ہو یعنی قوت مردی سے فطرۃ محروم ہو نیز اس کے چلنے اٹھنے بیٹھنے پونے
 میں بھی عورتوں سے مشابہت ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز کی اقتدا صحیح ہوگی اور کیا ایسے شخص کو امام بنانا
 صحیح ہوگا۔ المفتی قاضی عبدالحمید صاحب امام مسجد جامع کرا (بمبئی)

(جواب ۱۲۱) عین کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے خواہ مادر زاد عین ہو جب کہ مرد کے اعضاء موجود ہوں اور
 نورت کے اعضاء نہ ہوں (جیسے کہ خنثی میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے
 رکات اور یل چار میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ بات صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی
 امامت بھی درست ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسجد کو دھرم شالہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت کا حکم

(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت

(۳) بلا وجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں

(سوال) (۱) ایک شرعی احکام کی پابند مسجد جس میں کوئی بھی کام خلاف شریعت نہ ہوتا ہو اور امام مسجد جو کہ

(۱) وقد صرح فی القیۃ: "بان اقتداء الحثی بمثلہ فیہ روایات و بان روایۃ الجوار استحسان لا قیاس" و یلزم من
 روایۃ الجواز لا تفسد صلوتہ بمحاداتہ مثله الخ (رد المحتار) باب الإمامۃ ۱/ ۵۷۲ ط سعید

(۲) (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) عین ہونے سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ کوئی ظاہری اور نمایاں عیب نہیں جو باعث کراہت ہو (فتاویٰ دار العلوم دیوبند
 ۱۵۶ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

۱۔ سنت و جماعت حنفی المذنب شرعی امور کا پابند ہو کوئی شخص جو دوسری مسجد کا امام ہے اس مسجد کو دھرم ترہ اور امام مسجد کو پنڈت کے لقب سے تشبیہ دیتا ہے تو اس کے لئے شریعت کیا حکم دیتی ہے کیا وہ امام مسجد رہنے کے قابل ہے؟ اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا جہاد اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں نیز اگر مقتدی کے لئے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص کسی غیر قوم کی کنواری بیوی کو جس کا والد انتقام کر چکا ہو اپنی زبان سے بیسی کہے کہ تو میری فلاں بیوی، منہ ہے میری نعروں میں جیتی تو ہے ویسی وہ بعد میں اسے گھلا کر اس سے زنا کرے اور جب اس کا حمل ظاہر ہو تو اسے بدرجہہ یہ نکلو کر زندہ دفن کر دے یہ بات عام لوگوں پر ظاہر ہو تو شرم، حیا کے لئے اس لڑکی کو گھر سے نکال دے اس شخص مقتدی کے لئے کیا حکم ہے اگر امام مسجد اس کام کا خوگر ہو تو اسکے لئے کیا حکم ہے دونوں کے ساتھ رہنے پر نماز پڑھنا یا نماز میں گھرے ہوئے کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(۳) ان مقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے جو پانچوں وقت ایک امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھیں اور اسی اعلیٰ منہ سے ہونے کے باعث امام مسجد کو خنزیر یا گدھے سے تشبیہ دیں کیا ان کی نماز اس امام مسجد کے پیچھے ہو سکتی ہے اگر نہیں ہو سکتی تو کھٹے طور پر تحریر فرمائیں۔

لمفتی نمبر ۱۸۳۳ محمد رفیق امام مسجد تحصیل یزدی گھوپ (ضلع ٹک)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۲) () کسی مسجد کو دھرم ترہ اور امام مسجد کو پنڈت کہنا کذب اور موجب تعزیر ہے اور ایسا کہنے والا فاسق و فاجر و مستحق تعزیر ہے اگر کہنے والا امام ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے اور جس کو پنڈت کہنا اس سے معافی نہ ملے اس کی امامت مکروہ ہے

(۲) اگر یہ حرکت واقعی ہو رہی ہو اور توبہ ہو جائے اور نہ کرے والا امام ہو تو یہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے اور جب تک توبہ نہ کرے نہ اس کو امام بنایا جائے اور نہ اس سے تعاقبات ساریہ رکھے جائیں اور امام نہیں ہے تو اس سے بھی تعاقبات منقطع کر دیئے جائیں تا وقتیکہ توبہ نہ کرے اس سے تعاقبات قنمنہ رکھے جائیں۔

(۳) امام کو خنزیر یا گدھا کہنا "سب المسلم فسوق" میں داخل ہے اور ان کو فاسق بنانے کے لئے یہ حرکت کافی ہے، ان سے روکنا واجب النفاذ ہے اگرچہ جو ان کی مسلمانوں کے حق میں بھی نہیں کہے جاتے ہیں۔

(۱) سب المسلم فسوق و فساد کبر صحیح مسلم باب قول لیس علیہ سب المسلم فسوق و فساد کبر ۵۸۱ طبعی کتب حدیث کبریٰ
(۲) قال فی التوبہ و یجوز سبہ بعد و عری و فاسق صحیح مسلم باب لا سبہ الا لفسق ۵۵۹ طبع سعید کتبہ لکتاب سب کتب کتب حدیث کبریٰ ۳۱۳ طبع سعید کتب حدیث کبریٰ

شد درجہ کافق ہے مگر ان لوگوں کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شراب پینے اور خشکی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے اور اس کی ڈاڑھی خشکی ہے اور فتنہ مچانے والا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۰۶ شیخ سکندر صاحب نائب کو توال

۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۳) شراب پینے والے اور ڈاڑھی خشکی رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کسی نیک شخص کو امام بنانا جائز ہے۔ فقط (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

میت کو غسل دینے والے کی امامت

(سوال) امام مسجد مردہ کو غسل فی سبیل اللہ دیوے اجرت نہ لیوے تو نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۱ محمد موسیٰ صاحب امام مسجد منجن آباد (بہاولپور)

۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۴) جو امام کہ بلا اجرت میت کو غسل دیتا ہے اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سودی کاروباری کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور وہ بیاج یعنی سود وغیرہ کا کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سناتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز تراویح جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۵۴ عبید اللہ صراف (فیروز پور شہر) ۲۲ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۵) سود کا کاروبار کرنے والوں کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی ہذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے نہ سننا بہتر و افضل ہے ہاں اگر سود کے لین دین سے توبہ کر لے گا تو اس کے پیچھے بغیر کرہت کے نماز پڑھنی جائز ہو جائے گی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وکذا تکرہ حلف امر دو مستحب و مغلوب و غیر ص شاع و شارب الخمر الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۵۶۲ ط سعید

(۲) و الا فصل أن يغسل الميت محاماً فإن اتعى العاسل الآخر حار ان كان ثمة غيره والا لا الخ (الدر المختار) باب صلاة الجنازة ۱۹۹ ط سعید

(۳) وکذا تکرہ حلف امر و کل لمر بامر و الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید عن عبد اللہ بن مسعود قل ' فإن رسول الله ﷺ "النائب عن الميت كمن لا زب له" (اس ما حد باب ذکر التوبة ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

جس کی بیوی کسی اور کے پاس گئی، اس کی امامت

(سوال) ایک امام ہے اس کی بیوی اپنے باپ کے یہاں گئی تھی باپ کے گھر سے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی دو ماہ تک اس اجنبی آدمی کے پاس رہی اب وہ عورت مذکورہ اپنے باپ کی کوشش سے امام صاحب کے یہاں واپس گئی اب جناب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ اس امام صاحب کے پیچھے قوم کی نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفی نمبر ۱۹۸۸ مولوی محمد سعید صاحب (ضلع روتھک)

کیم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۶) ہاں، مگر اس میں خدہ نہیں اس کی امامت ناجائز نہیں ہوئی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) بد چلن بیوی رکھنے والے کی امامت

(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص ہے اور اس کی زوجہ بد روش ہے اور ایک دوسرے مرد سے جو اہل ہنود ہے اس کا تعلق ہو گیا ہے اور اس سے فعل بد سرزد ہوتا ہے اور اس فعل سے اس کا خاوند آگاہ ہے یا اگر اس کا خاوند ناواقفیت رکھتا ہے دوسرے لوگ اس کے فعل سے آگاہ ہیں تو ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) حرامی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفی نمبر ۱۸۶۲ بہادر خان صاحب

کیم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۷) خاوند اگر اس فعل بد سے آگاہ ہو اور عورت کو روکے نہیں تو وہ قبل گرفت ہو گا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی ورنہ نہیں (۲) اگر وہ پڑھا مکھا اور جماعت میں سب سے بہتر اعمال اور علم رکھتا ہو تو اس کی امامت باکراہت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتداء کا حکم

(سوال) ایک حافظ صاحب میں جو خوش اخلاق صوم، صلوة کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب یاد ہے، لیکن وہ زنا میں یعنی ایک طوائف کے لڑکے میں کیا ان کو امام بنایا جاسکتا ہے اور ان کے پیچھے نماز

۱ (لائبریری درہور راجری لایہ سرورہ طرانت ۱۸)

(۲) فان فی استوبر یکرہ امامۃ عند واعرابی وفاسق الح وفی الشامیۃ بل مشی فی شرح المیۃ علی ان کراہۃ تعدیمہ کراہۃ تحریم باب الامامۃ ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید

(۳) فی لتوبر و یکرہ امامۃ عند وولد لرب الح ویرعدمت ای عدۃ الکراہۃ ہاں کان الاعرابی الفصل من الحصری والعد من الحر وولد لرب من ولد الرشید والاعمی من الصیر فالحکم بالصد (رد المحتار باب الامامۃ ۵۶۰، ۱ ط سعید)

فرض اور تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المفتی نمبر ۱۹۹۳ محمد حسین تمباکو فروش (ستنا)

۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۸) اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے ورنہ ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھانی چاہیے

(سوال) جس مسجد میں امام مقرر ہے اس میں بلا اجازت امام مقررہ کے اگر کسی شخص نے موجودگی امام مقررہ نماز پڑھائی امام مقررہ مقتدی ہو تو نماز کل جماعت کی ہوئی یا نہیں؟

المفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خاں صاحب (مردوئی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۹) نماز تو ہو گئی مگر امام معین سے اجازت لئے بغیر نماز پڑھانا نہیں چاہیے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم

(سوال) زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں آدنی میں حلال و حرام جائز و ناجائز کا خیال نہیں ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

المفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی ینگو و محمد مصطفیٰ سلطانپور (اودھ) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۰) دوسرا اچھا امام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیزگار ہو پیدا کر کے اس کو مقرر کرنا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

چاہیے (۳)

فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص باوجود عقیدہ صحیح رکھنے کے تارک ارکان اسلام ہو تو کیا بروئے شریعت اس کو کافر فاسق، فاجر یا منافق کہنا صحیح ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو جو شخص ایسے آدمی کو کافر کہے تو عندا شرع اس کے لئے کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید

(۱) ولو عدم ای علة الکراہة (۲) واعلم أن صاحب الیت و مثله إمام المسجد الرابع أولی بالإمامة من غیره مطلقاً الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید

(۳) قال فی التوبیر: "ویکره إمامة عبد و اعترابی و فاسق الخ" (رد الإمامة ۱/ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

(۳) ایک مسجد میں امام صاحب عبد الرحیم شاہ مقرر ہیں ان کو اہل محلہ تین روپے، ہوا ردیتے ہیں اور وہ مزدم نہیں ہیں ایک اور دوکان بساط خانہ وغیرہ کی ہے اس میں ان کا بھی حصہ حق یعنی چہارم حصہ ہے ان کو بھی فقرہ نمبر ۱ کے بموجب دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۰ سر بلند خاں کلینہ (ریست جنید) ۱۶ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۳۴) امامت کی تنخواہ دینا جائز ہے مگر تراویح میں قرآن مجید سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اگر امام مطاہ نہ رہے اور لوگ خود کچھ رقم جمع کر کے اسے دے دیں تو یہ مباح ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے مطاہ اور خواہش نہ ہو اور نہ سے تو ناراض بھی نہ ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نقطہ افعال والے کی امامت

(سوال ۱) ایک امام مسجد اغلام کراتا ہے اور اس کو اس کی عادت ہے جو لوگ اس کے ساتھ اغلام کرتے ہیں وہ مسجد کے اندر شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے یہ فعل اس امام کے ساتھ کیا امام وہاں کے لوگوں کے کہنے کی وجہ سے توبہ کر لیتا ہے اور مسجد میں اقرار کرتا ہے کہ اب ایسا فعل نہیں کر اؤں گا مگر پھر اس کے بعد بھی وہ اس فعل کو کراتا ہے تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اگر توبہ کے بعد اس نے یہ فعل نہیں کر یا مگر لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کراہت کرتے ہیں اور شک ہے کہ اس نے توبہ نوڑ دی تو پھر شرع کا حکم کیا ہے؟

(۳) اور اگر توبہ کے بعد لوگوں کو شک نہ ہو اور اس فعل کی وجہ سے لوگوں نے نہیں پڑھی یعنی یک جماعت اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے ایک نہیں پڑھتی بلکہ دوسری جماعت اسی وقت دوسرا امام بلاتی ہے ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو امام نماز پڑھاتے ہیں پہلی محراب میں پہلا امام اور دوسری محراب میں دوسرا امام فساد کی جڑ جو ہے یہ، م ہے تو اس صورت میں کون سی جماعت کی نماز ہوتی ہے امام سے کہا جاتا ہے کہ تم چلے جاؤ اس وجہ سے کہ تمہاری وجہ سے فساد ہو رہا ہے مگر وہ نہیں جانتا تو اس صورت میں بھی نماز جائز ہے یا نہیں اور امام کا جو حق ہے وہ بھی اس کو دینا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۱ ضامن حسین صاحبیت السلام دیوبند (سہارنپور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۵) اگر امام نے خود اس فعل قبیح کے ارتکاب کا قرار کیا ہے اور اس کے اس فعل قبیح سے لوگ متنفر ہو گئے ہیں تو ان کا تنفر بے جا نہیں ہے اور جب تک وہ طرز عمل سے اپنی پوری صلاحیت اور نیک اعمال کا ثبوت نہ دے اور لوگ مطمئن نہ ہو جائیں تو ان کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں معذور سمجھنا چاہیے اور

اس امام کی حمایت میں جو لوگ اصرار کریں اور دو جہ عتیس مسجد میں قائم کر میں وہ گنہ گار ہوں گے یہ واضح رہے کہ انعام کرنے والوں کی شہادت بالکل ساقط لا اعتبار ہے امام کے اقرار کی صورت میں یہ حکم ہے جو تحریر کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

تراویح پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا

(سوال) ایک حافظ مسجد کی بیجگانہ نماز پڑھتے ہیں اور رمضان المبارک میں قرآن مجید بھی سنتے ہیں ملازم مسجد بھی ہیں ان کو متولیان رمضان المبارک میں بطور نذرانہ نقد روپیہ بھی اور پارچہ وغیرہ بھی دیتے ہیں اور یہ روپیہ اور پارچہ کی قیمت مسجد کا روپیہ ہے ایک صورت میں مسجد کے روپے سے دینا درست ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۳۷ منشی محمد عبدالغفور صاحب (علی گڑھ) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۳۶) اگر یہ رقم اور کپڑے پہلے سے ان کے لئے معین کئے ہوئے ہیں تو مسجد کی رقم سے دینا بطور ایک معین شدہ تنخواہ یا معاوضہ کے جائز ہے اور اگر معین کی ہوئی نہیں ہے تو جہاں تک عرف کا تحقق ہے اس حد تک جائز ہے۔ لان المعروف كالمشروط لیکن یہ نذرانہ صرف قرآن مجید سناتے کا نہ ہو بلکہ سائنہ خدمت مسجد انجام دینے کا ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے

(۲) صحیح کی موجودگی میں نابینا کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص قرآن مجید متواتر کئی سال سے ایک مسجد میں امام مسجد کی اور مسلمانوں کی مرضی سے رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا رہتا ہے اور امام مسجد اس کو اپنی غیر حاضری میں لوگوں کا نائب امام مقرر کرتا رہتا ہے لیکن اب امام مذکور لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ میں اس حافظ کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ قرآن مجید سنائے اور امام مذکور اس میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں بتا کیا جمہور مسلمان اس حافظ کا رمضان شریف میں قرآن سن سکتے ہیں یا نہیں جب کہ و تراور فرض خود امام پڑھائے گا۔

(۲) امام کہتا ہے کہ لوگ میری اجازت کے بغیر حافظ مذکور کو اپنا امام تراویح میں مقرر نہیں کر سکتے ہیں کیا لوگ اس کو اپنا امام تراویح میں مقرر کر سکتے ہیں جب کہ امام مذکور کو شرعاً اس حافظ پر کوئی اعتراض نہیں (۳) اگر نابینا حافظ قرآن مجید رمضان میں بحیثیت امام تراویح سنائے اس حالت میں جب کہ آنکھوں والے حافظ قرآن موجود ہیں جن میں کوئی شرعی نقص نہ ہو تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

(۱) ویکرہ امامۃ عند واعربی و فسق البی (التوبہ) و فی الشامیہ "وَأَمَّا الْعَاسِقُ فَقَدْ عَلَّلُوا كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ نَأْيَهُ لَا يَهْتَمُّ لِأَمْرِ دِينِهِ وَأَنَّهُ فِي تَقْدِيمِهِ لِإِمَامَةٍ عَظِيمَةٍ وَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِمْ إِهْمَامُهُ شَرْعًا (باب الإمامة ۱ ۵۶۰ ط سعید)
(۲) و یفتی البرم بصحتها لیعم الغرض و العقد و لإمامة و لأذان الحج ر بدر المحتار کتاب الإحارة مطلب فی الاستحار علی الصاعۃ ۶ ۵۵ ط سعید

المستفتی نمبر ۲۰۷۸ محمد شریف رنگریز کیمس پور (انک) ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء
(حواص ۱۳۷) (۱) و (۲) ، امام خود حافظ نہیں ہے تو مسلمان نمازیان مسجد کو حق ہے کہ جس حافظ کو پسند کریں اس کو تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے مقرر کر لیں امام مسجد کی اجازت ضروری نہیں اور جب کہ حافظ صاحب کے اندر کوئی شرعی نقص بھی نہیں ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ امام صاحب ان کو قرآن سنانے سے روکیں ، (۳) محض نابین ہونے کی وجہ سے تو نماز مکروہ نہ ہوگی ہاں اگر نابین کے اندر بے احتیاجی اور کوئی شرعی قصور موجود ہو تو بے شک دوسرے حافظ حق بالامامۃ ہوں گے (۲)

محمد کفایت اللہ کال اللہ لا ذی

کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جامع قدیم کے امام صاحب جو جمعہ و عیدین کے بھی امام ہیں جو حفظ قرآن کریم کے ساتھ چند اردو کتابیں بھی پڑھے ہوئے ہیں جو کبر و غرور شریعت آشنا پبلک کو متواتر پے درپے روحانی خدمات پہنچا رہے ہیں اور متعدد مرتبہ دسمانی بھی مگر شریعت آشنا پبلک نے ہمیشہ ان کی تقصیرات پر پردہ ڈال کر ان کو متعدد مرتبہ معافی دیکر ان کے دب و احترام کو بحال رکھا ہے لیکن اب جب کہ امام صاحب کی ذات گرمی سے بے استہزاء اسد و استخفاف و تحقیر مسائل شرعیہ آنے لگی تو ہم مجبور ہو کر امام صاحب کے رویہ کو جو مقتدیوں کے ساتھ ہے نیز اس کے غلط بنابر اظہار عامۃ المسلمین نقل کرتے ہیں امید ہے کہ حضرات سائے کرم و مفتی صاحب جمعیتہ علمائے ہند مولانا حسین احمد صاحب خصوصاً اپنے قیمتی دب بہا احکام شریعت مقدسہ کی رو سے ہم مصیبت فرمائیں گے کیونکہ ہزار ہا شخاص کی نمازوں کا سوال ہے
(امام صاحب موصوف کا مقتدیوں کے ساتھ رویہ)

(۱) سال گزشتہ یعنی رمضان المبارک ۱۹۳۵ء ایک حافظ صاحب مخراب سارے تھے جس کے امام صاحب نہ کو رہا ، سامع تھے حافظ صاحب کو سہواً قشایہ ہو امام صاحب نے دو دفعہ لقمہ دیا پھر اسی جگہ متشابہ ہوا تو تیسری مرتبہ امام صاحب نے حافظ صاحب کو حقارت کی نظر سے نہ صرف جھڑکا بلکہ اپنے جنون یا تکبر کو کام میں لا کر مسجد کا احترام مد نظر نہ رکھتے ہوئے مغالطہ غلط کے ساتھ مخراب سے جبراً اٹھا دیا اور آپ مصیبت پر جاکھڑے ہوئے اور شروع سے قرآن شروع کیا حالانکہ چوتیس پارے ہو چکے تھے۔

(۲) امام صاحب نے مقتدیوں کو اس درجہ ذلیل و خوار سمجھ رکھا ہے کہ مقتدیوں کا بات کرنا بھی امام صاحب کی بے عزتی کا باعث ہے نیز اگر کوئی مقتدی مونا تازہ مالدار ذی وجاہت مر جائے تو اس کے جنازے کی

(۱) قال فی السیر و شرحہ ، أو الحبار إلى القوم فان احملوا اعتبارا اكثرهم الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۸ ط سعید)

(۲) قال فی التزییر و شرحہ ، و یکرہ اذیۃ عند و عسی لا أن یکون ای غیر الفاسق أعلم القوم فہو أولى (باب الإمامة ۱/ ۵۵۸ ط سعید)

نہز کو خود پڑھانا اس کے کوٹھی بنگلے پر جا کر عیدت بھی کرتے ہیں مگر ایک وسط درجہ کا مقتدی اگر علم دین بھی ہو تو یہ وہ نہیں نہز جنازہ نائب یا کوئی ورید ہادیتا ہے کیہ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اسی کا نام ہے ۔

(۳) امام صاحب نے ایک دن مقتدیان سے صبح کی نماز کے بعد فرمایا۔ ہوگو! مجھ سے مصافحہ کرو میں نے تم کو مسجد قبا میں نخیثیت نام نماز پڑھائی ہے۔ اور یک دن فرمایا کہ جناب رسول کریم ﷺ مسجد میں نجسم شریف لائے تھے مسجد کے چاروں طرف پھر کر اور مجھے دیکھ کر واپس چلے گئے تم مجھ سے مصافحہ کرو۔

(۴) ۱۵ رمضان المبارک ۱۲۵۶ھ کو امام صاحب کو سورہ نمل میں آیت یمشی فی الاسواق پر تشابہ لگا پیچھے جو سامع تھا اس نے مجھے یمشی فی الاسواق کے یمشون فی الاسواق بتایا سلام کے بعد جب امام صاحب بعارضہ سس البوس وضو کرنے چپے گئے تو نائب مؤذن نے کہا اس شخص کو جس نے قلمہ دیا تھا کہ یہ دریا ہے ذرا سوچ سمجھ کر قلمہ دیا کرو اس پر مقامی ایک عالم نے (جو باقاعدہ مدرسہ عربیہ امرتبہ کا فارغ التحصیل و سند یافتہ و ستارہ بند مولوی ہے) فرمایا کہ یہ شرعاً کوئی اعتراض نہیں سمجھی سامع کو بھی قلمہ دیتے وقت تشابہ لگتا ہے اس پر چند آدمیوں نے کہا کہ مولوی صاحب حافظ یعنی امام صاحب سے دریافت کیا جائے کہ کیا سامع کا قلمہ دینا ان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ سورہ رکعتیں ہو چکی تھیں اس لئے اس دن دریافت کرنا مناسب معلوم نہ ہو دوسرے دن امام صاحب کو ایک رکوع میں تین مرتبہ تشابہ ہوا اور مقتدی نے گزشتہ شب کے غصہ کی بنا پر قلمہ نہ دیا تو امام صاحب نے سلام کے بعد قرآن کو خود دیکھا پھر فوراً نیت باندھ لی جب یہ نماز تمام ہو چکی تو عام صاحب نے امام صاحب سے کہا کہ کیا آپ کو مقتدی حافظ کا قلمہ دینا ناگوار گزرتا ہے امام صاحب نے نہایت کراخت آواز سے جواب دیا ہاں سخت ناگوار گزرتا ہے مولوی صاحب نے پوچھا کیوں؟ امام صاحب نے جواب دیا میری مرضی اس کے بعد چہ میگوئیاں ہوتی رہیں اور معلوم ہوا کہ امام صاحب نے مؤذن مسجد کو کہہ دیا کہ کوئی شخص مجھ کو قلمہ نہ دے اس سے میری بے عزتی ہوتی ہے۔

(۵) ان کے عام رویہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنے برابر شہر بھر میں کسی کو بھی عالم نہیں سمجھتے ہیں۔

(۶) امام صاحب ہمیشہ روزانہ سنتاء میں دوران نماز سلام کے بعد تازہ وضو کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ان کو سس البول کا مرض ہے ان کا اپنا بیان ہے کہ میں بہت روتا ہوں قطرے کا شبہ ہو جاتا ہے اس لئے تازہ وضو کرتا ہوں بہت ممکن ہے کہ نماز کی حالت میں قصرہ باہر ہو۔ یہ ہیں وہ واقعات جن کا انکار پبلک نہیں کر سکتی۔ کیا ایسا شخص جو کم علم ہو کج خلق ہو، مغرور و متکبر ہو، خاندانی لحاظ سے بھی کم درجہ کا ہو، یعنی نہ تو شیخ، نہ سادات سے ہو، جو علماء میں سے صدر جمعیتہ علماء وغیرہ کو برا کہتا ہو، اس کی اہانت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۴ محمد عبدالرحمن انصاری دہرہ دون ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۳۸) امور مندرجہ بالا اگر صحیح واقعات ہیں تو ایسے شخص کو مہم قنم رکھنا مکروہ ہے نماز اس کے پیچھے

درست تو ہو جاتی ہے مگر بہت کے ساتھ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

(۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟

(۲) جس کی عورت پردہ نہ کرے اس کی امامت

(سوال) (۱) امامت کیسے شخص کی ہونی چاہیے اس کی تفصیل بیان کیجئے (۲) امامت میرا سی کی ور غنڈہ گردی و وگوں میں اشتعاں پھیلانے اور جھوٹ بونے والے ور جس کی عورت بے پردہ ہو ایسے آدمی کی امامت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروز پور)

۱۱ شول ۱۳۵۶ھ ۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۹) (۱) امامت کے لئے یہ شخص مستحق ہے جو علم دین خصوصاً نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو متشرع ہو اور جماعت میں فصل و بہتر ہو (۲) میرا سی ہونا تو امامت کے منافی نہیں ہاں جن وگوں کی عورتیں بے پردہ پھریں اور وہ منع نہ کریں جھوٹ بونے کے عادی ہوں لغویت کے مرتکب ہوں وہ امامت کے مستحق نہیں ہیں محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کے اور ظاہر انمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں وان ہو اور حافظ قرآن ہو اور دیوبند کی ہو لیکن مرزا ملعون اور اس کے متبعین کو کافر نہ کہے بلکہ اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت برتاؤ ہو اور عیسیٰ علیہ سلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی اکرم ﷺ کی جسمانی معراج کا منکر ہو ور شفاعت اور کرامت اویاء اللہ کا منکر ہو آیا یہ عقیدہ اس شخص حند شریعت محمدیہ میں مسدود ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ و عید وغیرہ پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۶۲ خلیل الرحمن (پنڈی بہاؤ الدین)

۲۸ شول ۱۳۵۶ھ مکیم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۰) جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ ناتا رکھتا ہو ور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو ور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بد دین ہے اس

(۱) ویکرہ امامۃ عدو عربی و فاسق و عی الح و فی الہر عن السحیط صلی حلف فاسق او مبتدع ہاں فصل جماعہ مع التویر مع شرحہ باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید
(۲) والا حق بالامامۃ تقدما بل بصا الا علم بحکم لصلوة فقط صحة و فسادا بشرط اجتنابہ لفوا حش الصخرة ثم الاحس تلاوہ و جواباً للقراءۃ ثم الاورع الدر المختار باب الإمامۃ ۱ ۵۵۷ ط سعید
(۳) قال فی التویر ویکرہ امامۃ عدو و عرابی و فاسق مع (باب الإمامۃ ۱ ۵۵۸ ط سعید)

محمد کفایت شد کان اللہ (دہلی)

کی امامت جائز نہیں (۱)

بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) زید ایک جامع مسجد کا امام ہے عرصہ بارہ سال سے اس کے خلاف چند بستی والوں کی درخواست اراکین جامع مسجد کے پاس آئی ہے کہ زید کے چل چلن کے متعلق بھی لوگوں کے بہت سے شکوک اور اعتراضات قبل و ثوق ہیں اور اس کے متعلق بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور وہ اکثر سینما تھیٹر اور ناچ گانوں کی محفلوں میں شریک رہتے ہیں درخواست دینے والے نے صرف چودہ گواہوں کے نام پیش کئے ہیں جن میں سے بارہ گواہوں کا بیان تو یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے سنا اور ذکر کیا دو گواہوں نے جو بیان دیا وہ حسب ذیل ہے:

ہم نے زید کو جنگل کی طرف دو کافرہ عورتوں کے ہمراہ جن میں سے ایک جوان اور دوسری بوڑھی تھی دن کے بارہ بجے قریب دوسرا پیشتر جاتے دیکھا ہم بھی پیچھے ہوئے شہر سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر زید اور دونوں عورتوں جنگل میں دس قدم ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑی ہوئیں زید ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلارہا تھا گوہ عمر و بحر جو لگ چھپے ہوئے تھے ان پر زید کی نگاہ پڑی اور زید وہاں سے چد آیا گواہ بھرتے ان عورتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ زید نے ایک روپیہ دینا تھا اس معاملہ میں دونوں گواہوں کی ایک ہی زبان ہے راستہ وغیرہ دونوں گواہ برابر بتاتے ہیں ایک گواہ نے جائے وقوع نہیں بتائی لیکن جو نشانات پہلے گوہ نے بتائے تھے وہی راستے بتائے جن کے ہمراہ یہ دو گواہ مختلف اوقات میں جائے وقوع بتانے گئے تھے ان میں کا ایک سیکریٹری جامع مسجد اور دوسرا ممبر ہے اور وہ دو اراکین بھی ان دو گواہوں کے بیان جائے وقوع کے بتانے سے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ زید جنگل میں گیا۔

دونوں گواہ صوم و صلوة کے پابند ہیں دونوں میں دوستی ہے ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں دونوں نے بے نکاح عورتیں رکھی ہوئی ہیں زید یقیناً سینما دیکھتے ہیں زنا کا ثبوت نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ شک پر ہو رہا ہے زید شادی شدہ ہے صاحب اور ہے عمر ۳۵ سال سے ۴۰ سال تک ہے نو بچوں کا باپ ہے اوپر لکھی باتوں پر زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۶۶ سیٹھ حاجی عمر مالا (برار)

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۱) گواہوں کے پاس بے نکاحی عورتیں ہیں تو وہ خود فسق ہیں نیز دوسرے پہلے کا واقعہ بیان کرنا بھی قابل سماعت نہیں دوسرے تک انہوں نے یہ واقعہ کیوں بیان نہیں کیا اس کے اخفا کی وجہ سے بھی یہ

(۱) قال فی التوبیر و شرحہ "وان انکر بعض ما عدم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلاً الخ

(باب الإمامہ ۱ ۵۶۱ ط سعید)

شہادت قابض سماعت نہیں ہاں سینما دیکھنے کی وجہ سے امام کی امامت مکروہ ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ دہلی

(۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت

(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں

(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا

(۴) نااہل متولی کو معسزول کرنے کا حکم

(سوال) (۱) ایک بستی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا پھر امام کے حالات خراب ہو گئے وگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے ورنہ وہ ازیں امام مذکور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر بستی کے شریف مسلمانوں نے اپنا امام اور مقرر کر لیا کیا امام اول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے (۲) کوئی مسلمان کہلانے والا شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے امام اول اس مسجد کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے

(۳) کیا کسی بستی کے اکثر مسلمان بستی کی کچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط و پختہ مسجد بنوا سکتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی امام مسجد جس کا کیرکٹر (چال چلن) خراب ہو اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو وہ بلا ثبوت مسجد کے متولی ہونے کا دعویٰ کرے تو شریف اہل محلہ اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۹۵ قاضی محمد شفیع صاحب (رہور)

۸ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۲) (۱) ان حالات میں پہلے امام کو عیحد کر دینا اور دوسرا امام مقرر کر لینا جائز ہے (۲) مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا ہاں متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں مگر ملکیت کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا (۳)

(۳) ہاں بستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ کچی مسجد کو پختہ بنانے کے لئے گرا دیں اور پختہ بنالیں (۴)

(۱) قال فی التویر: "ویکرہ إمامة عبد وأعراسی و فاسق الح و فی الشامیة " وأما التمسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وحب علیهم إهانتہ شرعاً الح (باب الإمامة ۵۶۰/۱ ط سعید)

(۲) ویترع وحوماً لوالواقف شعیرہ بالأولی غیر مأمون أو عاجز أو طهر به فسق الح (الدر المختار کتاب الوقف ۳۸۰ ط سعید)

(۳) وأن المساحد للآیة ۰ سورة جن

(۴) أراد أهل المحلة بفصل المسجد و بناء حکم من الأول لهم ذلك (الدر المختار کتاب الوقف مصطب احکم المسجد ۳۵۷ ط سعید)

(۴) استحقاق تولیت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو ہٹایا جاسکتا ہے بالخصوص جب کہ اس کے حالات بھی صداقت کے خلاف ہوں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ہماری مسجد میں اس کا بہت جھگڑا ہے اگر امام عمامہ نہ باندھے اور ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھ دے تو ایک فریق کا اس پر اصرار ہے کہ نماز نہیں ہوتی یا مکروہ ہوتی ہے۔ (۲) یہاں بعض مساجد کے امام لوگ سینما ٹانک وغیرہ میں اکثر جاتے ہیں ایسے اماموں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۴ جناب فیض اللہ میاں صاحب مالنگاؤں (ناسک)

اربع الاول ۱۳۵۵ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۳)۔ (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھنا بدشعبہ جائز ہے کوئی حدیث یا فقہ کی عبارت ایسی نہیں جو یہ ثابت کرے کہ بغیر عمامہ کے امامت جائز نہیں عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل تو ہے مگر بغیر عمامہ کے امامت کرنا مکروہ نہیں کراہت ایک امر شرعی ہے جس کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو لوگ بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی بات کو مکروہ قرار دیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے (۲)

(۲) سینماؤں، تماشوؤں اور ناٹکوں میں شریک ہونا موجب فسق ہے ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۳) ایسے امام اگر توبہ نہ کریں اور یہ عمل ترک نہ کریں تو ان کو علیحدہ کر کے بہتر صالح امام مقرر کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امامت کا حق کس شخص کو ہے

(سوال) (۱) زید و بکر معمولی سی بات پر ضد میں اگر امام مسجد کو بلا قصور بلا اجازت تمام مصلیان و اہل محلہ ہٹا کر ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کرتے ہیں جو احکام دین سے بالکل ناواقف ہے اور بد رویہ ہے نصف مردمان محلہ اس کی امامت سے ناراض ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ زید و بکر کے تظلم و جہل انہ افعال سے رنجیدہ ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں بروئے شریعت زید و بکر کا یہ فعل کیسا ہے؟

(۱) قال فی الإسحاف " ولا بولی إلا آمین . من طالب الولیة علی الوقف لا یعطی له وهو کمن طلب القضاء لا یقلد (رد المحتار) کتاب الوقف مطلب فی شروط المتولی ۴/ ۳۸۰ ط سعید (۲) وقد کبروا أن المستحب أن یصی فی قمیص و زرار و عمامة ولا یکره الا کتفاء بالقلنسوة ولا عرة لما اشتهر بین العوام من کراهة ذلك الح (عمدة الرعاية عنی هـ مش شرح الوقایة کتاب الصلوة ۱ ۱۶۹ ط سعید) (۳) فی التتویر " ویکره إمامة عمد و یسقی الح و فی الشامیة " بل مشی فی شرح المسبة علی أن کراهة تقدیم کراهة تحویر (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) تمام نمازیوں میں کس صفت اور کس قابلیت کا مام ہونا چاہیے

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ عبدالحکیم (مارنوں) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۴۴) (۱) یہ فعل زید و بکر کا صحیح نہیں اور حکام دین سے مذاقف شخص کو امام بنانا جب کہ اس سے زیادہ مستحق شخص موجود ہو غلط کاری ہے جس سے زید و بکر کو توبہ کرنا اور باز آنا چاہیے۔
(۲) احکام نماز سے واقف قرآن مجید صحیح پڑھنے والا صالح شخص امامت کا مستحق ہے (۱) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم

(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں

(سوال) (۱) کوڑہ یا جذام والے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح اور ولد الزنا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ اے سی منصوری (بمبئی)

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۵) (۱) اگر بدن سے رطوبت بہتی نہ ہو جسم خشک ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی لیکن لوگ کراہت کریں تو اس کو امام بنانا نہیں چاہیے (۲)
(۲) نابالغ کی امامت جائز نہیں (۳) ورنہ اگر عالم و رصیح ہو تو اس کی امامت درست ہے (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۳۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۴۶) اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) والأحق بالإمامة تقليدًا بل نصًا إلا علم باحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الطامرة ثم الأحسن تلاوة ثم الأورع (الدر المختار باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید)
(۲) وكذا تكره حلف أمر دوسعه و مفلوح وأبرص شاع برصد الح (الدر المختار باب الإمامة ۱ ۵۶۲ ط سعید)

(۳) ولا يصح افتداء الرجل بمرأة وحشي وصبي مطلقاً (ح) توير الأبخار باب الإمامة ۱ ۵۷۷ ط سعید
(۴) قال الشامي ولو عذمت أي علة الكراهة بأن كان الأعرجي أفضل من الحصري وولد الرب من ولد الرش فالحكم بالصد (باب الإمامة ۱ ۵۶۰ ط سعید)
(۵) قال في الدر المختار "و مخالف كشافعي لكن في وتر إن يقف المراعاة لم يكره أو عذمتها لم يصح وإن شك كره وفي الشامة: "وأما الافتداء بالمخالف في التروغ كالتشافي فيحوز ما لم يعلم منه (جاری ہے)

قیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے ان کی حق رسی میں روڑے اٹکا کر ان کا حق ضبط کراتا ہے کچھ عرصہ ہو یہی امام مسجد ان قیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا مگر اب پر زور مخالفت کرتا ہے اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا ؟
المستفتی نمبر ۱۷۲۳ عبد اللہ صاحب (مالیر کوئٹہ) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۴۷) اگر امام مسجد قیموں کا حق تلف کرتا ہے یا کراتا ہے یا اتلاف میں سعی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام نے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے طلاق نامہ لی لی کو اور خلع نامہ شوہر کو دونوں کی راضی برضا پر دلوایا ایک ماہ کے اندر ہی یعنی عدت پورا نہ گزرنے پر اس لی لی نے دوسری بستی جا کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جانے کے لئے آمادہ ہو کر اس بستی کے قاضی سے دریافت کیا تو اس قاضی نے طلاق نامہ دیکھ کر عدت پورا نہ ہونے پر نکاح پڑھنے سے انکار کر دیا بعد میں یہی امام جس نے طلاق نامہ و خلع نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے دلوایا تھا اس نے اپنی جماعت کو بغیر اطلاع کئے ہوئے خفیہ طور پر جا کر کچھ رشوت لیکر نکاح پڑھ دیا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعد ہفتہ عشرہ جماعت کو یہ خبر معلوم ہونے پر اس پیش امام سے اس نکاح کے متعلق جماعت کے دریافت کرنے پر اس نکاح کو میں نے نہیں پڑھایا کہہ کر جھوٹ بول کر جماعت کو انکار کر دیا اس تاریخ سے جماعت نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا بعد دو چار دن کے اس پیش امام نے عام جماعت میں کہا کہ خود میں نے ہی یہ نکاح پڑھلایا یہ اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہوا تو کیا پھر یہ امام امامت کے قابل ہو گیا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۱۳ محمد غوث صاحب۔ گواہری۔ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۴۸) اس امام نے اول تو عدت کے اندر نکاح پڑھنے کا بڑا گناہ کیا دوسرے رشوت و رشوتی (اگر رشوت بینات ثابت ہو) تیسرے جھوٹ بول کر میں نے نکاح نہیں پڑھلایا۔

پس اگرچہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر زجر اس امام کو کچھ دنوں کے لئے امامت سے غلجہ کر دیا جائے اور جو رشوت لی ہے وہ واپس کر لیا جائے ورنہ نکاح عدت کے بعد از سر نو پڑھایا جائے جب

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ما یسجد الصلاة علی اعتقاد سنی، عیہ الإجماع (باب الإمامة ۱ ۵۶۳ ط سعید) س میر مقلد کے پیچھے نماز جائز ہے جو اہل سنت کے اجماعی مسائل و مخالفت نہ کرے، شد منہ کی حرمت کا قائل ہو اور سب سلف کرنا ناجائز سمجھتا ہو وغیرہ، مگر نہ اس کا حکم بل نہ یہ جیسے اس کے جیسے نہ کر وہ تحریری ہے (مداد الفتاویٰ ۱/۲۵۳ باب الإمامة ص ۱۰۱ العلود کراچی)

(۱) فاب فی التوبہ، ویکرہ امامة عند و اعراسی و فاس الح (باب الإمامة ۱ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ امام نے سچی توبہ کر لی ہے اور آئندہ وہ ایسا کام نہ کرے گا تو پھر اس کو امام بنا سکتے ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(سوال) ایک متبحر عالم دین جو عرصہ دراز تقریباً ۳۰ سال سے عید گاہ میں عیدین کی امامت کرتا چلا آتا ہے اور چونکہ خطابت میں عدیم الثقل ہے وقت اور ضرورت کے لحاظ سے اپنی خطابت میں مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود اور جماعتی زندگی کے نئے صحیح راہ عمل بتاتا رہتا ہے جس سے مسلمانوں کو گونا گوں فوائد حاصل ہو رہے ہیں آج کل ہندوستان میں سیاسی اختلافات کے باعث مسلمان دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں یعنی مسلم لیگ اور کانگریس اس سیاسی اختلاف کی بنا پر ایک جماعت کے چند لوگ دوسری جماعت کے امام کے پیچھے جس کی تعریف و پرہیز ہے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیکر مسلمانوں کو اس کی اقتداء سے روکتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں اور بہت سے لوگ حسب سابق سی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر مصر ہیں ایسی حالت میں مسلمانوں میں فتراق و تشقت اور ہنگامہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے ہذا سوال یہ ہے کہ سیاسی اختلاف کے باعث امام مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں عدم جواز کے دلائل و وجوہ کیا ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۵ ح جی ۲۰ بخش صاحب محمد یوسف صاحب کلکتہ۔

۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۹) جو عالم کہ عرصہ دراز سے امامت کرتے چلے آتے ہیں وہی امامت کے مستحق ہیں۔ بدواً وہ ان کو علیحدہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک طرح مسلمانوں میں تفریق اور فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے سیاسی مسلک کا اختلاف اس کی وجہ نہیں بن سکتا کہ امامت جیسے وظائف شریعیہ میں مداخلت کی جائے۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں، اس کی امامت

(سوال) (۱) زید مسجد کا امام ہو یا مولوی امامت کی خدمت کو نبجہ دیتا ہے اور اس کو ایک دیرینہ انضمام بازی کا بھی شوق ہے مگر اس کے اس فعل کا لوگوں کو صرف شک و شبہ تھا مگر اب وثوق کے ساتھ وہ اس جرم کا پوری طرح مرتکب ہو چکا ہے تو کیا ایسے امام یا مولوی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) دوسرا مرد ریافت طلب یہ ہے کہ منجملہ ایک کثیر جماعت کے کچھ تھوڑے لوگ امام کے موافق ہوں اور

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ لئن لم یمنعکم لا دلت لہ (ابن ماجہ باب

ذکر التوبة ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) قال فی التوبیر و شرحہ "واعلم أن صاحب الی و مثله إمام المسجد الرابع ولی بالإمامة من غیره مطلقاً (باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

بہت سارا حصہ اس کے مخالف تو کیا ایسے امام کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۶ جناب ابو الفرج صاحب (حیدر آبادی) ۲۸ محرم ۱۳۵۸ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۱۵۰) اگر زید کا یہ فعل ثابت ہو یا جماعت کی اکثریت کو اس کی اس حرکت قبیحہ کا ظن غالب ہو تو ایسے امام کو معزوں کر دیا جائے کیونکہ مستہم امام کو امام رکھنا جماعت کی نماز کو خراب کرتا ہے اور جب کہ جماعت کی اکثریت ناراض ہے اور ناراضی کی وجہ بھی شرعی ہے تو ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فعل بد کرنے والے امام کی اقتداء کا حکم

(سوال) () جب امام جامع مسجد کے متعلق (جو حفظہ حجتی تہجد گزار اور عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہے) دو شخص کو ایک لڑکے کا باپ اور دوسرے استاد شرعی جو عالم بھی ہیں علم الیقین ہوا کہ اس لڑکے بمر ۱۱ یا ۱۲ سال کے ساتھ مرتکب فعل لواطت ہوا ہے اس پر بد ریافت آپ نے یہ فتویٰ فرمایا تھا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز باکراہت ہو جائے گی اور اس بدکار امام کی پردہ پوشی نہیں کرنا چاہیے اب در ریافت طلب یہ ہے کہ علم الیقین والوں کو نماز میں اقتداء قیام امام رکھنی چاہیے یا ترک کر دینی چاہیے؟

(۲) متولی صاحب مسجد نے بطور خود چند آثار کی وجہ سے امام مذکور کا راز معلم صاحب مذکور سے معصوم کر کے صرف یہ کہہ کر کہ پہلے تو یہ عادت نہیں تھی اب ہو گئی ہوگی معاملہ ختم کر دیا ہے متولی صاحب کی یہ پردہ پوشی مناسب ہے؟ ورنہ اگر نہیں ہے تو کیا کچھ گناہ ان کے ذمہ نہیں ہوتا ہے متولی صاحب کو مذہب علم ہونے کی صورت میں کیا صرف سکوت مباح ہے یا کوئی اور عمل بھی ان پر واجب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۹ شجاعت حسین صاحب (آرہ) ۹ رجب ۱۳۵۸ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۱) (۱) اگر ان کو یقین ہو گیا ہو تو امام کو علیحدہ کر دینا لازم ہے (۲)

(۲) جب کہ متون صاحب کو یقینی علم نہ ہو تو وہ سکوت ہی کر سکتے ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بد کردار امام جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں

(سوال) زید جو مسجد کا تنخواہ دار، زم ہے اس کے اعمد و افعال سے مسلمان ناراض ہیں کیونکہ یہ باتیں اس

.....

(۱) فی التنبیہ "ویکرہ إمامہ عبد و أعرابی و فاسق" ایح و فی الشامیة "بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم (باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

(۲) قال فی التنبیہ و شرحہ "ولو ام قوماً و ہم لہ کارہون" إلی الکراہة لفساد فیہ أولا نہم أحق بالإمامة مہ کرہ لہ ذلك تحریم" لحديث "بی دؤد" لا یقبل اللہ صلاۃ من تقدم فوما و ہم لہ کارہون" (باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) و یرع و جونا لوالرائف فعیہ بالأولی غیر مأمون أو عاخر أو ظہر بہ فسق (الدر المحتار) کتاب الوقف ۴ ۳۸۰ ط سعید

الیقین لا یزول بالشک (الاشاہ و الصائر القاعدة الثالثة ۵۶ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

میں موجود ہیں۔

(۱) جھوٹ بونا اور جھوٹی شہادت دینا (۲) مسجد کاروپہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا (۳) مسجد کاروپہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قائم رکھنے کے لئے خرچ کرنا (۴) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرنا (۵) قبرستان کی قبروں کو منہدم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا (۶) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا (۷) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسران و حکام ہائے انتظام کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ سب باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے یا نہیں؟ اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۷ محمد یوسف صاحب۔ پشاور۔ ۱۲ رجب ۱۴۵۹ھ ۱۹ اگست ۱۹۹۷ء

(جواب ۱۵۲) اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں جو سوال میں نمبر ۱ سے ۶ تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا جائز ہے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی اکثریت وجوہ شرعیہ کی بناء پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ ثلاثة لا تجاوز صلاتهم العدة الا بقى حتى يرجع وامرأة باتت و زوجها عليها ساخط وامام قوم وهم له كارهون (ترمذی شریف) (۱) یعنی تین شخص ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی) ایک غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو جب تک واپس نہ آئے دوم وہ عورت جو خاوند کی ناراضی اور خفگی میں رات بسر کرے سوم وہ امام جس سے جماعت بیز رہو یہ واضح رہے کہ جماعت کی بیزاری وہی معتبر ہے جو وجوہ شرعیہ پر مبنی ہو کیونکہ اگر امام صالح امامت کی اہلیت رکھنے والا امتدین تبع سنت ہو تو جماعت کی ناراضی و بیزاری مؤثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ رے دہلی

ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال) اگر زید کے مقتدری نوے فیصدی دستار پوش ہوں تو کیا یہ صرف معمولی ٹوپی پہن کر ہمیشہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۰۷۷ وزیر معارف ریاست قلات (۲۲ چستان) ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ (جواب ۱۵۳) ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا بلا کر اہت جائز ہے اور امامت بھی بلا کر اہت جائز ہے خواہ مقتدری متعہم ہوں یا نہ ہوں (یہ کہہ سکتے ہیں کہ) خلاف ولی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ رے۔

(۱) (باب ما جاء من اد قوماً وهم له كارهون ۸۲۰ ط سعید کمپنی) ولو ام قوماً وهم له كارهون (ابن الكراهة لفسد فيه أو لا يهتم أحق ولا إمامة فيه كره) ذلك بحرف راب هر حق لا والكراهة عليهم (الدر المحتار باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) وقد ذكر وأن المستحب أن يصلي في قميص وازار و عمامة ولا يكره إلا كساء بالقلسوة ولا عبرة لما اشتهر من العوام من كراهة ذلك إلخ (عمدة الراجحة ۱ ص ۱۶۹ ط سعید کمپنی)

قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء

(سوال) ایک امام درمیانی قعدے میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیتا ہے اور اس کو جائز سمجھ کر سجدہ سو بھی نہیں کرتا اور خود اقرار کرتا ہے کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۶

(جواب ۱۵۴) ولا یزید فی الفرض علی التّشہد فی القعدة الاولى اجماعاً فان زاد حامداً کرہ فتجب الا عادة او ساهبا وحب علیہ سجود السهو ادا قال اللّٰہم صل علی محمد فقط علی المذهب المفتی بہ (درمختار) قوله اجماعاً وهو قول اصحابنا و مالک و احمد و عبد الشافعی علی الصحیح انها مستحبة فیہا لجمہور ما رواہ احمد و ابن حریمة من حدیث ابن مسعود تم ان کان النبی ﷺ فی وسط الصلوة نهض حين فرغ من تشہده قال الطحاوی من زاد علی ہذا فقد خالف الا حماع بحر (ردالمحتار) (۱) درمیانی قعدے میں جو امام تشہد کے بعد قصد درود پڑھے اس کی نماز مکروہ واجب الاعادہ ہوتی ہے لہذا اس کے پیچھے اقتدا کرنی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

جس کی بیوی بے پردہ ہو، اس کی امامت کا حکم

(سوال) جس شخص کی عورت پردے میں نہ رہے وہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو دوہرا ناپ بیٹے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۳ عبدالحق امام جامع مسجد۔ دوحہ ضلع پنج محل۔

۱۳ جمادی الآخری ۱۳۵۹ھ ۲۰۳۸ بولائی ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۵۵) اگر امام اپنی عورت کو بے پردگی سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو مگر عورت خاوند کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا مواخذہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

مسائل سے ناواقف نہ کرنے والے کی امامت

(سوال) ہمارے محلے کی مسجد میں ایک پیش امام صاحب ہیں وہ صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں ان کو مسائل کا علم بھی نہیں ہے اب کچھ عرصے سے، انہوں نے لکڑیوں کا بیوپار شروع کر دیا ہے بعض وقت وہ نماز میں غیر حاضر بھی رہتے ہیں۔

(۱) (باب الصلوة ۱، ۵۱۰ ط سعید کمپی) قال اللہ تعالیٰ ولا ترورادۃ وراحرۃ (سورة فاطر ۱۸۰)

(۲) قال اللہ تعالیٰ ولا ترورادۃ وراحرۃ الآية و ص ۱۸

(المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۶) تجارت کرنا تو ایسا فعل نہیں ہے جس کی وجہ سے امامت مکروہ ہو۔ مگر ان کا نمازوں کے وقت میں غیر حاضر بننا اور مسائل سے واقف نہ ہونا یہ ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے دوسرا عالم حافظ امام مقرر کرنا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک امام صاحب جان بوجھ کر بغیر عذر کے ٹوپی پہن کر فرض نماز پڑھاتے ہیں رکن الدین فتاویٰ برہنہ بہر شریعت اور فتاویٰ ملگیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ نسیان کے ساتھ جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔ المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۷) ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے مگر باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے مگر بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے بحول سے اور قصد اترک کرنے میں مختلف حکم نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

حافظ قرآن ناظرہ خوب سے افضل ہے

(سوال) پیش امام حافظ قیامت کے دن مقتدیوں کی خدمات بخش کر اے گا ایسی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور ناظرہ پیش امام سے حافظ پیش امام کی بزرگی ہے یا نہیں؟ نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۸) حافظ قرآن ناظرہ خوب سے افضل ہے شریکے عمامہ دو نونوں کے یکساں ہوں۔ نیک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بخشے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کر سکیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

متعلق صحت امامت

(سوال) متعلقہ صحت امامت

(۱) والحق بالامامة تعددنا بل نصبا لا علم بالحكمة السدالة فقط صحة وفسادا بشرط احتسابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار باب الامامة ۱/۵۵۷ ط سعد)
(۲) وقد ذكروا ان المسحح ان يصلي في قميص او عمامة ولا يكره الاكتفاء بالقميص الخ (عمدة الرعاية عني هامش شرح الوفاة باب في تصد الصلاة و... ۱/۱۶۹ ط سعيد)
(۳) قال في التار حلية... ولرب رحيم في تصد... لا ان احدهما اقرا فقدم القوم الآخر فقد أسؤا... (رد المحتار باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعد)

(جواب ۱۵۹) اگر امام سود خور کے ہاں روزہ افطار کرتا ہے تو وہ پنا نقصان کرتا ہے اس سے تمہاری نماز میں کوئی خلل نہیں بیوی ہونا تو اچھی بات ہے لیکن جس کے بیوی نہیں اگر وہ اور باتوں کے لحاظ سے بیوی والے امام سے بہتر ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی مثلاً متقی پر ہیزگار ہو، قرآن مجید اچھ پڑھتا ہو وغیرہ (۱)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے

(سوال ۱) جس ملک میں سلطان یا نائب سلطان نہ ہوں یا موجود تو ہوں لیکن شرعی امور کی طرف ان کی بالکل توجہ نہ ہو تو امام یا نائب امام مقرر کرنے کا حق شرعاً کس کو ہے؟ (۲) اگر مصیبن و کمیٹی مسجد ایک ایسے متدین شخص کو نیابت کے لئے مقرر کریں جس پر جمہور مصلیان حسن اعتقاد رکھتے ہیں اور بطیب خاطر اس کی قضا کرتے ہیں اور امام نیابت کے لئے سے شخص کو پیش کرے جس پر مصلیوں کا اعتماد اور اطمینان نہ ہو تو کیا مصلیان امام کے پیش کردہ نائب کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں؟ (۳) (ص ۱۴۰ ج ۲ سعید) (۳) شامی جلد اول ص ۵۶۲ میں ہے ہو صریح فی حوزار استنباط الخطیب مطلقاً او کالصریح (ص ۱۴۲ ج ۲ سعید)۔ اور ص ۵۶۳ ج ۱ میں ہے لو صلی احد بعیر ادن الخطیب لا یجوز (ص ۱۴۳ ج ۲ سعید) اور ص ۵۶۳ ج ۱ میں ہے و نصب العامة الخطیب غیر معتبر بعض ظاہر میں عالم نہ کورہ فقہی روایات سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ نائب مقرر کرنے کا حق شرعاً صرف امام کو ہے۔

المستفتی عبد الوہاب سکریتی مسجد کمیٹی

(جواب ۱۶۰) (۱) اگر مسجد کی کوئی کمیٹی ہے تو وہ امام یا نائب امام مقرر کرنے کی مستحق ہے لیکن اگر کمیٹی نہیں ہے تو مسجد کے نمازیوں کی جماعت کا حق ہے (۲) نائب امام وہی ہو گا جس کو مسجد کی کمیٹی یا نمازیوں کی کثرت رائے سے مقرر کیا گیا ہے صرف امام کو تنہا اس کا اختیار نہیں ہے خصوصاً جب کہ امام خود بھی امامت کا تنخواہ دار ملازم ہو (۳) (۲) خطیب سے تنخواہ دار خطیب مراد نہیں ہے کیونکہ تنخواہ دار خطیب تو ملازم مستاجر ہے اس کے اوپر احکام استیجار کے نافذ ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) والحق بالإمامة تعديماً بل نصاً إلا علم بحكام الصلوة صحة وفساد بشرط احتياجه للفقهاء الطاهرة ثم الأحسن تلاوة ونحوه للقراء ثم لأورع الأئمة لتبہات راسویر مع الدر باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید کسبی

(۲) والحق إلى القوم فاحتلوا اعترا كثرة هم ولو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لا يهتم أحق منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داود لا يعمل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون (تبریر مع الدر باب الإمامة ۵۵۷/۱ ط سعید)

(۳) واحترار بعضهم الأقرار واحترار بعضهم عير في العيرة للأكثر كذا في السراج الوهاج (عالمگیریۃ الفصل الثانی فی بی من هو احق بالإمامة ۸۴ ط مک، ما حله کوئٹہ)

زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے

(سوال) زید پیدائشی نیک و پرہیزگار شریعت حد درجہ کا ہے اور نماز جماعت کا پابند بھی سی درجہ کا ہے اور عرصہ بیس سال سے نماز فی سبیل اللہ پڑھتا ہے مگر بکچھ دنوں سے ایک ایسے چکر میں پھنسا اور مجبوراً پھنسا کہ زنا کا مرتکب ہو گیا زید عرصہ چودہ سال سے مجرد تھا صرف نکاح کرنے کی غرض سے زنا کا مرتکب ہوا۔ مگر زید کا زنا کسی کو معلوم نہیں ہے اور واقعہ ٹھیک ہے مگر زید اس فعل سے باز آجائے اور توبہ کرے تو اس صورت میں زید کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) زید زنا کا مرتکب ہوا تو اس کی امامت ناجائز ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی)

(۱) رشوت دینے والے اور بلیک کرنے والے کی امامت

(۲) جواب دیگر

(۳) جواب دیگر

(سوال) زید رشوت دیکر لہر بلیک کر کے اپنی روزی کماتا ہے اور زید کا ٹکا زید کی شرکت میں ہے اور زید، دیگر تجارت بھی کرتا ہے وہ بلیک سے کہیں زیدہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوانہ نکال دیا ہے کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

(جواب ۱۶۲) زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے کیونکہ ٹکا بھی اس حرم کاروبار میں شریک ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی)

(جواب دیگر ۱۶۳) پیش امام گرڈ ٹھی کتروئے ور خشخاشی رکھے تو اس کی امامت مکروہ ہے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے مسجد کے دیواروں پر بلا کسی سذر کے سونا ناجائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

(جواب دیگر ۱۶۴) خدا اور رسول کے احکام میں سید اور متی دونوں داخل ہیں اور مکلف ہیں اگر کوئی سید کوئی خد ف شرح کام کرے تو اس پر بھی سی طرح مواخذہ ہوگا جس طرح کسی غیر سید پر ہوتا ہے مگر سید نے کسی جائز معاہدے پر رضامندی دیدی اور اس کے بعد اس سے بلا وجہ انحراف کیا تو عہد شکنی اور وعدہ خلافی کا ان پر بھی گناہ عائد ہوگا سید ہونے کی وجہ سے وہ اس مواخذے سے بری نہ ہو جائیں گے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کر کے پھر جان بھی سی ہی عہد شکنی ہے جیسے کہ پوری پنجیت کے سامنے وعدہ کر کے پھر جانے

(۱) قال فی السور ویکرہ امام عہد واعرابی و فاسق اح و فی النمامۃ من الفسق و هو الحروج عن الاستقامۃ و لعل المراد من برئک لکنان کشارب لحر و لرائی اح (باب الامامۃ ۱ ۵۶۰ ط سعید)

(۲) قال فی السور ویکرہ امام عہد و عری و فاسق اح (باب الامامۃ ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

(۳) فی السور ویکرہ امام عہد و عری و فاسق اح و فی النمامۃ بل مشی فی شرح النمامۃ علی ان کراہۃ تقديمه کراہۃ تحریمه (باب الامامۃ ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

کی صورت میں ہوتی بلکہ سیدوں پر اتباع شریعت کی ذمہ داری ان کے منصب کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے اگر سید صاحب اپنے عہد کو پورا نہ کریں اور اپنی کوتاہی پر نادم ہو کر توبہ نہ کریں تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور دوسرا امام مقرر کر لیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

بطور دو افیون کھانے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص جس کی عمر اٹھتر ۷۸ سال ہے سو سو سال قبل پیش میں مبتلا ہوا تھا عرصہ دراز تک عروج کرانے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا تو حکیم صاحب نے افیون کھانے کا مشورہ دیا جب سے وہ افیون کھاتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸ اندیر الدین ضلع چاندہ (سی پی) کیم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) اگر افیون کھانے کی وجہ سے حرکات و سکنات اور شعور و احساسات میں تفاوت آتا ہو تو امامت ناجائز ہے اور اگر یہ بات نہ ہو اور کھانا بھی برہنہ کے علاج ہو تو امامت جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

جس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) جو امام فرضوں سے پہلے کی سنتیں ادا نہ کرے اور نماز کے لئے کھڑ ہو جائے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۶) اس کے پیچھے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اسے ایسا بلا ضرورت کے کرنا نہ چاہیے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے

(جمعیتہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید پابند شریعت ہے اور مسائل سے وقف ہے دیندار اور متقی ہے امامت اور درس و تدریس مشغلہ ہے اور عمر و صاحب اکثر نماز نہیں پڑھتے عمر میں بڑے ہیں لیکن محصل مدرسہ ہیں اور اس سستی میں جتنا مسلمانوں کو قرض سودی دیا جاتا ہے اس کے محرر اور منیب ہیں امامت کے لئے ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟

(۱) واوہو، بلعہد بن العہد کتاب مسئلہ (سی سرانیں ۳۴)

(۲) (احسن الفتویٰ ۲۸۶ ط سعید کمپنی حیر الفتویٰ ۲ ۳۳۱ ص ملتان)

(جواب ۱۲۷) صورت مسئلہ میں زید امامت کا مستحق ہے اور عمرو جو نماز کا پابند بھی نہیں اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ فان اللہ

استحقاق امامت کس کو ہے ؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال)

(جواب ۱۶۸) جو شخص نماز روزے کا پابند اور نماز روزے کے احکام سے واقف ہے وہ امامت کا مستحق ہے امامت کے لئے ذاتی صلاحیت و یقین چاہیئے باپ دادا سے امامت چلی آنے سے لازمی استحقاق حاصل نہیں ہوتا ہاں اگر خود بھی صلاحیت و اہلیت رکھتا ہو تو خاندانی امامت وجہ ترجیح ہو سکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک جامع مسجد میں باوجود امام مقررہ موجود ہونے کے ان کے حضوری میں متولی نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا اور قف میں فرق نہیں کرتا اور قصر کا لحاظ نہیں پھر اکثر مصلی اس سے متنفر و کارہ ہیں اب اس نے نماز پڑھائی اور نماز میں سورہ یسین کا پہلا رکوع پڑھا پس کثرت سے غلط فاحش سرزد ہوئے یہاں تک کہ لمن المرسلین کی جگہ لا من پڑھا اور حکیم کو حکیم پڑھا خشى الرحمن کی جگہ خشى الرحمن بضم پڑھا مقتدیوں میں عالم محقق موجود تھے انہوں نے امام مقررہ سے نماز کو اعادہ کر لیا یہ اعادہ کرنا کیسا ہے ؟

(جواب ۱۶۹) ایسے شخص کی موجودگی میں جو قرآن شریف صحیح پڑھ سکتا ہے غلط پڑھنے والی کی امامت درست نہیں (۳) اگر کسی شخص سے سہواً کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا حکم جداگانہ ہے اور صورت مسئلہ کا حکم جدا ہے اس صورت میں بیشک نماز کا اعادہ کرنا صحیح تھا کیونکہ پہلی نماز درست نہیں ہوئی تھی امام معین کے سامنے بدولت اس کے اذن کے دوسرے شخص کا نماز پڑھانا بھی مکروہ ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

.....

۱) وکذا تکرہ خلف امرہ و شرب الحمرو و اکل الرب اصح (الدر المختار) بالإمامۃ ۱/ ۵۶۲ ط سعید

(۲) والأحق بالإمامۃ تقدساً بل صلاً الأعلام بأحكام الصلاة فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابہ للفواحش الظاهرة
الح الدر المختار باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۷ ط سعید

(۳) ولا غیر الألفع به أى بالألفع علی الأصح (الدر المختار) باب الإمامۃ ۱/ ۵۸۱ ط سعید

(۴) و علم ان صاحب البيت و مثله امام لمسجد الرباب أولى بالإمامۃ من عمره مطلقاً الح (الدر المختار) باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید

جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص کی عورت غیر مرد کے ساتھ کھلم کھلا زنا کرتی ہے خود کو بھی اس کا علم ہے ایسے شخص کو امام بنانا مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۰) اگر یہ شخص اپنی عورت کو اس فعل شنیع سے منع کرتا ہو اور اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ باز نہ آتی ہو تو یہ معذور ہے لیکن اگر منع نہ کرے اور نہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو یہ دیوث اور بے غیرت ہو گا اور اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

ناظرہ خواتین کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ناظرہ خواتین یا ناخواندہ امام کے پیچھے حافظ قرآن کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۱) ناظرہ خواتین یا ناخواندہ امام جب کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اور مفسدات نماز کا ارتکاب نہ کرتا ہو اس کے پیچھے حافظ اور عالم کی نماز بھی ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

برص والے شخص کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص مرض برص میں مبتلا ہے ہاتھ پیر چہرہ اور جسم کے اکثر حصے پر سفید داغ سرخی مائل ہیں اطباء کہتے ہیں کہ یہ مرض جذام کی حد تک پہنچتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟ کیا اس سے مصافحہ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ مسجد کے حوض میں یا ٹوٹوں سے وضو کر سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۲) مبرص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اب تک جب برص اس حد تک ظاہر ہو جائے کہ مقتدیوں کو نفرت اور کراہت پیدا ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے (۳) حوض میں وضو کرنا جائز ہے کیونکہ برص میں ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی صرف جلد پر دھبے ہوتے ہیں مسجد کے برتن بھی وہ وضو کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر بہ

(۱) قال فی التوہید "ویکرہ امامۃ عدو اعرابی و فاسق الح (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)
(۲) واعلم ان صاحب البیت و مثله امام المسجد الراتب اولی بالإمامۃ من غیره مطلقاً (در مختار) وفي الشامیة
وان کان غیره من الحاضریں هو أعلم وأقرأ (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)
(۳) وكذا تكبره حلف امرء و أنصر من شاع برصه الح وفي الشامیة "والظاهر أن العلة العرة وكذا قيد الأبرص بالشروع ليكون ظاهراً (باب الإمامۃ ۱/ ۵۶۲ ط سعید)

جولہ ہے کو امام بننا کیسا ہے؟

(الجمعیتہ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) فی زمانہ سید وگ کہتے ہیں کہ جو امام ہے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور وہ خود پنج وقتہ نماز ادا نہیں کرتے اور جاہل و ناخواندہ ہیں اور قوم جو لابان میں حافظہ علم ہیں ان کے پیچھے جاہل سید نماز نہیں پڑھتے۔
(جواب ۱۷۳) جو امام ہے کی امامت جائز ہے اور جب کہ وہ علم و صلاح میں باقی لوگوں سے اچھا ہو تو اسی کو امام مقرر کرنا افضل ہے یہ خیال کہ سید کی نماز جو امام کے پیچھے نہیں ہوتی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ مغرلہ

امام مسجد نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص امام ہوتا ہو کوئی غلطی کرتا ہے یا مسلمانوں میں نا اتفاقی ڈال رہا ہے بعض مسلمانوں کو اس پر ہمت سے شکوک ہیں یعنی اس کے سے جرم ہیں جو کہ ظاہر ہیں اگر وہ امام جنازے کی نماز پڑھائے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

(جواب ۱۷۴) اس امام کے وہ افعال لکھنا چاہیے تھے تاکہ معلوم ہوتا کہ وہ کس درجے کے جرم میں ور جب وہ بیجگانہ نماز میں امامت کرتا ہے تو جنازے کی نماز بھی پڑھا سکتا ہے جو حکم بیجگانہ نمازوں میں امامت کا ہو گا وہی جنازے کی نماز میں امامت کا ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) ہمارے شہر میں صرف ایک حافظ قرآن ہے لیکن اس کی ڈاڑھی ایک مشت سے چھ کم ہے کیونکہ وہ ڈاڑھی کو ترش بیتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۷۵) اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے یا ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کے لئے اس کو کہا جائے اور وہ ڈاڑھی بڑھائے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

(۱) والحق بالامامۃ تعدیم من نصب، الأعلیٰ بأحكام، الصلوة فقط صحة و فساداً بشرط احتیاجه لبقوا حش الطاهرة (الدر المختار) باب الإمامۃ ۱ ۵۵۷ ط سعید

(۲) اولی الناس بالصلاة عبیدہ اسلطان ثم امام الحی ثم سوسی، ہکذا فی الاکثر المتنوں (عالمگیریہ) باب الحادی والمسرور فی الجہان ۱ ۱۶۳ ط ماہدہ کوئٹہ

(۳) ولا بأس بشف اشیب وأحد أصراف الدحیة والسنة فیہا القیصۃ ولذا یحرم علی الریح قطع لحيہ النج (الدر المختار) کتاب الحظر ولا حجة فصل فی ابیع ۶ ۱۷ ط سعید

(۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت

(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص امام مسجد اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ہے اور منع کرنے والے کو کہتا ہے کہ اس کی ممانعت قرآن مجید میں دکھائی دے رہی ہے اور پیشاب کے بعد ڈھیل بھی استعمال نہیں کرتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

(۲) ایک دوسرا شخص امام مسجد محفل میلاد کی نعت خوانی میں باعقاد تشریف آوری رسول کریم ﷺ قیام کو واجب جانتا ہے اور بیڑی سگریٹ بھی پیتا ہے اور نجومیوں کی پیشین گوئیوں کہ فلاں تاریخ خسوف خسوف ہوگا وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

(جواب ۱) تعزیہ بنانا اہل سنت و جماعت کے نزدیک سخت کناہ ہے کہ اس میں اسراف و تبذیر اور شرکیہ اعمال و مستقادات شامل ہوتے ہیں اس لئے اس فعل کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے (۱)

(۲) قیام کو باعقاد تشریف آوری آنحضرت ﷺ واجب جاننا جہالت اور ضلالت ہے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں اس فعل کے مرتکب کی امامت بھی مکروہ ہے کسوف خسوف کی خبر کو تجربہ کی بنا پر یہ سمجھنا کہ ممکن وقوع ہے یہ غیب دانی سے علیحدہ ہے اور یہ وجہ ممانعت امامت کی نہیں ہو سکتی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

(۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت بیچنے والے کی امامت

(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے؟

(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت

(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت

(۵) نشہ خور اور گالی دینے والے کی امامت

(۶) جس امام سے مقتدی ناخوش ہوں اس کی امامت

(۷) فاسق و فاجر کی امامت کا حکم

(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام بننا

(جمعیتہ مورخہ کیم، اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) اگر ایک مسلمان حافظ قرآن باوجود دین کے ضروری احکام سے واقفیت رکھنے کے غیر مسلم اقوام کے پاس بغرض جھگڑے یعنی گردن مارنے کے لئے جانور (بکرہ وغیرہ) بیچتا ہو جب کہ اس کو علم ہے کہ وہ

(۱) قل فی التویر "ویکرہ امام عبد الرحمن و فی سفی الح باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید

(۲) (ایضاً)

جھک کر یں گے اور پھر صاف ہونے کے بعد ان کے پاس توں فروخت کرتا ہو یا زندہ بکرتی قیمت مقرر کر کے دے دیتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟^(۱) اس سے گوشت خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟^(۲) قصائی کا پیشہ اسلام میں کیسا ہے نیز یک قصاب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جو خود ہی کھانے پرے خود ہی بولی کر کے بیچے ورائی کو اپنا پیشہ بنائے یہ وہ جماعت کروا سکتا ہے؟^(۳) کچے چمڑے کی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو کیا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟^(۴) اگر کسی شخص کی عورت گانے والی ہو یا برائے نام پردہ کرتی ہو اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟^(۵) ایک شخص بدکلام ہے (گالی گلوچ دیتا ہے) اور مدھک چند گانچہ افیون وغیرہ میں سے کسی چیز کا نشہ کرتا ہے اس کو امام بننا جائز ہے یا نہیں؟ یا ایک شخص گناہ بے حد نہ کرتا ہے مثلاً پوری کرنا سود خوری یا فوٹو کھنچواتا ہے اس کی امامت کا حکم بھی مکھیں نیز یک خاندان جو خنزیر پکا رانگریزوں کو کھاتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسا آدمی ایک مسلم جماعت یا انجمن کا صدر ہو سکتا ہے؟^(۶) ایک شخص جس میں مذکورہ عیوب ہیں اور مقتدی اس کی امامت نہیں چاہتے لیکن ایک صاحب اقتدار شخص کے بن پر وہ جبراً امامت کرتا ہے اس کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟^(۷) ایک مولوی صاحب فرہاتے ہیں کہ نماز فسق و فجور کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے فسق کی تعریف کیا ہے؟^(۸) اگر کچھ مقتدی باوجود تمام باتوں کے علم کے اپنی ضد پر قائم رہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے رہیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷۷) (۱) اگر کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے ہاتھ بکری پٹے دے جو جھک کرتا ہے تو یہ مسلمان گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ جھک کرنا اس کا فعل نہیں ہے ماں اگر اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ جھک کرے گا تو چونا بہتر ہے اور ذبح دے تو گناہ گار نہیں بتے جھک کئے ہوئے بکری کا گوشت پنچن مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ پہلی صورت میں امامت جائز ہے اور دوسری صورت میں مکروہ ہے یعنی جب کہ وہ اپنا جانور جھک کر اگر گوشت فروخت کرتا ہو (۲) قصاب کا پیشہ اسلام میں جائز ہے اور قصاب کے پیچھے نماز بھی جائز ہے کرچہ وہ خود کھانے پر تارتا ہو اور گوشت فروخت کرتا ہو (۳) مذکورہ حلال جانوروں کے کچے چمڑے کی تجارت جائز ہے بال غیر مذکورہ جانوروں کی کھان کی تجارت حد دباغت جائز ہوتی ہے (۴) اگر یہ شخص پٹی عورت کے اس فعل سے رضی نہ ہو اور اس کو منع کرتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۵) جو شخص بد

۱ لا بأس ببيع العصر لمن علم به سجده حمر ومن احرق به سجده فله بيت نار او كيسه او بيعه او ساع فيه لحم بالسواد فلا بأس به به يد كتاب نكاحه فصل في البيع ۴ ۷۶ ص مکتبہ شریکہ علمہ مہار
۲ ويحرق الاسحر عني مکتبہ لا ان المفصرد منها قطع لا وادح الخ و غامگیرینہ کتاب الاحارہ فصل في المنققات ۴ ۵۴ ص ماحدہ کریمہ
(۳) قال في التوبير و شرحه و حمد فيه قبل مدع و بعد ي مدع ي مدع و منع به الخ و في الشاميه (فرد حد مية قد يلا بها لو كانت مدع و ف ح محسبه او حمدها حار لانه يظهر انه كذا الخ و باليه لشمسده ۵ ۷۳ ط سعید

کلام و شام دہندہ نشہ باز ہو یا نہ یہ گناہ کبیرہ کرتا ہو مثلاً پور زانی شراب خور ہو (اس کو فاسق کہتے ہیں) اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے نہ صریح فوٹو کھنچوانے والے اور خنزیر پکا کر کھانے والے کی امامت بھی مکروہ ہے اور ان صفت کا شخص اس قبل بھی نہیں کہ انجمن اسلامیہ کا صدر بنایا جائے صدر کوئی صالح دیندار ہونا چاہیے (۶) جب کہ مقتدی بنی طور پر امام صاحب کی امامت سے ناخوش ہوں تو امام صاحب کو نماز پڑھانی اور زبردستی امامت کرنی گناہ ہے (۷) فاسق و فاجر کے پیچھے نماز جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر کراہت جائز سے نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت تحریمیہ کے ساتھ ہوتی ہے (۸) جو لوگ ایسے شخص کو امام بنانے پر اصرار کریں جس کی امامت ناجائز یا مکروہ ہے وہ خطاکار ہیں اور اُمران کی ضد جان بدبھ کر ہو تو وہ بھی فاسق ہو جائیں گے۔

اگر وہ شخص جس کی امامت مکروہ ہے زبردستی امامت کرے تو دوسرے خیر کے لوگوں کو چاہیے کہ دوسری مسجد میں نماز باجماعت پڑھ لیا کریں ان مسجد میں دوسری جماعت قائم نہ کریں یا اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ کر عادیہ لیا کریں اللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

کانے شخص کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص یک چشم ہے امامت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جب کہ دونوں آنکھوں والا مل سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۸) یک چشم کی امامت جائز ہے کوئی وجہ کراہت کی نہیں ہے (د محمد کفایت اللہ کان اللہ)

بلا وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) یہ شخص غلط فہمی سے اپنے محلہ کی مسجد کے امام سے لڑنوبت سخت کاٹی اور ہاتھ پائی تک پہنچ گئی

(۱) قال فی التوبیر ویکرہ امامہ عبد و عربی و فاسق اصح و فی الشامیۃ بل مشی فی شرح لسیہ علی ر کراہہ تعدیمہ کراہہ تحریم باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید

(۲) ولو ام قوماً و ہم لہ کراہون اب الکراہہ لفساد فیہ اولاً ہم احو بالامامہ کراہہ تحریماً لحديث ابی داود لا یصل اللہ صلاۃ من تقدم قوماً و ہم لہ کراہون (المر المختار باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) قال فی التوبیر ویکرہ امامۃ عبد و عربی و فاسق اصح و فی الشامیۃ بل مشی فی شرح المبیہ علی اب کراہہ تعدیمہ کراہہ تحریم باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ ط سعید

(۴) یہ حکم طور زریا ضیاء کے سے ورنہ فاسق کے پیچھے نماز ناجائز ہے و فی المہر عن المسح صبی حلف فاسق و مستدع مال فصل احمدۃ رد المحتار باب الإمامۃ ۱ ۵۲۲ ط سعید

(۵) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳/ ۳۱۳ ۳۱۴ ط مکتبہ امہ دہلہ ص ۱۵۸)

تھی بیچ بچاؤ ہو گیا جب سے زید نے امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی تو گوں نے اعتراض کیا تو زید نے کہا کہ میں نے مارنے کے واسطے ہاتھ اٹھایا تھا اس امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

(جواب ۱۷۹) زید کی یہ غلطی ہے اس کو امام سے معافی مانگنا چاہیے اور صفائی کرینی چاہیے ورنہ امام کے پیچھے نماز اس کی درست ہے معافی مانگنے اور صفائی کرنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ۔

بغیر عمدہ ٹوپی کے ساتھ نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) ۱۸ رجب ۱۳۵۳ھ کے جمعیت کے حوادث و احکام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ”بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہوتی ہے“ اس جو ب پر مندرجہ ذیل کتابوں کی عبارت سے شبہ ہو گیا ہے امید ہے کہ اس شبہ کو رفع فرمائیں گے شرح سفر السعادت مطبوعہ نو بخشور صفحہ ۴۳۶، مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے۔ ”وآن حضرت ﷺ گاہ عمامہ بے کلاہ کی پوشیدہ گاہ بگاہ کلاہ بے عمامہ“ اور مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۰۴ کے حاشیے پر ہے یہ حاشیہ مولانا محمد حسن سنہالی کا ہے۔ ”رواہ الطبرانی عن ابن عمر اہ ﷺ کان یلبس قنسوة بیضاء و فی روایۃ اس عسا کر عن عائشۃ کان لہ قنسوة بیضاء لا طیبۃ و فی روایۃ اہ کان یلبس القلاص تحت العمام و بغیر العمام و یلبس العمام بغیر قلاص کذا قال القاری (۲)

(جواب ۱۸۰) عمدہ بغیر ٹوپی کے در ٹوپی بغیر عمدہ کے پہننا جائز بداعراہت ہے اور ان دونوں صورتوں میں امامت بھی بلا کراہت جائز ہے جمعیت میں جو فتویٰ ۸ رجب کے پرچہ میں مولانا حبیب الرحمن کے قلم سے شائع ہوا ہے کہ ”بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہے“ اس میں کراہت سے مراد محض خلاف اولیٰ ہے نہ کراہت تنزیہیہ نہ تحریمیہ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ ۔

دوسرے مذہب والے کی اقتدا کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) حنفی امام کی اقتدا کرتے ہوئے کسی شافعی مقتدی کو امام شافعی صاحب کے طریقے پر نماز کا پڑھنا جائز

(۱) ولو اہ قوماً و ہم لہ کراہون ان الکراہۃ لفساد فیہ کراہ لہ دلت تحریماً . و ان ہو احق لا و الکراہۃ علیہم (التبویر و شرحہ ناب الإمامۃ ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۲) (مرفاۃ کتاب اللباس النعل الثانی ۸/۲۴۶ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۳) وفد ذکر و ان المستحب ان یضی فی فمض و ازار و عمامۃ و لا بکرہ الا کثاء و القنسوة الح (عسدۃ الرعیۃ علی هامش شرح الوفیۃ ص ما یفسد اتصالاً و ما بکرہ فیہا ۱/۱۶۹ ط سعید کمپنی کراچی)

ہے یہ نہیں مثلاً رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے حنفی طریقے پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۱) ہاں شافعی مقتدی حنفی امام کے پیچھے بھی رفع یدین اور آمین بالجہر پر عمل کر سکتا ہے اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے اپنے طریق پر یعنی بغیر رفع یدین اور بغیر آمین بالجہر نماز پڑھ سکتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا
(الجمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر امام مقتدیوں سے چار یا چھ انگلی اونچائی پر ہو تو نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۲) اگر امام دو چار انگلی اونچی جگہ پر ہو تو نماز میں نقصان نہیں آتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مجبور کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) اگر ایک مجبور ولی اللہ کا پیشہ امامت کر رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۳) مجبور اگر کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو تو اس کی امامت درست ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) (۱) زید ایک شرکی جامع مسجد کا امام اور کونسل کا ممبر بھی ہے جمعہ اور عیدین بھی پڑھاتا ہے مگر وہ ظہر عصر کی نماز نہیں پڑھتا اور جب کونسل میں جاتا ہے تو کئی وقت کی نمازیں غائب کر دیتا ہے۔
(۲) ایک شخص ایک مسجد میں مؤذن ہے اور امامت بھی کر لیتا ہے جمعہ اور پنج وقتہ نماز پڑھاتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

(۱) وکذا تکرہ حلف أمرد (الی ان قال) وراہ اس ملک و مخالف کشافعی لکھی فی ونر البحر ان یقن المراعاة لم یکرہ الخ و فی الشامہ " واما الافتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیحوز مالہم یعلم منہ ما یفسد الصلاة علی اعتماد المفتی علیہ الاجماع (باب الإمامة ۱ ۵۶۲، ۵۶۳ ط سعید)
(۲) قال فی التویر و شرحہ " وکرہ ان یقرأ الامام علی ندکان لنهی بقدر الارتفاع بدراع ولا یأس بمادونه و قبل ما یقع بدالامتنان وهو الاوحد (باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/۲۴۶ ط سعید)
(۳) قال فی التویر: " وکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق و متدع الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

جماعت کا گنہ گار ہوگا

محمد کفایت اللہ کان شدہ

جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں

(سوال) فرض نماز کی جماعت میں امام صاحب سے وجب ترک ہو گیا اور سجدہ سہو بھی بھول گئے اس وجہ سے دوبارہ جماعت کی گنی دوبارہ ہونے والی جماعت میں کچھ نمازی جو پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو سکے تھے شریک ہوئے ب دریافت طلب مر یہ ہے کہ اس پچھلی نماز میں شریک ہونے والوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۵ محمد، ختر خاں پہاڑ گنج دہلی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۴ء (جواب ۱۸۸) ان لوگوں کی نماز فرض دائیں ہوئی جو اعادہ والی نماز میں اگر شریک ہوئے اور پہلے وہ شریک جماعت نہ تھے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان شدہ

جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟

(سوال) (۱) جامع مسجد میں عیدین کی نماز پر ور رمضان المبارک کے بخرت نمازی ہونے پر جماعت کی صفیں دس بارہ اور بیس پچیس تک ہو جاتی ہیں حکم ہے کہ اول صف مردوں کی ان کے پیچھے بڑکوں کی ان کے پیچھے خشتی پھر عورتیں پھر بڑکیں یہ توجب ہو سکتا ہے کہ شروع میں قسم و افراد موجود ہوں اور ہر قسم اپنی صف میں ختم ہو جائیں اور مرد ایک صف سے زیادہ نہ ہوں بچے وغیرہ تو زیادہ ہوتے ہی ہیں اگر مرد بہت زیادہ ہوں کچھ شروع نہیں آئے ہوئے نہ ہوں اور خیر تک آتے رہیں تو کیا بڑکوں کی صف نمبر دو سے ہٹا کر پیچھے کرتے چھ جائیں گے یہاں تک کہ مسجد سے برآمدے میں پہنچا دیں اور برآمدے سے صحن میں اور صحن سے اور بھی باہر۔ یا ایسے موقع پر ترتیب اور کوئی ہے؟

(۲) میں بچوں بڑکوں کو مسجد میں نماز کی عادت پڑنے کے لئے بھیجتا ہوں جب چند لڑکے جمع ہو جاتے ہیں تو جماعت میں گاہے ہنس بھی پڑتے ہیں ن پر بعد نماز آنکھیں بھی دکھائی جاتی ہیں کوئی جو شید تھپڑ بھی مار دیتا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ آیا روقم ہماری نمازیں خراب کرتے ہو کیا کیا جاوے؟

المستفتی نمبر ۴۶۶ نور محمد صاحب بیڈ، سٹر۔ جوئہ ضلع کرنال ۱۷ اذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء (جواب ۱۸۹) (۱) یہ حکم ابتدائے نماز کا ہے مگر عورتیں بہر حال مردوں کے پیچھے رہیں اگر درمیان نماز میں عورتیں کسی مرد سے آگے ہو جائیں تو ان مردوں کی نماز نہ ہوگی جو عورتوں سے پیچھے ہوں گے لڑکے

۱، الجماعہ بعد موكدة للرحل و قبل و احبة ثم رتہ نصیر فی الإنم تتركها مرة (در المختار) باب الامامة ۵۵۴ ط سعد

۲، والمختار أنه جاز للأول لأن العرض لا يتكرر (در مختار) و هي الشامية " ای الفعل الثاني جاز للأول ممرلة الحبر بسجود السهول و الأول يحرج عن العهد و إن كان على وجه الكراهة على الأصح (باب صفة الصلاة) مطلب و حب لصلاة ۵۷ ط سعد

درمیان میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوئی ایک ٹکڑا ہو تو مردوں کی صف کے بائیں طرف کھڑا ہو سکتا ہے دویا زیادہ ہوں تو ن کی صف پیچھے رد کی جائے گی (۱)

(۲) پتوں کو نماز کے لئے مسجد میں ناچ بیٹے کی کسی شرارت اور ہنسی پر نہیں تنبیہ بھی کرنی چاہیے مگر سختی سے مارنا مسجد میں آنے سے روک دینا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان لہ

مر تکب کبیرہ کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کسی گاؤں میں ایک مہذب عمل و سبکی میں کمزور لیکن مفید صلوٰۃ نہ ہو نسبتہ صحیح مؤذن نسبتہ نیک عمل اگر ہمیشہ کے لئے اپنی علیحدہ پڑھتا رہے اس کے پیچھے پڑھنا اس کے خلاق ذمہ دار کی قرآن کی کمزوری و ارتکاب کبیرہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا آنہ گار ہو گا یا نہیں؟

(جواب ۱۹۰) جماعت کو چھوڑنا مکروہ ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے جس کی قضا جائز ہے ہاں ایسے امام کی قضا کرنا صحیح نہیں جس کی قضا ناجائز ہو۔ محمد کفایت اللہ کان لہ

مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(سوال) جامع مسجد میں جہری نماز کے ختم کے بعد لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے اس وقت کچھ لوگوں نے اگر جماعت تانیہ شروع کر دی و قرآن بھی باخبر کی ایسی حالت میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں اور عموماً مساجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟ السلسلہ نمبر ۵۷۵ مووی عبد الخاق (میرٹھ)

۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) یہ دوسری جماعت یہی حالت میں کہ لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہیں ایسے مقام پر پڑھنا اور یہی طرح پڑھنا کہ لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑے اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہے اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے مسجد محلہ سے وہ مسجد مراد ہے جس میں پنج وقتہ التزام سے جماعت ہوتی ہو۔ محمد کفایت اللہ کان لہ ذیلی

(۱) قول فی التویر مع شرحہ و نصف الرجال ثم لصیون طہرہ تعدد ہم فلو واحد دخل نصف ثم الحدیثی ثم لساء (دب الامامہ ۱ ۵۷۱ ط سعید) وفي لشمۃ اب المرأة تعدد صلوۃ رحلی من حبیبہا واحد عن یمنہا و واحد عن یسارہ و کذا تعدد صدۃ من حبیبہا مع (باب الإمامۃ ۱ ۵۷۳ ط سعید)

(۲) ان تر کھا ائی الجماعۃ من غیر عمر معر و ترد شہادۃ و بانہم الحبراء و سکوت الح و حبسی کسر فصل فی الامامۃ ص ۵۰۰ ط سہیل کدھی لاہور پاکستان) گرد و سر امام نہ بے قواں کے پیچھے پڑھ لے و فی اللہ عن المحقق حبیب حنف و متبعہ فصل الجماعۃ مع (الدر المحتار باب الإمامۃ ۱ ۵۶۲ ط سعید)

(۳) و مقتضی ہذا الاستدلال کمرہ لکنکار فی مسجد المحمۃ و مردوں ادا و نویدہ فی الطہیریۃ لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ صلوۃ و حد و وہو ظاہر بروایۃ (رد المحتار باب الإمامۃ ۱ ۵۵۳ ص سعید)

سوال مثل بالا

(سوال) ایک مسجد میں پیش امام مقرر ہیں نماز پابندی وقت کے ساتھ وجماعت ہوا کرتی ہے تاہم کچھ لوگ ایسے بھی آجایا کرتے ہیں جو جماعت ثانیہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں کیا جماعت اولیٰ کے بعد ثانی جماعت بھی درست ہے یا الگ الگ؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رنگ پور)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) جس مسجد میں باقاعدہ پابندی وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کریں (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

سوال مثل بالا

(سوال) ایک چھوٹی مسجد ہے جب یک مرتبہ جماعت ہو چکی تو اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۶۲ شیخ حشمت اللہ (ضلع میرٹھ)

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب۔ از مولوی ابو محمد عبد الباقی صاحب) صورت مرقومہ و مسئلہ بال میں واضح بات کہ شرعاً دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے احادیث سے ثابت ہے کذا فی مشکوٰۃ۔ فقط۔ ابو محمد عبد الستار غفرلہ الغفار
(جواب) دوسری جماعت مسجد مذکور میں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم حررہ احمد اللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ۔ الجواب صحیح مظفر احمد غفرلہ نائب امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۱۹۳) (از حضرت مفتی اعظم) اگر اس مسجد میں جماعت سے نماز ہونے کا انتظام ہے تو اس میں دوسری جماعت کرنی مکروہ ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) مجذومی اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دیگر محلہ کی مسجد میں آکر نماز جماعت میں شریک ہو جاتا ہے اور صف میں مل کر رکھوں کے ساتھ نماز جماعت پڑھتا ہے بخوف متعدی ہونے اس بیماری کے نمازیوں کو اس کا جماعت میں شریک ہونا دشوار گزرتا ہے اس نے اس کو شرکت جماعت سے اور مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۱) (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

(۲) (مقتضیٰ هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد لمحمد ابي (شامية) باب الامامة ۱ ۵۵۳ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۳۹۱ محمد علی صاحب انارکری کی دو خانہ (ضلع پٹنہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۸ مارچ ۱۹۳۷ء (جز ۱ - ۱۹۴) مجذوم کی مختلف حالتیں ہیں اگر جذم کا اثر زیادہ نہ ہو محض معموں ہو اور وگوں یعنی دوسرے دیکھنے والوں کو اس سے بہت و نفرت کی ذیت نہ ہوتی ہو تو ایسے مجذوم کو جماعت میں شریک ہونا جائز ہے ورنہ اگر وکنہ درست نہیں اور یہ ہماری لگ جانے کا خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن اگر مجذوم کی حالت زیادہ خراب ہو اور اس کو دیکھنے سے ہی طبعی طور پر نفرت پیدا ہوتی ہو یا اس کے بدن سے زخموں کی وجہ سے بو آتی ہو یا اس کے زخموں سے رطوبت بہتی ہو اور مسجد کے لوٹے وغیرہ موٹ ہوتے ہو یا فرش پر جزائے رطوبات لگنے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں خود مجذوم پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر وہ نہ مانے تو وگوں کو حق ہے کہ وہ سے دخول مسجد اور شرکت جماعت سے روک دیں ورنہ اس میں مسجد محمد اور مسجد غیر محمد کا فرق نہیں ہے محمد کی مسجد سے بھی روکا جاسکتا ہے تو غیر محمد کی مسجد سے باری و ناجائز سے اور یہ روکنہ ہماری کے متعدد ہونے کے عقید پر مبنی نہیں ہے بلکہ تعدیہ کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ نمازیوں کی یزایا خوف تلویت مسجد یا تحیس و بے نفرت و فروش پر مبنی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہبی

قعدہ خیر میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے

(سوال) آخری رکعت کے قعدہ میں جماعت میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب ملتا ہے کہ نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۵) ہاں جماعت کا ثواب ملنے کی امید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہبی

عاد و ان نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے

(سوال) ۱۔ سے وجہ ترک ہو اس نے جدہ سو نہیں کیا جب ان کو یاد دیا گیا تو انہوں نے نماز کا اعداد کیا اس وقت ان نماز میں جو وگ کر شریک ہوئے ہیں ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۶) اس نماز میں دوسرے وگ جو پہلی جماعت میں شریک نہیں تھے شریک نہیں ہو سکتے اور شریک ہونے کے وقت کے فرض ادا نہ ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہبی

۱۔ ووسع منه وكداء كل مؤد و مؤدسانه در محار و في التهمة " وكدائك لفصا و لسان و محدود و الأرض ولى للاحق " الحج باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها مصاب في العرس في المساجد ۱ ۶۶۱ ع سعد ۲ و كذا في أدلة الشهد يكون مدر كاً لفصلتها على فوبهم سج (رد المحتار باب أدلة الفصل ۵۶ ۲ ط سعد) ۳ و المختار أنه حذر بالأول لأن العرص لا يتكرر (سج مع المرح) وفي الشامه أى الفعل الذى حذر للأول بمرله الحذر بسجود سحر و بالأول يحرج عن العهدة وان كان على وجه الكراهة على الأصح باب صفة الصلاة مطلب واحبات الصلاة ۱ ۵۷ ط سعد

امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟
(سوال) ظہر یا عصر کی نماز میں امام کو سوہو اور وہ چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا اور مقتدیوں کو یاد ہے کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو وہ بیٹھے رہیں یا امام کی اقتداء میں وہ بھی کھڑے ہو جائیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۱۹۷) مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہہ کر امام کو تنبیہ کریں تاکہ وہ بھی بیٹھ جائے اور اگر وجود تنبیہ کے وہ نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں ممکن ہے کہ امام سجدہ سو کر کے نماز پوری کرے اور سب کی نماز ہو جائے یہ جب کہ آخری قعدہ کر کے کھڑا ہو ہو۔ محمد کفایت اللہ کان شدہ دہلی

صف اول کی فضیلت

(سوال) (۱) کیا نماز میں صف اول میں کھڑے ہونے سے اور دوسری صف میں کھڑے ہونے سے ثواب میں فرق ہے۔ (۲) اور صف میں دائیں بیائیں کھڑے ہونے میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (برما) ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۸) (۱) پہلی صف کا ثواب زیادہ ہے (۲) م کے پیچھے کھڑا ہونا بہتر ہے پھر دائیں طرف (۲) محمد کفایت اللہ کان شدہ دہلی

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) محلہ میں ایک مسجد ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہیں اور مصیبن بھی معین و معوم ہیں وقت پر بانگہ نماز ہوتی ہے اور ہوتی چلی آتی ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے غلطی جماعت ثانیہ کرنے کا ردہ کیا ہے جو جماعت اولیٰ کی طرح بانگہ پانچوں وقت قیامت کے ساتھ بالترام و تداوی اور پابندی وقت کے ساتھ ہو کر گئی اب دریافت طلب مر یہ ہے کہ کیا اس قسم کی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے اور شریعت مقدسہ اور فقہ حنفی میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے فقہ میں اگر کہیں جماعت ثانیہ کے لئے لایا یا لم یکن علی الہیند الا ولی وغیرہ بیان کیا ہے اس سے جماعت ثانیہ اتفاقیہ گاہ بگاہ مرہ ہے یا بالندائی و بالترام و مختار یا فتویٰ علیگیری میں جو اجازت دی ہے وہ کیا اس سے اس قسم کی اجازت مراد ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ حافظ عبدالغیل خاں صاحب (بریلی) ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

۱۔ و ان فعد فی الراعة مثلاً قدر الشہد ثم قدم عادی سلم ولو سلم فتم صرح ثم الاصح ان الفرد سبط و مد فاد عید تعود الحج، الدر المحصر باب سجود و السهو ۲ ۸۷ ص سعید

۲۔ والقبام فی الصف الأول فصل من الثانی و فی ثانی فصل من الثالث و الفصل مکان المأموم حبت بکون اقرب امی الامام و ان سجدت البر صرح فتی سبیل الامام اصح (عالمگیری۱) الباب الخامس فی الامعة الفصل الخامس فی باب مقام الامام و لیس مرد ۱ ۸۹ ص محدثہ کتبہ

(جواب ۱۹۹) جس مسجد میں کہ پنج وقتہ جماعت اہتمام و انتظام سے ہوتی ہو اس میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ ہے کیونکہ جماعت دراصل پہلی جماعت ہے اور مسجد میں ایک وقت کی فرض نماز کی ایک ہی جماعت مطلوب ہے حضور انور ﷺ کے زمانہ مبارک اور خلفائے اربعہ و صحابہ کرامؓ کے زمانوں میں مساجد میں صرف ایک ہی مرتبہ جماعت کا معمول تھا پہلی جماعت کے بعد پھر جماعت کرنے کا طریقہ اور رواج نہیں تھا دوسری جماعت کی اجازت دینے سے پہلی جماعت میں نمازیوں کی حاضری میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت اولیٰ کی تقلیل لازمی ہوتی ہے اس لئے جماعت ثانیہ کو حضرت امام صاحبؒ نے مکروہ فرمایا اور اجازت نہ دی اور جن ائمہ نے اجازت دی انہوں نے بھی اتفاقی طور پر جماعت اولیٰ سے رہ جانے والوں کو اس شرط سے اجازت دی کہ وہ اذن و اقامت کا اعادہ نہ کریں اور پہلی جماعت کی جگہ بھی چھوڑ دیں تو خیر پڑھ لیں لیکن روزانہ دوسری جماعت مقرر کر لینا اور اہتمام کے ساتھ اس کو دائرنا اور اس کے لئے مداعی یعنی لوگوں کو بلانا اور ترغیب دینا یہ تو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں نہ اس کے لئے کوئی فقہی عبرت دیں نہ مل سکتی ہے یہ تو قطعاً ممنوع اور مکروہ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) سلام اولیٰ کے بعد اقتداء درست نہیں

(۲) بدعتی شخص کی اقتداء کا حکم

(سوال) (۱) مقتدی۔ نیت اقتداء صرف تکبیر تحریمہ ہی کہنے پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو کیا مقتدی اس تحریمہ سے اپنی نماز پوری کرے یا پھر اگر انفرادی نیت کر کے تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

(۲) اگر پیش امام رسوم بدعیہ مروجہ فی زمانہ مثل سوم و چہلم و مولود جو حقوق فسادات سے خالی نہیں اعتقاداً موجب حصول اجر و ثواب اور داخل دین جانتا ہو۔ اس کی اقتداء میں کیا نماز بلا کر اہت ہو جاتی ہے یا مکروہ تحریمی ہے کیا واجب الاعدہ ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۲۹ موبوی محمد ابرہیم صاحب (گوڑ گاؤں) ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) (۱) اگر سلام سے پہلے مقتدی نے تکبیر تحریمہ ختم کر لی تھی تو وہ نماز میں شریک ہو گیا اور اسی نماز کو پورا کر لے (۲) ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر بجاہت۔ ایسی نماز واجب الاعدہ نہیں ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱۔ قل فی الدر المختار "و یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محبة" الحج و فی الشمیة "و معصی ہذا الاستدلال کرہ التکرار فی مسجد محبة ولو بدون اذان و یؤیدہ ما فی الظہیریۃ" لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ یصلون واحدنا الحج باب الإمامۃ ۱ ۵۵۲ ط سعید

۲۔ قل فی الدر المختار "و نفصی قدوہ بالأول قبل علیکم علی المشہور عندنا و علیہ الشافعیۃ" الحج و فی الشمیة "أی للسلام الأول قبل فی التحییس الإمام إذا فرغ من صلاتہ فإذا قال السلام جاء رجل واقفد یصل ان یقول علیکم لا یصبر إذا حل فی صلاتہ" الحج (باب صفة الصوۃ ۱ ۶۸/۱ ط سعید)

(۳) قل فی التدریج "و یکرہ إمامۃ عدو و أعزانی و فاسق و مستدع الحج" صلی حلف فاسق او مستدع نال فصل الجماعة (الدر المختار) باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید

عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) (الف) انگریزی تعلیم یافتہ عورتوں کی ایک جماعت نے پوری آزادی کے ساتھ اعدان کر کے مردوں کی طرح ایک بڑی جماعت میں بقر عید کی نماز قائم کرنی چاہی اور ایک اجنبی مرد کو پیش امام کر کے نماز پڑھ لی علمائے وقت نے عدم جواز کے فتوے دیئے مگر نہ مانیں کیا یہ کوئی شرعی نماز ہوگی نیز ان کا یہ فعل کیا احداث فی الدین نہ ہوگا اور ایسی عورتوں کو شرعاً کیا کہنا چاہیئے؟

(ب) ان کے مشیر کار مردوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا نماز میں شریک ہونا ثابت ہے تو کیا اس وقت زمانہ کی ضرورت کے مطابق فقہاء کے اقوال کو مسترد کر کے ہم اجتماع نہیں کر سکتے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح جماعت سے نماز عید دہ کرنے کی آزادی دی جائے ایسے لوگوں کو شرعاً کیا کہنا چاہیئے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۹ عبد الرشید صاحب (بنگال) ۱۶ محرم ۱۳۵۸ھ ۸ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۱) صرف عورتوں کی عیحدہ اور مستقل جماعت قائم کرنا بے اصل اور بے ثبوت ہے اس کو بدعت کہنا صحیح ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو عید کی نماز میں مردوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بلکہ تاکید تھی عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی تاکید تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرامؓ نے عورتوں کو جماعت میں آنے سے ممانعت کی۔ فقہائے کرام نے بھی زمانہ کی حالت اور لوگوں کی اخلاقی کیفیت بدل جانے کی وجہ سے ممانعت کو درست سمجھا۔

اب اگر عورتیں نہ، نہیں تو وہی صورت اختیار کرنی چاہیئے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں تھی یعنی عورتیں مردوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں یہ ایسا انتظام کر دیا جائے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے اور علیحدہ ہوں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) (۱) منیۃ المصلیٰ وکنز لدقائق۔ شرح وقایہ وغیرہ کتب میں امام کا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی میں سے لکھا ہے کہ اس میں مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہے اس لئے اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) مرقاة جلد اول ص ۳۷۳ میں حضرت مد علی قاری مرحوم فرماتے ہیں۔ ان المحارب فی المساجد محدثۃ اول من احداثہ عمر بن عبدالعزیز فی امارۃ الولید ومن تم کرہ جمع من

(۱) وبکرہ تحریمہ جماعة النساء، ولو فی الراویج وبکرہ حضور من الجماعة، ولو لجمعة وعید وعطء ولو عجزوا لیلای علی المذهب المفتی، لفساد الزمان (الدر المحتار، باب الإمامة ۵۶۵، ۵۶۶ ط سعید) و فی التنبیہ "و بصف الرجال ثم الصیبات ثم الحائضات ثم النساء (باب الإمامة ۵۷۱/۱ ط سعید)

السلف اتحادہ والصلوة فیہ (مرقۃ باب المسجد ومواضع الصلوة ص ۴۶ ج ۲ مکتبہ حبیبیہ کونٹہ پاکستان)

اور مولانا عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی فتویٰ جلد اول میں فرماتے ہیں۔ المسجد الشریف لم یکن له محراب فی عہدہ ﷺ ولا فی زمن الخلفاء انتہی۔ اسی طرح سفر السعادت ورجزب لقموب میں ہے۔

(۳) عون لمعبود میں شیخ بن ابراہیم سے نقل کیا گیا ہے۔ سی المحارب فی المساجد من لدن رسول اللہ ﷺ وایضاً لا یکرہ الصلوة فی المحارب ومن ذهب الی الکراہة فعلیہ السہ (عون لمعبود کتاب الصلوة باب فی کراہۃ الراق فی المسجد ص ۱۴۶ ح ۲ ط دار الفکر بیروت)

جناب سے جو بطلب امر یہ ہے کہ زید عبارت اول و دوم سے مجرب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی بتانا ہے اور بحر عبارت نمبر سوم سے مجرب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مسنون تہمت کرتا ہے دونوں میں سے کون حق پر ہے اور مفتی بہ قول مذہب حنفیہ میں کون ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۴ شیر حمد بھاو پور۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۲۲ اپریل ۱۹۴۰ء (جواب ۲۰۲) صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی میں مجرب نہ تھی اور یہ بھی محقق ہے کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں مسجد میں محرمیں نہ تھیں پس بناء محارب کونا جائز اور بدعت بتانا درست نہیں اور مجرب میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں امام کا مجرب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ یا تشبہ یا یہودی اختفاء حال امام ہے یہ نہیں ہے کہ مجرب بدعت ہے اگر امام کے قدم مجرب سے باہر ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ قال فی البحر الرائق وحمة الکعبة تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری المحارب التي یصحبها الصحابة والتابعون رضى الله عنهم فعليا اتباعهم فی استقبال المحارب المصوبة الح محمد کفایت شدکان تدرہ دہلی

حر میں نماز پڑھنے والے پر وعید

(سوال) حضور اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ جس وقت بہت سے آدمی نماز جمعہ کو نہیں آتے تھے تو اس وقت حضور اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تھا کہ اگر اس وقت میری جگہ کوئی دوسرا آدمی پیش امام ہوتا تو میں جو نماز جمعہ پڑھنے کو نہیں آئے ان کے گھروں کو جاکر گگادوں یہ حدیث مبارک صحیح سے یہ نہیں اور یک شخص یوں پر یوں کہتا ہے کہ حضور جناب ﷺ رحمتہ لدعالمین ہیں ایسا اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے پس مذکور بالا حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۴۳ سید احمد علی صاحب ضلع منڈلہ ۱۰ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۵ گشت ۱۹۴۰ء
(جواب ۲۰۳) بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ لقد هممت ان امر المؤذن بصیغ تم امر رجلاً
بؤم الناس ثم احد نعلاً من ناري حرق علي من لا يخرج الى الصلوة بعد ۱۱ یعنی آنحضرت ﷺ
نے فرمایا کہ یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم کروں کہ وہ اقامت کے اور کسی شخص کو حکم کروں کہ وہ نماز
پڑھ دے اور پھر میں آگ کے شعلے لیسر جاؤں اور جو لوگ بھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے ان کے گھروں
کو آگ لگا دوں کثر روایت میں یہ فرمان عش کی نماز کے متعلق ہے اور بعض روایت میں جمعہ کے متعلق۔
اور یہ بات رحمتہ للعالمین کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ خدا کا گناہ گاروں اور کافروں کو جہنم میں ڈالنا
اس کے ارحم الراحمین ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

(سوال) یک عورت تدریس قرآن مجید کرتی ہے اور ایک لڑکی بالغہ کو حفظ قرآن کریم اس عورت معلمہ کا
خیال ہوا کہ رات کو نماز تراویح پجاعت اپنے گھر میں شروع کروں تاکہ دیگر عورتیں بھی آجاویں گی ورنہ
لڑکی کا ختم بھی ہو جائے گا چنانچہ گزشتہ سال نماز تراویح پجاعت اپنے مکان میں جو کہ حویلی کے اندر ہے
پڑھتی رہی ہیں ورنہ بڑی جماعت ہو جاتی ہے ان طرح اس سال میں بھی دوسری لڑکی سے نماز تراویح میں
قرآن سننا شروع کر دیا ہے اندر مکان کے باجماعت پڑھتی ہیں کافی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں جو امام ہوتی ہیں وہ
درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے آیان کا یہ طرز عمل جائز ہے یا مکروہ تحریمی ہے اگر مکروہ ہے تو ان کے عمل کو
بالکل بند کر دیا جائے یا کہ جائز مع نکرہت عمل کو کسی مصحت کی بنا پر جاری رکھا جائے۔

لمستفتی نمبر ۲۶۵۵ حکیم غلام رسول صاحب (متان) ۱۵ شوال ۱۳۵۹ھ ۱۶ نومبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۴) حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ قرون اولیٰ میں اس کا طریقہ جاری
نہیں کیا یہ پس حنفیہ کے لئے تو اس طریقہ کا اختیار نہ صحیح نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

(اشکال بر جواب بالا)

غریب نواز ہمارے حنفی ہی فرماتے ہیں کہ جائز بلا کر اہت ہے چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ
اللہ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں (۱) کما بکرہ جماعة النساء وحذہن سواء کان فی
الفرص او النسل وعللہ بانہا لا یحلوا عن ارتکاب مموع وهو قیام الامام و سطر لصف و
لا یحیی ضعفہ بل ضعف جمیع ما و جہوا بہ الکراہۃ کما حققناہ فی تحفة السلاء الصاۃ فی

(۱) باب فصل الجماعة ۱ ۹۰ ط ندوی کتب خانہ کراچی

(۲) ویکرہ بحریم جماعة النساء ولو فی التراويح الدر اسحار باب الإمامة ۱ ۵۶۶ ط سعید

(۳) حاشیہ شرح الوقایہ باب الجماعة ۱ ۱۵۳ ط سعید کمپنی

مسئلة جماعة النساء و ذكرنا هناك ان الحق عدم الكراهة كيف لا وقد امت بهن ام سلمة وعائشة في التراويح وفي الفرض كما اخرجه (۱) ابن ابى شيبة وغيره و امت ام ورقة في عهد النبي ﷺ بامره كما اخرجه ابو داؤد (۲) انتهى . حاشية (۲) مؤطا محمد بن امامت حضرت عائشة في تراويح في نقل فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر اقرون میں مروج تھی۔

(جواب ۲۰۵) میں نے حنفیہ کے مذہب کے مطابق جواب لکھا تھا مولانا عبدالحی نور اللہ مرقدہ کی عبارت سے جو آپ نے نقل کی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کا مذہب کراہت جماعت نساء کا ہے مولانا نے اس مسلک پر اعتراض کیا ہے اور دلائل کراہت کو ضعیف بنا کر عدم کراہت کو حق کہا ہے یہ ان کی رائے حنفیہ کے خلاف ہے میں خود بھی ان کی رائے کو قوی سمجھتا ہوں لیکن فتویٰ حنفی فقہ کے موافق دے سکتا ہوں یہ عرض کر دوں کہ خاص خاص صحابیات نے جماعت سے نماز پڑھ لی یا پڑھا دی تو اس نے میرا یہ مکھنا کہ قرون اولیٰ میں عورتوں کی جماعت کا رواج نہیں تھا غلط نہیں بلکہ وہ باوجود اس بات کو مان لینے کے کہ بعض صحابیات نے جماعت کر لی بحال قائم اور صحیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے

(سوال) مسجد میں جماعت سے نماز ہو گئی بعد میں چند آدمی اور آگئے تو جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے ؟ یا علیحدہ علیحدہ ادا کی جائے ؟ (۲) امام صاحب ٹوپی پہن کر نماز پڑھائیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۶) جس مسجد میں نماز کا باقاعدہ انتظام اور التزام ہو اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ اپنی اپنی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھیں (۲) ٹوپی پہن کر امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے (د)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) کتاب الصلوات المرأة تؤم النساء ۱ ۴۳۰ ط دار مکتب العلمیة بیروت لسان

(۲) (ابو داؤد) باب إمامة النساء ۱ ۹۴ ط مکسہ امدادیہ میناں

(۳) (باب فیام شهر رمضان ص ۱۴۳ ص ۱۰۰ محمد کتب خانہ کراچی)

(۴) ویکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محللة الح (درمختار) و فی الشامیة . " و مقتضی هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة ولو بدون اذان و یؤیده ما فی الظہیریة لودخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ اهلہ یصلون وحدهما الح (باب الامامة ۱ ۵۵۲ ط سعید)

(۵) وقد ذکرنا ان المستحب ان یصلي فی قميص وارتد عمامة ولا یکرہ الاکتفاء بالعلسوة الح (عمدة اربعہ علی ہدیش شرح موافاة باب ما یفسد بصلاته وما یکرہ فیہا ۱ ۱۶۹ ط سعید)

مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بحر تھا تو نماز نہیں ہوتی

(سوال) عالمگیری میں ہے نیت اقدہ میں یہ ضروری نہیں کہ امام کون ہے زید ہے عمرو ہے اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کی نیت میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو اقدہ صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی بلکہ یہ کہ زید کی اقدہ کرتا ہوں بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے تو صحیح نہیں عالمگیری یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی نظیر امین امیر ابن اسیرہ ضلع مشرقی خاندیں

(جواب ۲۰۷) جب اس شخص کی اقدہ کی نیت کی جو نماز پڑھا رہا ہے تو نماز ہو جائے گی خواہ مقتدی کو یہ علم ہو کہ وہ کون ہے یا نہ ہو یا اس کو وہ خود زید سمجھ رہا تھا حارث کہ وہ عمرو تھا ان سب صورتوں میں نماز ہو جائے گی لیکن اگر مقتدی نے امامت کرنے والے شخص کی اقدہ کی نیت نہ کی بلکہ پہلے سے یہ نیت کی کہ زید کی اقدہ کرتا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عمرو تھا تو زید کی نیت کرنے والے کی نماز نہ ہوگی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) متعلقہ قیام امام محراب

(جواب ۲۰۸) اگر امام محراب میں کھڑا ہو اور مقتدی باہر ہوں تو نماز مکروہ ہوتی ہے ہاں امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو نماز درست ہوگی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) نمازی کو صف سے علیحدہ تنہا کھڑا ہونا باوجودیکہ صف میں فرجہ نہیں ہے مکروہ ہے یا کیا؟

(جواب ۲۰۹) صف کے بعد اکیلے کھڑا ہونا مکروہ ہے اس شخص کو چاہیے کہ اگلی صف میں سے ایک آدمی کو اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لئے لے لے ہاں اس کا لحاظ رکھے کہ کسی واقف کار کو لے تاکہ نماز میں مزاحمت کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

(۱) ولو نوی الاقضاء بالامام اولم يحضر سألته انه ريد او عمرو او يري انه ريد فإد هو عمرو صح اقداء فإد ادوى الاقضاء برید فإد هو عمرو لم يحضر كذا في التيسير (عالمگیری) فصل فی الیة ۱ ۶۷ مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ
(۲) وكره و قيام الامام فی المحراب لا سجوده فيه و قد ماہ حارثه لأن العرة بقدم الح (السویر و شرحہ) باب ما یفسد الصلاة وما یكره فیها ۱ ۶۴۵ ط سعید
(۳) قال فی الشامیة "واں و حد فی لصف فرجة سده و لا انتظر حتی یحیی آخر فشفاف حلقه و ان لم یحیی حتی رقع الإمام یحتر اعلم الناس بهذه المسئلة فیجد به و یقفان حلقه الح (باب الامام ۱ ۵۶۸ ط سعید)

(۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا

(۲) دروں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر؟ چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب سے ہوئی ہے تو اوپر بھی نماز پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا نیچے کا۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں لوگ جگہ مہوئے کی وجہ سے دروں کے بیچ میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۱۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں (۱)

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد میں امام مقرر سے پیش وقتہ جماعت ہوتی ہے اس میں جماعت ثانی کے واسطے یہ حکم ہے؟

(جواب ۲۱۱) ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

صحیح مسجد میں نماز کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کے متولی صاحبان نے مسجد کی خدمت کے لئے ایک شخص مسلمان کو تنخواہ مقرر کر کے رکھا اور اس سے یہ شرط کی ہے کہ مسجد کو خوب صاف رکھنا اور مسجد کی حفاظت کرنا اور جب نماز کی جماعت مسجد میں کھڑی ہووے اس وقت تم جو تہ جہاں مصلیوں کے رکھے جاتے ہیں اس کے قریب کھڑے ہو کر نماز باجماعت ادا کرنا چنانچہ موافق اس شرط کے وہ خادم جماعت سے بہت دور بلکہ مسجد سے باہر جوتیوں کے نزدیک جماعت خانہ سے علیحدہ کھڑا ہو کر بجماعت نماز ادا کرتا ہے ایسی صورت میں اس خادم کی نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں؟

۱۔ تصعود علی سطح کل مسجد مکروہ و ینہد اذا اشتد لحر یکرہ ان یصلون بالجماعۃ فوقہ الا اذا صاق المسجد فحینئذ لا یکرہ التصعود علی سطحہ للضرورة الخ (عالمگیریۃ کتاب الکراخیۃ الباب الحاسس فی اداب المسجد الخ ۵ ۳۲۲ ط سعید)

(۲) ولا یستغاث بین الاستغاثین غیر مکروہ لانه صف فی حق کل ثوبق (مسوط باب الجمعة ۲ ۳۵ ط بیروت)

(۳) ویکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد متحد الخ (الدر السحار باب الامامۃ ۱ ۵۵۲ ط سعید)

(جواب ۲۱۲) اگر یہ شخص مسجد کے باہر ہو تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور مسجد کے کسی حصے میں ہو تو قنہٗ تو صحیح ہو جائے گی مگر علیحدہ تہہ ہو جانے کی وجہ سے کراہت ہوگی اس کے ساتھ کوئی اور بھی روایہ آدنی ہڑے ہو جائیں تو کراہت بھی جاتی رہے گی اگر اس کام پر کسی غیر مسلم کو رکھا جائے تو بہتر ہوگا ،
محمد کفایت اللہ کان اللہ ۔

صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والے کہاں کھڑا ہو؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) نماز باجماعت ہو رہی ہے کسی طرف جگہ نہیں ہے باہر سے آنے والے صف میں سے بائیں سے آدمی کو نکالے گا یا دائیں سے؟ کراہت ہے؟ آنے والے کو بائیں سے پر یہ شک ہے کہ شاید یہ شخص واقف ہے یا نہیں۔ وہ دائیں سے واقف ہے کہ یہ جانتا ہے تو کس کو نکالے گا؟ پھر گردنوں کو نہیں نکال سکتا تو کیسے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اس نے کسی طرف سے آدمی کو نکال لیا ہے تو پھر پیچ میں کھینچ کر لے جائے یا وہیں پر دونوں کے پیچھے کی صف میں کھڑے ہو جائیں؟ کتنی رکعت تک وہ پیچھے کھینچ سکتا ہے؟

(جواب ۲۱۳) آنے والا صف کے دائیں بائیں جانب سے جس طرف ایسا آدمی ہو جو شرہ پانے سے ہٹائے ایک کو لے کر وہیں پر پیچھے دونوں کھڑے ہو جائیں سے کھینچ کر درمیان میں نہ لے کر دونوں طرف ایسا آدمی نہ ہو تو تنہا پیچھے کھڑے ہو جائے رکعت پہلی ہو یا دوسری یا تیسری یا چوتھی کا حکم یہی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ۔

جماعت ثانیہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) جماعت ثانیہ (ایک مسجد میں جس میں نماز کے اوقات مقرر اور مؤذن و امام ہوں اور جماعت میں شریک ہونے والے یا مسجد میں نماز پڑھنے والے اکثر حضرات مقتدی ہوتے ہیں) جب نزلت یہ نہیں؟ عدم شرکت جماعت کی وجہ سے اگر کوئی شرعی مجبوری یا عدم اصداء اذان ہو تو یہی صورت میں جماعت ثانیہ کی اجازت ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۴) جس مسجد میں پہنچنا نہ جماعت مقررہ اوقات پر ہوتی ہو اور مؤذن و امام مقرر ہو اس میں

۱ اثناء المسحودہ حکم المسحود حتی یوقام فی فاء المسحود و افتدی بہ الإمام صح افتتاحہ و ان لم تکن لصرف متصہ الحج (عالمگیریۃ کتاب الصلوۃ فصل کرد غلق المسحود ۱۰۹۱ مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ)
۲ وال واحد فی الصف فرحۃ مدھا ولا اسطر حی حی آخر فقنا حلفہ و ان لم یحیی حتی رکع الامم بحذر اعلم اناس یهدہ المسئۃ فحدہ و یقف حلفہ و یحد علماً یقف حلف الصف وحدۃ الإمام لضرورۃ (رد المحتار) باب الإمامہ ۱ ۵۶۸ ط سعید

دوسری جماعت تکرار اذان و اقامت و قیام محراب با تفاق مکروہ ہے اور اگر اذان و قیامت کی تکرار نہ کی جائے اور پہلی جماعت کی جگہ بھی بدیں دی جائے تو مکروہ تحریمی نہیں ہے مگر نہائے محققین کی ایک بڑی جماعت اس کو خلاف اولیٰ بتاتی ہے اور دلائل اس کے قویٰ ہیں اور دوسری جماعت اس کو خلاف اولیٰ نہیں کہتی جماعت اولیٰ میں شرست نہ ہونے کی وجہ سمجھ بھی ہو اس کا اس مسئلے پر کچھ اثر نہیں (۱) واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ بشفاعتہ ربہ

بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا

(المجمعیۃ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) رمضان شریف میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے دوسری صف میں چارپانچ نمازیوں نے اگر فرض کی جماعت شروع کر دی تو دونوں جماعتوں کی نماز ہو گئی؟

(جواب ۲۱۵) دونوں کی نماز تو ہو گئی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے دونوں جماعتیں عیدہ عیدہ یک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہونی چاہیے تھیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

مسجد محدہ میں تکرار جماعت کا حکم

(المجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) اگر کسی مسجد میں نماز باجماعت ہو چکی ہے تو کیا اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ناجائز ہوگی؟ اور جماعت ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۱۶) حنفیہ کے نزدیک ایسی مسجد میں جس میں پنج وقتہ منظم طریقہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے پہلی جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت مکروہ ہے اگر دوسری جماعت اذان و قیامت کے عادیہ کے ساتھ ہو تو ہمارے ائمہ ثلاثہ کراہت تحریمیہ پر متفق ہیں لیکن اگر اذان و اقامت کا عادیہ نہ ہو اور محراب سے بھی عدول کر لیا جائے تو اس کو امام ابو یوسفؒ جائز فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ بھی مکروہ ہے لیکن کراہت تحریمی نہیں تنزیہی ہے ہاں انفرادی طور پر (جماعت ولی کے بعد) نماز پڑھنا اسی مسجد میں جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

(۱) المسجد اذا كان له امام معيوم وجماعة معيومة في محلة فصلى ايمه فيه بالجماعة لا يباح تكرارها فيه بأذان ثان أما إذا صلي غير أذان يباح اجماعاً الخ، عالمگیری، الفصل الأول في الجماعة ۸۳/۱ ط ماحدیدیہ کونہ (۲) فتاویٰ دار علوم دیوبند ۵۳/۳ ط مکتبہ امدادیہ مئتان و احسن الفتاویٰ ۵۲۶/۳ ط سعید کمپنی (۳) قال فی الدر السحار: "ویکرہ مکرار الجماعة بأذان و اقامة فی مسجد محلة" الحج و فی الشامیہ: " (قولہ یکرہ) ی تحریماً بقول الکافی لا یحوز ولو کرر اهلہ بدویہا أو کاد مسجد طریق حار اجماعاً کما فی مسجد لیس له امام ولا مؤذن. و مقتضی هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد السحلة و یزیدہ ما فی الظہیریة لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ اهلہ یصرون وحده الحج و عن ابی یوسف إذا لم تکرع عنی الہیئۃ الأولى لا تکرہ ولا تکرہ وهو الصحیح و بالعدول عن المحراب تختلف الہیئۃ الحج (باب الإمامة) مطلب فی مکرار الجماعة فی المسجد ۵۵۲/۱ ۵۵۳ ط سعید کمپنی

محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم

(سوال) محلہ کی مسجد میں امام نہیں ہے مین س کے قریب چھوٹا سا بازار بھی ہے اور بازار کی سڑک بھی مسجد کے دس بارہ ہاتھ کے فاصلے پر ہے آیا اس مسجد میں دوسری جماعت بلا کر اہت جائز ہے یا نہیں اگر مکروہ ہو تو جماعت بہتر ہے یا الگ الگ؟ المفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر ۱)

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۷) جس مسجد میں کہ جماعت کا انتظام ہو اور نماز کا وقت معین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے بازار کے قریب ہونے نہ ہونے سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔
محمد کفایت اللہ کان اندلہ دہلی

چوتھا باب

مسجد اور عید گاہ کے آداب و احکام فصل اول۔ مسجد میں جنبی کا داخل ہونا

مسجد میں سوتے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
(سوال) اگر کوئی مسجد میں سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو کیا کرے؟

(جواب ۲۱۸) اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو جائے تو تیمم کر کے باہر نکل جائے
اداء خاف الحب او الحائض سبعا اولصا او ردا فلا بأس بالمقام فيه والا ولی ان یتیمم تعظیماً
للمسجد . هکذا فی التارخانیہ (عالمگیری ص ۳۹ ح ۱) ۲. وفی فتاویٰ قاضی خان ص ۶۲
۲. ولو کان الرجل فی المسجد فغصه النوم و احتلم تکلموا فيه قال بعضهم لا یباح له الخروج
قل التیمم و قال بعضهم یباح انتهى

جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) صحن مسجد بھی مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں اور جنبی کے دخول اور خروج کا کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۱۹) صحن مسجد سے مرد شاید وہ جگہ ہو جو فرش میں للصوة سے زائد خن پڑا رہتا ہے وہ مسجد کے حکم وقف میں تو مسجد کے ساتھ شامل ہے مگر حرمت دخول جنبی میں نہیں کیونکہ وہ مصالح مسجد اور

۱. قال فی الدر المختار "و یکره تکرار الجماعة فی مسجد بمحلة (باب الإمامه ۱) ۵۵۲ ط سعید

(۲) (الفصل الرابع فی احکام الحبس والاسدس والا ستحاضه ۱) ۳۸ ط ماحدید کتوتہ

(۳) (فتاویٰ قاضی خان علی ہامش العالمگیریہ فصل فيما حور به التیمم ۱) ۶۴ ط سعید

مسجد کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کا پانی وقف کی نیت پر ہے (۱) واللہ اعلم ۔
محمد کفایت اللہ عفا عنہ مو ۵

فصل دوم۔ مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا

مسجد کے اندر تیمم کرنا

(سوال) اگر کوئی شخص مسجد کے اندر تیمم کر کے نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں ؟

(جواب ۲۲۰) مسجد کے اندر مسجد کے اجزاء سے تیمم کرنا غیر مستحسن ہے۔ فی الاشباہ والنظائر میں

احمد بنی من احرامہ قالوا فی برائہ ان کما مضموع حرام لا حرمته و مسح الرجل منہ والا لا

الشی ۲

مسجد کی در کی کاجلہ میں استعمال

(سوال) مسجد کی کاجلہ میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۹۶ محمد نثار مدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۱) مسجد کے کاجلہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ۔

محمد کفایت اللہ کان مد لہ دہلی

مسجد کے پانی کا استعمال

(سوال ۱) مسجد میں نمازیوں کے پانی رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر کوئی شخص خراج از مسجد پڑھ ہو وہ

کے اندر سے پانی منگا کر پی سکتا ہے یا نہیں ؟ (۲) نماز میں وضو کے پانی بھرا جاتا ہے تو اس پانی سے

غسل بھی کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ جب کہ کنوں مبرور سے نیز ہما فضل کرنے کے پختہ نمازی بھی نہیں گاہے

تو ہے نماز پڑھتے ہیں یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۲۵۹ شیخ ایدہ احمد صاحب (جید) ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۲) (۱) اگر پانی رکھنا جائز ہے تو سوائے نمازیوں کے

۱ واما السجدة صلاة جازدة و عند فہر مسجد بنی حق حو الاقد ، لافى عمرو فعل د حوہ محبت و حوہ
کعبہ مسجد و رطوح اسریر مع لبر محبت حکم مسجد ۱ ۶۵۷ ط سعید کمپنی پاکستان

۲ لعل لکث القور فی حکم المسجد ۵۵ ط دارد بنون کمر حو

۳ مدد لاحکمہ ۱ ۶۲ ط کعبہ در لعمرو کمر حو

کوئی شخص یہ پانی نہیں پی سکے گا (۱) (۲) جو پانی صرف وضو کے لئے بھر جاتا ہے اس کو غسل میں خرچ نہ کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تلاوت کے لئے مسجد کی بتی کا استعمال

(سوال) متعلقہ استعمال مال مسجد

(جواب ۲۲۳) عمرو کو بڑی بتی جہان نماز کے بعد درست نہیں اگر وہ قرآن شریف مسجد ہی میں پڑھنا چاہے تو چھوٹی بتی میں پڑھے ورنہ اپنے گھر جا کر تلاوت کرے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا

(الجمعیتہ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ڈائری کی جامع مسجد میں متولیوں نے اپنی بددیانتی اور حکام کی مدد سے ایک شخص منشی عبد اللہ کو دفن کر دیا ہے جو علانیہ سود کھاتا تھا اور انگریزوں کے ساتھ بلا تمیز حایں و حرام کھانا کھانے کا عادی تھا کیا یہ فعل جائز ہے؟

(جواب ۲۲۴) جو زمین مسجد کے لئے وقف ہے اس پر سوائے مصالح مسجد کے اور کوئی تصرف جائز نہیں پس اس قطعہ زمین میں جو مسجد کا ہے، موات کو دفن کرنا جائز تھا اور اس حکم میں نیک و بد کا کوئی فرق نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کی دریوں کو عید گاہ میں استعمال کرنا

(سوال) جامع مسجد کی دریوں وغیرہ عید کے روز عید گاہ میں سے جانا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبد الرؤف خاں جمن پور ضلع فیض آباد

(جواب ۲۲۵) جامع مسجد کی دریاں عید گاہ میں عید کی نماز کے لئے لے جانا نہیں چاہیے الا جب کہ دریاں

(۱) واداء وفی مخرج لا یحوز لیسرک مند وکل ما اعد للشرک حتی الحیض لا یحوز فیہا التوضو کہ فی حرمہ

المختبین (عالمگیریہ) کتاب الوقف الباب الثانی عشر فی الریاضات الحج ۲، ۶۵، ۱ (ماحدیہ)

(۲) لا یحوز الوضو من حیاض المعدة للشرک فی الصحیح و یسع من الوضو منہ رفیدہ و حملہ لاشک ان ما ذرناہ

جاء و لا لا و لیسر المخرج کتاب الحصر و الإباحة فصل فی البع ۶، ۲۷، ۱ (سعد)

۳، و یحوز ان یدرس الکتاب قبل الصلاة و بعدہا ما دام اناس یصلون فیہ (رقمی ح) علی هامش العالمگیریہ

فصل فی المسجد ۱، ۶۸، ط (ماحدیہ) و فی عالمگیریہ و لا بأس باب یرک مخرج المسجد فی المسجد إلی تب

اللیل و لا یرک اکثر من ذلك (فصل کر د علق المسجد ۱، ۱۱۰، ط (ماحدیہ)

(۲) بل یقل الی مقابر المسلسلین و مقتضاه انه لا یدفن فی مدفن خاص کما یفعل من سبی مدرسة و نحوہا و یسی

لد یقرینا مدفن لیس (رد المحتار) کتاب الحصر مقصد فی دفن لیس ۲، ۲۳۵، ط (سعد کمپی)

کسی ایک شخص کی دی ہوئی ہوں اور اس نے جازت دی ہو کہ جامع مسجد وعید گاہ میں استعمال کی جائیں۔
محمد کفایت شہکان اللہ نہ دہلی

فصل سوم۔ مسجد کے سامنے باجہ بجانا

مسجد کے قریب باجہ بجانا

(سوال) عرصہ پچیس سال سے قصبہ سوئی پت میں رام بابا ہوتی ہے اس کے راستے میں چھ مسجدیں پڑتی ہیں حکم سرکاری سے ہر ایک مسجد کے قریب پچیس قدم گے اور پچیس قدم پیچھے باجہ بند ہو جاتا تھا لیکن اس میں بعض مسلمانوں نے اس کے برعکس کام کرنا چاہا یعنی بردران وطن کے ساتھ مل کر باجہ بجانے کی کوشش کی اور ہر وقت اس کوشش میں سرگرم رہتے ہیں اور سلام کے برخلاف کام کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرح شریف کا کیا حکم ہے۔ ذوالقادر و ۱۴۱۱ھ المسنعتی سید شریف حسین

(جواب ۲۲۶) جب کہ پچیس سال کے عرصہ سے مسلمانوں کا یہ حق مسم ہے کہ ان کی مسجد کے سامنے مسجد کے احترام کے لحاظ سے باجہ نہیں بنایا جاتا تھا اور اس حق کے ثبوت میں نظامی قانون ان کا حاکم ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مسلمان اس حق سے دستبرداری کریں اور وہ مسجد کے احترام کی مخالفت اور باجہ کی اجازت کی صورت میں جو قطعاً اسلام میں حرم ہے خلاصہ یہ کہ باجہ بجانا شریعت اسلام میں ممنوع و حرم ہے اور مسجد کی اہانت یا ان کے احترام کے خلاف کوئی فعل کرنا یہ بھی حرم ہے اور ثابت شدہ حق جس کے پھونکنے میں کسی حرام کی اجازت، زما آتی ہو اس سے دست برداری کرنا بھی ممنوع ہے جو لوگ محض ہندوؤں کی خاطر خلاف قاعدہ مستمر باجہ بجانے کی اجازت دیں یا اس کی سعی کریں وہ گناہ گار و فاسق ہوں گے، محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ اسلامیہ دہلی

مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا

(سوال) شہر کے مشرکین بغرض اہانت و حقارت مسجد و تہذیب و توہین اسلام و تحقیر مسلمین اپنے بچوں کے جوس کو شان و شوکت سے مع باجوں گاجوں و نعرہ ہائے غیر اللہ کے مسجد کے سامنے سے گزرنا چاہتے ہیں و یہ مران کے مذہبی ضروری احکام میں سے بھی نہیں ہے شہر کی آبادی مساوی ہے یعنی ہندو و مسلم نصف نصف تعداد میں یہی صورت میں یا مسلمانوں کو حتیٰ مکان و حسب استطاعت ان خرافات کو

۱ شرط لہ فہ کتب الشریعہ فی الفہم و تدلیل روحیہ عمل بہ اسح الدار المحقر کتب ابو فہ
مصنف فی فہم شرط ابو فہ کتب الشریعہ ۴۳۳ ط سعید

۲ قول للہ تعالیٰ "ومن علم من مع مساجد اللہ ان مدکر فیہا اسمہ و سعی فی حرائہ الا یہ بقرۃ اب
۱۴۴۱ وقال تعالیٰ "تعدون علی سر و لغری ولا تعدون علی الائم و معدون سائدة آب ۲

روکنے اور مسجد کی حرمت قائم رکھنے کا شرعاً حق ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۲ سکریٹری جمعیتہ المسلمین مانگروں ضلع کاٹھیاواڑ۔

۱۹ جمادی ۱۱ خری ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۷) ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے انگریزی قانون رائج ہے عام سڑکیں گزرگاہ عامہ کے لئے ہیں غیر مسلموں کو بتوں کے جلوس نکالنے اور نعرے لگانے سے باز رکھنا مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے مسجد کے سامنے سڑک پر باجی بنے اور شور مچانے سے نماز و جماعت کے اوقات میں روکا جاسکتا ہے کہ اس سے نماز میں ورعبادت میں خلل آتا ہے خلی وقات میں غیر مسلموں کو حق ہمسائیگی بننا پر باجہ روکنے کی فرمائش کی جاسکتی ہے مسلمانوں کو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ اپنی مسجد کی کس قدر تکریم کرتے ہیں اگر خود مسلمان اپنے جلوسوں شادیوں میں مسجد کے سامنے باجے بجائیں تو ان کو بھی شرم کرنی چاہیے (۱) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے

(سوال) شر کے مشرکین اپنے بتوں کے جلوس کو بجوں گا جوں اور نعرہ ہائے غیر اللہ کے ساتھ مسجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو ان خرافات کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۲۶۳ سکریٹری جمعیتہ المسلمین مانگروں
۲۳ جمادی ۱۱ خری ۱۳۵۲ھ ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۸) مسجد شعائر اللہ میں داخل ہیں ور شعائر اللہ کا احترام مسلمانوں پر لازم ہے اصنام کے جلوس نکالنا اور شان و شوکت کے ساتھ ان کو شوارع عامہ پر گشت کرنا کفر و شرک کے شعائر میں سے ہے ہندوستان میں چونکہ حکومت قسطنطنیہ کا قانون رائج ہے اور مسلمان غیر مسلموں کو ظہار شعائر کفر سے روکنے پر قادر نہیں ہیں اس لئے ان پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے رہا مسجد کے سامنے شور کرنا شرکیہ نعرے لگانا تو یہ نماز و جماعت کے اوقات میں حقوق عامہ اور احکام نماز کے منافی ہے کہ اس سے نماز و عبادت میں خلل آتا ہے اس کے انسداد کے لئے مسلمانوں کو قانونی سعی کرنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو اس قضیے کو باہمی تصفیے سے سلجھنا چاہیے مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ خود اپنے جلوسوں شادیوں میں بھی مسجد کا احترام قائم رکھیں ور مسجد کے سامنے ہر گز باجہ و نیرہ نہ بجائیں ور جنگ و جدل سے حتیٰ ل مکان احتراز کریں (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

۱۔ قال اسی شیخ من دی مکرم مکراً فیعبیر و سده فان لم یستطع فلساہ فان لم یستطع فقلہ وذلک اصعب
الایمان و مسلم باب کون الیہی عن المکر من الایمان ۱ ۵۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی
(۲) (ایضاً)

ہیچڑوں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

(اجمعیۃ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قصبہ کوچ ضلع جاون میں اہل بنود کے محض میں نہایت عمدہ موقع پر ایک مسجد قدیم شکستہ ہیچڑوں کی ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی غیر آباد حالت میں موجود ہے کیا مسجد مذکور کو درست کر کے نماز پڑھنا جائز ہے؟ مسجد کا مالک ہی مسجد یا اس کے متعلقات میں یا کسی دوسری جگہ اسلامی مدرسہ میں لگایا جاسکتا ہے؟ کیا کسی زمین پر نئے اینٹ پتھر سے دوسرے مسلمان نئی مسجد بنا سکتے ہیں؟ بعض مفسد ہندو اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں؟

(جواب ۲۳۱) اس مسجد کو غیر مسلموں کے قبضہ سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے ورنہ اس کو تعمیر کر کے آباد کرنا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے اس کا مالک اس میں صرف ہو سکتا ہے تو اسی میں لگادینا چاہیے ورنہ دوسری جگہ منتقل قیمت کیا جاسکتا ہے اگر اصل بانی کے وارث موجود ہیں تو ان کو زمین کی قیمت دیدی جائے ورنہ مسلمان اپنی طرف سے مسجد کو تعمیر و وقف کر دیں۔ محمد کفایت اللہ کان لدلہ

فصل پنجم۔ مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا اور قیام کرنا یا نماز پڑھنا

مسجد کے اوپر اہم کے لئے کمرہ بنانا

(سوال) مسجد کی چھت پر کمرہ وغیرہ بنانا امام کے رہنے یا کر کے پر دینے کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۶ عبد المجید خاں ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مکرم اگست ۱۹۳۳ء
(جواب ۲۳۲) مسجد کی چھت پر رہائش کرنا یا رہائش کے لئے کمرہ بنانا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان لدلہ

مسجد میں سونا

(سوال) بعد نماز عشاء مسجد میں شب بھر سونا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ میر محمد پٹن فروش (سار) ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۲۳۳) مسجد میں بلا ضرورت سونا فروغ ہے یا اگر کوئی شخص مسافر ہو ورنہ اس کے لئے اور کوئی جگہ نہ ہو ورنہ ضرورت مسجد میں سونا تو مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان لدلہ

۱۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۲۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۳۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۴۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۵۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۶۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۷۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۸۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۹۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح
۱۰۔ ونبضہ یصرف فی حلال وندحر لرفہ الاحد لندو۔ لیب سع و صرف تمہ ابہا و سرح

خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا

(سوال) مسجد کے نہ رہنے کی اس جگہ جہاں جمعہ ہو کرتی ہے کسی شخص کا قیام بالاستقامت ماہ دو ماہ خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم اس طور پر کہ شخص مذکور وہیں رہے سوئے اور باتیں دنیاوی اور تمام لوازمات زندگی وہیں مسجد میں پوری کرے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۳ محمد عثمان صاحب بمبئی

۷ اذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۴) اگر یہ شخص مسجد کے متعلقہ اشخاص میں سے ہو کہ مسجد کی ضروریات اس سے درست ہوں مثلاً امام یا مؤذن یا خادم ہو اور اس کے رہنے کی اور کوئی جگہ میسر نہ ہو اور اس کے رہنے سے نمازیوں کو تکلیف پیش نہ آئے اور وہ مسجد کے احترام کا پورا لحاظ رکھے تو ان شرائط کے ساتھ مسجد میں قیام کی اجازت ہے اور اگر دوسری جگہ سکونت کے لئے میسر ہو یا مسجد سے غیر متعلق ہو اور مسافر بھی نہ ہو یا اس کی رہائش سے نمازیوں کو تکلیف اور تنگی ہو یا مسجد کی سے ادنیٰ یا توہین ہوتی ہو یا تلویت و تکلیف لازم آتی ہو تو ان صورتوں میں اس کو اجازت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کال اللہ دہلی

مسجد میں رہائش کرنا

(سوال) کوئی ایسا شخص مسجد میں ٹھہر سکتا ہے یا نہیں جو مسجد میں ہی کھانا پیتا ہے اور مسجد میں ہی سوتا ہے اور دنیاوی باتیں بھی مسجد میں ہی کرتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۹۰ سیٹھ میاں محمد دوست محمد (ہمت نگر)

۷ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۵) مسجد میں اس طرح ٹھہرنا کہ مسجد کو یا قیام گاہ ہے اور نمازیوں پر نماز پڑھنے کی جگہ کو تنگ کرنا یا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا اور ملا ضرورت شدیدہ مسجد میں سونا خفیوں کے نزدیک مکروہ ہے کسی مسافر کو جب کہ اس کے لئے مسجد سے عیقہ کوئی جگہ نہ ہو سخت ضرورت کے لئے مسجد میں سو رہنا جائز ہے مگر اسی شرط سے کہ اس کے ٹھہرنے سے مسجد کے احترام میں فرق نہ آئے اور نمازیوں کے لئے نماز کی جگہ تنگ نہ ہو اور ضرورت پوری ہوتے ہی وہ مسجد کو چھوڑ دے اور مسجد میں کھانے پینے سے اگر مسجد ملوث ہوتی ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اگر مسجد کے عیقہ کوئی قیام گاہ مسافروں کے لئے ہو تو مسجد کو مسافر خانہ بنانا مکروہ ہے (۲) ابوہدٰ کلد معروف فی الفقہ الحنفی واللہ تعالیٰ و علمہ ام واحکم محمد کفایت اللہ کال اللہ

(۱) والعاشر ان لا یصیق علی أحد فی التلف والربع عشر ان یزید عن الحیات والشیان (عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ۱۰ حدیث)

(۲) ویکرہ سوم والا کل فیہ لعیب المعکف لہ ولا یأس للعرب ولصاحب الحدیث فی المسجد فی الصحیح من المذہب والاحسن ان یتورخ فلا یام الح (عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ۱۰ ما حدیث) کونہ پاکستان

نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا

(سوال) (۱) جامع مسجد دہلی کے دلائلوں میں مسلمان بے نمازی اور فقراء آوارہ گرد سوتے ہیں نماز دا نہیں کرتے مسجد کو سرائے بنا رکھا ہے (۲) نمازی مسلمان بھی بعد نماز ظہر عصر کی نماز تک ندرون مسجد سوتے رہتے ہیں مسجد کے اندر یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ محمد عثمان صاحب تنظیم جامع مسجد دہلی۔ ۱ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۶ اگست ۱۹۳۶ء (جواب ۲۳۶) بے نمازیوں کو مسجد میں سونے اور اس کو خواب گاہ بنانے کا کوئی حق نہیں کیونکہ بے نمازی ہونے کی جہت سے بھی یہ اندیشہ ہے کہ وہ مسجد کی تطہیر و تنظیف کا خیال بھی نہ رکھیں نمازیوں کا مسجد میں اوقات نماز کے عدو لیٹ جانا اور سو جانا اگر اتفاقی طور پر ہو تو مباح ہے لیکن مسجد کو یک خواب گاہ بنالینا ان کے لئے بھی درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد کے برآمدے میں سونا

(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا

(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا

(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا

(سوال) (۱) ایک شخص متقی پر بیزار گار کا جائے ٹھکانا نہیں اس شخص کا مسجد کے باہر برآمدہ میں رہنا سونا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کا سامان مسجد کے اندر یا باہر برآمدہ میں بیٹی میں بند کر کے رکھنا جائز ہے یا نہیں (۳) مسجد میں مؤذن روز نہ پتی سے پیسہ اٹھاتا ہے مسجد کی مرمت کرنے کے واسطے سب آدمی بطور صدقہ دیتا ہے اس جمع شدہ پیسہ سے پیش امام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ پیش امام کی تنخواہ بسنی دانوں کے چندہ سے مقرر و معین بھی ہے (۴) مسجد میں بعد نماز عشاء کے ایک دو بجے رات اس وقت کسی آدمی کا نام و نشان نہیں اس وقت میں ذکر و ذکر و مراقبہ کرنا جائز ہے یا نہیں حالانکہ جامع مسجد نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مووی سراج الحق صاحب (ضلع پردہ) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۷ فروری ۱۹۳۷ء (جواب ۲۳۷) (۱) مسجد کا برآمدہ اگر مسجد سے خارج ہے تو اس میں کسی نیک متقی کے اتفاقاً سوجانے کا مضائقہ نہیں اگر یہ شخص مسجد کے متعینین میں سے ہے مثلاً امام ہے یا مؤذن یا نگران تو اس کو برآمدہ میں (جب کہ برآمدہ مسجد سے خارج ہو) سونا روزانہ بھی جائز ہے لیکن اگر مسجد کے متعینین میں سے نہیں ہے اور کثیر بدو امی طور پر مسجد میں سونے کی عادت ڈال رکھی ہے تو یہ مکروہ ہے (۲)

(۱) ویکرہ الصوم والا کل لعیل المعکف و اذا اراد ان یفعل ذلک یسعی ان یوی الاعتکاف فیدخل فیہ ویدکر اللہ تعالیٰ بقدر ما یوی او یصلی ثم یفعل ما شاء، عالمگیری۱ کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماحدیہ
(۲) ویکرہ الصوم والا کل فیہ ای المسجد لعیل المعکف ولا یأس للعرب الح عالمگیری۱ کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱، ۵ ماحدیہ

- (۲) مسجد کا سامان بیٹی میں بند کر کے مسجد کے دراندہ میں رکھ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر لیا جائے اور چوری ہو جانے یا ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہو۔
- (۳) مؤذن روزانہ مسجد میں جو پیسہ جمع کرتا ہے گر مرمت کے نام سے جمع کرتا ہے تو اس پیسہ کو مرمت کے کام میں ہی خرچ کرنا چاہیے مؤذن کی یا امام کی تنخواہ اس میں سے دینا جائز نہیں۔
- (۴) مسجد میں ایک دو بجے رات کو وظیفہ پڑھنا مراقبہ کرنا یا نماز پڑھنا جائز ہے مگر آواز سے پڑھنا اگر کسی سونے والے کو تکلیف پہنچائے تو مکروہ ہے بہتہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

مسافر کا مسجد میں سونا

- (سوال) کیا فقراء و مساکین و ہر کس و ناکس کا مسجد میں سونا جائز ہے؟
- المستفتی نمبر ۲۸۰ محمد حسن کراچی۔ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ
- (جواب ۲۳۸) مسجد میں لوگوں کا سونا مکروہ ہے سوائے مسافر یا سخت ضرورت مند کے کہ ہفت ضرورت سوجائیں تو مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا

- (سوال) مسجد ورس کے تختن میں سونا ٹھنڈا کر دینا درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا درست ہے یا نہیں؟ باوجود حجرہ سونے کے حجرے کو استعمال نہیں کرتے؟
- (جواب ۲۳۹) مسجد ورس کی چھت کو ایسے کاموں سے جن میں مسجد کی تلویت ہوتی ہو یا حتمال تلویت ہو یا مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہو محفوظ رکھنا لازم ہے ضرورتاً کسی مسافر کو یا ہمارے کسی وجہ سے امام یا مؤذن کو مسجد میں سونا بہنا مباح ہے مگر جب کہ حجرہ یا دوسری کوئی جگہ موجود ہو تو مسجد کو خواب گاہ بنانے سے احتراز ضروری ہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

- (۱) ولا بأس بان يتحد في المسجد ما يوضع فيه سريري، عالمگیری فصل كره علق باب المسجد ۱ ۱۱۰ ص (ماجدہ)
- (۲) واد أراد ان يصرف شيئاً من ذلك إلى عدم المسجد أو إلى مؤدد المسجد يس له ذلك إلا إذا كان الوقف شرف ذلك في الوقف كذا في الدخيرة (عالمگیری) كتاب الوقف الفصل ثانی فی الوقف علی المسجد ۲ ۶۳ ص (ماجدہ)
- (۳) وفي حاشية لخموی عن الامام شعری: أجمع العلماء شيئاً وحباً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها لا بأس بغير جهر هم على نائم أو فصل أو قري. الحج (رد المحتار) كتاب الصلاة مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ ۶۶۰ ط سعد
- (۴) وبكره ليوم والأكل فيه لعبر المعتكف الحج ولا بأس بالعرب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد (عالمگیری) كتب الكبرية اذات المسجد ۵ ۳۲۱ ط ماجدہ
- (۵) (ایضاً)

(۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟

(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر بھی نماز پڑھنے کا وہی ثواب ہے چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر نماز پڑھنے کا ثواب بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ نیچے نماز پڑھنے کا ہے۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں لوگ جگہ آم ہونے کی وجہ سے دروں کے پنج میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں (۱)

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(۲) جمعہ کی سنتوں کے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارنا

(۱) جمعیت مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۳ء

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جمعہ کے روز مسجد میں صلوٰۃ پکارتے ہیں۔ الصلوٰۃ قبل الجمعة الصلوٰۃ سب رسول اللہ پھر لوگ سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں کیا یہ فعل مستحب ہے؟

(جواب ۲۴۱) مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے چھت پر نماز پڑھنا خصوصاً گرمی کی وجہ سے برا کرہت جائز ہے (۲) یہ صلوٰۃ پکارنا درست نہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

فصل ششم۔ حقوق متعلقہ مسجد

قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا

(سوال) شرپیشاہ میں ایک مسجد معروف ڈوگراں والی ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے کی تعمیر شدہ ہے

(۱) قال الشافعی: أو جعل فوقه بيتاً الح طاهره أنه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد أو لا لأنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه مسجداً فيما إذا لم يكن وقتاً على مصالح المسجد و لا صرح في الاسعاف الخ (رد المحتار) كتاب الوقف مطلب في احكام المسجد ۳۵۷/۴ ط سعيد و امداد الاحكام ۳۵۱/۱ ط مكتبة دار العلوم کراچی (۲) والا صطفاف بين الأسطوانات غير مكروه لأنه صف في حق كل فريق الح (مسوط باب الجمعة ۳۵۲ ط بيروت الباب) (۳) الصعود على سطح كبر مسجد مكروه و لهذا إذا اشتد الحر بكرة أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا صافى المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه لمضرورة (عدمگیریة) كتاب الكراهية آداب المسجد ۳۲۲، ۵ ط سعيد (۴) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری) كتاب الصلح باب إذا اصطالحوا على صلح حور ففهر مردود ۳۷۱، ۱ ط قدیمی

سات آٹھ سال سے فرقہ حنفیہ میں سے اس محلہ میں دو ایک نمازی تھے اس لئے فرقہ احمدی کے اشخاص جو اس محلے میں تھے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے ب چونکہ اس محمے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور فرقہ حنفی کے چالیس پچاس اشخاص نمازی ہو گئے ہیں نماز کے وقت دونوں فرقوں میں تکرار ہونے پر پولیس نے یہ انتظام کیا ہے کہ جمعہ کی نماز ہمیشہ پہلے حنفی پڑھ لیا کریں بعد میں احمدی پڑھ لیا کریں اور دوسری نمازیں ایک دن پہلے حنفی پڑھ لیا کریں اور ایک دن احمدی پہلے پڑھ لیا کریں چونکہ احتمال ہمیشہ دنگہ کا رہتا ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسجد میں دو فرقوں کے دو امام اور دو جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں ؟ اس مسجد کا بانی بھی حنفی تھا۔ المستفتی نمبر ۵۹ مطبع محمد ٹھیکیدار۔ پٹیہ۔

۲۱ جمادی ال آخری ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(حوا ۲۴۲) جب کہ وہ مسجد قدیم سے اہل سنت و جماعت حنفی فرقے کی مسجد تھی وروہی اس کے بانی تھے تو اس میں نماز اور جماعت کا حق صرف اسی فرقے کے اہل محلہ کو ہے وہی مسجد کے مہتمم اور متولی ہیں اور وہی جماعت قائم کرنے اور نماز پڑھنے کے مستحق ہیں مرزائی فرقہ جو جمہور علمائے اسلام کے نزدیک کافر ہیں اس مسجد میں کسی قسم کے تصرف کا اور جماعت قائم کرنے کا حق نہیں رکھتے مرزائی نہ تو حنفیوں کی جماعت سے پہلے جماعت قائم کر سکتے ہیں اور نہ حنفی جماعت کے بعد اپنی جماعت کر سکتے ہیں پہلے تو اس لئے نہیں کر سکتے کہ اصل مستحقین بانی مسجد فرقہ سے پہلے نہیں اقامت جمعہ کا کوئی حق نہیں اور بعد میں اس لئے کہ صحیح طور پر جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ کوئی جماعت منظم طور پر قائم نہیں کی جاسکتی اگر وہنا حق اپنی جماعت قائم کرنے پر صرار کریں تو پوپیس کا فرض ہے کہ ان کو داخلہ مسجد سے روک دے کہ ان کو اس کا بھی حق نہیں ہے۔ (۱) وھذا اکلہ طاھر واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

حفاظت کی خاطر مسجد کو تالگانا

(سوال) قصبہ نظام آباد کی گنبدی جامع مسجد (یادگار محی الملک والدین اورنگ زیب عالمگیر) کے چند مصلیان جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں ان کا مصمم رادہ ہے کہ جامع مسجد کے فنڈ سے مسجد کے کل محرابوں اور دروازوں میں لوہے کا پھانک لگا دیا جائے اور ہمہ وقت دروازوں میں قفل پڑا رہے اور اوقات نماز پنجگانہ میں مؤذن مسجد اپنے گھر سے آکر قفل کھول دے اور نماز وقتی ادا کرنے کے بعد فوراً قفل لگا دے باقی مصلیان مسجد جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں اکثر خاموش اور بعض ناراض ہیں مگر وہ مصلیان جو اکثر وقتی نماز اس مسجد میں ادا کرتے ہیں وہ بالکل مخالف اور ناراض ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس سے عبادت الہی میں رکاوٹ پیدا ہوگی وروہ خانہ خدا کا متقصد رہنا خلاف شرع سمجھتے ہیں کیونکہ جمہور کی مساجد عام

(۱) ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاہد من علی انفسہم بالکفر (سورۃ توبہ آیت ۱۷) ایما یعبس

مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاحر الایۃ (سورۃ توبہ آیت ۱۸)

مسلمانوں کے لئے ہمہ وقت کھلی رہتی ہیں جس سے قتال تصادم مصیبت مسجد سے (نوٹ) صحن مسجد چھ دیواری سے محفوظ ہے اندرون مسجد کوئی نیکی چیز نہیں رہتی کہ جو چرالی جادے مثل درری و فرش و جھڑو فانوس وغیرہ ورنہ اس مسجد میں امام مسجد مقرر ہے آپ خاندان پٹھانوں کا دعویٰ رہے کہ شہنشاہ عالمگیر نے ہمارے اسلاف فوجی زمین کی ابتدا پر یہ خانہ خدائے تیسرے یا چنانچہ باوجود دور رہنے کے وہ ترائی نماز جمعہ و عیدین ہمیشہ اس مسجد میں دگرتے ہیں اور مرمت مسجد کے فنڈ کے بھی حامی ہیں لہذا ان کی خاموشی شرعاً موجب رضائے الٰہی ہے یا عث گناہ ان کو اس فریق کی تائید کرنی چاہیے تاکہ رفع شر ہو، حاجت خاموشی افتراق مصیبت و رکاوٹ عبادت الٰہی کا گناہ ان کے سر تو نہیں ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۵ شمس المبدی مطیف صاحب (فتح المصنوع رقم ۱۵)

۱۶:۱۶۵ کی اور ۱۳۵۶ھ ۲۵ ج ۱ کی ۱۵۳ء

(حوا ۲۴۳) مسجد کے دروازوں کو بند یا مقفل کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ صورت نمازت روکے کے ہم یہ ہے۔ کما کرہ علق باب المسجد (درمحرار) وانما کرہ لانه یتسه السع من الصلوۃ قال تعالیٰ ومن اظلم ممن مع مساحدہ اللہ ان یدکر فیہا اسمہ الخ (رد المحتار نقلاً عن البحر) یہ مسجد کے سامان واسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو تو پھر فرغ از نماز وقت میں مقفل کرنا مباح ہے۔ الا لحوف علی متاعہ نہ ہستی (درمختار) ۱۲

سر پھاٹک لگانے اور فضل والے کی ضرورت نہ ہو تو پھر اس میں روپیہ گنا فضول و ناجائز ہے جن
 دوں کو مسجد کے اہم میں ہی طور پر یہ اخت کرنے کا حق ہے ان کو لازم ہے کہ وہ بلا ضرورت مسجد کو متغفل
 کرنے کے خلاف اپنی رائے سر کریں اسی طرح نمازیوں کو بھی چاہیے کہ اس ناجائز فضل کے خلاف آواز بلند
 کریں۔ محمد کفایت اللہ کا نام نہ لے دہلی

مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین دربارہٴ تحت حکم آیت قرآنی ومن اطمع ممن مع مساجد اللہ ان
بدکر شیہا اسمہ وسعی فی حرابہا ورکون زیوہ ظم ہے اس شخص سے کہ اللہ کی مسجدوں میں ذرا اللہ کو
بند کرے اور اس کی خرابی میں کوشش ہو۔ ریاست دھار میں ایک قدیم مسجد ہے جسے ہندوؤں اور وہاب کی
حکومت نے ہوج شہ بنانا چاہا تھا اور سی نام کی تختی وہاں نصب کر دی تھی مسلمانان دھار کی کوشش سے
حکومت نے اس افترا کی لقب کو اور اس تختی کو نکلوا دیا اور مسجد کو اس کے اصلی نام سے موسوم کیا۔

(۱) اسی ماہ رمضان شریف میں وہاں پہنچ کر حق تعالیٰ نے قرآن خوانی تراویح میں شروع کی حکومت مانع

١. ما يقصد الصلاة وما يكره فيها مطلب في حكام المسجد ١ ٦٥٦ ط (سعد)

(۲) (ایضاً)

ہولی و قرآن ختم نہیں کرنے دی۔ آخر عشرہ میں اعتکاف کی تو رات کو نکال دیا جاتا تھا اور مسجد میں قفل حکومت کی طرف سے ڈالا جاتا ہے چند روز کے بعد معتکف کو مسجد سے اور شہر سے نکال دیا۔ ۱۹۳۵ء میں تاریخ ۷ اکتوبر کو احقر نے چہ کی تھا اس موقع پر بھی صورت مسطورہ پر پیش آئی تھی اور چہ نہیں کرنے دی تھا۔

(۲) مسجد میں روشنی کے سئے کافی طور پر انتہام نہیں کرنے دی جاتا اور ایک ستون جو روشنی کے سئے قائم تھا اس کو نکال دیا۔

(۳) دس بجے رات کو مسجد میں قفل ڈال دیا جاتا ہے اور ہر قسم کی عبادت سے مقیم اور مسافر کو روک دیا جاتا ہے۔

(۴) پبلک نے چندہ کر کے ایک گھڑی ٹائم دیکھنے کے سئے خریدی ہے اس کو مسجد میں نہیں لگانے دی جاتا مسجد کے اندر حوض ہے اس میں پانی کا انتظام بحفاظت کرنے سے مانع ہے اور سی قسم کے ناجائز تصرفات حکومت کی جانب سے ہیں۔

صورت ہائے مسطورہ میں مسلمانوں کے کیا فرائض ہیں اور ایسی صورت میں جب کہ حکومت کا تشدد و نگرانی حقوق مسجد کے غاصبہ دباؤ پر مبنی ہے مسلمانوں کو انتہائی جدوجہد و گزارشت و آزادی مسجد میں حکومت سے کرانا اور گورنمنٹ برصغیر کو خاص توجہ دینا اور سعی بلیغ کرنا کس حد تک ضروری ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۷۲ حفظ مضر احمد (بھوپال) ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۹ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۲۴۴) مسلمانوں کو مسجد کی حفاظت و نگرانی کا حق حاصل کرنے اور اس کو آزاد کرانے و آزادی کے ساتھ اس میں نماز و عبادت و امور شرعیہ داکر نے کا اختیار بہم پہنچانے کے سئے ہر ممکن کوشش کرنی لازم ہے۔ ۱۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) ہم نے محلے کی مسجد میں پرانے امام کو علیحدہ کر کے ایک اچھا حافظ قرآن پیش امام امامت کے سئے مقرر کیا ہے اس پر ہمارے محلے کے کچھ آدمیوں نے ناراض ہو کر دوسری مسجد میں جانا شروع کر دیا ہے تو ان پر محلے کی مسجد کا حق ہے یا نہیں اور ناظرہ پیش امام سے حافظ قرآن پیش امام اچھا ہے یا نہیں؟

المستفتی نظیر الدین میر لدین (اسیرہ ضلع شرقی خاندیس)

(جواب ۲۴۵) اپنے محلے کی مسجد کا حق ہے بدوجہ سے چھوڑ کر دوسرے محلے کی مسجد میں نماز کے سئے جانا

۱۔ من رای مکرم مکرأ فی غیر یدہ و ب لم یستطع فلیسانہ و ب لم یستطع بقلیہ و دلک اصعب الایمان مسلمہ و ب کون الہی عن امسکر من الایمان ۱ ۵۱ ط قدیمی کتب حیدر، بک عمر مساجد اللہ من دس بائہ و اسوم الاحمر الایۃ (سورہ توبہ آیت ۱۸)

چھا نہیں ہے حافظہ امام اگر قرأت صحیح پڑھتا ہو تو ناظرہ خوال سے افضل ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ)۔

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے

(المجمیۃ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) اگر کسی مسجد پر کوئی شخص اپنی یا اپنے خاندان کی ملکیت کا دعویٰ کرے اور اس کا اظہار نہ صرف خلوت میں بلکہ مجمع عام میں بھی کرے تو کیا عوام کے لئے اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے؟

(جواب ۲۴۶) جو مسجد بقاعدہ شریعہ یک مرتبہ مسجد بندی گئی اور اس میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز ہو گئی اس کو اگر کوئی شخص اپنی ملک بتائے یا ملکیت جیسے معاملات کرے یا ملکیت کا دعویٰ کر کے دوسرے مسلمانوں کو روکے تو یہ سب ناجائز اور ظلم ہے (۲) اس مسجد میں مسلمانوں کو نماز پڑھنا اور نماز کے لئے کھلا رکھنے کی سعی کرنا چاہیے اور اس مدعی ملکیت کے غلط دعوے سے متاثر ہو کر اس میں نماز ترک نہ کرنی چاہیے ہاں اگر کوئی مکان فی الحقیقت کسی شخص کی ملک میں داخل ہے اور اس نے اسے وقف نہیں کیا مسجد نہیں بنایا صرف اس میں نماز پڑھی جاتی تھی تو اس پر اس کا دعویٰ ملکیت درست ہو گا اور جب وہ لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دے گا تو بغیر اس کی اجازت کے اس میں نماز پڑھنا جائز نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

مکان کے اندر مسجد بنانا

(المجمیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک نہایت وسیع مکان کے اندر ایک مسجد سے شب کو اس مکان کو اندر سے بند کر لیا جاتا ہے مسجد عرصے سے غیر آباد ہے صاحب خانہ نماز نہیں پڑھتے ہیں کیا اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۷) اگر اس مسجد کا راستہ عام نہیں ہے اور مکان والے اس کو جب چاہیں بند کر سکتے ہیں تو وہ مسجد شرعی نہیں ہوئی نماز جب ملک کی اجازت سے پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ مسجد شرعی نہ ہونے کی صورت میں مسجد کا ثواب نہیں ملتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی

(المجمیۃ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) اگر کوئی متولی مسجد چند پابند صوم و صدقہ مسکن مصلیوں کو محض صوفیہ سماع سننے کی بنا پر مسجد

(۱) والأفضل احتیاج الی إمامة أفقه وأصلح و مسجد حیدرآباد فیل جمعه أفضل من الجامع (رد المحتار ج ۵ ص ۱۵۹ ط سعید)

(۲) قوله تعالى: "ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعي في حرجها" (سورة بقره آیه ۱۱۴)

(۳) فلو جعل وسط داره مسجداً أو أدل للناس في دخولها والصلوة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجداً في قولهم والإفلا (عالمگیریۃ کتاب الوضوء ۲/۴۵۴ ط محدث)

سے جمعہ کے وقت نکال دے یا نکل جانے کو کہے تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۴۸) مسجد کسی کی ملک نہیں وہ خانہ خدا اور وقف ہے متولی کو جائز نہیں کہ وہ ان لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکے کسی شخص کو اس کی کسی ناجائز حرکت کی وجہ سے مسجد سے روکنے کا حق بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کو ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ - مدرستہ امینیہ دہلی

”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“

(جمعیتہ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) مسجد کی دیوار شہید سردی گئی کے بجائے توڑ دی گئی کیسا ہے؟
(جواب ۲۴۹) ”مسجد کی دیوار شہید سردی گئی“ یا ”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ ان دونوں عبارتوں کا کہنا جائز ہے اس میں کوئی توہین نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں

(جمعیتہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) بندہ ایک مسجد کا متولی ہے۔ عرصہ ایک سال کا وہ مسجد پر تعمیر لگائی تھی جو کہ کچھ روپے کی سے مکمل رہ گئی تھی مسجد کے برابر میں ایک شخص کا مکان ہے مسجد پر چڑھنے سے اسکے مکان کی بپردہ ہوتی ہے کیا مسجد کی رقم سے اسکا پردہ رالیا جاسکتا ہے؟ وہ دیوار ملک مکان کی ہے۔

(جواب ۲۵۰) مسجد کی رقم سے دوسرے کی دیوار پر بغرض پردہ دیوار تعمیر کرنا جائز ہے ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کر دی جائے تو جائز ہے اور اگر مسجد کی دیوار پر پردہ قائم کرنے کی صورت نہ ہو سکتی ہو تو اہل مسجد مالک مکان کی پینیا سے اتنی اعانت کر دیں کہ وہ اپنی دیوار پر پردہ قائم کر سکے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے

(جمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر کوئی یہ کہے کہ مسجد صرف ہماری قوم کی ہے دیگر قوم کو کسی امر میں دخل دینے کا حق نہیں جس کو نماز پڑھنی ہو پڑھو مگر انتظام میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں تو کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۵۱) نماز پڑھنے کا حق تو تمام مسلمانوں کو ہے مگر مسجد کا انتظام کرنے کا حق مسجد کے بانی اور

(۱) والسجد جائز للذی یؤمّنہ و لیس لاحد فیہ حق فی اللہ تعالیٰ و ان المساجد للذی فیہ القدر کتاب الوقف فی احکام المساجد ۶ ۲۳۴ ط مصر

(۲) یہ کہ یہ مسجد مسجد میں ہے اس سے رید میں عتہ بعدہ بہ ماہو العرب بعدہ بہ لیسراج والیہ کدیت لی احرر صحیح (اندر سحر کتاب الوقف احکام المساجد ۴ ۳۶۷ ص بعد

و قنف یا متولی کو ہے اگر وہ انتظام درست رکھے تو خیر ورنہ دوسرے مسلمانوں کو مشورہ دینے کا حق ہے۔
زبردستی انتظام میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں

(شمعیہ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۹ء)

(سوال) ایک مسجد واقع سیوہی، تارن ٹیٹ میں قدیم تھی اس کے مینارہ کو زید نے بطمع نفسانی منہم م کر کے زمانہ مکان میں شامل کر دیا اور دوسرے میناروں کو بھی گرا دیا ہے جس سے شکل مسجد تبدیل ہو گئی ہے۔

جواب (۲۵۲) مسجد یا اس کے کسی حصے کو منہم م کرنا اور اس پر غاصبہ قبضہ کر لینا سخت گناہ اور موجب فتنہ ہے۔ یہاں شخص فاسق و رگنہ گار و مستحق تعزیر ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا بائیکاٹ کر دیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اور مسجد کے نقصان کی تدفی نہ کرے اس کو شامل نہ کریں قرآن پاک میں ہے ومن اصحابہ من مع مساحد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ و سعی فی حرابہا ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

فصل ہفتم۔ مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ

غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) بازار میں مسلم آباد ہیں مسلمانوں نے ایک ریڈر کے اتحاد قائم کیا ہے جس میں ہندو مسلمان شامل ہیں اور ان کا جلسہ کرنا ضروری ہے ایک جگہ کوئی نہیں ملتی جہاں یہ مشترک جلسہ کیا جائے یہ جلسہ برائے امن و تقاریر مسجد میں کر دیا جائے تو کیا حکم ہے؟ المسلسلی نمبر ۷۷ حقد اذخان۔ درہمہ کابل دہلی

۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ م ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء

جواب (۲۵۳) مضائقہ نہیں۔ مسجد میں ہندو عیسائی اور دیگر غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع نہیں جامع مسجد میں سیر و تفریح کے لئے روانہ غیر مسلم داخل ہوتے ہیں تو ایک صحیح غرض (اتحاد و قیام امن) کے لئے داخل ہونے میں کیا مضائقہ ہے؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

۱۔ من حیث سبب مسجد او جمعہ للہ تعالیٰ فیہ احسن لاس بمرمت و عمارتہ و بسط سواری و محضر و لقنادین و لا د و الافادہ و الامامۃ ان کون ہذا لمدک فہ نہ یکون فان فی دلت الیہ و عدمگیرۃ فصل کرہ عقی المسجد ۱۱۰ ط ماحدہ

۲۔ سیرۃ لفرقہ ۱۱۴ قس اس المماہ ر المسجد حالص للہ تعالیٰ ولیس لاحد فیہ حق کون اللہ تعالیٰ و المسجد للہ بح (فتح المدرک کتاب الترفیع) فصل فی احکام المسجد ۶ ۲۳۴ ط مصر

۳۔ فی الحارثی و لا ناس سید علی الکافر و اهل الذمہ المسجد حرام و بیت المقدس و سائر المساجد بمصالح المسجد و غیر ہماں لمہمات بح (اسحر الراش کتاب الترفیع) حکم المسجد ۵ ۲۷۱ ط سروٹ لیب و رد حیدر ۳۷۸

فصل ہشتم۔ مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا

ویران مسجد کے سامان کا حکم

(سوال) ڈیرہ سمعیں خاں میں چھاؤنی میں مسلمانوں کے پیسے سے جو وہاں ملازم تھے ساٹھ ستر برس سے مسجد میں تعمیر کرانی گئی ہیں باقاعدہ وہاں جمعہ و عیدین کی نمازیں پڑھائی جا چکی ہیں چونکہ چھاؤنی اٹھ گئی ہے اس لئے مسجد میں خالی رہ گئی ہیں چھاؤنی کا تمام اسباب مکانات وغیرہ بیلام ہو چکا ہے اب گورنمنٹ نے مسلمانوں کو مطلع کیا ہے کہ یا تو بن کا تمام سبب تہتیر کڑیاں وغیرہ لے جاویں ان کو آباد کرو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسجدیں گرا کر ان کا سامان اسلامیہ اسکول میں لگا دینا چاہیے یہ مسجدیں لب سڑک شہر سے کچھ فاصلے پر ہیں۔ المسنعتی نمبر ۱۲۰ حاجی احمد دین ڈیرہ سمعیں خاں۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء (جواب ۲۵۴) جو مسجد کہ ایک بار شرعی قاعدے سے مسجد ہو جائے وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی اس کو غیر مسجد کے کام میں نہیں لے سکتے اگر اس کے قریب آبادی نہ رہے اور مسجد میں کوئی نماز پڑھنے والا نہ رہے تو جب بھی اس کی حفاظت کا سامان کر کے اسکو محفوظ کر دینا ضروری ہے البتہ اگر کوئی مسجد پہلے ہی شرعی قاعدے سے مسجد نہ ہو۔ مثلاً اس کی زمین موقوفہ نہ ہو کسی کی ملک ہو جس نے وقف نہ کی ہو تو وہ مسجد کا حکم نہیں رکھتی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہی

(۱) مسجد کے سبب کا حکم

(۲) بند و دل سے تعمیر مسجد کا کام لینا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) مسجد کہ نہ کی تعمیر کے سلسلے میں اگر اس کا مابہ فروخت کر کے اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں لگایا جائے تو اس حاست میں بلبے و فروخت کرنا جائز ہو گا یا نہیں اور اگر تعمیر کے بجائے زر خشن کو کسی اور مصرف میں لیا جائے تو جائز ہو گا یا نہیں؟ بعض اصحاب کو حضرت مائیکیر بادشاہ اسلام کے اس فقرے سے دھوکا ہو رہا ہے "سادات ہار بہ چوب مسجد اند نہ لائق دانسی نہ قبل سوختنی"

(۲) تعمیر و مرمت مسجد میں اگر ہندو معمار اور ہندو مزدور جو مستعد اور ہوشیار ہوں کام کریں تو شرعاً کرابت ہے یا نہیں؟ اور اما المشرکون نحس کا کیا مطلب ہے؟

(جواب ۲۵۵) (۱) مسجد کا ملبہ جو کام میں نہ آسکے اس کو فروخت کر کے جدید تعمیر میں اس کی قیمت خرچ

(۱) ولو حرب محرله و استعنی عہ یقی مسحد عہ الإمام و لثانی اندا ہی فہم الساعة وہ یقی لح لدر المختار کتاب الوقف ۳۵۸: ۴ ط سعید

کر دینا جائز ہے۔ (۱) مگر اس کا فقرہ بھی صحیح ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فروخت کرنا بھی ناجائز ہو (۲) تعمیر مسجد کا کام غیر مسلم مزدوروں معماروں سے لینا جائز ہے۔ انما المسترکون نحس سے نجاست ظاہری مراد نہیں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی لکڑی کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) ایک قصبے کی جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لئے چند لکڑی جنگل سے جمع کر دیں اس مسجد کی منتظمہ جماعت کی اجازت سے ایک شخص نے وہ ضرورت ان جمع شدہ لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اپنے گھر کی عمارت میں لگا دی پس یہ فعل جائز تھا یا نہیں؟
(۲) مسجد کی تعمیر کے لئے جو لکڑیاں تخمیناً جمع کر دی گئیں آدھ تمام لکڑی مسجد کی تعمیر میں لگنے سے قبل مسجد کی ملکیت میں شمار ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۵۶) جن لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے لکڑیاں جمع کی تھیں اگر جماعت منتظمہ کے حوالے کر دی تھیں تو وہ لکڑیاں مسجد کی ہو گئی تھیں اور اگر مسجد کی تعمیر میں ان سب لکڑیوں کی حاجت نہ تھی تو جماعت منتظمہ زائد از حاجت لکڑی کو مسجد کے لئے بقیہ کسی کو دیکر قیمت کو مسجد میں خرچ کر سکتی تھی بد قیمت کسی کو دے دینے کا حق نہیں تھا جس شخص کو دے دی گئیں اس سے ب بھی قیمت وصول کی جاسکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۰ء)

(سوال) -----

(جواب ۲۵۷) اگر مسجد کے لئے سامان تعمیر اس کے متوں کے حوالے کر دیا جائے اور اس میں سے کچھ سامان بچ رہے تو وہ سامان مسجد کی ملک ہوتا ہے اور اگر مسجد میں لگنے کے قابل نہ ہو تو فروخت کر کے اسی مسجد

.....

۱ وما یهدم من بناء یصرف منه صرفه الحاکم فی عمره الوقف اب احج الیه وان استعفی عنه امسک حتی یحج ای عمارتہ فیصرف فیہ یحج و یصرف و یعد اعداء عہ ای موضعہ ببع و صرف نمہ الی المرمہ صرفاً لبدل ای مصرف

المصد (ہدایۃ) کتاب الوقف ۲ ۶۴ ط مکتبہ شریکہ علمبہ مبنی

۲، فی الحر نقل عن الحارثی ' ولا یسب ای یحج ای کافر ولا ھل الدمۃ المسجد الحرام و بیت المقدس و سایر الساجد بمصلح المسجد و غیر ہا من لمہمات (رد المحتار) کتاب الوقف ۴ ۳۷۸ ط سعید

۳، حشیش المسجد ادا کانت لہ فیمد ولا ھل المسجد ان یسعود و یصرفوا لی احاکم فھو اولی (عدلمگیریہ) کتاب الوقف ۲ ۵۹ ط محدثہ

عنوان مثل بال

(سوال) بعد نماز مسجد میں شہ کی رہ پر سوال کرنا کیسا ہے؟ ورسائل کو دینا چاہیے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۰۱ غلام ربانی عباسی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۶۰) مسجد میں سوال کرنا حرام ہے ورسائل کو دینا بھی ناجائز ہے کسی محتاج کو غیر سوال کے مسجد میں دیدے تو جائز ہے یا مسجد میں سوال کرنے والے کو ہر نکل کر دیدے تو یہ بھی جائز ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ

دوران خطبہ چندے کا حکم

(سوال) عین خطبہ خوانی کے وقت مسجد پر نہ کی نقد و صوں کے لئے صف بہ صف تکب و تاز کرنا اور پیٹہ وغیرہ کو آواز دیتے ہوئے چلنا تاکہ مصیبت متنبہ ہو جائیں جائز ہے یا ناجائز؟
المستفتی نمبر ۳۴۷ حافظ عبد کریم انصاری (ضلع بنگلہ)

۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۱) اثنائے خطبہ میں یہ کام نہیں کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

عنوان مثل بال

(انجمنیت موریہ ۱۹ اگست ۱۹۳۷ء)

(سوال) عیدین کے خطبہ ثانی میں کسی عامیہ سرفراز مامو مودن کے لئے بھور خوشی چندہ کیا جائے مجبور کر بعد میں کرت ہیں مقصود یہ نہیں تا زود مکتبہ کی وجہ سے۔

(جواب ۲۶۲) خطبہ کے اثنائے چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی اہم غارش کردے وروگ دیدیں تو یہ عمل خطبہ کے بعد ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنا

(معبیت موریہ ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) جمعہ کی فرض نماز ہائے نماز کے بعد دعائے تے پہلے چندہ کرنا کیسا ہے؟

۱۔ بحرم فی سیر و مکروہ لا عطاء مصنف و فی ال بحی سح، الدر المحرر، باب فی سح الصلاۃ و ما مکروہ فیہ ۱۵۹ طبع

۲۔ وکل ما حرّم فی صلاۃ حرّم فی سح، خلاصۃ، و غیرہ فی حرّم اکل و سرب و کلام بن سح اب سبغ و سبک سح، الدر المحرر، باب فی سح ۱۵۹ طبع

۳۔ صلاۃ ادا حرج لا نام فی صلاۃ ولا کلام سح، تنویر لا بصیر، باب فی سح ۱۵۸ طبع

(جواب ۲۶۳) : سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگنے سے پیشتر کسی مذہبی کام کے لئے چندہ کرنا جائز ہے (۱)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دہم - مسجد میں بندہ و دارچیز کا استعمال

مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا

(سوال) : مسجد کے اندر کا حصہ چروں صرف سے نیچے کا جس کو دارہ کہتے ہیں بوجہ نوئی لگ جانے کے خراب ہو جاتا ہے جو دیکھنے میں بہت برا معلوم ہوتا ہے ایسی صورت میں یا تو ٹائل لگوائے جائیں یا دلائی روغن لگایا جائے تو کچھ عرصے کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے روغن جب تک سوکھتا نہیں ہو باقی رہتی ہے۔
 المستفتی نمبر ۱۶۲ مواوی محمد الحق صاحب امام مسجد گھنٹے والی۔ قصاب پورہ دہلی۔

۳ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۴) : روغن میں گرنا گوارہ ہو تو اس سے مسجد کو محفوظ رکھنا چاہیے البتہ اگر ناگوار بدبو نہ ہو تو جائز ہوگا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

مسجد میں مٹی کے تیل والی لٹین کا استعمال

(سوال) : مسجد میں مٹی کا تیل لٹین میں بھر کر جلا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۰۶ حافظ احمد جھگل پور ضلع راجپور۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء
 (جواب ۲۶۵) : مسجد میں بدبو دار چیز انا منع ہے، مٹی کا تیل بھی مسجد میں جلا نا مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ

مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے

(سوال) : مسجد کے حجرے کے نیچے دھوئی سے ہوئے ہیں بھٹی پٹروں کی وہ وہیں چڑھاتے ہیں جس میں ہر قسم کے کپڑے غیظ وغیرہ ہوتے ہیں اس کی تمام تقفن مسجد میں جاتی ہے اور اسی کے برابر سائیکس لوگ آباد ہیں جن کے پاس گھوڑے گاڑی ہیں وہ ان کو وہیں رکھتے ہیں اور دھوئیوں کی بیل بھی وہیں رہتے ہیں قرب و

(۱) قال الدر المحار: "ويكره التخطي للسؤال لكل حال الح و في الشامية: " قال في الميز: " والمختار: " السائل ان كان لا يميز بين يدي المصلي ولا يتخطى الرفق ولا يسأل الحاف بل لا مر لا بد منه فلا بأس بالسؤال والإعطاء" (باب الجمعة) مطلب في الصدقة على سؤال المسجد ۲ ۱۶۴ ط سعد

(۲) وعن حاتم قال: " قال رسول الله ﷺ: " من أكل من هذه الشجرة المنة فلا يفرس مسجداً " قال الملايكة بدي هما يتأدى منه لأبى (متفق عليه) مشكوة باب المساجد ص ۶۹ ط سعيد كمبسي

(۳) (بصاً)

جو ار میں گھوسی بھی آبد ہیں متولی مسجد کو اس بات کی اہل محد نے حدع بھی کردی ہے مگر متولی کوئی توجہ نہیں کرتا۔

(جواب ۲۶۶) مسجد کا احترام اور دب زمی ہے اس کو غدخت کثافت بدیو سے محفوظ اور پاک صاف رکھنا واجب ہے (۱) دھولی گھوسی وغیرہ کو مسجد کی جائیداد میں مسجد کے نیچے یا مسجد کے متصل آد کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان کی سکونت سے مسجد اور اس کا راستہ اس کی عمارت غلاظت کثافت بدیو سے محفوظ نہیں رہ سکتی متولی کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جن سے مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہے مسجد کی جائیداد میں آباد نہ کرے ورنہ اہل محلہ پر حفاظت مسجد کا فرض نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد میں لیمپ جلانا

(جمعیتہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد میں جلا منع ہے استدلال یہ کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیاز لسن کھا کر مسجد میں نہ جائے اسی طرح مٹی کا تیل بھی بدیو کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(جواب ۲۶۷) ہاں یہ صحیح ہے کہ بدیو دار چیز مسجد میں نہ جلا منع ہے اور مٹی کا تیل بھی بدیو دار ہے اور جلانے میں اور زیادہ بدیو ہوتی ہے اس لئے مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

فصل یزدہم۔ مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا

مسجد میں مدرسہ جاری کرنا

(سوال) ایک مسجد مسلم آبادی سے دور محد بنود میں واقع ہے جہاں شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان نماز کے سنے آجاتا ہے کیا ایسی مسجد میں مدرسہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اس مسجد کے متعلق جو دکانیں ہیں اس کی آمدنی مدرسہ کے مصارف ضروریہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ قاضی محمد امیر (پالن پور)

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یکم ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۸) اس مسجد میں مدرسہ قائم کرینا جائز ہے مدرسہ قائم ہونے سے اس کی مسجدیت باطل

(۱) بصاً حاشیہ ۲ صفحہ گزشتہ

(۲) وعن حابر قال قال رسول الله ﷺ من كل هذه الشجرة المسنة فلا يقرب مسجدنا الحديث (متفق عليه) مشکوٰۃ باب المسجد ص ۶۹ ط سعید

مرنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی ہنگو محمد مصطفیٰ سلطانیور (ودھ)

الرمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۰) مکتب کے لئے مسجد کے عداوہ کوئی دوسری جگہ تجویز کرنی چاہیے اور جب دوسری جگہ تجویز ہو جائے تو مسجد کو بچوں سے محفوظ رکھا جائے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی)

فصل دوازدهم - استقبال قبلہ

مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علماء دین ذیل کے نقشے کے صحیح و چشم دید حالات کے بارے میں۔ نمبر یک نماز پنجگانہ کی مسجد جدید ہے نمبر دو جنازہ گاہ نو تعمیر۔ نمبر تین قدیمی جنازہ گاہ نمبر یک کی محراب سے آت قبضہ نماز پچیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے۔ نمبر چار قدیمی جنازہ گاہ آت قبضہ نماز بائیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے اور قبریں بھی جدید و قدیم ای نمبر تین و چار کے مطابق دفناتے ہیں مسلمانوں میں چھ ست سال سے نا اتفاقی ہو رہی ہے وہ گروہ کہتے ہیں بد اکثریت ہر سہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ جائز ہے اور پنجگانہ بھی کیونکہ جہت قبلہ شمال تا جنوب درمیان میں جہت ہے دوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ حصے میں جائز ہوئے تو بھی صحیح و بد اکثریت کے ہوتے ہوئے اور ایک ہی احاطہ میں تنے قریب کہ فقط چار پانچ گز کا فاصلہ ہے اس لئے نمبر دو میں درست ہوئے سوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ میں ایک صحیح ہے تو یک غلط ہے اگر قدیم کو صحیح کہتے ہیں تو قدیم ہی میں پڑھیں اگر جدید کو صحیح مانتے ہیں تو جدید ہی میں سب پڑھیں کیونکہ یک ہی مامت کرنے والا اور جدید میں بھی مامت کریں تو اس کی اقتدا کر بیت سمجھتا ہوں اس لئے اس طرف دے کر مام کی قدا نہیں کرتا۔ المستفتی نمبر ۵۶ اسد اللہ خاں۔ (مرکب برما)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ ۵ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۱) یہ صحیح ہے کہ مکہ معظمہ سے دور دراز فاصلے کے شہروں میں خاص کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دینا دشوار اور مسلمانوں کے لئے مشقت کا موجب ہے اس لئے بغرض ساری جہت قبلہ کو قائم مقام قبلہ کا قرار دے دیا گیا ہے مشرقی ممالک میں رہنے والوں سے قبلہ یعنی کعبہ جہت مغرب میں واقع ہے اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے اور یہ حکم اس بنا پر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو استقبال قبلہ میں دشواری بھی نہ ہو اور قبلہ سامنے نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی جماعت مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے بھی گھرنے نہ ہو کہ یکجہتی اور اتحاد ملت و اتحاد قبلہ کی حکمت کے یہ امر منافی تھا اس حکم کا فائدہ یہ تھا کہ نہ صرف

ایک شہر یا دس شہروں یا ایک صوبے یا ایک احاطے کا قبلہ ایک رہے بلکہ کعبہ سے مشرقی سمت میں رہنے والے تمام شہروں اور تمام صوبوں اور تمام احاطوں کے مسلمان ایک ہی جہت میں نماز پڑھتے رہیں اور اسی کے باعث وحدت قبلہ اور وحدت ملت کا نظام قائم رہے اس لئے تمام اہل مشرق پر لازم ہے کہ وہ سیدھی مغربی جہت کو قبلہ قرار دیکر مسجدیں بنائیں اور نماز دا کریں اور اسی پر سفوف و خلفاء عمل چلا رہا ہے اور اس مغربی جہت میں نماز پڑھنے والے خاص کعبہ سے مختلف سمتوں میں رہنے والے ہیں بعض شمالی ہیں بعض جنوبی اور پھر شمال و جنوب میں قرب و بعد کا تفاوت ہے تو تمام اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے خواہ وہ آپس میں شالاہ جنوباً کتنے ہی مختلف ہوں۔

پس نمبر ۲ میں جو جہت مغرب پر صحیح سی ہوئی ہے اور مسجد نماز ہجگانہ نمبر ایک کے موافق ہے نماز جنازہ پڑھنی چاہیے اور نمبر ۳ و نمبر ۴ کو بھی اسی کے موافق کر لیں یا ان میں کھڑے ہونے کے وقت ذرا ترجیح کھڑے ہوں تاکہ سب کا قبلہ یک ہو ورنہ آپس میں اختلاف و انتشار طہر نہ ہو۔

یہ بات کہ ایک ہی بستی بلکہ ایک ہی قبرستان کے احاطے میں تین جنازہ گاہوں کے قبلے تین سمت کو ہوں سخت مذموم ہے اور اسلامی حکمت وحدت قبلہ کے منافی ہے جس کے لئے شریعت مقدسہ نے حقیقی استقبال قبلہ کو ساقط کر کے جہت قبلہ کے استقبالی کا حکم دے دیا تھا (۱) ان لوگوں نے اس حکم کی حکمت کو ہی بطل کر دیا اور ایک احاطے میں تین قبے بنائے اللہ تعالیٰ ہدایت دے ورنہ اتباع حق کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) استقبال قبلہ کا طریقہ

(۲) معمولی انحراف مفسد نماز نہیں

(۳) قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کی تعیین

(سوال) گر قطب نمازی کے عین شہ سے ذرا ادھر ادھر ہٹ جائے تو اس کی جہت درست ہونے کی بات کیا حکم ہے جہت کعبہ کہاں سے کہاں تک لی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۹ مووی خدائش (شیکم گڑھ) ۱۸ رجب ۱۳۵۴ھ ۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۲) قطب دائیں شہ سے ذرا پیچھے رہنا چاہیے دہلی کی جامع مسجد کا قبلہ اس طرح ہے جہت کعبہ میں تو وسعت ہے تاہم قبلہ کی جہت مساجد قدیمہ کی جہت سے صحیح کر لینا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) والسادس استقبال القبلة فلم یکن إحصاء عینها ولغیرہ ای غیر معانیها إحصاء حثتها بأن بقی شئی من سطح الوجه

مساماً للکعبة أو لغيرها الخ (در المحتار) کتاب الصلاة مبحث فی استقبال القبلة ۱/ ۴۲۸ ط سعید

(۲) قال فی الدر المحتار: وهو فی القرى والأبصار محارب الصحابة والتابعين، وفي المصاوير والبحار الحرم

كالقطب الخ وقال الشامي (فرله) "كالقطب" وهو أقوى أدلة وهو مجم صغير فی بنات العشر الصغرى بين

القردين والحدی إذا جعله ارافق خلف أدبه الیمى کون مستعمل للقبلة (مبحث فی استقبال القبلة) ۱/ ۴۳۰ ط سعید

(جواب ۲۷۳) (۶۷۳) قصد لہو وجود ۳م کے نو دس درجے کے انحراف کو نظر انداز کر دینا اور غلط سمت پر نماز پڑھنا مسلمانوں کے قلوب میں خطرات و وساوس پیدا کرنے اور استقبال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہو گا اس لئے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کر کے ہی نمازیں ادا کرنی چاہئیں ہاں یہ صحیح ہے کہ ادا شدہ نمازوں کا اندہ لازم نہیں ہے کیونکہ موجودہ انحراف اتنا نہیں ہے کہ سمت قبلہ کی حد معین سے بہر ہو گیا ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۳ شعبان ۱۳۵۴ھ

(جواب ۲۷۴) (۶۷۴) تمام ہندوستان کعبہ معظمہ سے جنت مشرق میں واقع ہے اور جنت قبلہ میں اس قدر توسع ہے کہ قطب تارہ سیدھا دائیں کندھے پر ہو یا قدرے پیچھے کو یا قدرے آگے کو ہٹا ہوا ہو دونوں صورتوں میں جنت قبلہ کا استقبال ہو جاتا ہے لیکن صحیح صورت یہ ہے کہ قطب تارہ دائیں کندھے کے پچھلے حصے کے مقابل رہے دہلی کی جامع مسجد کی یہی جنت ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۲۱ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۹ نومبر ۱۹۳۵ء

جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو

(سوال) ایک شرقی ملک میں ایک شہر ہے اس میں یک قدیمی قبرستان ہے اس میں نماز جنازہ کے سب سے تین نمازت پختہ سی ہوئی ہیں یہ تینوں قریب قریب واقع ہیں اور اسی قبرستان میں نماز پچگانہ کے لئے ایک مسجد بھی ہے یہ تینوں جنازہ گاہیں تین قسم کی جنت پر ہیں ایک بائیں مغربی جنت پر ہے شہر کی قدیمی مسجد سے اور آت قطب نماز سے بھی۔ دوسری پچگانہ مسجد کے مطابق ہے نمبر ۳ شہر کی قدیمی مسجد سے اور آکات قطب نما سے بالکل ۲۵ درجے شمال کی طرف جھکی ہے نمبر ۴ آت قطب نما سے نیز شہر کی مسجد سے بائیں درجہ شمال کی طرف پھری ہوئی ہے ان میں سے کس میں نماز جنازہ جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۲ حاجی محمد حنیف مرگونی ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) نماز پچگانہ وہاں مسجد اور جنازہ کی مسجد نمبر ۲ درست ہیں نمبر ۳ و ۴ غلط ہیں اگرچہ نماز جنازہ ان کے اندر پڑھنے سے ہو جائے گا لیکن قصد اُغط جنت پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے ان دونوں کو نمبر ۲ کی طرح درست کر لینا چاہیے یا جنازہ رکھنے اور صفیں قائم کرنے میں جنت نمبر ۲ کے موافق انحراف کر لینا چاہیے۔ فقط (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) فعلم أن الانحراف اليسر لا يصح وهو اندى بقى منه الوجه أو شئ من حواشي مسامتا لعن الكعبة أو يهونها
(رد المحتار) بحث في استقبال القبلة ۱ ۳۰ ط سعید واهداد المنقح ۱ ۲۶
(۲) وفي المفاوره والبحار الحوم كلفط (درمختار) وفي لشامية وهو أقوى الأدلة إذ حمله الراقف حذف أدلة
أيمنی كان مستقبل القبلة (بحث في استقبال القبلة ۱ ۳۰ ط سعید)
(۳) واهداس استقبال القبلة فالملكي أصالة عيها وبغيره ی غیر معایها: أصالة جهتها بأن يقى شئ من سطح
الوجه سامتا للكعبة أو يهونها " والتبرير مع اندر كتب الصلاة بحث في استقبال القبلة ۱ ۲۷ ۴۲۸ ط
سعید

قبلہ سے معمولی انحراف

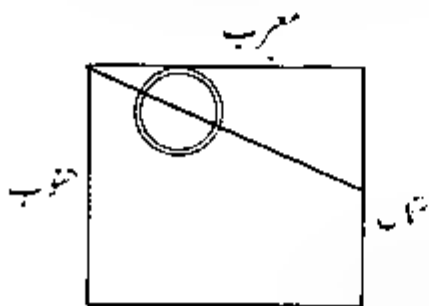
(سوال) ایک مسجد کی بنیاد تھوڑی سی تھیں رکھی گئی اور عمارت بند ہو چکی ہے زمیندار غریب آدمی ہے اس کی عمارت پر چھت ڈال دی جائے یا نہ نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۶ اپودھری خیر الدین صاحب (ضلع نبارہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء
 (جواب ۲۷۶) بہتر تو یہی ہے کہ مسجد کو قبلہ کی سمت کے موافق کر دیا جائے پھر چھت ڈال جائے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور چھت ڈال دی جائے تو مسجد میں صفیں قبلہ رخ کھڑی ہوا کریں نماز ہو جائے گی۔
 محمد شافیت مددکان اللہ دہلی

منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے

(سوال) قصبہ پر آپورہ ریاست جے پور میں ایک مسجد قدیم زمانے شری کی تعمیر کی ہوئی ہے اس میں بعد از مدت ہوئی ہے اب تک کسی کو صحیح خیال نہ ہوا اب چند شخصوں نے قصبہ نمودغیرہ کے ذریعہ سے دیکھ کر مسجد کا رخ سمت قبلہ سے ان قدر سیر ہوا معلوم ہوتا ہے بدیں وجہ چند صاحبان کہتے ہیں کہ بغیر درست مسجد نماز درست نہیں ہوتی اور مسجد کی درستی زمرہ تعمیر جدید سے ہو سکتی ہے یہ کام مسلمانوں کی حالت اور حالت موجودہ سے بعید ہے کیونکہ قصبہ ہڈ میں بہت تھوڑے گھر غریب مسلمانوں کے ہیں علاوہ اس کے فتنہ و فساد کا پورہ خیال ہے کہ متعصب ہندوؤں کی کثرت کا غلبہ ہے مسجد کو شہید کرنے میں اور جدید تعمیر کرنے پر ضرور رکاوٹ پیدا کرنے کا خطرہ ہے لہذا خطہ کے ذریعہ صفوف کو سیدھا کرنے میں بجائے دو صفوں کے ایک صف کا ہونا بھی ناممکن ہو جاتا ہے اور نمازیوں کو جگہ نہیں ملتی ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حالیہ مسجد میں نماز بد کر بہت درست وجہ بنے یہ مسجد بادشاہی زمانے کی ہوئی ہے قطب نما کی جہت کا کچھ اعتبار نہیں ہندو علماء دین سے کڑی رائے ہے کہ یہ صورت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اس سے تو یہ کتب فتنہ انفی مرتع فرما کر مسلمانوں کو مشکور فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۹۱۵ ملا عبد غنی صاحب (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء
 (جواب ۲۷۷) اس مسجد کی سمت کا نقشہ صحیح قصبہ نما کے خانہ سے ہوا کر میرے پاس بھیج دو تو پھر میں اس کا حکم بتاؤں گا نقشہ دینے کی صورت یہ ہے کہ ایک کاغذ پر مسجد کی عمارت کا مربع نقشہ بناو اور پھر اس



پر قطب نما رکھ کر دیکھو کہ مسجد کی سمت سے کس قدر مست کر خط سمت جاتا ہے اور بتوایا کہ اس قدر تفاوت ہوتا ہے یہ نقشہ مسجد کے اندر اس کی سمت قدرت پر کاغذ رکھ کر بن سکے گا مثلاً یہ مرجح مسجد کی موجودہ سمت کی سمت پر درست کر کے رکھو کہ خط مغربی مغرب کی دیوار پر سیدھا منطبق ہو اس کے بعد مغربی خط پر قطب نما رکھو اور اس کی سوئی کی دونوں طرفوں کی سیدھ میں خط گالو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذی

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے

(اجمعیتہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد سونا یہ ہے

(جواب ۲۷۸) قبلہ کی طرف ہونے کے سونا خلاف ادب ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذی

پڑھت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا

(اجمعیتہ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید جب نماز پڑھتا ہے تو پچھتمہ دھن کے کونے کو قبلہ رخ تصور کرتے نماز پڑھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اس کے مکان سے قریب ہی مسجد سے مسجد قطب ستارے سے ملتی ہوئی ہے لیکن زید مسجد کو میڑھی تاتا ہے اور کر قطب ستارہ پہنچوانے کو کہا جاتا ہے تو زید کہتا ہے کہ تم کسی شری دہلی سے قطب ستارے کو تہمت کرو ہم لوگوں کو قطب کی نہانت معلوم نہیں ہے۔

(جواب ۲۷۹) زید جنوب مغرب کے کاشے کی طرف منہ کر کے کس وجہ سے نماز پڑھتا ہے؟ اگر وہ اس جہت کو اپنے مقام کے لئے قبلہ کی جہت سمجھتا ہے اور اس کے پاس اس کی دلیل بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی ورنہ اس کو اپنے شہر کی مساجد قدیمہ کی جہت کا تبا کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذی

دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(اجمعیتہ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) قرآن مجید میں نماز پڑھنے کے لئے لعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ قولو او حوہکم منظر

۱. وفي العمکبرية "ويكره من الرحلين الى الكعبة في اليوم وغيره عمد ايج واللب الحاسن في ادا
لمسجد ۳۱۹ ۵ ماحديه كرس وفي الشامية ويكره بحريه اسفل القلعة وكتب كره مدر حسن في يوم او
غيره لبها اي عمد لان اساءة اذ لم يطلب في احكام المسجد ۱ ۶۵۵ ص سعيد
۲. وجهة الكعبة تعرف باندلس وبالدليل في الامصار والفرى السحارى الى مصنها الصحة ولباعين فعنيا
ابن عمه الح والعمکبرية الفصل لث في اسفل بقية ۱ ۶۳ ط ماحديه

المسجد الحرام، نگور اور میسور میں، عموماً مساجد کا رخ عین مغرب کی طرف ہے جو قبلہ سے بہت ہٹ کر پڑتا ہے مستغنی کا ارادہ ایک مسجد تیار کرنے کا ہے کیا میں بھی اسی طرح مسجد تیار کروں جس طرف دوسری مساجد کا رخ ہے یا نقشہ اور کپاس کے لحاظ سے عین خانہ خدا کی سمت مسجد کا رخ رکھا جائے۔

(جواب ۲۸۰) یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ ہے لیکن چونکہ دور دراز ممالک کے رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ بات بہت دشوار تھی کہ وہ ہر مقام پر کعبہ کی صحیح سمت معلوم کریں اس لئے شریعت مقدسہ نے آسانی کے لئے جنت قبلہ کو قبلہ کا حکم دے دیا ہے اور دور دراز کے ان ممالک کے لئے جو مشرقی ممالک کے رہنے والے ہیں مغربی جنت قبلہ ہو گئی اور ان کی نمازیں مغربی جنت کی طرف منہ کر لینے سے درست ہو جاتی ہیں اس لحاظ سے کہ آپ نگور میں صحیح سمت کعبہ معلوم کر کے اپنی زیر تجویز مسجد کو اس کے موافق تیار کریں اصل کے لحاظ سے وہ مسجد صحیح اور بہتر ہوگی مگر چونکہ اس میں مسلمانوں کے خیالات میں انتشار اور طرح طرح کے اوہام پیدا ہونے کا قوی امکان ہے کہ ساری مسجدیں تو ایک طرح کی ہیں اور ایک مسجد دوسری طرح کی اس لئے اس انتشار و ہم سے بچنے کے لئے آپ اپنی مسجد کو متمیز طریقے پر دوسری مسجد کے خلاف تعمیر نہ کریں اگر کوئی غیر متمیز تفاوت ہو تو مضائقہ نہیں۔ تاکہ مسلمان انتشار خیال اور باہمی اختلاف سے بچیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل سیزدہم۔ جماعت خانہ و صحن و فناء مسجد

مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کے دائیں جانب ایک دکان ہے جس کی دیوار مسجد کی اور دکان کی ایک ہے لیکن دکان کا دروازہ باہر کی طرف ہے اسی دکان کی چھت کے اوپر ایک حجرہ امام کے رہنے کے واسطے تعمیر کر دیا ہے جو دیوار مسجد کی دکان میں آگئی ہے وہی دیوار اوپر حجرے میں آگئی ہے اور حجرے کا دروازہ بھی باہر کی طرف ہے امام بال بچے دار نہیں تنہا ہے تو کیا اس حجرے میں رہنا جائز ہوگا؟

المستغنی نمبر ۸۵ نور محمد کھنؤ۔ ۵ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۸۱) امام کو اس حجرے میں جو مسجد کی فضا پر نہیں ہے بلکہ دکان کی چھت پر ہے رہنا جائز ہے البتہ مسجد کی دیوار کو حجرے میں شامل کرنا نہیں چاہیے تھا (۲) تاہم اس کی وجہ سے امام کو حجرہ میں رہنا جائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) فی السور و شرحہ "والسادس استقبال القبلة حقيقة او حکماً فللمکي إصانة عيها ولعبر إصانة جهتها فإن بقي شئ من سطح الوحدة مسمواً للکعة أو لهوائها (مبحث فی استقبال القبلة ۱ ۲۷ ۴ ۲۸ ط سعید)
(۲) ولا يوضع الحدغ على حدار المسجد وإن كان من أو فاند (رد المحتار کتاب الوقف أحكام المسجد ۴ ۳۵۸ وخبر الفتوى أحكام المسجد ۲ ۷۲۲ ط ملتان)

مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کی دکانوں پر مسجد کے متصل ایک مختصر بالا خانہ ہے جس کا باہر آنے جانے کا دروازہ بھی مسجد کے دروازہ سے علیحدہ ہے اس میں امام مسجد مذکور مع اپنے اہل و عیال کے رہتا ہے لہذا امام کو مع اپنے اہل و عیال کے ایسے مکان یا حجرے میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۵ قاری عبدالرحیم (دہلی) ۱۱ شوال ۱۳۵۳ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر حجرہ مسجد پر نہیں ہے بلکہ دکانوں پر ہے اور اس کا راستہ اور دروازہ بھی مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں امام مسجد مع اہل و عیال کے رہ سکتا ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

استیحاء خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا

(سوال) ایک دو منزلہ مسجد کے نیچے سے جس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے سیدھا اوپر بھی اسی قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی نیچے سے لیکر سیدھا اوپر تک ایک برابر جگہ نفس مسجد بنی ہوئی ہے اور مشرقی جانب نیچے میں کسی قدر جگہ میں حوض ہے متصل اس کے پیشاب خانہ ہے کسی قدر جگہ خانہ ہے جہاں لوگ جوتی وغیرہ چھوڑتے ہیں اس کے متصل گوشہ میں چھوٹی سی کوٹھری دکان ہے جس قدر جگہ میں نیچے حوض دکان وغیرہ ہیں اس کے سیدھا اسی قدر اوپر جگہ میں امام کی کوٹھری بھی ہے جو کہ وقت بنائے مسجد خود واقف و بانی مسجد نے امام کی بیت سکونت کے لئے خارج کر کے رکھا ہے بیت الامام میں امام کم از کم چالیس سال سے سکونت بھی کرتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ کوٹھری امام کی شرقی جانب مسجد کے سامنے دو منزلہ پر ہے جس کے نیچے بھی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ حوض و دکان وغیرہ ہیں نیچے جہاں تک مسجد ہے اوپر بھی وہاں تک مسجد ہی ہے بیت الامام باخانہ پر اگرچہ مستقل ہے لیکن اس کی حدود دیوار سے علیحدہ کی ہوئی ہیں یعنی بذریعہ دیوار وغیرہ کے کوٹھری محدود و محفوظ کی ہوئی ہے اس کا دروازہ بھی الگ ہے اوپر نیچے مسجد میں آمد و رفت کے دروازے الگ ہیں غرض امام کی کوٹھری کے باعث کوئی آلودگی یا بے حرمتی مسجد یا مصلیٰ کی آمد و رفت اوپر یا نیچے میں کوئی رکاوٹ نہیں کوٹھری کا تمام انتظام علیحدہ ہے آنا جانا پانی وغیرہ میں ایسی حالت میں کوٹھری مذکورہ میں امام اپنی اہلیہ کے ساتھ بود و باش کر سکتے ہیں یا نہیں؟ درمختصر بحر اراق و غیرہ میں جو لکھتے ہیں لو بنی فوقہ بیتا للامام (للسکنی) لا یضر لانه من المصالح اس سے کیا مراد ہے۔ کیا امام کا مجرد رہنا مع اہل و عیال کے یا امام کا خالی بیٹھے رہنا اور کھانا پینا وغیرہ حاجات انسانیہ کچھ بھی یہاں پر نہ کرنا جس سے حرمت مسجد میں خلل ہو حال آنکہ یہ کوٹھری زمانہ امتدائے سنائے مسجد سے ہے اور امام مدت

(۱) وکثرہ تحریم الوطء فوقہ والبول والنحوط لانه مسجد ابی عماد السماء (الدر المختار باب ما یفسد الصلوٰۃ

وم یکرہ فیہا ۱ ۶۵۶ ط سعید)

مدیدے سکونت بھی کرتے ہیں اور دستور اپنے کام کے لیے یہ سب منجانب واقف وقف بھی ہیں۔

لمسئنی نمبر ۱۰۲۳ مووی محمد دریس صاحب گوہری امام مسجد کونین سرگاپور

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۳) صورت مسئلہ میں یہ کوٹھری جو مسجد سے علیحدہ دکان یا حوض کی پھست پر ہے اس میں امام اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت کر سکتے ہیں کیونکہ جب کہ یہ بتا اسے کسی کام کے سنبھالی گئی اور صل مسجد یعنی مکان میں مصلیٰ سے یہ باطل ہے تو اس کا حکم نفس مسجد کا نہیں اور اس میں سکونت کرنے سے مسجد کے احترام میں بھی کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا۔ درمختار عبارت ولو فی فوقہ الحج تو اس بیت یعنی کوٹھری کے متعلق ہے جو نفس مسجد پر تو اس میں بھی امام کو رہنا جائز ہے مگر اس میں اہل و عیال کے ساتھ رہنا کوئی ایسا کام کرنا ہو کہ مسجد کے مزنی ہو جائز نہ ہوگا مگر سوال میں جو صورت ہے یہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت تھان بندہ دہلی

مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا

(سوال) جامع مسجد کے شرقی دروازے کے آگے بہت سی دکانیں بنائی گئی ہیں اور وہ جگہ مسجد کی ملکیت ہے ایک بار کبوتران و مرغ فروشان کا ہر روز کھانا دیا جاتا ہے اور بچے والے بچترت وہاں سو پڑتے ہیں ان کو بوز فروشوں اور خوناچوں کی وجہ سے وہاں ایک جھوم رہتا ہے اور مسجد کا دروازہ بالکل گھرا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نماز کی گھر نماز کے مسجد میں جانا چاہیں تو اس وقت ان کو سخت دشواری کا سامنا ہوتا ہے پھر اس کثرت سے ہوتی ہے کہ رستہ نہیں ملتا اور بعض اوقات نمازیوں کو جھوم کی کثرت کی وجہ سے واپس آنا پڑتا ہے اس کے علاوہ مسجد کے دروازہ کے آگے وگے حقہ لبر کی سگریٹ وغیرہ بیٹے ہیں اور گلی کلوچ بچتے ہیں غرض اس بارے میں لوگ نہ مسجد کا احترام کرتے ہیں نہ نمازیوں کے راستے کی پروا کرتے ہیں منتظمین مسجد سے کئی بار استدعا کی گئی لیکن وہ یہ کہہ کرنا دیتے ہیں کہ یہ بازار شہر کے زمانے سے ملتا ہے مسجد کے دروازہ کے آگے بازار لگانا اور دکانوں کا وہاں گلی کلوچ بچنا اور نمازیوں کے آگے قریب قریب رستہ کو بند کرنا ناشر عاوج ہے یا نہیں اور جو نہ قصداً توجہ دلانے کے باوجود اس امر کی طرف توجہ نہ کریں بلکہ صورت موجودہ میں بازار قیام رہنے اور نمازیوں کو راستہ کی تکلیف ہونے میں ان کے لئے شرعی حکم ہے؟

لمسئنی نمبر ۱۲۴۴ حاجی محمد دین صاحب لیس والے (خف حاجی رفیع لدین مرحوم) (چاندنی پوک دہلی)

۱۰ صفر ۱۳۵۶ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۶ء

۱۔ امیر مسجد کتب وقف حکام مسجد ۳۵۸ ط سعید

۲۔ واسطیہ و سرحد و کمرہ اوقاف و سرحد و سرحد لافہ مسجد ابی عبد اللہ ط سعید
۳۔ مکرہ شہد ۱ ۶۵۶ ط سعید

(جواب) (از امام صاحب فتح پوری) ہو لموفق دروازہ مسجد ہی لئے بنایا جاتا ہے تاکہ نماز کی اس سے مسجد میں داخل ہوں پس خلاف منشاء وقف اس پر کیا نہیں قہر کرنا یہ کہوتر فروشوں وغیرہم کو اس پر خرید و فروخت کی اجازت دینے نمازیوں کی راہ تنگ کرنا ہرگز جائز نہیں لہذا بحور نغیر شرط الواقف کما فی عامہ کتب الفقه قال فی الاسعاف ولو اراد فیم المسجد ان بسی حواست فی حرم المسجد و فناء قال الفقہ ابو اللیث لا یحذر له ان یجعل سینا من المسجد سکنا و مستغلا انتہی ص ۷۴۷ اور سلاطین ماضیہ کے قتل کو صورت مذکورہ میں حجت کر دینا صحیح نہیں کہ یہ حجج شرعیہ سے نہیں ہے پس یہ دلیل جواز نہیں ہو سکتا پھر حضرت شاہ جس نور اللہ مرقدہ سے تو یہ امر ثابت ہو ہی نہیں سکتا انہوں نے اس مقدمہ پر زللہ لانے کی اجازت دی ہوئی یا محی۔ اس کا رواج اگر پڑا ہو گا تو پچھلے زمانہ کے سلاطین کے زمانہ میں پڑا ہو گا جس کا باعث سلاطین کی غفلت و راہ پروائی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے اور اس صورت میں ان کی اتباع کیونکر کی جاسکتی ہے یعنی مسجد جامع چونکہ اس کی اصلاح پر قادر ہے اس لئے شارع کا حکم اسی کی جانب متوجہ ہے کہ وہ اس طرف اپنی توجہ مبذول فرما کر اس مقصد کا اسداد فرما دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) ہو اموفق۔ مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں ایک تو وہ حصہ جو مہیا مصلوۃ یعنی اوائے نماز و عبادت کی غرض سے بنایا جاتا ہے معین کیا جاتا ہے دوسرا وہ حصہ جو پہلے حصے (مہیا مصلوۃ) سے خارج مراحاط مسجد یا فناء مسجد میں شامل ہوتا ہے ان دونوں حصوں کے احکام جدا جدا ہیں پہلے حصے میں ناپاک (جنات والے انسان اور حیض و نفاس والی عورت) کا داخل ہونا حرام ہے اور اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب ملتا ہے اس میں بیع و شرا نا جائز ہے معتکف کو اس حصے کے اندر رہنا لازم ہے یہ حصہ و پر آسمان تک اور نیچے تخت اثری تک مسجد کا حکم رکھتا ہے دوسرے حصے میں جو مہیا مصلوۃ سے خارج ہے ناپاک آدمی داخل ہو سکتا ہے اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب نہیں ملتا اس میں بیع و شرا حرام نہیں ہے معتکف اس حصے میں بغیر عذر شرعی چلا جائے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا یہ حکم نہیں کہ اوپر آسمان تک و نیچے تخت اثری تک مسجد کے احکام جاری نہ جائیں ان مسائل کے رد میں یہ ہیں لہذا مسجد اسی عنان السماء (درمختار) و کذا الی تحت التری کما فی البیری عن الاسیجانی (رد المحتار) ۱۰ و بحرم بالحدت الاکبر دخول مسجد لا مصلی عید و جنازہ و رباط مدرسة (درمختار) قولہ لا مصلی عید و جنازہ فیس لہما حکم المسجد فی دلت و ان کان لہما حکمہ فی صحۃ الاقداء و ان ہم یصل الصلوۃ و متلہ فناء المسجد و تمامہ فی البحر رد المحتار) ۲ کما کرہ فیہ مصلیہ غیر المعتکف مطلقاً للہی (درمختار) ۲ پس ان تصیریات

کے بموجب مسجد کے حصہ ور یعنی مہیا لمعلوۃ کے کسی جزو کو یا اس کے اوپر یا نیچے رہائش کے لئے استعمال کرنا یا اس کے اوپر آمدنی کے لئے کمرے اور مکان یا اس کے نیچے دکانیں بنانا ناجائز ہے خواہ یہ دکانیں تجارتی اغراض میں استعمال کرنے کے لئے یا رہائش کے لئے کرایہ پر اٹھائی جائیں پس فقہاء کی تصریحات اور سعاف کی عبارت منقولہ بالا اور فقہ ابو اللیث کے قول کے بموجب مسجد مفتوح پوری کی تمام دکانیں فناء مسجد میں اور سنہری مسجد اور احاطہ کاے صاحب اور دیگر مسجد کی دکانیں جو عین مسجد کے نیچے واقع ہیں فناء مسجد میں واقع ہیں اور سب ناجائز ہونے میں شریک ہیں اور عین مسجد کے نیچے کی دکانوں کا حکم عدم جواز شدید ہے بہ نسبت فناء مسجد کی دکانوں کے۔ جامع مسجد کے شرقی دروازے کے بازار حیوانات اور اس کے شور و شغب کا صل جہم یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے اور زمانہ قدیم سے ہونا وجہ جواز نہیں اور اگر کمیٹی اس کی اصلاح پر قادر ہے تو اسے صلاح کرنی چاہئے ورنہ یہی حکم ان دکانوں کا ہے جو دیگر مسجد کے فناء میں واقع ہیں اور اس سے زیادہ شدید ان مسجد کی دکانوں کا جو عین مسجد کے نیچے یا اوپر واقع ہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

صحن مسجد میں حوض استنجاء خانہ بنانے کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) کیا صحن مسجد میں برائے وضو حوض اور برائے بول و براز طہارت خانہ بنا سکتے ہیں؟ ایک مسجد کو منہ مائر کے صحن قرار دینا اور تقریباً پچیس گز کے فاصلے پر دوسری مسجد تیار کرنا کس حد تک صحیح ہے؟

(جواب ۲۸۵) صحن مسجد کا اطلاق دو معنوں پر کیا جاتا ہے اول مسجد کے اس غیر مستقف حصے کو صحن کہتے ہیں جو مہیا للصوۃ تو ہوتا ہے یعنی نماز و جماعت و اکر نے کے لئے بنایا جاتا ہے لیکن بغیر چھت کے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے دوم اس حصے کو بھی صحن کہہ دیتے ہیں جو موضع مہیا للصوۃ کے مستقف اور غیر مستقف حصے کے بعد خالی زمین یا فرش کی صورت میں پھوڑ دیا جاتا ہے مگر وہ نماز و جماعت و اکر نے کے لئے نہیں بنایا جاتا۔

پہلے معنی کے لحاظ سے صحن تو مسجد کا ہی ایک حصہ ہے اور اس کے احکام مسجد کے احکام ہیں اس میں حوض اور وضو کی نالی وغیرہ بنانا جائز نہیں کیونکہ جو جگہ ایک مرتبہ مسجد ہو جائے اور اس کو نماز کے لئے مخصوص کر دیا جائے پھر اس کو کس دوسرے کام میں نہیں استعمال کیا جاسکتا اور دوسرے معنی کے لحاظ سے صحن ایک علیحدہ چیز ہے یعنی اگرچہ وہ مسجد کے ساتھ وقف ہونے میں شامل ہے مگر مسجد کے احکام اس کے لئے ثابت نہیں اس میں جو تین بہن کر جانا جنت کی حالت میں گزرنا جائز ہے (مسجد کی توسیع کی ضرورت سے اس

(۱) محل دخول جب و حاض کتبہ مسجد و رباط و مدرستہ الحج (الدر السحنار احکام المسجد ۶۵۷۱ ط سعید) وفي العالکبره 'فيم المسجد لا يجوز له ان يبي حوض في حد المسجد او فناءه لان المسجد اذا جعل حائطا او مسك سقط حرمة' وهذا لا يجوز والله تع للمسجد فيكون حكمه حكم المسجد' كذا في المحجبه الفصل الثاني في الوقف على المسجد و تصرف التقيم ۲۶۲ ۱ ما حديه كونه

کو مسجد میں شامل کر لینا اس میں حوض اور وضو کی نالی بنایا جائز ہے گروہ مسجد میں ایک مرتبہ شامل کر یا جائے گا تو پھر وہ مسجد کے حکم میں ہو جائے گا اسی صحن بالمعنی ثانی کے کسی ایسے گوشے میں جو نفس مسجد سے دور ہو پانچ خانہ نالینہ بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کی بدو مسجد تک نہ پہنچے مسجد کو منہدم کر کے صحن بنایا بمعنی الوں جائز ہے اور مسجد کو صحن بالمعنی الثانی بنانا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

فصل چہارم ہم۔ مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا

مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا

(سوال) مسجد میں قبلہ رخ چاند سورج پھول پتے و آیات سنہری رنگ میں یا لالی میں منقش کرنا جائز ہے یا منع ہے؟ المستفتی نمبر ۶۳۱ عبد الستار (ضلع بلاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۲۸۶) مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا

(سوال) کیا مسجد میں دیواروں پر ٹائل لگانا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۹۴۶ مولوی محمد امجد علی (ویج پور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء (جواب ۲۸۷) مسجد کی دیواروں پر اور خصوصاً قبلہ کی دیوار پر رنگین ٹائل لگانا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا

(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا

(سوال) (۱) مسجد کے دروازہ یا کھڑکی یا بیرونی یا اندرونی حصے کے کسی مناسب جگہ منظر عام پر بہ نسبت نفع خلق کلمہ طیبہ یا آیات قرآنی یا ترجمہ کسی آیت یا حدیث کی بر زبان ہنگامہ لکھنا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کی قبلہ کی دیوار میں یہ محراب میں نقش و نگار کرنا کیسا ہے خصوصاً چندہ کے پیسے سے اور ایسا نقش جو بوقت صلوٰۃ نمازی کے دل کو متل کرنے والا ہو۔ المستفتی نمبر ۱۶۳۲ محمد عبدالنور صاحب سہٹ (آسام)

۵ جمادی اول ۱۳۵۲ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء

(۱) وکروہ بعض مشائخ النفس علی المحراب وحائض القبلة لانه يشعل قلب المصلي الخ (رد المحتار مطلب فی حکم المسجد باب ما یفسد الصلاہ وما یکرہ فیہا ۱ ۶۵۸ ط سعید)

(۲) وکروہ بعض مشائخ النفوس علی المحراب وحائض القبلة لأن ذلك يشعل قلب المصلي الخ (عالمگیریہ لب الحمس فی آداب المسجد ۵ ۳۱۹ ط محدثہ)

(جواب ۲۸۸) : یوں ارواروں محرموں یا عید کے کسی حصہ پر ریت و حلا پٹ پان کا ترجمہ نہیں
خلاف اب اور مکروہ سے (۲) یوں قبہ پر نقش و نگار، نا بھی مکروہ سے چندہ دینے والے اگر اس کام سے
رضی ہوں تو پھر وجہ کراہت یہی ہوگی کہ نماز یوں کا دل اس پر مشغول رہے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذہلی

مسجد پر کتبہ لگانا

(جمعہ مورخہ عظیمہ ۱۰۹۳ھ)

سوال : ضلع جالندھر میں ایک مسجد جو چندہ عام سے تعمیر کی گئی ہے عرصہ برسوں کا ہو کہ ایک پتھر
اس مضمون کا وہاں لکھا ہوا ہے۔ ”یہ مسجد مبارک سرمایہ چندہ بہ بنوام شیخ قلم الدین ولد حاجی احمد بخش
حسن پذیرفت“ اب مجھے میں بعض دگت ہے کہ یہ پتھر گانا جائز نہیں ہے ہر دو فریق نے آپ کو ثاث مان
سے یہ امر مسجد بنا حکم صادر فرمائیں۔

(جواب ۲۸۹) : اس پتھر کے لگنے سے میں کوئی شرعی عترض نہیں ہے جو لوگ اس کو ناجائز سمجھتے ہیں
اسے تابہر ہونے کی وجہ دریافت کی جائے تب کہ اس میں سرمایہ چندہ لکھا ہے تو سب مسلمانوں کا حق
صحت نہ ہو کہ اسے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل پانزدہم۔ مسجد میں نماز جنازہ

۱۔ غدر مسجد میں نماز جنازہ پر حسن مکروہ ہے

سوال : مسجد کے فرش پر نماز جنازہ پڑھانی جائی، درست ہے یا نہیں ؟
استفساری نمبر ۴۴۶ نور محمد صاحب اپنا سرمایہ چندہ ضلع رونا۔

۱۔ از بقعہ ۱۳۵۴ھ مورخہ ۱۰۹۳ھ

(جواب ۲۹۰) : مسجد میں یا غدر جنازہ کی نماز مکروہ ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ زلسل مسیحی کتابۃ لیس عینی مسجرات و محجرات مسیحی فی مسجرات لکسہ و بورد و فی جمع
سینی مینی و مسجرات لیس عینی مسجرات و محجرات مسیحی فی مسجرات لکسہ و بورد و فی جمع
مکرہ ۱۰۹ ط ۱۰۹

۲۔ زکرت مسیحی لکس عینی مسجرات و محجرات مسیحی فی مسجرات لکسہ و بورد و فی جمع
حکد مسجرات ۱۰۹ ط ۱۰۹

۳۔ خبر مسجرات و محجرات مسیحی فی مسجرات لکسہ و بورد و فی جمع
حکد مسجرات ۱۰۹ ط ۱۰۹

۴۔ زکرت مسجرات و محجرات مسیحی فی مسجرات لکسہ و بورد و فی جمع
مسجرات و محجرات مسیحی فی مسجرات لکسہ و بورد و فی جمع
برعہ مسجرات و محجرات مسیحی فی مسجرات لکسہ و بورد و فی جمع

فصل شانزدہم - عید گاہ

- (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز
- (۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں
- (۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا
- (۴) مسجد میں نماز عید پڑھنا

(۱) ایک ہندو ریاست سے عید گاہ میں جو قدیم زمانے سے قائم تھی تین چار سال سے عیدین کی نماز نہیں پڑھنے دی جاتی تھی اور اس لئے نماز دوسری جگہ ادا کرتی ہوتی تھی بدنی ریاست کے حکم و نہیں پر مسموں کی رائے سے مسجد غیر مسموں کے ذریعہ شہید کرا دی گئی تھی اس مسجد کے پتھر سے اور ریاست کے خرچ سے دوسری مسجد تقریباً دو میل کے فاصلے پر بلار ضا نے مسلمانان شہر بذ قیہ کرائی ہے مسلمانان شہر بذ اغری وہاں کی وجہ سے کچھ بھی ہوں نہ سکے چونکہ بلار ضا مندی مسلمانوں کے عید گاہ مسجد شہید کر کے دوسری مسجد قیہ کرائی ہے اس لئے اس کی قیہ میں ایک بھی مسلم کا ہاتھ نہیں لگا۔

(۱) کیا اس مسجد میں نماز عیدین جائز ہے یا نہیں (۲) وہ مسلمان جنہوں نے مسجد شہید کرنے کی رائے دی اور وہ ان کے جو مسلمان اس لئے خلاف ہیں مگر وجہ غریبی و خوف و دھمکی کے غیر مسموں کو مسجد شہید کرنے سے روک نہ سکتے ہیں حالات میں کن مسلمانوں پر کیسا گناہ عائد ہوا؟ (۳) اسی طرح اگر دیگر مسجدیں جن میں بیچ وقت نمازیں ہو کرتی ہیں جبر شہید کر دی جائیں اور بجائے ان کے دوسری قیہ کر دی جائیں تو ایسی مسجدوں میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۴) جن مسجدوں میں جمعہ و بیچ وقت نمازیں ہوا کرتی ہیں کیا ان مسجدوں میں عیدین کی نمازیں ہو سکتی ہیں؟

المسئسفی نمبر ۷۰۲ شہ محمد نوگر پورہ ۱ شول ۱۳۵۴ھ ۷ بنوری ۱۹۳۶ء

جواب ۲۹۱ (۱) نماز تو جائز ہے مگر مسلمان اس میں نماز نہ پڑھیں تو بہتر ہے (۲) انہما کی رائے دینے والے سخت مجرم اور گناہ گار ہیں اور مجبوری سے خاموش رہنے والے معذور ہیں (۳) اس کا بھی یہی جواب ہے جو نمبر ایک کا ہے (۴) نماز عید تو جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ شہ سے باہر عیدان میں پڑھتی جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

() عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے؟

۱۔ ولو جعل دمی دارہ مسجد للمسلمین و سجدہ کفائی المسلمون و اذن لہم بالصلاۃ فیہ فصدوا فیہ نہ مات
بشیر میرانا پورہ رحمہ اللہ، فنون الکریم علیگریہ کتاب لرفف مطلب فی وقف الدمی ۲ ۳۵۳ ط ۱۳۵۴ھ
۲۔ و من صم مع صاحب الدیۃ کفر فیہ سبہ و سعی فی حراہہ ابع (القرۃ ۱۱۴)
۳۔ اخرجہ فی لہا ای الحانہ صلاۃ بعد سبہ و ن و سبہم المسجد اجمع ہو لصحیح بدہ سمعہ و مات
عدن ۱۳۹۳ ط ۱۳۵۴ھ

(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

(سوال) عید گاہ میں عداوہ عیدین کے کسی روز اتفاقاً کسی وقت نماز تنہا جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م کلیم اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۲) ہاں عید گاہ میں احیاناً فرائض پہنچانے میں سے کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے تنہا یا جماعت سے پڑھنا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب دیگر ۲۹۳) عید گاہ میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

عید گاہ میں فٹ بال کھینا

(سوال) عید گاہ میں فٹ بال یہ اور کسی قسم کا کھینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفی نمبر ۲۵۴۶ حاتم محمد (بنگال) ۲ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۹۴) عید گاہ میں بطور مہو و لعب کے فٹ بال کھینا اور کوئی کھیل کھینا مکروہ ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) عید گاہ میں حصّہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں

(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم

(سوال) مسجد و عید گاہ دونوں میں کیا فرق ہے؟ مرتبہ مسجد کا زیادہ ہے یا عید گاہ کا؟

المستفی نمبر ۲۴۷۲ شیخ معظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندین)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۹۵) مسجد میں جنبی آدمی داخل نہیں ہو سکتا عید گاہ میں اجازت ہے مسجد کا مرتبہ زیادہ بلند ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(جواب دیگر ۲۹۶) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے (د) محمد کفایت اللہ

(۱) أم المسجده بصلوة حارہ و عند فہو مسجد فی حق حوزہ لاقتداء الح (الدر المحتار مطلب فی احکام المسجده ۱ ۶۵۷ ط سعید)

(۲) و کرمہ تحریر و قبل تربیہ فی مسجد و جماعہ ہوا المسب فیہ الح (الدر المحتار باب صلاۃ لحدیث

۲ ۲۳۵ ص سعید (۳) وأم المسجده بصلوة حارہ و عند فہو مسجد فی حق حوزہ لاقتداء (در مختار) و فی

بسمیہ قل فی البحر طہرہ لا بحر ابوط و لول سی اس قل) فسیعی اب لا بحر اح باب م بعد الصلاۃ

و ما بکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجده ۱ ۶۵۷ ص سعید و فی دار العلوم دیوبند ۵ ۲۱۴ مکتبہ امدادیہ

مناب (۴) وأم المسجده بصلوة حارہ و عند فہو مسجد فی حق حوزہ لاقتداء لا فی غیرہ بہ یفی محل دخولہ

بحسب و حصص (سور مع شرح کتاب الصلاۃ مطلب فی احکام المسجده ۱ ۶۵۷ ط سعید)

۵ وقد بمسجد جماعۃ لا بہ لا بکرہ فی مسجد اعدلہا و کذا فی مدرستہ و مصلی عید لآ نہ لیس لہا حکم

بمسجد فی لاصح (حاشیہ الصحطوی علی مر فی ملاح ص ۳۶۰ ط مصر)

گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید

(سوال) ایک شہر جس کی آبادی ایک ہزار مسلمانوں کی ہے اور عید گاہ موجود ہے کسی اختلاف کی بنا پر چند مسلمان دوسری عید گاہ اس کے قریب ہی بنانا چاہتے ہیں چند قدم کا فاصلہ ہے اور ایک کی تکبیر کی آوازیں بھی دوسری عید گاہ تک پہنچیں گی راستہ بھی ایک ہی ہے۔

(جواب ۲۹۷) دو عید گاہیں چھوٹی سی بستی میں بنانا اچھا نہیں سب کو ایک ہی عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا چاہیے اور خصوصاً اتنی قریب دوسری عید گاہ بنانا کہ ایک کی تکبیر کی آواز دوسری میں سنی جائے زیادہ برا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

فصل ہفتم مسجد میں خرید و فروخت کرنا

امام کا مسجد کے حجرہ میں خرید و فروخت کرنا

(سوال) مسجد کا امام نمازیں اہل محلہ کی اجازت سے حجرہ مسجد میں اپنے ذریعہ معاش کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً جلدینہ کی کتب فروشی وغیرہ؟

المستفتی نمبر ۸۲۵ اکبر حسین انوار حسین (مدھینہ) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکرم اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۹۸) اگر حجرہ کا دروازہ مسجد کے اس حصہ میں نہ کھلتا ہو جو نماز کے لئے مخصوص ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو مسجد میں سے نہ گزرنا پڑے تو امام کا ایسے کام کرنا مباح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل ہجدهم مسجد میں جسہ یا وعظ و ترجمہ

مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

(سوال) جامع مسجد میں یا کسی اور مسجد میں مسلمانوں کی بہبودی کے لئے کسی امر کا بھی مشورہ کرنا یا کسی امر کی نسبت جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا جائز ہے یا ناجائز عام طور سے جمعہ کے دن جمعہ کثیر ہوتا ہے جس میں مقامی و بیرونی اشخاص شریک ہوتے ہیں چند اشخاص جو آخر جماعت میں شریک ہوتے ہیں یا کسی سے نماز پڑھتے ہیں یا نماز کے بعد تشریف لاتے ہیں اگر ان صاحبان کا انتظار کیا جائے تو بیشتر حصہ انتظار کرنا نہیں چاہئے جس کی وجوہات ملازمت یا دیگر کاروبار ہیں اگر کوئی دیگر جگہ ہو یا وقت مقرر کیا جائے تو مقامی اشخاص زمانے کے رجحان کے مطابق دلچسپی نہیں لیتے اور نہ ہی کثرت سے شریک ہوتے ہیں اور بیرونی تو قطعی طور سے محروم رہتے ہیں اگر مذکورہ بالا وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے

(۱) و خروج الیہا ای حجة للصلاة العید، سنن ابی سعید، المسجد الجامع، وهو الصحيح (بدر المختار باب العیدین ۱۶۹ ط سعید)

(۲) و کثرہ تحریراً الرطاء، ثوفہ والزلزل والتعوط واتحادہ طریقاً عبر عدد الح (بدر المختار) باب ما یفسد الصلاة وما کثرہ فیها مطلب فی احکام المسجد ۱ ۶۵۶ ط سعید

(۱) نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب کا درس

(۲) سنتوں و نوافل کے وقت کتاب سنانا

(سوال ۱) ایک شخص قرآن چار سال سے جامع مسجد کا اس میں عشاء کی نماز سنتیں دو تر و نوافل کے ختم ہو جانے نصف گھنٹہ گزرنے اور یورپی جماعت کے مقتدیوں میں سے دو حصے آدمی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر جانے کے بعد وجہ اللہ صرف نصف گھنٹہ تفسیر حقانی اور ساتھ دیگر مسائل وغیرہ کی کتابیں مثلاً رمن امین یا عقائد الاسلام مرتبہ مولوی عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی یا بہار شریعت یا تعلیم الہیہ کے حصے یا مولانا شرف سی صاحب تھانوی کی کتابوں میں سے جزء الثانی یا شوق و طہن یا فتاویٰ اشرفیہ و معراج المؤمنین وغیرہ وغیرہ پڑھ کر سناتا ہے اور پندرہ سو آدمی دچیوں سے سنتے بھی ہیں لیکن شخص مذکور عالم نہیں ہے البتہ دینیات سے شوق و دلچسپی ضرور ہے تو ایسی صورت میں شخص متذکرہ ہاں کا فعل مسجد میں جائز ہے یا نہیں یہ کہتا ہے کہ یہ فعل مسجد میں ناجائز ہے (مسجد بڑی ہے۔ اکثر دو ایک آدمی رات گئے تک قضا و دیوٹ ناف و غیرہ دیر تک پڑھتے ہیں)

(۲) لیکن بحر مقتدی زید کو جواب دیتا ہے کہ جو صاحب دیر تک وظیفہ پڑھتے ہیں یہ جماعت ختم ہونے کے بعد آتے ہیں (اور وہ بھی ایک دو صاحب) اگر ان کو خلل واقع ہوتا ہے تو ایسے صاحب ذرا علیحدہ فاصلہ پر جا کر پڑھ میں کیا حرج ہے اور جو نیک کام سر سے لے ہو رہا ہے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچ رہا ہے اس کو کیوں بند کرتے ہو آج تک کسی عالم نے اعتراض نہیں کیا اور اگر باغرض ایسا فعل ناجائز ہے تو اکثر علماء و عظماء و پند و غیرہ کی مجالس مسجد میں کیوں منعقد کرتے ہیں کی طرح پیش امام صاحب جمعہ وہ بھی مستند عالم ہیں قبل از خطبہ کا ترجمہ اردو میں یوں بیاں کرتے ہیں۔ اس وقت بھی بہت سے اشخاص سنن و نوافل و دو وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں اور یہ وقت بہ نسبت عشاء کے وقت کم ہوتا ہے عشاء میں قضا نماز و نوافل بعد تاخیر سے بھی پڑھ سکتے ہیں ورنہ اب بھی زیادہ ہو گا تو یہ بحر کا کہنا صحیح ہو گا یا نہیں؟

(۳) زید معترض کہتا ہے کہ وعظ و پند و غیرہ کی مجالس و خطبہ کا ترجمہ ہفتہ میں ایک بار ہوتا ہے ورنہ فعل بھی ناجائز ہے جس صاحب نے وظیفہ وغیرہ میں خلل واقع ہو تو وہ اس کام کو بھی فوراً بند کر اسکتا ہے مجھے تو عشاء کی نماز میں تفسیر خوانی سے خلل واقع ہوتا ہے اس لئے میں تو اس کام کو بند کر کے ہی رہوں گا اگر یہ ایسے خوشی بند نہیں کریں گے تو بند ریجہ پولیس بند راولوں کا مسجد مذکور میں پچاس پچپن نمازی ہوتے ہیں کوئی ترقی نہیں ہے صرف ایک شخص زید اس کام میں حرج ہے جمہ مقتدیوں کی یہی مرضی ہے کہ جو کام جس طرح کر رہے ہو کرو ہماری نماز میں کسی قسم کا خلل آپ کے پڑھنے سے واقع نہیں ہوتا تو ایسے آدمی کے لئے کیا حکم ہے ورنہ اس سے دیگر مسلمانوں کو کیا ہر تذاکرہ کھنا چاہیے؟

المسئنی عبد حزب خاں پرمولوی عبد کریم صاحب مفتی۔ ۲۸ اپریل ۱۹۵۲ء

(جواب ۳۰۱) (۱) نماز عشاء کے نصف گھنٹہ بعد مسجد میں لوگوں کو ترجمہ القرآن مجید یا ضروریات دینیہ سنائی جائز ہیں (۱) جو نوگ نوافل و سنن پڑھتے ہوں اور مسجد بڑی ہو تو وہ ہٹ کر نماز پڑھیں یا اپنے گھر جا کر پڑھیں نوافل و سنن کے لئے گھر پر ادا کرنا افضل ہے (۲)

(۲) بحر کا قول صحیح اور شرح کے موافق ہے (۳)

(۳) زید معترض کا یہ کہنا کہ وعظ ہفتہ میں یک دن ہوتا ہے اور وہ بھی ناجائز ہے صحیح نہیں ہے اس کو خود اپنی نماز وعظ کے مقام سے ہٹ کر ادا کرنی چاہیئے اس ذکر خیر کو بند کرنا درست نہیں ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب) (از علماء ٹونک) استفتاء ہذا اور اس کے ہمراہ دوسرے استفتاء دو فریق کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں دونوں استفتاء ایک ہی موقع کے سنے ہیں لیکن مضامین استفتاء اپنے اپنے خیال کے تحت لکھے گئے ہیں یہ واقعہ جامع مسجد میرنگ ٹونک کی نسبت ہے اس مسجد میں یک عرصہ سے ایک صاحب تفسیر حقانی وغیرہ بعض مقتدیوں کو سنایا کرتے ہیں سننے والوں کے علاوہ دیگر مقتدی اس مقام پر سخن میں جہاں عشاء کی جماعت ہوتی ہے سنن وتر اور دو خائف پڑھتے ہیں اور ایسے بھی نمازی جو شریک جماعت نہیں ہوئے تھے وہ آکر اپنے فرائض وغیرہ پڑھتے ہیں اس واقعہ کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ایسے وقت میں جب کہ عشا کی جماعت ختم ہو چکی تھی اور مقتدی اپنی نمازیں پڑھ رہے تھے اور بعض مشغول و خائف تھے تفسیر حقانی بیان کی جا رہی تھی اور دو چار آدمی سن رہے تھے۔

ہر ایک کام خواہ اور امر سے ہو یا نہ ہو اس کا ایک موقع اور محل ہوا کرتا ہے ہر ایک کام ایک موقع پر زیبا ہوتا ہے اور دوسرے موقع پر وہ نازیبا ہو جاتا ہے دیکھو امر معروف نہی منکر ہر وقت ضرور ہوتا ہے یا جس وقت حضور ﷺ کا نام نای آوے اس وقت درود شریف پڑھنی چاہیئے لیکن یہ موقع اگر خطبہ کے وقت آوے تو ہرگز امر معروف نہی منکر کی اجازت نہیں اسی طرح خطبہ کے وقت حضور ﷺ کا نام نای باوجود سننے کے درود شریف پڑھنا زبان سے درست نہیں پس تفسیر حقانی وغیرہ کتابوں کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا اگرچہ یک بہتر کام ہے مگر اس کی بہتری اسی حد تک ہے جبکہ دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہ ہوتا ہو دیکھو قرآن شریف پڑھنا افضل عبادت ہے مگر اس کو ایسی جگہ نہ پڑھنا چاہیئے جہاں نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو حکم اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا (جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کو سنو اور کان دھرو) قرآن شریف کا سننا فرض ہے پس ایسی جگہ قرآن شریف کا پڑھنا جہاں دوسرے لوگ مشغول نماز

(۱) أما للتدريس أو للتدكير فلا بأس ما سى له وإن جاز فيه ولا يحوز التعلّم في دكان في شاء المسجد و عدد أسي

حبيبة وعددهما يحوز إذا لم يصر ماعامة (المحرر الرائق) فصل كره استقل القصة ۳۸/۲ ط بيروت

(۲) قال النبي ﷺ "فعلكم بالصلاة في بيوتكم فإن خير صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة (مسلم) باب استحباب

صلاة النافلة في بيته ۲۶۶/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) أما للتدريس أو للتدكير بخ

(۴) (ابصار)

ہوں یا وظیفہ ہوں ہرگز زیبا نہیں ہے اور ممانعت کے باوجود گروہ شخص باز نہ آئے گا تو وہ گناہ گار ہو گا پس جس جگہ تفسیر حقانی پڑھی جاتی ہے یا تو ایسی جگہ پڑھی جائے کہ جہاں سے نمازیوں کی نماز اور وظیفہ میں حرج واقع نہ ہو یہی وقت میں پڑھی جائے جب کہ نمازی اپنی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر چپے جائیں۔

سلام ایک بیاندہب ہے جس کا جزو اعظم اتحاد ہے و اسی اتحاد کو قائم کرنے کے لئے پنج وقتہ نماز جمعہ و عیدین مقرر کی گئی ہیں آپس میں مسلمانوں کو یک جہتی سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور آپس کے اختلافات سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے کہ نتیجہ اس کا بہتر نہیں۔

(دستخط مفتی صاحب ٹونک) محمد ایوب صاحب مفتی سابق۔ ۹ شعبان ۱۳۵۳ھ ۵ مئی ۱۹۵۲ء (جواب ۳۰۲) (حضرت مفتی عظیم) یہ جواب اصول شرعیہ کے پیش نظر صحت سے گرا ہوا ہے مسجد میں نوافل و وظیفہ پڑھنے کا جس طرح ہر مسلمان کو حق ہے اسی طرح مذکور و تعیم دین کا بھی حق ہے گر مسجد بڑی ہے اور اس میں گنجائش زیادہ ہے تو نوافل و وظیفہ پڑھنے والے اس کے ایک گوشہ میں پڑھیں و تعیم و تدریس کرنے والے دوسرے گوشہ میں کریں اس طرح دونوں کام ہوتے رہیں گے اور لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فصل نوزد ہم۔ مسجد میں اکھاڑہ سنانا

مسجد میں اکھاڑہ کرنا جائز نہیں

(سوال) ندرون چار دیواری مسجد عدوہ صحن مسجد جو زمین ہو وہ حکم میں مسجد کے اور حقہ مسجد میں متصور ہوگی یا نہیں بصورت اس صحن مسجد یا حلقہ مسجد میں کوئی محرمی اکھاڑہ یا دنگلی اکھاڑہ یا دنگل قائم کرنا اور ساتھ عدم ستر کے محض لٹوٹ یا جائگہ بندھ کر لڑنا شرعی نقطہ نگاہ سے جائز ہوگا یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ تیر اندازی و فن پنہگری کے سنے مہد نبوی ﷺ میں صحن مسجد نبوی ہی تھا اور صحابہ کرام تیر اندازی وغیرہ صحن مسجد میں ہی کرتے تھے۔ المستفتی نمبر ۶۰۵ حکیم حافظ مولوی محمد حسین صاحب (ضلع گری)

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۰۳) اکھاڑے میں کشف ستر اور شور و شغب اور بسا اوقات سب و شتم ہوتے رہتے ہیں اور حاطہ مسجد و حریم مسجد میں یہ چیزیں حرام مسجد کے خلاف ہیں اس لئے مسجد کے احاطے میں اکھاڑہ خواہ محرم کا خواہ دنگل قائم کرنا جائز نہیں ہے زید کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام کے حالات و خلق بہت ارفع و اعلیٰ تھے۔ وہ احترام مسجد کا پورا اظہار کھتے تھے۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

۱۔ اما للتدريس أو للتدبير فلا لأنه ما يبى له وإن حار فيه ولا يحوز التعلم في دكان في فناء المسجد عند أي حصة و عدهما بحوزة إدارته لعمامة الحج (البحر الرائق) فصل كره استقبال القبلة ۲ ۳۸ ط بيروت (۲) عن والده بن أسفح، إلى أبيه قب 'بحر المساحد كم صباكم و محاسنكم و شراء كم و بيعكم و حصر ما نكم و رفع أصواتكم' سنن ابن ماجه، باب ما يكره في المساحد، ص ۵۵ ط مير محمد كنف حاد، كراچی،

مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے

(سوال) مسجد کے صحن میں کھانا پکھنا اور کھانا مسلمانوں کے سنے جائز ہے یا نہیں؟ اور اس حالیکہ ستر
اور بارے رجا رہے تو اس سے مسجد کی توہین تو نہیں ہوتی؟

المستفتی نمبر ۲۲۴۰ فیء حق محمد چوڑی ریس دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۰۴) مسجد میں (یعنی موضع مینا منصوۃ میں) شور و شغب اور موبوب کرنا منع ہے اور ستر ہکا
رہنے اور نہات میں مقصد بھی ایک فن کی تعلیم ہو تو علت نہ بہت (لہو و لعب یا توہین مسجد و جدہ کشف ستر)
تو نہ ہوئے مگر شور و شغب نے حرز و رگوں کے حرف میں مسجد کی حیثیت یک اکھاڑہ کی ہو جائے گی اس
لئے مسجد کو اس سے بچانا ہی مناسب ہے

محمد کفایت شہکان اللہ دہلی

فصل ہستم۔ متفرق مسائل

نزدکی وجہ سے ضائع ہونی مسجد و اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال ۱) مسلمانوں کی نائی ہونی مسجد (نہ وہ مسجد و نفسانیت سے ہو) ضرار ہو سکتی ہے یا نہیں کر
ضرار ہو سکتی ہے تو یہ جمع مورد حکم میں وہ مسجد مثال مسجد ضرار کے ہے جو منافقین نے حضرت پیغمبر
کے زمانے میں نائی تھی ورنہ آپ ﷺ نے منہ مکر دیا تھا اگر تمام امور میں مسجد ضرار کے مانند ہے تو جو
حکم مسجد ضرار کے لئے دیا گیا تھا اس کے لئے بھی وہی دیا جائے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد ضرار کا امام دیگر مساجد میں امامت کرے تو جائز ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ یہ جو
تخص و باب کبھی کبھی نماز پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے اس کے پیچھے کبھی نماز درست ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد ضرار کا مؤذن یا وہ شخص جو کبھی کبھی وہاں اذان پڑھتا ہے دوسری مسجد میں اذان پڑھ سکتا ہے یا
نہیں؟ اگر پڑھے تو اذان کا اہم کرنا چاہیے یا نہیں؟

(۴) تفسیر خازن جلد ۲ ص ۲۶۶ مضمون مصر میں ذیل کی روایت مرقوم ہے کیا اس سے مسجد ضرار کے امام
کا یہ اس میں نماز پڑھنے والے شخص کا دوسری مسجد میں امامت کرنا ناجائز ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ روایت
خازن کے سوا دیگر کتب معتبرہ میں بھی ہے اور صاحب خازن نے اس کو کتب سے نقل کیا ہے؟ روی ان
سی عمر و بن عوف الدین ابو مسحد قراء انوا عمر بن الخطاب فی خلا فسالوہ ان یأذن
مجمع بن حارۃ ان یؤمهم فی مسحد ہم فقال لا و نعمة عین ال هو امام مسحد الضرار قال
مجمع یا امیر المؤمنین لا تعجل علی قولہ لقد صلیت فنام انا لا اعلم ما اصمر و اعلیہ ولو
عنمت ما صلیت معهم و کتب غلاماً قارئاً لبقرا و شوخاً لا یقرؤ فصلیت بهم ولا احسب

الا انهم بنقرون الى الله ولم اعلم مع انفسهم فعدرد عمر فصدقہ وامره بالصلوة فی مسجد قباء
قال عطاء لما فتح او على عمر بن الخطاب الا مصادر امر المسلمين ان ينوا المساحد وامرهم
ان لا یسی فی موضع واحد مسجدین یصار احدهما الاخر ۱۰

۲۔ جب ۳۳۵ھ

(جواب ۳۰۵) مسجد و نمازیت ربوہ آخر سے۔ نہ توئی مسجد ب شک مسجد ضرار کا حکم زہتی ہے کہ
تفسیر مدارک و کشاف وغیرہ میں تصریح ہے۔ لیکن آج کل ہم کسی مسجد پر یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ وہ مسجد
نفاذیت پر ربوہ و آخر کی نیت سے نہ توئی ہے یہ تیس مور باطنیہ ہیں اور ہمیں لوگوں کے ضمائر قلوب کا ہم
نہیں زمانہ وحی میں آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی لوگوں کے دل و نیت پر صریح کر دی جاتی تھی اس لئے
آپ حکم لگا سکتے تھے۔

(۲) مسجد ضرار کا امام اگر خود ضرار کا راہ نہ رکھتا ہو مگر اعلیٰ سے وہاں امامت کرتا ہو تو اس کی امامت بلا
کراہت جائز ہے۔

(۳) یہی جواب اس نمبر کا ہے۔

(۴) اس روایت سے تو وہی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو جواب نمبر ۲ میں بیان کی گئی یہ روایت خازن میں غالب
تفسیر معالم تنزیل سبعوی سے نہ گئی ہے اس میں بھی یہ روایت مذکور ہے لیکن غوی نے بھی اس کی سند ذکر
نہیں کی صرف روئی کر کے بیان کی ہے یمن اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ مسجد ضرار کا امام اگر خود
بھی مضرت کی نیت رکھتا ہو تو اس کے فاسق یا منافق ہونے میں کیا کلام۔ اور اس وجہ سے وہ مکروہ الامامتہ اور
نا قابل امامت ہوگا لیکن اگر وہ قصد مضارۃ میں شریک نہ ہو اور اعلیٰ سے وہاں امامت کرتا رہا ہو تو اس کے
ذمہ الزم نہیں بلکہ وہ معذور ہے اور اس کی امامت جائز ہے جیسا کہ خود حضرت عمر کا مجمع بن جاریہ کے عذر کو
قبول فرما کر مسجد قبہ میں امامت کی جازت دے دینا اسی حدیث میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ شفرہ مدرس مدرسہ مینیہ دہلی

مسجد میں جو تیاں رکھنا

(سوال) جو تیاں کس طریقے سے مسجد میں رکھنا جائز ہے اور کس طریقے سے جائز نہیں؟

(جواب ۳۰۶) اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں جو تیاں رکھی جا سکیں تو جو تیاں کا مسجد میں — جانا مناسب
نہیں اور اگر نہ ہو تو مسجد میں لے جانے کا مضائقہ نہیں لیکن اس طرح رکھنے کہ مسجد ملبوث نہ ہو۔ وبعی
لدا حله تعاہد بعدہ وحقہ (در مختار) ۲

۱۔ (تفسیر معالم التنزیل سبعوی سورہ سورہ ۲ ۳۲۷ ط ۱۵۱۵ رہ تالعات رشیدیہ ملے)

۲۔ (ب۔ م۔ بقصد الصلاۃ وما بکروہ فیہا ۱ ۶۵۷ ط سعید)

(۱) جامع مسجد کسے کہتے ہیں؟

(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) کسولی یک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس کو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے؟
(۲) موجودہ مسجد موسم آبادی کے ایک بڑے حصے سے دور واقع ہے تنگلوں اور مارکیٹ بازار کچھری اور ڈکنہ وغیرہ سے کافی فاصلہ پر ہے اکثر مسلمان بالخصوص تجارت و ملازمت پیشہ اصحاب پنج وقتہ نماز جمعہ و تراویح میں وجہ دوری وقت و شغل ہونے سے قاصر رہتے ہیں اور ایک دوسری مسجد کی جو قریب تر واقع ہو ضرورت محسوس ہو رہی ہے اندریں صورت دوسری مسجد کی بنیاد ڈالنے والے کس حد تک اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(جواب ۳۰۷) اس مسجد کو جب کہ وہ جمعہ کی جماعت کے لئے کافی ہو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے، (۲) دوسری مسجد بنانا موجب اجر و ثواب ہے کیونکہ نمازیوں کو ہر وقت اتنی دور مسجد میں جانا یقیناً موجب حرج و مشقت ہے۔ والحر ح مدفوع محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد ہونے کے لئے کیا شرطیں ہیں؟

(سوال) صوبہ گجرات اور بالخصوص ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو اس کے مستفیع حصے کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں اسی لئے اس کو جماعت خانہ کہتے ہیں اسی کے ساتھ کچھ کھل ہوا حصہ بطور صحن کے ہوتے ہیں اس سے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً ہر وقت اٹھنا بیٹھنا اور وہیں سونا اور دنیاوی باتیں کرنا یہاں تک کہ حائمت جنات میں بھی اس صحن میں رہتے ہیں کیونکہ اس کو خارج از مسجد شمار کیا جاتا ہے نیز اس میں جماعت خانہ کی طرح بھی نماز جماعت نہیں ہوتی پس رندیر کی مسجد چندرا واڑ بھی اسی طرح پسے کچھ مختصر بنی ہوئی تھی اور اس کے صحن کے ساتھ بالکل غیر مسجد کا برتاؤ کیا جاتا تھا تقریباً ۱۹۲۰ء میں یہاں کے بعض بزرگوں نے اسکو از سر نو بنایا اور یہ زمین خرید کر اس میں شامل کر کے وسیع کیا جس طرح اس کے جماعت خانہ کو بڑھایا اسی طرح اس کے صحن کو بھی وسعت دی چند نچے جس جگہ قدیم مسجد کا حوض تھا اس جگہ کو ٹانک بن کر اس کے بعض حصے کو صحن میں شامل کر لیا اور حصہ جنوبی جانب کا برآمدہ کے طریق پر ضروریات وضو کے لئے مخصوص رکھا جدید تعمیر کرنے والے صاحب کے زمانہ سے اب تک بھی اس صحن کے ساتھ خارج مسجد کا سربرتاؤ کیا جاتا تھا اور وہ لوگ اس صحن اور سمجھ دیتے تھے جو داخل مسجد اور خارج مسجد کو خوب سمجھتے تھے پھر بھی

کبھی انہوں نے اس صحن کو مسجد میں شامل نہ سمجھا اس کے علاوہ ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ اکثر مسجدوں کے صحن میں قبریں بناتے ہیں چنانچہ اس نوع کی کوئی مسجد ایسی مشکل سے ملے گی جس کے صحن میں کسی پرانی قبر کا نشان نہ پایا جاتا ہو پس یہ صورت بھی اس کا کھد ہوا قرینہ ہے کہ صحن کو مسجد میں داخل نہیں سمجھتے۔

بعض حضرات تھوڑے عرصے سے یہاں کی مسجدوں کو دہلی وغیرہ کی مسجدوں پر قیاس کرتے ہیں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں اکثر ایسی بنائی جاتی ہیں کہ ہوادار نہیں ہوتیں اسی وجہ سے وہاں گرمی کے موسم میں صحن میں نماز پڑھنا اور صحن کو داخل سمجھنا ضروری ہوتا ہے اس کے برخلاف یہاں کی مسجدیں نہایت ہوادار اور کشادہ ہوتی ہیں ہوا کی آمد و رفت کے لئے چاروں طرف در پیچیں وغیرہ بنائی جاتی ہیں اسی وجہ سے بھی صحن میں نماز پڑھنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی اور اس صحن کو داخل مسجد کرنے کا اب تک کوئی ثبوت بھی باقاعدہ نہیں ہے پس ایسی صورت میں مسجد چنار واڑ کا صحن شرعاً مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں؟ ورنہ جنازہ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

مستفتیان محمد اسماعیل عرف۔ احمد ابراہیم سنگاپوری

(جواب ۳۰۸) کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقف کرنے کا اختیار شرعی رکھتا تھا اس کو مسجد بیت کے لئے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین خاں عن العمرة ہو یا عمارت بھی ہو (۱)

(۲) اس کو اپنی ملک سے ایسی طرح پر علیحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا خود واقف کا کوئی حق متعلق

نہ رہے (۲)

(۳) وقف کر کے اس کو متولی کے سپرد کر دیا ہو یا واقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نماز جمعہ ہو گئی ہو۔

جس زمین پر عمارت میں یہ باتیں متحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی (۲) ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لئے وقف کرنا واقف کی نیت سے متعلق ہے اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرآن سے اس کی نوعیت متعین کی جاسکتی ہے گجرات کی اکثر مساجد اور بالخصوص مسجد چنار واڑ (راندر ضلع سورت) کے وہ صحن جو مستقف حصے کے سامنے مشرقی جت میں واقع ہیں میرے خیال میں ان کی مسجدیت راجح ہے جمعہ کا اعموم مستقف حصے میں ہونا اس امر کا مقتضی

(۱) ولا تتم الوقف حتى يفحص به قبل التولية لأن تسليم كل شئ مما يلق به خفي المسجد لا حراز و فی عبرہ بصب المتولی و تسلیمہ اناہ ابح (لتویر مع الدر کتاب الوقف ۴ ۳۴۸ ط سعید)

۲ من سی مسجداً لم یزلہ عن ملکہ حتی یقرره عن ملکہ بطریقہ و یأذن بالصوة فہ اما الا فرار فلا لا محصل لہ فی الا لہ لہ عالمگیریۃ اسات لحادی عشر فی المسجد ۲ ۴۵۴ ط واحدہ)

۳ سلم المسجد إلى المتولی يقوم بمصاحبة بحور و ان لم یصل فیہ وهو الصحیح (عالمگیریۃ فصل اول فی مصعبہ مسجد ۲ ۴۵۵ محدثہ کونہ و السلیم فی المسجد ان تصلی فیہ الجماعة بدوہ ابح (ایضاً)

نہیں کہ غیر مستقف حصہ خواہ مخواہ مسجد کے حکم سے خارج ہو مستقف حصے کا نام جماعت خانہ رکھ دینا بھی غیر مستقف حصے کو مسجدیت سے نہیں نکالتا اس نام رکھ دینے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ گجرات کے لوگ اس کو جماعت کے لئے مخصوص سمجھنے لگے ورنہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس صحن میں نوافل و سنن برابر پڑھتے ہیں اور فرضوں کی جماعت بھی اُمر بڑی ہو جیسے کہ جمعہ کی نماز میں ہوتی ہے تو اس صحن میں برابر صفیں ہو جاتی ہیں اگرچہ صحت اقتداء کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ گریہ حصہ مسجد ہو تو اقتداء صحیح ہے ورنہ نہیں تاہم اس میں کھڑے ہونے والے اور نماز پڑھنے والے مسجد کا ثواب ان وقت پا سکتے ہیں کہ یہ حصہ مسجد قرار دیا جائے میر خیال ہے کہ اس حصہ کو مسجد قرار دینے میں نمازیوں کا بہت زیادہ فائدہ ہے اور اس لحاظ سے یہ امر اقرب ان القیاس ہے کہ واقف اس حصے کی مسجدیت کی نیت کرتے ہوں گے مسجد چندو ڈکے شاہ سمت میں جو داران ہے اور شمال مشرقی داران اٹھنے بیٹھنے سونے کے لئے بنائے گئے ہوں تو یہ قرین قیاس ہے لیکن کھلا ہو صحن بھی مسجد نہ ہو یہ بات میری سمجھ سے تو باہر ہے۔

مسجد کے جماعت خانے میں کتنی بنی کھڑیاں ہوں لیکن جس وقت ہوا بند ہوتی ہے تو کھڑیاں کب فائدہ پہنچ سکتی ہیں اگر مسجد مذکور میں بجلی کے پکھے نہ ہوں ورنہ وقت ہو کے بند ہونے کا ہو تو جماعت خانہ و صحن کا فرق بدیہی صورت پر معلوم ہو سکتا ہے اگر اہل گجرات میں اس مستقف حصے کا نام جماعت خانہ مشہور نہ ہو گیا ہوتا اور ان کے خیالات میں جماعت کے لئے یہ حصہ مخصوص نہ ہو جاتا تو وہ بھی گرمیوں میں ہو بند ہونے کے زمانے میں ماہر کے صحن میں جماعت کرتے بہر حال جماعت کا ہمیشہ نذر ہونا اس کی دلیل ہے کہ جماعت خانہ یقینی صورت پر مسجد سے گراس کی دلیل نہیں کہ صحن مسجد کے حکم سے خارج ہے۔

رہی اس صحن میں جنازہ کی نماز تو حنفیہ کے نزدیک مسجد میں بد عذر جنازے کی نماز مکروہ ہے، کوئی عذر ہو مثلاً باہر کوئی پاک جگہ نماز کے لئے موجود نہ ہو تو اس صورت میں مکروہ بھی نہیں دوسرے کہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اس میں زیادہ بھگڑنے کا موقع بھی نہیں ہے جو لوگ پڑھ لیں ان کو مطعون کہنا نہیں چاہیے جو مسجد میں نہ پڑھیں ان کو برا ماننا نہیں چاہیے گریہ منظور ہو کہ سب لوگ شریک ہوں ایسے صورت پر نماز پڑھو کہ کسی کو اختلاف نہ ہو یعنی صحن مسجد سے باہر پڑھو تاکہ سب بالاتفاق شریک ہو سکیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں

(سوال) زمانہ قدیم کی ایک پھوٹی سی مسجد سب سڑک بسی ہوئی تھی اس کے متولی نے اس قدیم مسجد کی پشت پر ایک جدید وسیع مسجد تعمیر کی جس میں متولی و دیگر اشخاص نماز پڑھتے ہیں اب متولی مذکور نے قدیم

چھوٹی سی مسجد کے صحن میں جو لب سڑک ہے دکانیں تعمیر کی ہیں، بروئے شرع کیا حکم ہے؟
المستفتی نمبر ۶۸ احاجی محمد اسحاق بڑہ بندہ نور دہلی۔ ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء
(حواب ۳۰۹) جو مسجد کہ ایک دفعہ قعدہ مسجد ہو چکی ہو اس کو پھر کسی دوسرے کام میں ناجائز نہیں
ہے اس لئے مسجد قدیم میں دکانوں کی تعمیر درست نہیں (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ

(سوال) ایک مسجد شہر میں ہے اور بیچ بازار میں ہے مسجد کا دروازہ دروازے کے اوپر کی چھت و مرینار
موجود ہے اندر مسجد کا چہرہ صحن و وضو کرنے کا انتظام وغیرہ سب منہدم ہو گیا ہے اب اس مسجد کے متولی
نے مسجد مع صحن ایک باورچی کو یہ پرانی سی دیوہ باورچی اندر کھانا پکاتا ہے اور لوگ اس مسجد میں بیٹھ کر
کھاتے ہیں مسجد میں ناپاک جانور بھی جمع ہوتے ہیں اور متولی نمازوں کا انتظام نہیں کرتا اور اذان بھی نہیں
تولی (۲) المستفتی نمبر ۲۴۱ اذکر ذی۔ ای۔ اینڈ کو مقام پٹن (گجرات)

۷ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۲۴ رجب ۱۹۳۴ء

(حواب ۳۱۰) مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کو خدا کی عبادت کرنے، نماز پڑھنے اور ذکر اللہ کے لئے
استعمال کرنے کا حکم ہے اس کو رلیہ پر دینا اور اس میں سے کام کرنا جو مسجد کے احترام کے خلاف ہوں ناجائز
ہے متول کا یہ فعل خلاف شرع ہے اور اگر متولی اپنے فعل سے باز نہ آئے تو دیگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسجد
کا احترام قائم کریں اور اس کو محض نماز و عبادت کے لئے تیار کریں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ

(سوال) زید ایک مسجد کو اپنی زندگی وقف ملکیت بتلاتا ہے اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جلالہ
اس مسجد کو زید کے آباؤ اجداد نے دیا ہے یہ ثبوت نہیں صرف زید متولی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵ اذکر غلام نبی (ضلع احمد آباد) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۹ مارچ ۱۹۳۴ء

(حواب ۳۱۱) اس مسجد میں اگر زید نماز پڑھنے کی عام اجازت دیتا ہے تو اس میں نماز کے جواز میں کام
نہیں اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ عام مسجد نہیں ہے جب بھی نماز جائز ہوگی اب یہ بات کہ آیا وہ مسجد
در حقیقت مسجد ہے یا نہیں اس کے لئے ثبوت درکار ہے زید جو اپنی ملکیت بتلاتا ہے اس سے ملکیت کا ثبوت

(۱) فیم المسجد لا یحور لہ فی حیاتی فی حدود المسجد او فی قاعدہ لان المسجد ادا جعل حاکمًا او سک
نسقط حرمتہ و ہذا لا یحور عندہ کتات الہ فف احکام المسجد ۲ ۶۲ ط ما حادہ (۲) ان المسجد لہ
سرد حق ۱۸ قال فی السر سحتار ان المسجد نم سی للمکتوبہ و یو بعھا کنا فہ و ذکر و تدیس عدم الح
(کتاب الحائز ۲ ۲۲۵ ط سعد) حیوا مساحد کم صبیکم و تمحیککم و سراء کم و بیعکم و حصوما تکم
حدیث من اس ما حدیث ما بکرہ فی المساحد ص ۵۵ ط میر محمد کتب حدیث کراچی

طلب کرنا چاہیے جو مسجد کہتے ہیں ان سے مسجد کا ثبوت مانگنا چاہیے مسجد کے ثبوت کے لئے تو یہ بھی کافی ہوگا کہ اس میں زمانہ قدیم سے بلا روک ٹوک جماعت کے ساتھ مسلمان نماز پڑھتے چلے آتے ہوں (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز جماعت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۶۹ حکیم غلام احمد (ریاست سروہی) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۴ء
(جواب ۳۱۲) (از حضرت مفتی عظیم) مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی وغیرہ کے عذر کی وجہ سے ہو تو کسی قسم کی کراہت بھی نہیں البتہ باعذر ہو تو اس بنا پر کہ جماعت کی اصلی جگہ نیچے کا درجہ اور محراب ہے اوپر جماعت کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب) (از مولوی حبیب الرحمن سلیمن نائب مفتی) تشریح اس کی یہ ہے کہ اگر گرمی کی ایسی شدت ہو کہ خشوع و خضوع قائم نہ رہے تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت و سنن و نوافل پڑھنے بھی مکروہ نہ ہوں گے اور اگر اس قدر شدت کی گرمی نہ ہوگی تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت وغیرہ مکروہ ہوگی فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔
الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ وهذا اذا شئت الحریکرة ان یصلوا بالجماعة فوفه الا اذا صافى المسجد فحينئذ لا یکره الصعود علی سطحه للضرورة کذا فی الغرائب ۲ (جلد خامس ص ۳۵۶) فقط حبیب الرحمن نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کونہ چھوڑیں

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) گرہ میں چند ہفتوں سے ہونے پر یہ مشغلہ نکالا ہے کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوتی ہے تو بہت سے لوگ جمع ہو کر ناقوس و گھنڈہ ورجے کارے مسجد کے قریب ایسی زور و شور سے لگاتے اور جاتے ہیں اور جیتے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے ورنہ سوائے شور کے کچھ آواز نہیں آتی امام خود بھی اپنی آواز نہیں سن سکتا پس ایسی صورت میں کیا جاوے یا مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۸۸ فضل احمد (آگرہ) ۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۳) نماز مسجدوں میں ضرور پڑھنی چاہیے اور ہندوؤں کے اس فعل کو آئینی طریقوں سے

(۱) وأما الصلوة فلا بد من التسليم عند أبي حنيفة والح والتسليم في المسجد أن يصلي فيه الجماعة بإذن الحاكم (عالمگیریہ کتاب الوقف احکام المساجد ۲ ۴۵۵ ط ماحدیہ)

(۲) (کتاب الکراهیۃ لباب الاحکام فی المساجد ۵ ۳۲۲ ط ماحدیہ کونہ)

روکنے کی کوشش کی جائے مسدود بنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا ہرگز نہ کریں اور اپنے سلامی فریضے کی دائیگی اور معاملے کو آشتی سے سلجھانے کی کوشش کرتے رہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۳۱۴) (نمبر ۳۹۰) ہنود کا یہ فعل کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت مسجد کے قریب بلکہ اس کے دروازے پر اس قدر شور و شغب کریں کہ مسدود اپنی نماز ادا نہ کر سکیں اخلاقاً اور قانوناً اور معاشرۃً ہر طرح جرم ہے اور مسلمانوں کو اپنی نماز کی درستی و صحت اور عبادت کی سلامتی کے لئے اس حرکت کی مدافعت قانونی اور بھی مفاہمت سے کرنی لازم ہے مسجد کو بند کر دینا جائز نہیں اور نہ اس سے کوئی معتد بہ فائدہ ہو سکتا ہے مگر مسجد کی نماز شور و شغب کی وجہ سے ٹھیک طور پر ادا نہ ہو سکے تو گھر میں جا کر نماز کا اعدہ کر لیں مگر مسجد کو نہ چھوڑیں اس حالت میں مسلمان مظلوم ہیں اور مظلوم کو مدافعت کا حق قانوناً و شرعاً و اخلاقاً حاصل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ گشت ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۵) (۳۹۱) ایسی نماز یقیناً خراب ہوئی اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا اطمینان کی جگہ بجا دہ کر لیں مگر اس فتنہ کی وجہ سے مسجد میں نماز کی دائیگی ترک نہ کریں مسجد میں باقاعدہ اذان و نماز و جماعت قائم رکھیں

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی سے صبر و سکون ہاتھ سے نہ دیں اور تمام ممکن تدابیر و آئینی ذرائع سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا نہ کریں ہندوؤں کے ظالمانہ رویہ کی مدافعت میں مسلمان معذور ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مکرم ستمبر ۱۹۳۴ء

مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا ننگنا

(سوال) مساجد جو کہ خالص عبادت اور ذکر اللہ کے واسطے بنائی گئی ہیں ان میں کسی غیر مسلم بادشاہ خصوصاً ایسا جس کی ذات سے اسلام کو کافی نقصان پہنچ چکا ہو اس کی سلامتی کے لئے دعا مانگنی اور اس کی تاج پوشی کی خوشی میں مسجد اللہ میں روشنی کرنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص ایسے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ لکھے اور کہے کہ اے اللہ جب تک بادشہ نسیم چلتی رہے اور پھولوں میں خوشبو بقی رہے ان کے سائے کو ہمارے سر پر قائم رکھ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص نائب رسول ﷺ کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

(۱) فان الصلاة في المسجد من أكبر شعائر الدين وعلاماته و في تركها بالكلية أوفى المناسد و نحو آثار الصلوة بحيث تفصل إلى قعود هم أكثر الخلل عن أصل فعلها و بهذا قال عبد الله بن مسعود بنو صديقهم في بيوتكم الحج (مجموعة)

لحديث أبي ذر عن النبي قال الصلاة لا يس القيم هل الميت كالصالح في اداء قصيدته الحمد ص ۵۵۴ ط (طراص)

(۲) (ایضاً)

(۳) (ایضاً)

المستفتی نمبر ۷۵۷ محمد عطاء الرحمن اجمیر۔ ۲۵ محرم ۱۳۵۴ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۱۶) مسجد اللہ صرف ذکر و عبادت و احترام شعائر اللہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں کوئی
غیر مسلم بادشاہ یا مسلمان خاں یا ناسق و فاجر یا شاہ بھی اس کا مستحق نہیں کہ اس کے عزاز و کرام یا جشن کے
لئے اس مسجد میں ادا کئے جائیں غیر مسلم کی زندگی زیادہ ہونے کی دعا کسی خاص وصف مطلوب کی جنت
سے اور اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مشرف بہ سدہ فرمائے مباح ہے مسجد کو روشنی کی بہمت سے
مختص نظر رکھنا چاہیے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

- (۱) قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں؟
- (۲) مسجد کسی کی ذاتی ملکیت نہیں
- (۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت
- (۴) بداد جہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے
- (۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پانی
- (۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا

(سوال) (۱) مرزائی نواہ وہ انجمن احمدیہ شریعت اسلام، ہورے تعلق رکھتے ہوں یا انجمن احمدیہ قادیان
سے مسلمان ہیں یا نہیں؟ (۲) انجمن احمدیہ اشاعت اسلام (ہورے) تمام مسلمانوں سے روپیہ اکٹھا کر کے
برن میں ۱۹۲۷ء میں مسجد تعمیر کی لیکن وہ مسجد جناب صدر امین صاحب نمائندہ جماعت احمدیہ (ہورے)
کی ملکیت ہے کیا زروئے حکام اسلام مسجد کسی شخص کی ذاتی جائیداد ہو سکتی ہے (۳) کیا اس مسجد کا مامور
تخصیص ہو سکتا ہے جس نے اکثر دفعہ مرزائی اخبار پیغم صبح کے ذریعے برن مشن کے بارے میں مختصر
کے بھوٹے دھوکے آمیز چٹھی ہو اور ہندوستان سے زیادہ رقم لے (۴) کیا اس مسجد کے مامور حق ہے کہ
یہ جرمن نو مسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دے (۵) کیا یہ جائز ہے کہ برن کی مسجد میں
جرمنوں کو چائے کی دعوت دی جائے اور مسجد میں کرسیاں بکھادی جائیں اور سگریٹ نوشی ہو (۶) کیا یہ جائز
ہے کہ مسجد کا امام اکثر احمدی رسالوں میں یہ پروپیگنڈہ کرے کہ برن میں اس مسجد میں پانچوں وقت نماز اذان
ہوتی ہے حالانکہ درحقیقت جمعہ تک کی نماز نہیں ہوتی۔

المستفتی نمبر ۶۲۴ حبیب الرحمن سید بڑی جماعت اسلام، میرپور

۲۳ جمادی ثانی ۱۳۵۴ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(۱) قال اللہ تعالیٰ: وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۚ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۚ سوره حٰج ۱۸ ۚ وَفِي الْمَدِیْنَةِ وَلَا یَحْزَنُ
نَبِیُّہٗ عَلٰی سَرَاحِ الْمَسْجِدِ سَبَّءٌ ۚ کَانَ فِی شَہْرِ رَمَضَانَ ۚ وَغَیْرَہٗ قَالَ ۚ وَلَا یَرِیْہٗ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ۚ کَتَبَ الْمَلَائِکَہُ
حُکَامَ الْمَسْجِدِ ۚ ۶۶۱ ۚ ص ۶۶۱ ۚ

(حواص ۳۱۷) () مرزائی فرقہ ضالہ کی دونوں شاخیں۔ ہوری و رقدیانی جمہوریہ کے متفقہ فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے خارج ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور سراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی قادیانی جماعت تو اس کا التزام ہی کرتی ہے و مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایڑی پوٹی کا زور لگاتی ہے اور لاہوری جماعت اگرچہ التزام نہیں کرتی اور مرزا صاحب کی عبارتوں کی تاویس کرتی ہے مگر وہ تو یلیس کی حالت میں بھی مقبول نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کا نبوت مرزا اور دعائے نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں اس کے علاوہ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں (۱)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپے سے بھی مسجد تعمیر کر کے وقف کر دے اور وہ مسجد باقاعدہ مسجد ہو جائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا بلکہ جب کہ وہ خود واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتا ہے لیکن اگر وہ مالکانہ حقوق کا دعویٰ ہو تو ختم قرار دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ و قیوت سے نکال لی جائے گی اور مسجد جب کہ مسلم مسلمانوں کے چندے سے تعمیر ہوئی ہو تو پھر تو بننے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل ہی نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لئے مقرر یا معزول کیا جاسکتا ہے (۲)

(۳) اگر مال کا کاذب ہونا اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا ثابت ہو جائے تو وہ امامت کا اہل نہیں (۴) مسجد میں آنے سے کسی کو روکنے کا بلا وجہ شرعی کسی کو حق نہیں اگر کسی کو، خود مسجد سے روکا جائے تو اس کے لئے کوئی شرعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی (۵) سنگریٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پرائی دینی بھی ان لوگوں کے ساتھ جو فی زمانہ مروج ہیں اور جو احترام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے (۶)

(۶) اگر مسجد میں بیخ وقتہ نماز جماعت مکہ جمعہ کی نماز بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکور میں پنجوں وقتہ نماز ہو رہی ہے کذب صریح و ردھو کہ وہی ہے اور سی طرح اس جھوٹے پروپیگنڈے کی شریعت مقدسہ جازت نہیں دے سکتی اور اگر اس جھوٹے پروپیگنڈے سے جب ضرر مقصود

۱۔ اب انکر بعض ما علم من لدس ضرورہ کفر بھا الح، الدر المحار، باب الإمامة ۱/ ۵۶۱ ط سعید
 ۲۔ من سی مسجد الم یوں ملکہ عبد حتی یفرہ عن ملکہ بطریقہ و یدب بالصلاة فیہ اما الا فرار فلا یدب لا یخلص بلہ
 تعالیٰ قدر جعل وسط دارہ مسجد و ادل لدس فی بدحوب و الصلاة فیہ ان شرط فیہ بطریق صدار مسجد انج
 غلمگیرہ کتب ارفف، الفصل الاول فیہ بصرہ مسجد، ۵۴/ ۲؛ ما حدہ کوئٹہ (۴) فی البحر قدما ر
 بر لایہ للوقوف ثامہ مدحیہ الح، رد المحتار، کتاب الوقف، مصتب و لایہ نصب بقیہ للوقوف ۴/ ۲۹ ط سعید
 ۳۔ فی فی، سورہ و مکروہ امامہ عبد عربی و فی فی الح، باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید
 ۴۔ و من اظلم من مع مسجد لہ لہ مکرو فیہ سماء الایہ، لبقرة ۱۱۴
 ۵۔ عن حابر قس و رسول لدہ و من اکل هذه شجرة المنة فلا یفرس من مسجدنا فی المملکة تتأدی
 من سادی مہ الا لاس (مسند ۱/ ۲۰۹ ط قدسی کتب حید کراچی)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

ہو تو اس کی قباحت دو چند ہو جاتی ہے (۱)

- (۱) مسجد کا احترام واجب ہے
- (۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
- (۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
- (۴) سوال مثل بار
- (۵) مسجد میں نعت خوانی اور منہائی تقسیم کرنا
- (۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں
- (۷) مشرک کے سنے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے
- (۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
- (۹) تلاوت کرنا فرض نہیں، سننا فرض ہے
- (۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا
- (۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہیے
- (۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلوٰۃ پڑھنا
- (۱۳) مسجد میں قیام کرنا بدعت ہے
- (۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
- (۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو تاراج کرنا
- (سوال) مندرجہ ذیل مسائل میں شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

(۱) احترام مسجد (۲) مسجد میں نماز کے عدوہ دیگر نیک کام کیا کر سکتے ہیں (۳) مسجد میں ہر نماز کے بعد یہ کسی نماز کے بعد کلمہ شریف یا درود شریف جب کہ جماعت سے علاوہ دوسرے اور نماز کی بھی اپنی نماز ادا کر رہے ہوں بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو (۴) علاوہ ازیں کوئی نماز بھی نہ ہو ذبا و زبند کلمہ شریف یا درود شریف مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) مسجد میں اس جگہ جہاں جماعت ہوتی ہو یعنی محراب مصلیٰ میں بیٹھ کر ختم کا مپاک کرنا اور محراب مصلیٰ کے نزدیک نعت خوانی یا زبند کرنا اور ایسی تقریب میں چائے، بحث پان وغیرہ تقسیم کرنا اور گلاب چھڑکنا جب کہ اور نماز کی اپنی نماز دکر رہے ہوں جائز ہے یا نہیں (۶) مسجد میں جماعت کی نماز کے عدوہ جس شخص کو جماعت نہ ملے ہو اس نماز کی کو اپنی نماز ادا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (۷) مسجد میں مشرک کے سنے دعائے مغفرت مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

پڑھ کر وہ ہے (۹) تلاوت نہ نافرض نہیں ہے لیکن سنہ فرض ہے (۱۰) اس کو مسجد کی دیوار پر بورڈ لگانے کا حق نہیں (۱۱) یہ نقشہ نام کے شایان شان نہیں ہے، ہتھنگی سے مسئلہ سمجھ دینا اور اختلاف رفع کر دینا چاہیے (۱۲) مسجد میں صلوٰۃ نہ پڑھنا جائز ہے مگر کھڑا ہونا ضروری نہیں بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں قیام کو ضروری سمجھنا جائز ہے (۱۳) میدان شریف کی مروجہ صورت اور تمام قیود و شرائط جو رواج پذیر ہیں بدعت ہیں (۱۴) ہاں آنحضرت ﷺ کے حالات اور سیرت مقدسہ صحیح روایتوں سے بیان کی جائے تو موجب خیر و برکت ہے (۱۵) چند کتب قرآن خوانی یا نعت خوانی کرنا ہی درست نہیں (۱۶) ہاں متولی اور نمازیوں کو اس کی کوشش کرنی چاہیے کہ دکاندار اس بورڈ کو وہاں سے اتار لے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(جواب مکرر ۳۱۹) (۱۶۲) مسجد کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز و ذکر اللہ کیا جائے اور اس کو نجاست، میل، کچیل، شور، شغب، بیع، شراء، تحفظ رکھا جائے اور کوئی ناجائز بات اس کے اندر نہ کی جائے (۲) و (۸) جب کہ مسجد میں نماز پڑھنے والا کوئی نہ ہو تو اس میں ذکر اللہ یا تلاوت قرآن مجید یا اور کچھ کا نام خیر جہرا پڑھنا جائز ہے۔

(۳ و ۶۴) جن دگوں کو جہالت نہیں ملی ان کو مسجد میں نماز و ذکر کرنے کا حق ہے اور ان کی نماز کے درمیان میں کسی کو زور زور سے ذکر کرنے کا یا تلاوت کرنے یا درود و اشعار پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ (۵) چائے، سٹکٹ کھانا، کھانا اگر بطور جرات ذکر کے ہو تو ناجائز و ربطہ اجرت کے نہ ہو تو مباح ہے مگر اس شرط سے کہ مسجد کا فرش ملوث نہ ہو۔

(۱۰) اگر کسی شخص نے مسجد کی دیوار پر چسپ کیا ہے تو قطعاً ناجائز ہے و اگر پنی دیوار پر کیا ہے تو یہ بات کسی قدر احترام مسجد کے خلاف ہے اس لئے نرمی اور حسن تدبیر سے اس کو علیحدہ کر دینا چاہیے۔ (۱۶) ہاں مسجد میں یا اس کی جائیداد متعلقہ میں کوئی ایسا فعل جو احترام مسجد کے خلاف ہو اور اتفاقی طور پر ناجائز ہو تا ہو اور امام اور متولی اسے نہ روکیں تو مسلمانوں کو روکنے کا حق ہے۔

(۱) وفي حاشية الحسري للشعراني " قد اجمع العلماء سلفا و خلفا على استحباب ذكر الحساعة في المساجد وحبرها الا ان بشوش حبر هم عبي نام و متصل او فاري بخ (رد المحتار) كتاب الصلاة: مطلب في رفع الصوت بعد ذكر ۶۶۰ ط سعيد

(۲) واد اشرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحموا (سورة الاعراف ۲۰۴)

(۳) ولا يحوز احد الاجرة منه ولا ان يجعل شيئا منه مستغلا ولا يسكني الخ (در مختار) وفي الشامية " قلب " و نه عم حكيم و يشنع بعض حيران المسجد من وضع حدود على حذره فانه لا يحل ولو دفع الاحرة الخ (كتاب الوقف احكام المسجد ۴ ۳۵۸ ط سعيد)

(۴) عن عائشة قالت قال النبي ﷺ من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاري)

۵ قال تاج الشريعة في شرح الهداية " ان لقرآن الاحرة لا يسكني الثواب لا للمبني ولا للمفاري وقال العيني في شرح بيده " و بسع القدرى مداد و لاحد و اسعوى آثم الخ (رد المحتار) لاحرة المسجدة مطلب في عدم حرر الا مستحار على التلاوة ۵۶/۶ ط سعيد

۶ فيجب هدمه ولو على حد المسجد ولا يحوز احد الاحرة منه ولا ان يجعل مسكنا الخ (الدر المختار كتاب الوقف احكام المسجد ۴ ۳۵۸ ط سعيد)

محمد کفایت اللہ۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

مسجدن حاکم پر مسجد کا قیام۔ زم ہے

(سوال) شرعاً مسجد کا انتظام کرنا قاضی شرع پر فرض و لازم ہے کہ نہیں؟

(جواب ۳۲۰) مسجد کا انتظام کرنا مسلمانوں پر۔ زم ہے جہاں باختیار مسلمان حکم ہو تو اس پر لازم ہے کہ نماز کے لئے مسجد بنوے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کی جائے

(سوال) ایک مسجد جس کے نیچے خدا ہو (یعنی دکانیں ہوں) اس میں نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ یس دکانیں جن پر مسجد کی بنیاد ہو مسجد کی ملک ہو سکتی ہیں یا کسی اور شخص کی جو ان کا کرایہ وصول کر کے کچھ مسجد پر صرف کر دیتا ہو اور کچھ اپنے صرف میں لاتا ہو۔

المسفتی نمبر ۹۵۵؛ اکثر محمدیہ سین (کرناٹ) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۱) جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں اس میں نماز پڑھنی درست ہے مسجد کے نیچے کی دکانیں مسجد ہی کی ملک ہو سکتی ہیں کسی دوسرے کی ملک نہیں ہو سکتیں نہ کوئی دوسرا ان کی آمدنی میں خشیت شریک مکتب کے حقدار ہو سکتا ہے۔ ۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے

(سوال) ایک مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد حجامت بنواتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا یمن کامل ہے یا نہیں؟ المسفتی نمبر ۷۸۰ رفیق میر محمد یعقوب صاحب میر (گجرات پنجاب)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۲) مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے مگر اس درجہ کا گناہ نہیں ہے کہ موجب فسق ہو اور اس کی وجہ سے حجامت ناجائز ہو جائے۔ ۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں

(سوال) ایک مسجد قبرستان میں ہے اس کے مستقف حصے یعنی دارن کو زید نے نوے کا جنگلہ اور چار لگا کر

۱، واد جعل تحتہ سردہ بالمصباحۃ ای المسجد حر (درمحرار) قال الشامی "وطاہرہ انہ لا فرق بین ان یکون سبباً للمسجد اولاً الا ان یزید من التعین ان محل عدم کونہ لیح (کتاب الوفاء مطب فی حکم المسجد ۴ ۳۵۷ ط سعید)

۲، فلا یحور لا یتصاح بہ من یسجد ولا یطہر بحس ولا اسول والقصد فیہ ولو فی بلاء لیح (الدر المحتار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرم فیہ ۱ ۶۵۶ ط سعید)

قفیل لگا دیا ہے اور اس میں الماریاں کتب احادیث وفقہ اگامدان، منکے، صراحیاں، ٹرنک اور بستر وغیرہ رکھ کر مال گودام، مہنالیہ ہے اور قبضہ جمالیہ ہے اور اس کا نام زروہ گور غریباں رکھ کر اپنے نام سے منسوب کر دیا ہے ب اسے کہا جاتا ہے کہ اپنا مال گودام سے بٹاؤ تو کہتا ہے کہ مسجد ویران تھی میں نے اس کو آباد کیا تھا پسے اس میں بہت کم کوئی نماز پڑھتا تھا اب اس کے صحن میں نماز پڑھنے سے کوئی چیز خارج نہیں بلکہ اکثر نماز ہوتی ہے نیز دامن میں جس پر قفل لگا ہوا ہے حدیث وفقہ کی کتابیں ہیں اگر یہ چیزیں بٹادی گئیں تو میں پھر مسجد کی صفائی کا ذمہ دار نہیں یہ ویران ہو جائے گی دریافت حسب امر یہ ہے کہ یہ کوئی شخص کسی ویران مسجد کی صفائی رکھے اور اس کے صحن میں اقامت الصلوٰۃ کے لئے سہولت کا انتظام کر دے تو کیا اس کے صلے میں اس کو حق ہے کہ مسجد کے دامن (مستقف حصہ) پر قبضہ کر کے جس میں محراب و ممبر ہے اس کو بند رکھ سکے اور رہائش و مال گودام کے کام میں لے سکے خصوصاً جب کہ بارش یا دھوپ و گرمی کی وجہ سے صحن میں نماز پڑھنا ناممکن ہو جائے تو اس حالت میں بھی کیا وہ شخص مستقف حصے کو بند رکھنے کا مجاز ہے؟ فقط

المستفتی نمبر ۱۰۳۱۰۳ احمد حسین بیگ صاحب طبیب دہلوی (جمیر شریف)

۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) مسجد نماز کے لئے ہے نہ کہ گودام بنانے کے لئے اور حفاظت کے صلے میں اس کو مال گودام بنانے کا حق نہیں فوراً اس کو خاں کرا کے مزد و جماعت کے کام میں لانا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(الجواب صحیح) مسجد مسجد ہونے کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک مسجد ہی رہتی ہے اور اس کے آداب و حرمت ہر وقت مسلمانوں پر واجب ہے گو امام، نانا مسجد کو مسجد کی نہایت بے حرمتی ہے اور گودام بنانے والا سخت گناہ گار ہو گا جب حرمتی کرنے مسجد کے۔ فقط

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا درست نہیں

(سوال) ایک مسجد جس میں لوگ جمعہ و نماز پنجگانہ جماعت مدت تک اور کرتے رہے ہوں اور عرف عام میں مسجد مشہور ہو بلکہ کاغذات سرکار میں بھی مسجد کا اندراج باقاعدہ ہو اور بعد میں کسی وجہ سے مسجد کو مقفل کر کے مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے محروم کر دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا مسجد کی حیثیت میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۵۰ غلام قادر صاحب (ریاست فرید کوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جب کسی مسجد میں بعد تعمیر کے بہ اجازت بانی مسجد کے اذان و نماز باجماعت ایک مرتبہ بھی ہو جائے گی تو یہ مسجد تا قیام قیامت مسجد ہی رہے گی اور نمازیوں کا حق نماز پڑھنے کا اس میں قیامت کے قائم ہونے تک رہے گا جو شخص کہ اس کو مقفل کر کے نمازیوں کو نماز پڑھنے سے روکے گا تو یہ شخص بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہو گا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذكر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الآية (۱) لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ اس بجا حرکت سے توبہ کرے اور مسجد کے قفل کو کھول کر نمازیوں کو نماز پڑھنے دے ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ میل جول ترک کر دیں تاکہ یہ پریشان ہو کر توبہ کر لے فقط واللہ اعلم اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین مفتی عنہ۔

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۳۲۴) (از حضرت مفتی عظیم نور اللہ مصلح) جب بانی مسجد کسی جگہ کو مسجد قرار دیدے اور اس کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے تو قیامت تک وہ مسجد رہتی ہے اسے بند کرنا اور نماز سے روکنا ظلم عظیم ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) قصبہ جاکولی ضلع ریتک میں ایک جامع مسجد خام عرصہ ۳۶ سال سے قائم ہے اور تادم تحریر لذان جماعت بچکانہ نماز جمعہ جملہ امور بہ اہتمام تمام انجام دیئے جا رہے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسری مسجد اس قصبہ میں موجود نہیں ہے اب مسلمانان قصبہ نے اس کی عمارت پختہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ ہندوؤں نے پختہ تعمیر کرنے سے نکار کر دیا مسلمانوں نے اس کے متعلق عدالت دیوانی میں استغاثہ دائر کر دیا بند بھڑک اٹھے اور مسلمانوں کا یکم جنوری ۱۹۳۷ء سے سوشل بائیکاٹ کر دیا اس پر فوجداری مقدمہ قائم ہوا اور اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ضمانتیں ۱۴-۱۴ مردمان کی بحساب دو ہزار روپے فی کس تافصلہ عدالت مجز نے حاصل کر میں مقدمات جاری ہیں مسلمان پریشان ہیں۔

(۲) عدالت مجاز اور پولیس افسران اور ہندوؤں کی یہ مرضی ہے کہ مسلمان مسجد جامع تنازعہ کے بجائے کسی دوسرے مقام پر پختہ مسجد بنالیں ورنہ مسجد مذکور کو بدستور رہنے دیا جائے تو معاہدہ رفع ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی ان کا وعدہ ہے کہ مسجد تنازعہ کی بے حرمتی نہ کی جائے گی وہ بدستور رہنے کے بعد نماز اذان جمعہ جملہ امور شرعیہ انجام دینے کی اجازت ہوگی اور اس مسجد کے جملہ حقوق محفوظ رہیں گے تو کیا مسلمان ایسی صورت

(۱) (البقرة ۱۱۴)

(۲) ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذكر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الآية (البقرة ۱۱۴) السليم فی المسجد ان تصلى فیہ الجماعة باذن الحج (عالمگیریہ کتاب الوقف الفصل الاول فیما یصر بہ مسجدا ۵۵/۲ ط ماحدید کوثہ) قال فی التوبیر و شرحہ : " ولو حارب ما حوله واستعنى عند بقى مسجدا عند الامام والثاني انہ ابلی قیام البعدہ وہ یفتی الحج (کتاب الوقف احکام المسجدا ۳۵۸ ط سعید)

میں اس جامع مسجد خام کو چینی بن رہے ہیں اور اس کی جگہ اور حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر مسجد پختہ تعمیر کر میں تو کوئی باعث گناہ کا تو نہ ہو گا اور جب کہ ہندو لوگ کثیر التعداد ہیں اور مسلمان اقلیت میں تو یہ رفع فساد و شر کے لئے ایسا کرنے کی سدا کی اجازت بھی ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس دوسری جدید پختہ مسجد میں نماز و واجبات و جملہ امور مفروضہ درست ہوں گے یا نہیں؟
(۴) نحمدہ امور کے متعلق نص قرآنیہ و احادیث کا بھی حوالہ دیا جائے تاکہ حکام مجاز کی تسلی اور عام مسلمانوں کو آگاہی ہو۔ المستفتی نمبر ۳۷۳۳ یم اندین حمد خالد حمیدی (عمر الہی) معرفت مووی سائبر دین صاحب (مدیر) مدینہ دہلی ۲۰ ربيع الاول ۱۴۵۶ھ ۷ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۲۵) کہ مسجد مذکور بہ ستور مسجد ہی رہے اور اس میں ذن و نماز و جماعت کے تمام حقوق قائم رہیں اور اس بات پر نزاع رفع ہوتا ہو کہ اس کی ممانعت پختہ نہ کی جائے بلکہ پختہ مسجد دوسری جگہ تعمیر کر لی جائے اور مسجد خام کو خام ہی رہنے دیا جائے تو مسلمان اس فیصلے پر عمل کرنے میں گناہ گار نہ ہوں گے اور دوسری پختہ مسجد میں جو مسلمان بنائیں گے نماز و اذان و جمعہ سب امور ادا کرنا جائز ہو گا (۱)
محمد کفایت اللہ کان مدہ دہلی

مسجد کے اندر حقہ ذکر منعقد کرنا

(سوال) کیا مسجد کے اندر حلقہ ذکر کرنا درست ہے بشرطیکہ مصلیوں کو یا اس پاس سونے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خوجہ عبد مجید شاہ صاحب (دکال)

۱۲ ربيع الاول ۱۴۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۲) مسجد کے اندر ذکر منعقد کرنا مباح ہے بشرطیکہ کسی نمازی کی نماز میں یا کسی سونے والے کی نیند میں خلل انداز نہ ہو ورنہ بھی زیادہ شور و ثغب اور افعال مکروہہ پر مشتمل نہ ہو۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس دینا

(سوال) () مسجد حنفیہ کا امام صبح نماز سے فارغ ہو کر مسجد مذکور میں قرآن عزیز کا ترجمہ کرتا ہے امام مذکور کا ترجمہ قرآن بیان کرنا اہل حدیث کو خوش نہیں آتا وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ترجمہ قرآن نہ ہو ورنہ ہمیشہ صبح کی

(۱) و نودی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً بحج الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ص سعید
(۲) فی الشامی "وفی حاشیہ لخموی بسمر بی "جمع العنماء سلفاً و حقیقاً علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد و غیرها الا ان یشتوش حیرهم علی نائم أو مصل أو قاری اصح (باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها) مطب فی رفع الصوت و ذکر ۱ ۶۶۰ ط سعید

نماز ختم ہونے کے بعد آراپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جس وقت تک قرآن کا ترجمہ ہوتا رہتا ہے جب ترجمہ ختم ہوتا ہے تو پھر یہی لوگ امام صاحب سے لڑتے ہیں کہ یہاں پر لوگ نماز پڑھتے ہیں اور تم ترجمہ کر رہے ہو یہ کہاں جائز ہے ترجمہ بند کرو۔ ایسی صورت میں امام صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا نماز فجر سے فارغ ہو کر جائز ہے کہ نہیں۔

(۲) امام مذکور ہوا! نے مصعبین سے کہا کہ تم اپنے مسک کے مطابق آئین بالجہر کہو مگر ضد میں سرریزی چوٹی کا زور لگا کر مسجد کو سر پر نہ ٹھوڑو تو انہوں نے اس کے بالکل برعکس عمل کیا اور پتوں اور جوانوں نے بہت چیخ کر آئین کی تاکہ یہ لوگ اور چڑیں اور کوئی نہ تو اس سے لڑیں بر میں بل حدیث کی مسجد ہے یہ لوگ اس میں نماز نہیں پڑھتے مسجد حنفیہ میں آتے ہیں یہ دو گوں کے جانے اور چڑانے کے لئے آئین اتنی بلند آواز سے پکارنا جائز ہے؟

(۳) مذکور ہوا! قسم کے بل حدیث صاحبان کو مسجد میں غل شور اور لڑائی جھگڑے کے لئے نماز کے یہاں آئے دین جائز ہے کہ نہیں؟ المفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

مسجد میں افطار اور شیرینی تقسیم کرنا

(سوال) (۱) ہمارے یہاں رواج ہے کہ اکثر مسجد میں مولود شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ شیرینی وغیرہ مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

(۱) أما للتدريس أو للتدبير فلا لأنه ما نبي له وإن جار فيه ولا يحوز التعلم في دكان في فناء المسجد عند أبي حنيفة وعندهما يحوز (المحرر الرائق) فصل في المسجد ۲ ۳۸ ط بيروت

(۲) وأكل نحو ثوم و يمنع منه وكذا كل مود ولو بلسانه الح (الدر المحوار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱ ۶۶۱ ۶۶۲ ط سعيد

(۳) أما للتدريس أو للتدبير فلا الح (المحرر الرائق) ۲ ۳۸ ط بيروت

(۲) نیز رمضان شریف میں فطر کی مسجد میں سب مصلیٰ کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول الرحمن (سلسلہ) ۱۱ رمضان ۱۴۳۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۱۳ء
 (جواب ۳۲۸) (۱) مسجد میں کوئی چیز تقسیم کر دینی درست ہے بشرطیکہ مسجد کو ملوث کرنے والی چیز نہ ہو۔ (۲) مسجد میں افطار کرنا جائز ہے مگر مسجد ملوث ہونے سے محفوظ رکھا جائے (۳)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا

(۲) مسجد میں میلاد کے اشعار پڑھنا

(سوال) متعلقہ روشنی مسجد

(جواب ۳۲۹) اگر صبح کی نماز کسی بند جگہ پڑھی جاتی ہو اور وہاں نہ ہیرا ہو تو چراغ جلانے میں کچھ حرج نہیں۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۳۳۰) مسجد میں شور و شغب کرنا اور ایسے اشعار پڑھنا جن کا مضمون صحیح نہیں ہوتا جو اکثر میلاد خواں پڑھنا کرتے ہیں بے شک جائز ہے (۱)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں ریاضت (ورزش)

(سوال) متعلقہ ورزش در مسجد

(جواب ۳۳۱) مسجد میں ریاضت (سرت) کے لئے تیز رفتاری کرنا اس صورت سے مباح ہے کہ رفتار کے اثناء میں کچھ ذکر بھی کرتا رہے اور اسی ذکر کو اصل مقصد رکھے اور کسی نماز پڑھنے والے یا ذکر کرنے والے کو اذیت نہ پہنچے (۲)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کو پاک اور صاف ستھر رکھا جائے

(سوال) مسجد کے احکام متعلقہ صفائے و زنافت

(جواب ۳۳۲) قال رسول اللہ ﷺ من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن

(۱) ثبت برید المسند عنہ کما یحب تربیۃ عن اسحاق واللعن (رد المحتار) مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۶۶۰/۱ ط سعید

(۲) (ایضاً)

(۳) عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن حده قال: 'يُهي رسول الله ﷺ عن البيع والابتاع وعن تشد لأشعار في المساجد، ابن ماجه باب ما يكره في المساجد من ۵ ط قدسی کتب حادہ کراچی

(۴) جمع لعناء سلف و حفا علی سجدات ذکر الجملة فی المساجد و غیرہا، لا أن يشوش حشرهم علی سلفه
 'و مصلی او قدری' (رد المحتار) باب ما یبغض الصلاة و ما یکره فیها مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۶۶۰/۱ ط سعید

مسجدنا (الحديث بحارى ۱۱ و مسلم ۲) مشکوة (۳) البراق فى المسجد خطيئة (الحديث بحارى ۴ و مسلم ۵) مشکوة (۶) وجدت فى مساوى اعمالها السحامة فى المسجد لا تدفن (مسلم ۷) مشکوة (۸) امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فى الدووان ينظف و يطيب (ابوداؤد ۹) ترمذى (۱۰) ابن ماجه (۱۱) مشکوة (۱۲) قال رسول الله ﷺ اذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فاتهدوا له بالايمان (الحديث ترمذى ۱۳ ابن ماجه ۱۴ دارمى ۱۵) مشکوة (۱۶) راي السبي ﷺ نخامة فى الفلة فشق ذلك عليه حتى رنى فى وجهه فقام فحككه بيده (الحديث بحارى ۱۷) مشکوة (۱۸) حبوا مساجدكم صيائكم و مجانينكم و بيعكم و شراءكم و رفع اصواتكم (الحديث مندرى رد المحتار ص ۴۶۱ ج ۱) و كره تحريما الوطى فزقه والبول والتعوط واتخاذ طريفا غير عذرواد خال نحاسة فيه و عليه فلا يجوز الا ستصاح بدهن سجن فيه ولا تطيبه بحس ولا البول والفصد فيه ولو فى اثناء (درمختار) لا بدخل المسجد من على بدهن نحاسة (رد المحتار ۲۰) عن الهندية ص ۴۶۱ ج ۱) كره تحريما البول والتعوط فزقه لانه مسجد الى عنان السماء (درمختار) و كذا الى تحت الثرى (رد المحتار ۲۱)

- (۱) (باب ما جاء فى الصوم والصلى والكراوات ۱/۱۸ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۲) (باب النهى من أكل ثوما أو بصلا الح ۱/۲۰۹ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۳) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۸ ط سعيد)
- (۴) (باب كفارة البصاق فى المسجد ۱/۵۹ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۵) (باب النهى عن البصاق فى المسجد ۱/۲۰۷ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۶) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۹ ط سعيد)
- (۷) (باب النهى عن البصاق فى المسجد ۱/۲۰۷ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۸) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۹ ط سعيد)
- (۹) (باب اتحاد المساجد فى الدور ۱/۷۲ ط مكتبة امداديه ملان)
- (۱۰) (باب ما ذكر فى تطيب المساجد ۱/۱۳۰ ط سعيد)
- (۱۱) (باب تطهير المساجد و نظفها ص ۵۵ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۱۲) (باب المساجد و مواضع الصلوة ص ۶۹ ط سعيد)
- (۱۳) (باب ما جاء فى حرمة الصلاة ۲/۲۰ ط سعيد)
- (۱۴) (باب المساجد و انتظار الصلاة ص ۵۸ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۱۵) (باب المحافظة على الصلوات ۱/۳۰۲ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۱۶) (باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعيد)
- (۱۷) (باب حلك البراق يديدين فى المسجد ۱/۵۸ ط قديمى كتب حانه كراچى)
- (۱۸) (باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعيد)
- (۱۹) (باب ما يكره فى المساجد ص ۵۴ قديمى كتب حانه كراچى)
- (۲۰) (باب ما يكره فى الصلاة و ما يكره فيها ۱/۶۵۴ ط سعيد)
- (۲۱) (ايضا)

زیر تعمیر مسجد میں جوتا پہن کر جان

(اخبار الجمعیتہ مورخہ ۱۹۲۰ء مئی ۱۹۲۰ء)

(سوال) صحن مسجد زیر تعمیر جس میں صفائی وغیرہ ابھی نہیں ہوئی ہے اس میں نمازیوں کا جوتا پہن کر جان کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۳) بہتر یہی ہے کہ جوتا اتار کر جائیں تاہم اگر جوتا یقینی ناپاک نہ ہو تو مباح ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد اسونا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۴) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف دہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

حاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے

(اخبار الجمعیتہ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) حاطہ مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۵) مسجد یعنی اس حصے میں جو نماز کے لئے مہیا کیا جاتا ہے بیع و شرا کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے باقی مسجد کے احاطے میں دوسرے حصے جو نماز کے لئے مہیا نہیں کئے جاتے ان میں بیع و شرا جائز ہے مگر متولی کی اجازت سے ہونی چاہیے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

(۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا

(۲) زیر تعمیر مسجد میں جوتوں سمیت گھومنا

(الجمعیتہ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۲۳ء)

(سوال) (۱) تعمیر مسجد میں منظور شدہ مالی بدنی مدد غیر مسلم ہندو وغیرہ کی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ وحشی قلوب المساجد نہ یسعی عمدہ وال کات طہرۃ البی (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا مصد فی احکام المساجد ۱ ۶۵۷ ط سعید

۲۔ کتب کرہ مد الرحیمہ فی یوم او عبرہ الیہا ای عمدہ لالہ بساء و ادب الدر المحتار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المساجد ۱ ۶۵۵ ط سعید

۳۔ عن وائل بن اسقع قال قال رسول اللہ ﷺ "حبوا مساجدکم و صیابکم و محایکم و شرءکم و بعلکم و حصونکم (بر ماحۃ باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۴ ط قدیمی)

(۲) نئی مسجد کی تعمیر کے وقت یا مسجد قدیم کی تعمیر جدید کے وقت سردی یا گرمی یا بوجہ سنگریزوں کے رائج مزدور جو تاپن کر مسجد میں کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۶) (۱) اگر غیر مسلم بطیب خاطر کوئی رقم یا سامان مسلمانوں کو دیدے کہ وہ مسجد میں لگا دیں تو اس کا لینا اور لگانا جائز ہے ہاں مسلمانوں کو مسجد کے لئے غیر مسم سے امداد طلب کرنی ناجائز ہے (۲) نئی مسجد تکمیل اور اقامت نماز باجماعت کے بعد مسجد ہوگی اس لئے اس میں تعمیر کے درمیان جو تاپن کر آنے جانے میں مضائقہ نہیں ہاں مسجد قدیم میں اگر ضرورت داعی ہو تو پاک اور نیا جو تاپن کر کام کرنا جائز ہوگا۔ نجس اور پرانا جو تاپن نہ خلاف ادب اور ناجائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ عفرہ

سودی رقم سے خریدی ہوئی دریوں پر نماز مکروہ ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص سود یعنی ریوایں رقم کی دریاں خرید کر مسجد کو دیتا ہے یا رقم سود نقد دے دیتا ہے اور ارکان مسجد بدو ن تحقیق مسند مسجد کے صرف میں لے آتے ہیں اور تنبیہ کرنے پر ضد کرتے ہیں کہ جو کچھ ہے ٹھیک ہے ایسے وگ مسجد کے رکن بننے کے۔ حق ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) اگر یہ بات محقق ہو جائے کہ دی ہوئی دریوں سود کے روپ سے خریدی گئی تھیں یا جو رقم نقد دی گئی ہے وہ سود میں حاصل کی ہوئی رقم ہے تو اس کو مسجد میں استعمال کرنے کے لئے بیانا جائز ہے ایسی دریوں پر جو مال حرام سے خریدی گئی ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے جن ممبروں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ روپیہ حرام طریقے سے کمایا ہوا ہے مسجد کے لئے قبول کیا یا قبول کرنے پر اصرار کیا وہ مسجد کی رکنیت کے قابل نہیں ہیں (۱) فقط واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) تعمیر مسجد کے لئے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں

(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے

(الجمعیتہ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(۱) ان شرط وفق الدمی ان یکون فرمة عدما و عندهم کالوقوف علی الفقراء او علی مسجد الح (رد المحتار) کتاب الوقف ۴/ ۳۴۱ ط سعید

(۲) التسلیح فی المسجد ان تصلى فيه الجماعة باده الح (عالمگیریۃ) الباب الحادی عشر فی المسجد ۴/ ۵۵۵ ط مجدید کوند) نکی ادا حشی تلویث فرش المسجد وبها یسعی عدمه الح (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما مکروه فیها ۱/ ۶۵۷ ط سعید

(۳) قال ناه السریعہ "أما لو انشئ فی ذلك مالا حیثاً وما لا سبه الحیث والطیب فیکره لأن اللہ تعالی لا یقبل إلا لطیب فیکره تلویث بینه بما لا یصلح الح (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱/ ۶۵۸ ط سعید

(سوال) (۱) ایسے مسلمان کے لئے کیا حکم ہے جو تعمیر مسجد کے نام سے وصول کر کے زرچندہ اپنے مکان کی تعمیر میں صرف کر دے (۲) ایسے مسلمان کی فوتیہ کی کے بعد جو تمام عمر تارک الصلوٰۃ و تارک صوم رہا ہو اس کے ورثہ کا ایسا ثواب اور متوفی کی بخشش کے لئے خرچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ متوفی مقروض ہو اور ورثہ بار بار تقاضا کرنے کے بعد بھی ادا نہ کرتے ہوں۔

(جواب ۳۳۸) (۱) وہ شخص تخت گزہ گار اور قاتل ہے اور اس رقم کا ضامن ہے جو اس نے مسجد کے نام سے وصول کی ہے (۲) اس کی طرف سے ایسا ثواب کرنا جبکہ ورثہ اپنے مال میں سے کریں تو جائز ہے مگر اس کے ذمہ کا قرضہ ادا کرنا مقدم ہے پہلے قرضہ ادا کرنا چاہئے اس کے بعد اگر کوئی وارث اس کے ساتھ احسان کرنا چاہے اور اپنے پاس سے مال خرچ کر کے ایسا ثواب کرے تو جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا ن لکھ۔

مسجد کو دھونا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں ہر جمعہ کو مسجد دھوئی جاتی ہے اگر ضروری سمجھ کر دھوئی جائے تو کیا حکم ہے؟ (جواب ۳۳۹) ہر جمعہ کو مسجد دھونا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اگر صفائی کے لئے دھوئی جائے اور اس کو شرعی حکم نہ سمجھا جائے تو مباح ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کا ن لکھ۔

ویران مسجد کو چار دیواری بنا کر بند کر دیا جائے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) پندرہ سال کی مدت نثری کہ مقیم کراچی پر ضلع گیا کے ایک زمیندار نے مسجد بنانے کو ایک قطعہ زمین وقف کیا تھا شیخ کا رد مستری اور سیدی اختر کی کوشش سے چندہ سے مسجد کا اندرونی داران بن گیا اور نصف گنبد بھی بن ویران بھی تیار ہو گیا چار دیواری ویرانی داران ختم ہو جانے کی وجہ سے نہ بن سکے۔ ان کے بعد سے آج تک مسجد یوں ہی نامکمل سے قرب و جوار میں بھی کوئی خوش حال مسلمان نہیں کہ اس کی تکمیل کرائیں چار دیواری نہ ہونے سے جانور کتے سور تک اندر آجاتے ہیں اس بے حرمتی کو

(۱) رجل جمع مالا من الناس لينفق في بناء المسجد وانفق من تلك الدراهم في حاجة نفسه لا يسعه ان يتعل ديت برحواله في الاستحسان ان ينفق من ذلك من ماله في المسجد فيحور ويخرج عن احوال فيما بينه وبين الله الخ فتوى قاضی حاکم باب الرحمن بجمع درہ مسجد ۳ ۲۹۹ ط ماحدیہ کوئٹہ

(۲) بیدا من تركة الميت بتحیرة من غیر نقیر ولا تدیر ثم تقدم ذریه التي لیا مطالب من حجة العباد الخ (الدر المحتار) کتاب الفرائض ۶ ۷۵۹ ط سعد

(۳) عن عائشة قالت امر رسول الله ﷺ ان يتعد لمسجد في الدور وأن يطيب وأن يتطهر الخ (اس ماحیہ باب تطهير المساجد و تصيها ص ۵۵ تدیمی کتب حادہ)

دیکھ کر شیخ کا رومستری اور سید نبی ختر نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جب کہ مسلمانوں کے افلاس کو دیکھتے ہوئے اس کی تعمیر ممکن نہیں تو اس کو گر کر زمین کے برابر کر دیا جائے اب سول یہ ہے کہ اس کی بے ادلی و بے حرمتی کا قائم رکھنا بہتر ہے یا اس کا انہدام بہتر ہے؟

(جواب ۳۴۰) جب زمین مسجد کے سے وقف ہو چکی اور اس پر مسجد کی تعمیر بھی شروع ہو گئی تو اب اس کو کسی دوسرے کام میں انا جائز نہیں اس کے گرد احاطہ کر کے اسے محفوظ کر دینا چاہیے یا کسی طرح تکمیل کی کوشش کرنی چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں۔ نیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۱) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچواں باب

نماز جمعہ

فصل اول - احتیاط الظہر

جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو وہاں احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) زید قصبہ یا قریہ میں بعد نماز جمعہ کے احتیاط الظہر پڑھنے کو ناجائز بتلاتا ہے اور عمرو جائز کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جو شخص اس نماز کے پڑھنے کو ناجائز بتلائے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں اب شرعاً نماز احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے اور منع کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۲) شر اور قصبہ میں جمعہ کی نماز درست ہے اور صرف جمعہ کی فرض ہے اور چونکہ بقول صحیح و مفتی بہ جمعہ پڑھنا ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں جائز ہے اس لئے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں اور چونکہ اکثر عوام کے لئے احتیاط الظہر موجب فساد عقیدہ ہے اس لئے احتیاط الظہر کے جواز کا فتویٰ دینا جائز نہیں ہذا عمرو کا قول غلط ہے ابہت گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز نہیں دیہات میں ظہر کی نماز

(۱) اداسلم المسجد الی متولی یقوم بمصالحہ یحور وإن لم یصل فیہ وهو الصحیح ابیح التسلیم فی المسجد أن تصلی فیہ الجماعة بآدمہ ابیح (عالمگیریۃ: ابواب الاحادی عشر فی المسجد ۴۵۵/۲ ماخذہ)

(۲) والکلام المباح وقده فی الظہیر بان یجلس لأجلہ لکن فی النہر الإطلاق او حہ ابیح (الدر المحتار) باب ما یسجد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱ ۶۶۲ ص سجد

ماجمعت پڑھنی چاہیے۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس مدرسہ مینیہ دہلی

احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوہات

(سوال) جمال پر جمعہ صحیح ہو اس موقع پر بعض شرائط کے عدم وجود کی وجہ سے مثلاً قاضی وغیرہ شرط ہونا مفقود ہے یہ مشکوک کے مسئلے پر قیاس کر کے صلوٰۃ آخر الظہر یہ احتیاط الظہر کا مسئلہ استنباط کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو اس کی کیا دلیل در تقریر ہے اور اس طرح کہہ کر دلیل پکڑنا کہ فتاویٰ عزیز یہ میں آخر الظہر پڑھنا ضروری لکھتے اور جامع لموز میں فرض لکھا ہے اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ینبغی غلط موجود ہے اور شری والے کی راہ پڑھنے کی طرف زیادہ ہے اور مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر سو سال میں ایک مجدد ہوتا ہے سب لوگوں کو اس کی اتباع کرنی چاہیے چنانچہ مقامات امام ربانی میں جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کی تصنیف ہے آخر الظہر پڑھنے کے لئے ضروری فرمایا ہے لہذا ان کو پڑھنا واجب ہے اور صراط مستقیم اور سراپہ وغیرہ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے اب اگر صرف صاحب بحر کا قول عدم جواز احتیاط الظہر کا ہے بدجور ان کتابوں کے جو کہ مذکور ہوا ہیں کسی طرح ترجیح دی جائے وللا کثر حکم الکمل کو سب تسلیم کرتے ہیں در بڑے بڑے بزرگ و گ در عدمہ مولانا ہمیشہ پڑھتے تھے اور سب کو حکم دیتے تھے اور زمانہ حال میں بھی بڑے بڑے کا ملین پڑھتے ہیں اور جناب مولانا مودودی کرامت علی صاحب جو پوری ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور جو جو کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں سب میں یہی حکم ہے بہر حال اس مختلف فیہ مسئلے کا صحیح حکم کیا ہے؟ مع سند کے جس کتاب کا حکم سب علمائے ہیں اور نہایت معتبر ہے تحریر فرمائیں اگر کوئی یہ کہے کہ آج کل کے علما بالخصوص دہلی کے منع کریں تو نہیں مان جائے گا اور اکثر کر کے دہلی کے علما مذہب ہوتے ہیں اب اس قائل کا کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا

(جواب ۳۴۳) احتیاط الظہر جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت بلکہ بعض فقہاء نے اس وجہ سے کہ بعض شروط جمعہ کے وجود میں شبہ تھا محض احتیاط کے طور پر استنباط یہ حکم دیا تھا کہ ظہر احتیاطی پڑھیں جائے اور ظاہر ہے کہ احتیاط وہاں متصور ہو سکتی ہے جہاں شبہ و شک ہو تعدد جمعہ یا عدم وجود سلطان مسلم یا اختلاف فی حد امصر کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہوا ہے وہ فقہائے کرام کے فیصلے سے طے ہو گیا کہ بنا بر روایات صحیحہ فقہیہ تعدد جائز ہے اور سلطان مسلم کا وجود شرط نہیں اور حد امصر

(۱) و تقع فی انقصات و انقزی لکثرة لثی فیہا اسرق الح و فیل هذه العارة و بهذا ظہر حیل من یقول " لا تصح الجمعة فی ادم المساء مع انما تشح فی البلاد التي استولی علیها الکفار الح (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ص سعید) وقد أفت مراراً بعدم صلاة لأربع بعد صلاة آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة لجمعة لحد (الدر المحتار) باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید

(۲) و تودی فی مصر واحد من اصح کثیرة تصنف علی المذهب و عیہ الفتوی (التبیر مع شرح) باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ۱۴۵ ط سعید

میں جو اختلاف تھا اس میں سے امام ابو حنیفہ کی تعریف صحیح ہے پس جب کہ ان مسئلوں میں قوت دلیلیں سے وہی جانب رائج اور متعین ہو گئی جس میں جمعہ کی صحت یقینی ہے تو اب احتیاط الظہر کے باقی رہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ احتیاط کا مفہوم یہ ہے کہ قوی دلیل پر عمل کیا جائے فان الاحتیاط هو العمل بماقوی الدلیلیں (۱) اور صورت مذکورہ میں اقویٰ اور اصح جمعہ کی صحت ہے رہا بعض لوگوں کا احتیاط الظہر پڑھنا ورنہ شامی کا احتیاط کو بمعنی هو الخروج عن العہدۃ بیقین (۲) لیکر عام حکم دینا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات کسی درجہ میں قابل اعتبار بھی ہو تاہم لوجہ خوف مفسدہ عظیمہ واجب اترک ہے وہ مفسدہ یہ ہے کہ احتیاط کا حکم دینے کی صورت میں عوام کے عقیدہ میں یا تو جمعہ کی فرضیت مشکوک ہو جائے گی یا ایک وقت میں دونوں کے فرض ہونے کا یقین کر لیں گے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں پس ایک امر مستحب کی تحصیل کے لئے عوام کو حرام میں مبتلا کرنا کسی سمجھ دار آدمی کا کام نہیں اور نہ قواعد شرعیہ اس کی اجازت دیتے ہیں ہاں خواص خود بغیر اس کے کہ عوام کو حکم کریں یا اپنے پڑھنے کی ان کو خبر کریں اس پر عمل کر لیں تو مضائقہ نہیں لیکن عام حکم دینا ہرگز جائز نہیں۔ (۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں

(۲) عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا

(سوال) بعض لوگ جمعہ کے بعد صرف دو سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چھ سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعتیں احتیاط الظہر بھی چھ پر زیادہ کرتے ہیں ان میں سے کون سی صورت معتبر ہے؟

(۲) امام عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۴) احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں کیونکہ بلاد ہندوستان میں مذہب مفتی بہ کے موافق شہروں میں جمعہ جائز ہے پس احتیاط الظہر کے کوئی معنی نہیں اور یہی قول رائج ہے (۳)

(۲) خصیہ صرف عربی نثر میں مسنون ہے اور یہی صورت سلف صالحین اور ائمہ متبوعین سے منقول

(۱) (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۵ ط سعید

(۲) (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۵ ط سعید

(۳) وفي البحر "وقد أفتيت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها نية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا (الدر المختار) باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید" وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تحوز في الصغيرة التي ليس فيها فاص و مسر و خطيب كما في المصبرات (رد المحتار) باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید

(۴) وفي البحر "وقد أفتيت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها نية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة الح (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید" فلو الولاية كذا يحوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاصي فاصياً بترضى لمسلمين" ورحم الله من سأل ويا مسألاً (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید

ہے اس کا خلاف مکروہ ہے فقہ محمد کفایت اللہ کا لکھتا ہے

جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاطاً اظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) جس قصبے کی آبادی دس ہزار سے زائد ہو ورنہ جہاں متعدد مسجدوں میں اب بھی نماز جمعہ پڑھی جاتی ہو ایسی سستی کا ایک شخص کہ جس کا شمار جاننے والوں میں کیا جاتا ہو اور وہ اس خیال سے کہ ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ صحیح نہیں پچاس سال کی عمر ہونے تک جمعہ کی نماز نہ پڑھے اور صرف ظہر کی نماز دیکھ کرے مگر جب دو روپے ماہوار مقرر کر دیئے جائیں تو چند سال جمعہ کی نماز کی امت کرے اور جب اس خدمت سے موقوف ہو تو معافی نماز جمعہ بھی چھوڑ بیٹھے اور ایسا کرنے میں کوئی موانع یا عذرات شرعی نہ ہوں نہ جن مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تک جانے سے مجبور ہو تو اس شخص کا مندرجہ بالا عمل درست سمجھنے کے لئے کوئی شرعی دلیل ہونا ممکن ہے اگر شرعی حکم کے خلاف ہو تو اس عمل کے لئے اور اسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ جمعہ کی نماز کے بعد اگر کوئی احتیاطاً نہ پڑھے تو اس پر کوئی مذہبی نقص یا شرعی حرف آسکتا ہے؟ اگر احتیاطاً پڑھنے کا حکم دیں تو فرمائیں کہ اس کی نیت کس طرح کی جائے؟ احتیاط کو واجب کہ جائے تو جب کس قدر درست ہے؟

المستفتی محمد خاں منشی قصبہ دھولہ ضلع احمد آباد گجرات - ۲۱ یقعدہ ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۴۵) اس شخص کا یہ فعل اس کی بیباکی اور امور دینیہ کی جانب سے بے پروائی پر دلالت کرتا ہے اور اس میں خوف کفر ہے کیونکہ اگر کسی شبہ کی وجہ سے وہ اس جگہ جمعہ جائز نہیں سمجھتا تھا تو پھر دو روپے بیکر جمعہ پڑھا دینے کے کیا معنی گویا وہ اپنے خیال کے مطابق نفل بالجماعہ پڑھتا ہے لیکن لوگ اس کے پیچھے جمعہ کی نیت سے نماز پڑھتے ہیں اور ۱۰ مفتخر ہیں اور امام متثل تو ان کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں اور یہ بھی دو روپے کے لالچ سے ان کی نمازیں فاسد کرنے پر آمادہ ہو گیا نفل کی نیت ہونا اس کا اس سے ثابت ہونا ہے کہ نہ پہلے جمعہ پڑھتا تھا ورنہ تنخواہ بند ہونے کے بعد جمعہ پڑھتا رہا اور اگر جمعہ کو فرض سمجھنے کے باوجود جمعہ نہیں پڑھتا تاہم فاسق ہے اور اس صورت میں امامت تو اس کی صحیح ہوگی اور اجرت بھی جائز لوگوں کی نماز بھی ہو جائے گی مگر یہ خود ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہو گا مگر چونکہ سوال میں تصریح ہے کہ وہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی جواز جمعہ کا قائل نہیں اس لئے پہلا احتمال متعین ہے اور اس کا یہ خیال کہ کہیں جمعہ نہیں ہوتا غلط ہے فقہ کی تصریح موجود ہے کہ ایسے شہروں میں جہاں کفر حاکم ہوں مسلمانوں کو جمعہ وغیرہ پڑھنا جائز ہے (۲) پس بلکہ قول راجح اور مختار اور معمول ہے کہ شخص

۱) باب لا شئ فی أن الحطة تعیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ و الصحابة فیکون مکروہا تحریماً عمدة الرعیة علی ہمیش شرح لوفایة باب الجمعة ۱/ ۳۰۰ ط سعید

(۲) فلو الولاية کفار بحدود المسلمین اقامة الجمعة و یصر القاصی قاضیا تراصی المسلمین (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

نہ کو ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہے۔

جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے، وجہ کہنا چہ معنی دارد؟ نہ پڑھنے میں نقصان ہونا کجا؟ بلکہ نہ پڑھنا ہی متعین ہے۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ، سنہری مسجد دہلی۔
مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

عنوان مثل بالا

(سوال) جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے؟
(جواب ۳۴۶) جمعہ کے بعد چار رکعتیں جو بہ نیت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہیں (۱) نماز جمعہ کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ بہ نیت سنت یا نفل پڑھی جائے ظہر کی نماز کی نیت یا ارادہ نہ ہو اب یہ سول باقی رہتا ہے کہ جمعہ کے بعد سنتوں کی کتنی رکعتیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تعداد رکعات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک صرف چار رکعتیں ہیں اور بعض کے نزدیک صرف دو اور فقہاء نے دونوں قولوں کو جمع کر کے چھ رکعتیں اس لئے بتائی ہیں کہ چار والوں کا قول بھی پورا ہو جائے اور دو والوں کا بھی۔ اس سے آپ کی سمجھ میں یہ بات جائے گی کہ یہ چھ رکعتیں خالص سنت کے ارادہ سے پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی صرف چار پڑھ لے تو وہ بھی قابلِ گرفت نہیں ہے اور جو صرف دو پڑھ لے وہ بھی مستحقِ ملامت نہیں ہے اور جو چھ پڑھے وہ افضل والوں پر عمل کرنے والا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عنوان مثل بالا

(سوال) بہت علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھی جاتی ہے اس کو احتیاط الظہر پڑھو تو یہ سنت اس طریقہ سے پڑھی جائے کہ یہیں اور چار سنت کے دو سنت اور دو نفل جو پڑھی جاتی ہے تو اس کی نیت کس طرح سے کرے ظہر کی نیت کرے یا کہ بعد از جمعہ کر کے نیت کرے
المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبد الرزاق صاحب (ضلع میدانی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۴۷) جمعہ کے بعد چار سنتیں سنتوں کی نیت سے پڑھنی چاہئیں احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وفي البحر وقد ائتم مراراً بعدم صلاة الأربع لية آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۳۷/۲ ط سعید)
(۲) والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع وعبد أبي يوسف السنة بعد الجمعة ست ركعات وهو المروى عن علي والأفضل أن يصلى أربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف (حلى كبير باب الوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيذمي لاهور پاکستان)
(۳) والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع (حلى كبير باب الوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيذمي لاهور) وقد أفتيت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدة سبة آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۳۷/۲ ص سعید)

عنوان مثل بالا

(سوال) ایک شریا قصبہ میں نماز جمعہ کے بعد ظہر احتیاطاً پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اور بشرط ختداف تارک اس کا قابل گرفت ہے یا نہیں؟ المفتی نمبر ۷۱۷۷ فیروز خان صاحب (جہلم)

نکیم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۴۸) شریا قصبہ میں جمعہ کی نماز کی جائے اس کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بعض فقہانے ظہر احتیاطی کی اجازت دی ہے مگر وہ بھی ضروری اور لازمی نہیں بتاتے اور تارک کو مذمت نہیں کرتے اور قوی اور رجحان یہ ہے کہ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کا عوام کو حکم نہ کیا جائے ورنہ ان کے عقیدے خراب ہوں گے اور نہ ان کا جمعہ صحیح ہو گا نہ ظہر یہی احوط اور قابل فتویٰ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان لہ رعدی

متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) اسولہ ثلاثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بھورت اجتہاد جواز و عدم جواز تعدد جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور جہاں مصر ہونے میں شبہ ہو وہاں جمعہ پڑھا جائے یا نہیں اور پڑھے جانے کی صورت میں احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۳۴۹، نعم ان ادى الى مفسدة لا يفعل جہار او الکلام عند عدمها ولذا قال المقدسی نحن لا نأمر بذلك امتثال هذه العوام بل بدل عليه الخواص ولو بالنسبة اليهم انتهى (شامی ص ۵۹۶) ۱ اقول وقد كثر ذاك من جهة زماننا ايضاً و منشأ جعلهم صلاة الاربع بعد الجمعة بية الظهر و اما وضعها بعض المساحرين عند الشك في صحة الجمعة بسب رواية عدم تعددها في مصر واحد وليست هذه الرواية بالمختارة وليس هذه القول اعني اختيار صلاة الاربع بعدها مروجاً عن ابي حنيفة و صاحبيه حتى وقع لي ابي اثبت مراراً بعدم صلاتها خوفاً على اعتقاد الجهة بانها الفرض وان الجمعة ليست بفرض ۳ (آخر ص ۵۱)

مع مالرم من فعلها في زماننا من المفسدة العظيمة وهو اعتقاد الجهة ان الجمعة ليست بفرض لما شاهدون من صلاة الظهر فسطون انها الفرض وان الجمعة ليست بفرض فيتكاسلون عن اداء الجمعة فكان الاحتياط في تركها وعلى تقدير فعلها ممن لا

(۱) في الدر المختار وفي البحر وقد ائتمت مراراً الخ باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط مطيع

(۲) رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۴۶ ط سعيد

(۳) باب الجمعة ۲ ۱۵۱ ط بيروت لبنان

یخاف علیہ مفسدة مسہا فالاولی ان تکون فی بیتہ حقیة خوفا من مفسدة فعلہا (۱) والدہ تعالیٰ اعلم (ص ۱۵۵)

اقول و باللہ التوفیق

(۱) جواز تعدد جمعہ میں کوئی شبہ نہیں جہاں اقامت جمعہ جائز ہے وہاں تعدد جمعہ بھی جائز ہے مذہب مختار اور معتد ور مفتی بہ یہی ہے۔ چنانچہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہے۔ وتؤدی فی مصر واحد مواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی (۲) (شرح الجمع للعینی والامامة فتح القدیر رد المحتار) قوله علی المذهب فقد ذکر الامام السرخسی ان الصحيح من مذهب ابي حنيفة جواز اقامتها فی مصر واحد فی مسجدين او اکثر وبه ناخذ لا طلاق " لا جمعة الا فی مصر" شرط المصر فقط و بما ذکرنا اندفع ما فی البدائع من ان ظاهر الرواية جوازها فی موضعين لا فی اکثر و عیہ الا اعتماد فان المذهب الجواز مطلقاً (۳) (رد المحتار) نقلاً عن البحر الرائق

وتؤدی الجمعة فی مصر واحد فی مواضع كثيرة وهو قول ابي حنيفة و محمد وهو الاصح و ذکر الامام السرخسی انه الصحيح من مذهب ابي حنيفة وبه ناخذ هکذا فی البحر الرائق (۱) (فتاویٰ نسیریة)

پس جب کہ مذہب مختار اور مفتی بہ یہی ہے کہ ایک شر میں چند جگہ جمعہ جائز ہے تو اب اس میں شبہ کرنا فضول ہے اگرچہ متقدمین سے عدم جواز تعدد کی روایت ہے لیکن جب معلوم ہو گیا کہ ان کا قول ضعیف اور خلاف مذہب ہے اور جب کہ متاخرین نے بال اتفاق اس کے خلاف پر اولہ عقلیہ و نقلیہ قائم کر کے جواز تعدد کو مذہب مفتی بہ قرار دے لیا تو اب قول اول کو مبنی شبہ قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے عدوہ امام سرخسی کے قول سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام صاحب کا مذہب صحیح یہی ہے کہ چند مقام پر جمعہ جائز ہے اور عدم جواز تعدد کی روایت امام صاحب سے ضعیف ہے۔

(۲) جب تک کسی مقام کا مصر ہونا متعین نہ ہو جائے اس جگہ جمعہ نہ پڑھا جائے کیونکہ مصر شرائط جمعہ سے ہے اور تا وقتیکہ وجود شرط یقینی نہ ہو جائے وجود مشروط یعنی صحت جمعہ کا یقینی حکم نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں اقامت جمعہ جائز نہیں اور مصر کی تعریف صحیح معتبر یہ ہے کہ جس جگہ کوئی شخص واقعت مختلفہ میں فتویٰ بتانے والا ہو ایک ایسا حاکم جو فتنہ و فساد کو روک سکے اور مظلوم کی دادرسی کر سکے موجود ہو اور وہاں گلیں سڑکیں اور بازار ہوں وہ مصر ہے۔ اس بنا پر آج کل تمام ضلعے اور اکثر قصبے مصر میں

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۵۵ ط بیروت لسان)

(۲) (باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید)

(۳) (باب الجمعة ۲ ۱۴۵ ط سعید)

(۴) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱ ۱۴۵ ط ماحدہ)

داخل ہیں۔ و طاهر المذهب انہ کل موضع له امیر وقاص يقدر على اقامة الحدود كما حررنا فيما علقناه على المتنقى (درمختار) قوله و طاهر المذهب قال في شرح المسية والحد الصحيح ما اخبره صاحب الهداية انہ الذي له امیر وقاص يفقد الاحكام و يقيم الحدود ۱ (ردالمحتار) والمصر في طاهر الرواية الموضع الذي يكون فيه مصت وقاص يقيم الحدود و يفقد الاحكام و بلغت انتہ انیہ می۔ هكذا في الظهيرية و فتاوى قاصی حان و في الخلاصة و عليه الا عنما ذكرنا في التاتار حاية و معنى اقامة الحدود القدره عليها هكذا في العباية ۲ (فتاوى عالمگیری)

(۳) جمع قلم ہونے کی صورت میں احتیاط لظہر پڑھی جائے یا نہیں اس کے جواب کے لئے چند مور بطور تمہید کے تحریر کر کے جواب لکھوں گا۔

(الف) حیات کتے ہیں عمل باقوی نہ سلین کو۔ یعنی اگر کسی مسئلے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں و ان دونوں کے لئے دیکھیں ہیں ان میں سے قوی دلیل پر عمل کرنا احتیاط ہے۔ قال الجلیبی فی حاشیة السویح و ذکر فی الجامع السمر قندی ان الا حد بالا حیاط عمل باقوی الدلیلین و قال فی البحر فیس الاحتیاط فی فعلها لانه العمل باقوی الدلیلین وقد علمت ان مقتضی الدلیل هو الا طلاق ۔

(ب) جب کسی فعل کی دو صورتیں ہوں و ان میں سے ہر ایک میں کوئی مفسدہ شرعیہ ہو لیکن ایک میں مفسدہ عظیم ہو اور دوسری میں اس سے کم تو اس وقت کی صورت کو اختیار کریں گے جس میں مفسدہ کم ہو۔ من استی سین فلیحترأ هو نهما۔ و هذا ظاهر

(ج) جو فعل عوم کے لئے قابل فتویٰ نہ ہو صرف خواص کے لئے ہو اس پر عمل جائز ہو اس کو عام تحریروں و ردو میں رسالہ یا فتویٰ کے طور پر شائع کرنا ہرگز جائز نہیں مفتی کا فرض ہے کہ زبانی یا کسی ایسی تحریر کے ذریعے سے جس کا عوام تک پہنچنا غیر مقصود ہو خواص کو بتائے اور ان خواص پر بھی ضروری ہے کہ وہ اس کو مشتہر نہ کریں مشتہر وہی فتویٰ کیا جائے جو عوام کے فہم کے لائق ہو اور جس میں خواص و عوم یکساں ہوں۔

(د) کتب فتاویٰ فقہیہ میں بعض ایسے مسائل مذکور ہیں جو خواص کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ مسائل خواص کے ساتھ مخصوص ہیں پس ایسے مسائل کو محض اس وجہ سے کہ کتب فتویٰ میں موجود ہیں عام فتوؤں میں تحریر کر دینا اور عوام کی حالت کو نہ دیکھنا مفتی کی قست فہم پر

(۱) رباب لجمعة ۲ ۱۳۷ ۱۳۸ ط سعید

(۲) رباب السادس عشر فی صلاہ الجمعة ۱ ۱۴۵ ط محدثہ

(۳) رباب الجمعة ۲ ۱۵۴ ط دار المعرفۃ سروت السان

وال ہے۔

بعد تمہید ان مقدمات کے معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ یہ سوال عام ہے اور مقصود سرکل کا یہی ہے کہ اس کے جواب کو طبع کرا کے مشترک کروں گا اس لئے اس کا جواب مقدمات مہدہ پر نشر کر کے یہی ہے کہ احتیاط الظہر پڑھنا جائز ہے اور اس کی تین وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ احتیاط الظہر جس کا نام ہے وہ احتیاط ہی نہیں ہے کیونکہ احتیاط نام ہے عمل باقوی الدین کا اور یہاں معلوم ہو چکا کہ دلیل قوی یہی ہے کہ جمعہ متعدد جگہ ادا ہوتا ہے اور عدم جواز تعدد کا قول ضعیف ہے ہذا اس پر عمل کرنا احتیاط نہیں ہے۔ بحکم المقدمة الاولى کما حقه فی البحر الرائق وهذا الصمه اقول وقد کثر ذلك الح

دوسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم اس بات کے کہ یہ احتیاط بمعنی الخروج عن العهدہ سفین ہے جیسے کہ عدمہ شامی کے رائے ہے اس کے ادا کرنے میں خوف فساد اعتقاد ہے یعنی ایک فرض کی عدم فرضیت کا اعتقاد ہو جانا بنا بر اکثری حال عوام کے لازم آتا ہے اور نہ کرنے میں صرف ایک وہم عدم خروج عن العهدہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ فساد اول یعنی فساد عقیدہ فساد دوم یعنی وہم عدم خروج سے بدرجہا زائد ہے پس حکم مقدمہ ثانیہ ضروری ہے کہ فساد عظیم سے احتراز کیا جائے گو فساد قلیل کا ارتکاب کرنا پڑے۔ وهذا ظاهر جدا لیس له نظر وسیع فی الفقه ویؤیدہ قول صاحب البحر مع مالوم من فعلها الخ

تیسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم جواز کے یہ حکم خواص کے لئے ہے نہ کہ عوام کے لئے اور اس بنا پر اس کے جواز کا علی الحدیث حکم دینا اور رسالوں اور فتوؤں میں شائع کرنا ہرگز کسی رویت فقہی سے ثابت نہیں ہو تا بلکہ خود علامہ شامی جن کا قول اثبات احتیاط الظہر میں بڑے زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے خود اپنی تحقیق کے آخر میں لکھتے ہیں نعم ان ادی الی مفسدة الح. (۱) اس عبارت سے اور علامہ مقدسی کے قول سے صاف معلوم ہو گیا کہ عوام کو اس کے کرنے کا حکم ہرگز نہ دیا جائے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر احتیاط الظہر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو کھسم کھلا نہ کرنا چاہیے (۲) صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں عوام کے عقائد میں اس احتیاط الظہر کی وجہ سے فرضیت ظہر اور عدم فرضیت جمعہ کا فساد پیدا ہو گیا تھا تو پھر زمانہ حاضرہ کے عوام تو بوجہ قلت علم و عدم توجہ الی الدین صاحب بحر الرائق کے زمانے کے عوام سے زیادہ خطرے میں ہیں اور ان کے عقائد بگڑنے کا اندیشہ بدرجہ زائد ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب فقہ نے خواص کے لئے اجازت دی ہے تو اگر کوئی مفتی اس

(۱) (باب الجمعة ۲/۱۴۶ ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۲/۱۵۱ ط بیروت)

طرح شائع کرے کہ خواص کے لئے جائز ہے اور عوام کے لئے ناجائز تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو شیوع اعصاب کل دی رأی برأیة ایک عام بدیہ پھیل گئی ہے کہ جاہل سے جاہل اپنے آپ کو خاص بلکہ خص الخواص خیال کرتا ہے وہ اس فتوے پر عمل کر کے خود بھی گمراہ ہو گا اور جو قیمت مہامات کے دوسروں کو بھی بتائے گا کہ میں نے فلاں رسالہ میں یا فتوے میں دیکھا ہے کہ احتیاط الظہر جائز ہے پس سب کے سب ضلوا و اصلوا کے مصداق ہو جائیں گے۔

پھر یہ کہ علامہ مقدسی کے قول بل ندل علیہ الخواص سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کو اس کے جواز کی خبر بھی نہ دینی چاہیے صرف خواص کو مفتی بطور خود حنفیہ اجازت دے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس قسم کے فتویٰ سے عوام میں ایک و رفسد پیدا ہو گا کہ شریعت بھی دو قسم کی ہے ایک خواص کے لئے اور ایک عوام کے لئے اور اس کے مسائل بھی خاص و عام ہیں اور یہ تصور مضمّن فسادات غیر متناہیہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احتیاط الظہر حکم فتویٰ ناجائز ہے اور اس کی اجازت عامہ تمام فقہاء کے اقوال کے خلاف اور اجازت خاصہ علی الاعلان بھی تصریحات محققین کے خلاف ہے پس احتیاط الظہر کے جو فتوے علی عندن شائع ہوئے ہیں وہ مضمّن اجازت عامہ ہیں وہ سب مذہب حنفیہ کے خلاف ہیں کتب فقہ حنفیہ معتبرہ میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ هذا والله اعلم بالصواب
محمد کفایت اللہ عنہ

قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۲۲ اپریل ۱۹۲ء)

(سوال) ایک قصبہ ضلع مدھیانہ میں ہے وہاں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنی چاہیے کوئی انکار کرتا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق بھی اختلاف ہے؟

(جواب ۳۵۰) اس قصبہ میں جمعہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے تو پڑھتے رہئے اور احتیاط الظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں جمعہ کے بعد چار سنتیں ایک سلام سے پھر دو سنتیں کل چھ سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ (۱) واللہ اعلم۔
محمد کفایت اللہ عنہ

(۱) وتقع فرصاً فی القصبات والقرى الکبیرة التي فیها أسواق الح (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید) ودکر فی الأصل وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها ودکر الطحاوی عن أبی یوسف أنه قال یصلی بعدها ست یسعی أن یصلی أربعاً ثم رکعتین الح (بدائع فضل فی صلاة المسبوبة ۱/۲۸۵ ط سعید وحلی کبیر باب صلاة الجمعة ص ۳۸۸ ط سہیل)

فصل دوم - شرائط جمعہ

۱۔ قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو، جمعہ کا حکم

(سوال) ایک بستی موضع نیسنگ کرنل سے ۱۵ میل مغرب کی طرف لب سڑک واقع ہے جو آبادی کے لحاظ سے تخمیناً چوبیس پچیس سو کی مردم شماری ہے گاؤں مسلمانوں کا ہے پانچ مسجدیں ہیں سب مسجدوں میں پنجگانہ نماز بھی التزام سے ہوتی ہے تھانہ ڈاکخانہ اور سرکاری مدرسہ بھی ہے عید گاہ بھی موجود ہے باقی ضروریات بھی قریب قریب پوری ہو جاتی ہیں بعض صاحب نماز روزے کے مسائل بھی جاننے والے موجود ہیں اگرچہ علم عربی کے ماہر نہیں اس بستی میں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے جمعہ پڑھنا ترک کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب گزارش ہے کہ کیا ہمارے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۱) جس گاؤں میں تھانہ یا تحصیل ہو وہ عموماً بڑا ہی ہوتا ہے پس جب کہ مذکورہ گاؤں میں تھانہ موجود ہے تو یہ قصبے کے حکم میں ہے اور اس میں جمعہ جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

دیہات میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ایک بڑا گاؤں جس کو اہل علاقہ یعنی اس کے گرد و نواح والے بڑا گاؤں جانتے ہیں اور آبادی اس کی اس وقت ۱۲۵۳ آدمی شہر میں آئی ہے ایک مدرسہ اور کئی مسجدیں بھی اس گاؤں میں ہیں آیا ایسے گاؤں میں عند الفقہاء جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں؟ بیوہ توجروا۔

(جواب ۳۵۲) دیہات میں جمعہ پڑھنا فقہائے حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ منجملہ شرائط صحت جمعہ کے مصر جامع یا قراء مصر ہے اور مصر جامع وہ جگہ ہے جس میں بازار، سڑکیں اور ایسا حاکم موجود ہو جو غالبہ کے اعتبار سے ظالم سے مظلوم کا انصاف لے سکے۔

اما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة و شرط صحة اداءها عند اصحابنا حتى لا تحب الجمعة الا على اهل المصر و من كان ساكنا في توابعه و كذا لا يصح اداء الجمعة الا في المصر و توابعه فلا تحب على اهل القرى التي ليست من توابع المصر ولا يصح اداء الجمعة فيها (۲) (بدائع ص ۲۵۹ ج ۱) و روى عن ابى حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولهار سائق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمه و

(۱) و عبارة القيساني: تقع ورضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعيد) لأن الأمير والقاضي الذي شانه القدرة على تنفيذ الأحكام وإقامة حدود لا يكون إلا في بلد كذلك (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعيد)
(۲) (بدائع فصل في بيان شرائط الجمعة ۲۵۹/۱ ط سعيد)

علمہ او علم غیرہ والناس يرجعون اليه في الحوادث وهو الاصح (۱) (بدائع ص ۲۶۰ ح ۱) وقال في العالمگیریة ولا دائها (ای الجمعة) شرائط فی غیر المصلیٰ منها المصر کدافی الکافی والمصر فی ظاهر الروایة الموضوع الذی یكون فيه مفت وقاصر یقیم الحدود و ینفذ الاحکام و بلغت ابیته ابیة منی هكذا فی الطهیریة و فتاویٰ قاضی خاں و فی الحلاصة و علیه الاعتماد کدافی التارخانیة و معنی اقامة الحدود القدرة علیها هكذا فی العنایة و کما یحور اداء الجمعة فی المصر بحوز ادائها فی فناء المصر وهو الموضوع المعد لمصالح المصر متصلاً بالمصر . انتهى (۲) (ص ۱۵۳ ح ۱) پس جو مقام کہ خود مصر ہو یا توابع مصر سے ہو اس میں جمعہ جائز ہے اور جو مقام ایسا نہیں ہے اس میں جمعہ جائز اور صحیح نہیں ہے توابع مصر وہی جگہ ہو سکتی ہے جس سے مصر کے تعلقات وابستہ ہوں اور ضروریات مصر وہاں سے بہم پہنچی جاتی ہوں ان دو جگہوں کے عدوہ کسی اور جگہ کے باشندوں پر جمعہ فرض بھی نہیں اور نہ ان کے د کرنے سے اور ہو گا ہندوستان میں جمعہ صرف ان جگہوں میں جائز ہے جہاں کوئی حاکم مجاز بتا ہو کسی ایسی مستی میں جہاں کوئی حاکم مجاز نہ ہو جمعہ صحیح نہیں اور نہ وہاں کے باشندوں پر جمعہ فرض ہے لیکن اگر کسی جگہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے اور اب موقوف کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ میوات و پنجاب کے بعض دیہات کے متعلق سن گیا ہے کہ وہاں جمعہ موقوف کیا گیا تو لوگوں نے ہتھکانہ نماز بھی چھوڑ دی تو ایسی صورت میں اس کا بند کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ نماز چھوڑ دینے سے تو یہی بہتر ہے کہ جمعہ پڑھ لیں اس لئے کہ جمعہ حسب اختلاف روایات یا اختلاف مجتہدین ایسی جگہ پڑھنا جائز تو ہے اور ترک صلوٰۃ سخت کبیرہ ہے۔

واستشهد له بما في النحییس عن الحلواني ان كسالى العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لا نهيم اذا مسعوها تركوها اصلاً وادأوها مع نجویر اهل الحدیث لها اولی من تركها اصلاً (رد المحتار) (باب العیدین) مطلب یطلق علی السنة وبالعکس ص ۱۷۱ ج ۲ بیج یم سعید

تحقیق جمعہ فی القرئی اور مصر و قریہ کی تعریف

(سوال) (۱) عند الاحناف جو جمعہ کے واسطے مصر کی قید ہے اس سے یہی عرفی مصر مراد ہے یا اور کچھ اگر عرفی ہے تو قصبات و بڑے گاؤں میں جمعہ درست نہ ہو گا کیونکہ ان کو عرف میں شہر نہیں کہا جاتا حالانکہ فقہان ہردو میں جمعہ درست کہتے ہیں تعریف مصر میں فقہاء کے کس قدر اقوال ہیں ؟ اور مختار

(۱) (ایضاً حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۶۰/۱) -----

(۲) (الب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱/۱۴۵ ط ماحدیہ)

متاخرین مثل صاحب شرح وقایہ ودر مختار و صحتاوی و بحر العلوم وغیرہ کیا ہے؟
(۲) قصبہ وقریہ کبیرہ اور قریہ کبیرہ و صغیرہ میں ماہ الفرق کیا ہے؟ اس کو بسط کے ساتھ تحریر فرمائیں جس سے شہر قصبہ قریہ کبیرہ میں قریہ صغیرہ میں بین فرق معلوم ہو جائے۔

(۳) مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی و بحر العلوم مولانا عبد العلی حنفی تھے یا غیر مقلد؟ اور الذکر مصنف شرح مؤطا میں شہر اور قریہ دونوں میں جمعہ واجب کہتے ہیں اور مؤخر الذکر ارکان اربعہ میں کہتے ہیں۔ فالقابل للفتویٰ فی مذہبنا الروایۃ المحتار للبلخانی

(۴) کیا شریعت سلطان و مصر میں اختلاف فاحش اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ دونوں قطعی نہیں بلکہ ظنی ہیں جیسا کہ بحر العلوم اور مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں فیوض قاسمیہ میں ہے ”اگر کے دردیہ جمعہ قائم کند دست و گریبان نش زند کہ شرط مصر ظنی است بل ہم ضعیف“ ایسی صورت میں تمام مشروط جمعہ موجود ہوں اور صرف مصریت مروجہ نہ ہو تو جمعہ بہتر ہے ظہر پڑھنے سے یا اس کا عکس؟ (۵) الجمعة واجبة علی کل قریة اس حدیث کو عدمہ سیوٹی نے جامع صغیر میں اور مولانا شاہ ولی اللہ نے حجتہ اللہ البالغہ میں نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع؟ نیز اس سے مولانا شاہ ولی اللہ کا استدلال علی وجوب الجمعة فی القری صحیح ہے یا نہیں

(۶) ایسے گاؤں میں جس پر حنفی فقہ کی بیان کی ہوئی تعریفوں میں سے کوئی نہ کوئی تعریف صادق آتی ہو جمعہ پڑھنے والے غیر مقلد ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو شخص حنفی اہل مذہب عالم کو صرف ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے غیر مقلد کہہ کر لوگوں کو اس کی طرف سے بدگمان کرے وہ کیسا ہے؟ جب کہ مولانا محمد قاسم، مولانا محمد یعقوب و حاجی احمد دہلوی، مولانا عبد الخالق دیوبندی وغیرہم دیہات میں جمعہ پڑھتے رہے ہیں کیا یہ سب حضرات دیہات میں جمعہ پڑھ کر گناہ گار ہو گئے؟

(۷) جس مقام میں تین مسجدیں ہوں اور وہاں کی بڑی مسجد میں مکلف بالجمعہ مسلمان نہیں سما سکتے بلکہ تینوں مسجدوں میں بھی نہیں سما سکتے اور چار پانچ دکانیں بھی ہوں جن سے ضروری اشیائے خوردنی و پوشیدنی دستیاب ہو سکیں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ مختار شرح وقایہ ودر مختار و صحتاوی و بحر العلوم کے موافق اگر مذکورہ بالا گاؤں والے جمعہ پڑھ رہے ہوں اور وہاں دوسری مسجد میں چند آدمی ازراہ نفسانیت و تعصب، اسی وقت بالقابل اپنی عیحدہ اذان و اقامت کہہ کر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں جس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے، تو دو چار آدمیوں کا یہ فعل کیسا ہے؟ حالانکہ مجلس ابرار میں ہے لو صلیت الجمعة فی القریة وکنت فیہا یلزمک ان تحصرها الح سب سوانات کے جوابات شرح اور مدلل بحوالہ کتب تحریر فرما کر مطمئن فرمائیں۔ خاکسار حافظ امام الدین

(جواب ۳۵۳) حضرت علیؑ کے قول میں لفظ مصر موجود تھا اور اشتراط مصر میں یہی قول حنفیہ کا ماخذ ہے مصر اگرچہ عرف میں معروف اور معلوم امر اور لفظ تھا مگر فقہائے حنفیہ نے اس کی تعریف بیان کی ہے

اور تعریفیں مختلف عبارتوں میں ہوئیں اس لئے تعین مراد میں اختلاف ہو گیا چونکہ بعض تعریفیں ایسی بھی تھیں جو قصبہ اور قریہ کبیرہ پر صادق آتی تھیں اس لئے فقہاء نے قصابات و قریات کبیرہ کو مصر میں داخل کر دیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مصر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ کو شرعاً تین چیزیں قرار دیکر تینوں میں جمعہ جائز قرار دیا بلکہ مطلب یہ تھا کہ چونکہ مصر کی تعریف قصابات و قریات کبیرہ پر صادق آگئی اس لئے یہ تینوں شرعاً مصر قرار پائے اور جمعہ کے جواز کا حکم دیا گیا۔

ب یہ بات کہ حنفیہ کا اصل مذہب کیا ہے تو یہ بات صاف صاف ہے کہ اصل مذہب جو متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے پس جو مقام کہ مصر قرار پائے گا وہاں جمعہ جائز ہوگا (خواہ وہ صرف میں شہر کہلاتا ہو یا قصبہ یا گاؤں) مصر کی کوئی تعریف معتبر ہے تو معتبر تعریف تو وہی ہے جو امام ابو حنیفہ سے باختلاف عبارات منقول ہے اگرچہ بہت سے متاخرین نے مالا یسع اکثر مساجدہ اہلہ (۱) کو اختیار کیا ہے مصر کی شرط بے شک ظنی ہے لیکن حنفیہ کے اصل مذہب میں مصر کا شرط ہونا ظنی نہیں ہے اور ایک حنفی بحیثیت حنفی ہونے کے اس کا انکار نہیں کر سکتا حضرت شاہ ولی اللہ فروع میں مذہب حنفیہ کے متبع تھے لیکن چونکہ وہ ایک متبحر و محقق عالم تھے اس لئے انہوں نے چند مسئل میں حنفی مذہب کے خلاف بھی ضرر رائے کیا ہے اسی طرح مولانا بحر العلوم سے چند مسائل میں حنفیہ کا خلاف کرنا منقول ہے بزرگوں کے قول کا یہ مطلب ہے کہ شرط مصر ہمارے نزدیک ضروری نہیں اگرچہ حنفی مذہب اس کے اشتراط کی تصریح کرتا ہے یہ مطلب نہیں کہ حنفیہ کے مذہب میں مصر شرط نہیں ہے (۲)

پس اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہ کے اس قول کے موافق عمل کرے یا فتویٰ دے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر شاہ ولی اللہ صاحب یا مولانا بحر العلوم کی تقلید کی ان دونوں بزرگوں نے اس میں اگر حنفیہ کے اصل مذہب سے عدول کیا تو حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا تبحر اور درجہ تحقیق بہت اعلیٰ ہے۔

حدیب الجمعة، واحدة علی کل قریہ مجھے اس کی سند اور مرفوع یا موقوف ہونے کا علم نہیں (۳) گاؤں میں (جس پر مصر کی کوئی تعریف صادق آتی ہو) جمعہ پڑھنے والوں کو غیر مقدم نہیں کہ جاسکتا زیادہ سے زیادہ ان کے فعل کو مرجوح کہا جاسکتا ہے چونکہ یہ گاؤں کے مصر ہونے نہ ہونے میں

(۱) (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

(۲) (ویشترط لصحتها سبعة أشياء) الأول البصر الحج (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

(۳) حضرت نے حدیث ”الجمعة واجب علی کل قریة“ کے بارے میں توقف کیا ہے لیکن محدث دار فطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے الحدیث مع ضعف رواۃ منقطع ایضاً فلا یستحب لا احتیاج بہ (سنن دار فطنی) باب الجمعة علی اهل القرية ص ۷ ط دار نشر الكتب الإسلامية (لاہور) اسی طرح سنن کبریٰ میں سے (الحکم بن عبد اللہ متروک و معاویہ) سنن بحبی ضعیف ولا یصح هذا ان الزهري وقد روی فی هذا باب حدیث فی الحمسين لا یصح اسنادہ ۱۷۹ ط مشر لسة بیرون بوزن گیک ملتان)

اختلاف ہے اس لئے جمعہ پڑھنے والے اور ظہر پڑھنے والے دونوں ماؤل ہیں کوئی دوسرے کی تفضیلیا یا تفصیق نہیں کر سکتا ہاں ہر ایک اپنے فعل کو رائج اور دوسرے فعل کو مرجوح ثابت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے نفسانیت امر مخفی ہے اس کا از م کوئی دوسرے پر نہیں لگا سکتا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ جمعہ

(سوال) کسولی ایک پہڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسجدوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس مسجد میں نماز جمعہ کامل اجر و ثواب کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایک بستی میں ایک سے زائد مساجد ہوں تب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکتی ہے ورنہ نہیں اگر یہ خیال صحیح ہے تو کیا جمعہ کے دن نماز صھر کی ادائیگی پر اکتفا کر لینا چاہیے؟

(جواب ۳۵۴) جمعہ کے جواز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متعدد مساجد ہوں جب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکے بستی پر مصر کی تعریف صادق آتی چاہیے کسولی اپنی تعداد آبادی اور فوجی چھاؤنی ہونے کے لحاظ سے اس کی قابلیت رکھتی ہے کہ اس میں نماز جمعہ پورے ثواب کے استحقاق کے ساتھ ادا ہو لہذا اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے قریب جماعت خانہ، نانا

(سوال) ایک قصبہ میں زمانہ قدیم سے سب اہل اسلام ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے تھے چند دنوں سے ایک فرقہ ذاکرین کا آیا ہے انہوں نے ایک جگہ ذکر و شغل اور حلقے کے لئے مقعر کی ہے جسے وہ زاویہ کہتے ہیں یہ لوگ مسجد قدیم میں جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں آتے بلکہ اسی زاویہ میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کے اس فعل سے مسجد کی جماعت میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے آئندہ عید کی نماز بھی وہ لوگ اسی زاویہ میں ادا کریں گے مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے وہ لوگ زاویہ میں ہمیشہ جماعت کرتے ہیں آیا ان لوگوں کی نماز جمعہ و عید وغیرہ اس جگہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو سکتی ہے تو ثواب مسجد و جماعت سے محروم ہوئے یا نہیں؟ اور جب کہ مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ فعل کیا ہے تو ان کے زاویہ پر احکام مسجد ضرار کے کیا ہوں گے یا نہیں؟ بیوا تو جرو،

(جواب ۳۵۵) اگر ان کے اقربا یا قرائن قویہ معتبرہ سے ان کی یہ نیت ثابت ہو جائے کہ مسجد کی

(۱) و تمنع فرصاً فی القصصات و القرى الکبیرہ التي فیہا أسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید)
بلاذ کبیرہ فیہا سکت و أسواق و بناہ سائق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

جماعت کم کرنے کے لئے نہوں نے یہ فعل اختیار کیا ہے تو ان کی جماعت پر حرام ہونے کا حکم یہ جائے گا اور اگر اس نیت کا ثبوت کافی طور پر موجود نہ ہو تو بصورت واقع میں اس نیت کے ہونے کے کرمات تحریمی لازم ہے اور اگر نیت مذکورہ نہ ہو تو نہیں البتہ زاویہ میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب بہر صورت نہ ملے گا اسی طرح اگر جماعت قلیہ سے نماز پڑھیں تو جماعت کثیرہ کے ثواب سے محروم رہیں گے تقلیل جماعت مکروہ تحریمی ہے تاخیر عشاء نصف لیل پر مکروہ تحریمی اسی وجہ سے ہے۔ فان اخرها الی ماراد علی الصف کرہ لتقلیل الجماعة (درمختار) قوله کرہ ای تحریمہ (رد المحتار) (۱)، واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم

(سوال) ملک برہ میں شرمائے سے ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چوکی نام کا ہے اس قصبہ سے تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام لیپن ہے گاؤں اور قصبہ کے پچ میں کھیت اور جنگل ہیں اس گاؤں میں کافر سرکار کی طرف سے ایک نائب ہے جسے برمی زبان میں تجی کہتے ہیں وہ مسلمان ہے اور ایک عالم ہے آبدی مسلم و غیر مسلم چودہ سو نفوس ہیں اس گاؤں میں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ۳۰ باتھ اور چوڑائی ۲۴ باتھ ہے وہاں پر نے نے سے جمعہ ہوتا ہے اب یہ چرچا ہوا کہ مذہب حنفی میں گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب دو گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ جو ترک جمعہ کا قائل ہے اپنی دلیل میں بھشتی گوہر ص ۹۲ اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۰۳ اور فتاویٰ امدادیہ جلد اول ص ۹۰ اور تہ فتاویٰ امدادیہ جلد اول ۳۲ ورتجیح لراج حصہ دوم ص ۱۷۱ کے حوالے پیش کرتا ہے آپ کے نائب مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ ”اگرچہ چھوٹے گاؤں میں موافق مذہب حنفی کے جمعہ نہیں ہوتا ہے لیکن جس گاؤں میں قدیم سے جمعہ قائم ہو تو روکنا نہیں چاہیے اپنے مذہب کی پابندی سے اور روک دینے سے مفاسد منظمہ میں پڑ جانے کا خوف و خطر بظن غالب ہوتا ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے اپنے مذہب کی پابندیوں کو چھوڑ دینا جائز ہے۔ ہاں نہ پڑھنے والوں پر معترض بھی نہ ہونا چاہیے“ حبیب الرحمن سلین غفرلہ عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا ہے مگر روکنا نہیں چاہیے نہ روکنے کی صورت میں جو لوگ جمعہ پڑھیں گے نکاح فرض ادا ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں ہو گا تو کیا ہو گا؟

جس جگہ نماز جمعہ فرض نہیں ہے وہاں جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے لحاظ سے چند کمزوریات کا ارتکاب لازم آتا ہے اول غفل کی جماعت۔ دوم نوافل نماز میں جہر سوم غیر لازم کا التزام چہارم ترک

جماعت فرض ظہر، پنجم اگر کوئی ظہر نہ پڑھے تو ترک فریضہ کہ حرام اور فسق ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی نمبر ۱۱۱ عبد الحمید صاحب موضع نڈالوگانوں ضلع چوکسی۔

۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۶) گاؤں میں جمعہ کا صحیح ہونا نہ ہونا مجتہدین میں مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک جواز جمعہ کے لئے مصر ہونا شرط ہے لیکن مصر کی تعریف میں اختلاف عظیم ہے تاہم جس مقام میں کہ زمانہ قدیم سے جمعہ قائم ہے وہاں جمعہ کو ترک کرانے میں جو مفسد ہیں وہ ان مفسد سے بدرجہا زیادہ سخت ہیں جو سائل نے جمعہ پڑھنے کی صورت میں ذکر کئے ہیں جو دو گ جمعہ کو جائز سمجھ کر جمعہ پڑھتے ہیں ان کا فرض ادا ہو جاتا ہے نفل کی جماعت یا جہر بقرات نفل نہایت ترک فرض مازم نہیں آتا۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

(۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا

(۲) فنائے مصر کی تعریف

(سوال) (۱) بوجہ تنگی مسجد کسی شخص کے مملوک مکان میں کہ جس میں تمام مسلمان بداروک ٹوک آسکیں اور فراخ ہو جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) فنائے مصر کس کو کہتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۵ محمد لاکل پوری دیوبندی (ضلع لدھیانہ)

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۷) ہاں مکان میں بھی جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے جب کہ کسی کی روک ٹوک نہ ہو مگر ہمیشہ مکان میں ہی نماز قائم کرنا اور مسجد کو معطل کرنا نہیں چاہیے (۲)

(۲) فنائے مصر وہ مقام ہے جو شہر سے باہر مگر متصل ہو اور شہر کی بعض ضروریات اس مقام سے بہم پہنچتی ہوں (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) گاؤں میں قنہ کے نوب کی وجہ سے جمعہ جاری رکھے کا حضرت کا یہ قول توسع در اقلی رائے پر مبنی ہے کیونکہ تمام کتب میں عدم جواز تصریح کی گئی ہے اس کے علاوہ فتاویٰ معاصرہ امداد فتاویٰ ۲۶۶ فی الفتاویٰ احسن الفتاویٰ امداد احکام ۷۰۶ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/۹۹ میرہ میں بھی عدم جواز پر جواز تفاق ہے لہذا آئے داسے مکمل جمعہ فی آخری کے بارے میں حضرت کی رائے کا اصل ہے نیز جواب ۳۸۸ میں انہوں نے خروج من المذہب کی تصریح بھی کی ہے۔ وتفع فرصاً فی الفصبات والقری الکبیرہ التي فیہا أسواق الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۸/۲ سعید) وفي الحواضر "لو صلوا فی القرى لزمهم اداء الطهر الخ (رد المختار جمعہ ۱۳۸/۲ سعید) وفي الدر المختار "صلوة العيد فی القرى مکروہ تحریم الخ وفي الشامہ ۱۰ ومثل الجمعة (باب الجمعة ۱۵۲/۲ ط سعید) (۲) والسابع الادن العام وهو يحصل لفتح أبواب الجامع للواردین الخ (الدر المختار جمعہ ۱۵۲/۲ سعید) (۳) وشرط صحتها المصر وفاءه وهو ما اتصل به لاجل مصالحه كدفن الموتى وركض الحیل الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۸ ط سعید)

گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سما سکیں، جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے گزرا ازمہ تو نہیں آتا اور ضرر اس کے ذمہ سے ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟ وروہ جو مصر کی تفریف شرح و قیہ میں لکھی ہے معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۴ عبد العزیز، حسین پور ڈاکخانہ کلیانپور۔ ضلع جالندھر

۱۵ شول ۱۳۵۲ھ ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۸) اگر آپ کے موضع میں عرصے سے جمعہ جاری ہے اور متعدد مساجد یعنی دو یا دو سے زائد مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلف بالجمعہ اشخاص نہ سما سکیں تو وہاں جمعہ پڑھتے رہنے میں مضائقہ نہیں اور فرض ضرر ذمہ سے ساقط ہو جائے گا شرح وقایہ کی یہ تفریف قابل عمل ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو

(سوال) ایک گاؤں جس کے اندر ڈیڑھ سو گھ بندو مسلمانوں کے ہیں چند چھوٹی چھوٹی دکانیں مرتبہ سالہ کی ہیں بازار اس گاؤں سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر قریب ایک سو برس سے جمعہ ہوتا چلا آیا ہے لیکن ایک مووی صاحب آکر ہم دو گوں کو حدیث و مسئلہ سے سمجھا کر گاؤں میں مطلق جمعہ لگائی مذہب میں جائز نہیں اب گاؤں میں ایک جماعت جمعہ پڑھتے ہیں اور ایک جماعت ظہر پڑھتے ہیں اب دونوں جماعت میں بٹھڑا ہوتا ہے لیکن گریز گ صاحب کے یہ کہنے پر کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جو جمعیتہ عامہ نے ہند کے صدر ہیں اور تمام مسلمان آپ کو بزرگ عالم مانتے ہیں گروہ اجازت دیدیں گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی تو ہم سب متفق ہوں گے۔

المستفتی نمبر ۱۱۹ احمد النبی صاحب محمد سر دھ پور ڈاکخانہ خوردہ ضلع پوری۔

۲۵ شول ۱۳۵۲ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۹) اگر اس جگہ ایک سو برس سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ اس کی بندش میں دوسرے فتن و فسادات کا اندیشہ ہے جو ہوگا نہ پڑھیں ان پر بھی اعتراض در ضمن نہ کرنا چاہیے وہ اپنی ضرر کی نماز پڑھیں یا کریں وروہ جمعہ پڑھیں وہ جمعہ پڑھیں یا کریں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وعند البعض موضع اذا جمع فيه في اكثر من مائة لا يسع فيه الاقول رد لا يسع فيه مساحده اهل مصر وإنما احتار هذا القول دون تنسیر الاول بصور الترابی فی احکام الشرع (شرح یوقیہ باب الجمعة ۱۹۸/۱ ط سعید)

(۲) واستشهد له بما فی التحسین عن الحلواني ان كسالي العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يسعون لانهم اذا سعوا تركوها اصلاً وان دها مع تحوير اهل الحديث لها اولی من تركها اصلاً (رد المحتار باب العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید)

چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) اس جگہ ہمارے قریب تحصیل گوہد جو کہ ایک معقول قصبہ ہے دو مسجدیں ہیں اور دونوں میں نماز جمعہ ہوتی ہے ہر دو امام صاحب یہاں ایک مصنوعی مزار کے پجاری ہیں اور اس کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ عداوہ ازیں حوالنغوں کا کھانا بھی بڑی خوشی و دلچسپی سے نوش فرماتے ہیں ورنہ چرنگک تشبہزی سے بھی قطعی پرہیز نہیں ورنہ خود اپنی تقریبوں میں بھی حوالنغوں کو بلاتے ہیں اور آتش بازی بھی استعمال کرتے ہیں تعداد نمازیں ایک مسجد میں تقریباً آٹھ دس نمازی دوسری میں پندرہ بیس نمازی جمعہ میں شرکت کرتے ہیں نمازی سب کے سب بے علم ہیں اور امام صاحب بھی تقریباً ایسے ہی ہیں کیا ان صورتوں کے ہوتے ہوئے نماز جمعہ دکر میں یا ظہر؟ نیز بندہ اپنے پورہ فضل پور میں رہتا ہے جس ہم صرف پانچ مسم آباد ہیں صرف دو گھروں کے مگر جمعہ کے دن اور عید کے دن ارد گرد کے مسلم صاحبان بوجہ ہونے مسجد کے جمع ہو جاتے ہیں کیا ہم نماز جمعہ ورنہ عید ادا کریں یا نہیں؟ ورنہ ہماری مسجد میں پانچوں وقت نماز کے لئے دن ہوتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۰ محمد عبد الحمید زمینہ رفا ضل پورہ ریوے اسٹیشن۔ گوہر روڈ۔ ریاست گویار

۳۰ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۰) ایسی صورت میں اگر ان اماموں کی جگہ کوئی اور بہتر و متدین اور مسائل سے واقف شخص کو امام مقرر نہیں کیا جاسکتا تو آپ کے لئے بہتر ہے کہ اپنے گاؤں میں نماز ظہر باجماعت دکرایا کریں کیونکہ آپ کا گاؤں بہت چھوٹا ہے اور جمعہ پڑھنے کے قابل نہیں ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ)

بسی والوں کا شہر جاکر جمعہ پڑھنا

(سوال) ہمارے گاؤں سے کوئی شہر یا قصبہ سات کوس سے کم نہیں اس لئے جمعہ کی نماز سے محروم رہتے ہیں گاؤں سے دو کوس فرید پور ایک اوسط درجے کی بستی ہے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اس میں دو مسجدیں ہیں ایک شیعوں کی دوسری سنیوں کی گاؤں میں سرف ایک آدھ مکان پر کچھ کپڑے مل جاتا ہے اور ایک نانکھن کی دکان پنساری کی بھی ہے مٹھائی یا سبزی وغیرہ کی کوئی دکان نہیں برست ڈھائی کوس پر ہے۔ وہاں بھی جمعہ کی نماز ہوتی ہے برست میں چھ سات مسجدیں ہیں مگر سب شیعوں کی ہیں سنیوں نے ایک مسجد سنیوں کو دی ہوئی ہے اسی میں جمعہ ہوتا ہے اور جب چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں دوسری دکان دیتے ہیں مگر برست میں سوائے سبزی کے ضروریات کی سب چیزیں ملتی ہیں اور آبادی دونوں بستیوں کی تقریباً بیس ہے کیا ہم ان دونوں بستیوں میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المسئتی نمبر ۲۴۹ شبہ زخاں سب نیپٹر پولیس موضع ٹڑھی بیر ڈاکخانہ گھروندہ ضلع کرنال

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۱) ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک جگہ جا کر جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا

(سوال) اَر الوداع کو وجہ کثرت آدمیوں کے جمعہ کی نماز عید گاہ یا حدود شہر میں اور جگہ پڑھی جائے جامع مسجد کو چھوڑ کر کیا یہ جائز ہے؟ اور ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ اس جگہ دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو جامع مسجد کو چھوڑنا دوسرے ثواب وغیرہ میں کمی مہربانی فرما کر اپنی رائے بیان نہ کریں بلکہ کتاب کا ولہ دیں بال گرکتوں میں یہ جزی موجود نہ ہو تو پھر اپنی رائے پیش فرما سکتے ہیں؟

المسئتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد نمر خطیب جامع مسجد سرگودھہ ۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۲) کوئی جزی نہیں دیکھی۔ مگر مسجد کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو

(سوال) ہمارے گاؤں جس میں تقریباً ایک سو سٹھ گھر ہوں گے اور باغ مرد دو سو ستون ہیں دو مسجدیں ہیں جمعہ پہلے سے جاری ہے تقریباً تین سو سٹھ تین صفیں نمازیوں کی ہو جاتی ہیں اب ایک ماہ سے ایک مولوی صاحب نے آکر جمعہ بند کر دیا ہے اس دن سے ظہر کی اذان بھی سنائی نہیں دیتی کیونکہ ہمارے امام صاحب اور چند آدمی وہاں میں جمعہ پڑھنے چلے جاتے ہیں۔

المسئتی نمبر ۳۵۴ نذر محمد (ضلع جہلم) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۳) اس مقام پر پہلے سے جمعہ قائم تھا تو اب اس کو بند کرنا نہیں چاہیے جمعہ کی نماز بدستور

پڑھتے رہیں۔ ۱۳ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) وبقع فرصا فی القصص و لغری الکسرة تنی فیہا اسواق الح (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)
(۲) و تردی فی مصر واحد حواصع کثرہ مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی (التسیر مع شرحہ باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید) و شرط لصحتها سعة شئ الا ان المصراع (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)
(۳) و استشهد له بما فی التحسین عن محلوانی اب کسانى العزم اذ صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمعرب لایہم اذ معوا ترکوها اصلاً و دھ مع تحویر هل الحديث بها اونی من ترکها اصلاً الح (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۷۱ ط سعید)

ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے، احتیاط اظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ہندوستان میں غیر مسمم حکومت کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ شہر کے اندر قاضی یا مفتی کا ہونا ضروری ہے جو شرعی حدود جاری رکھ سکتے ہو اور ہندوستان میں شرعی سزا نہیں دی جاسکتی اس سے جمعہ فرض نہیں اور اس صورت میں چار رکعتیں نماز ظہر ضروری پڑھنی چاہئیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۲ مؤذن صاحب گوروی مسجد دہلی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۴) ہندوستان میں جمعہ کا فرض نہ ہونا صحیح نہیں جن شرائط کی بنا پر فرضیت جمعہ میں شک کیا جاتا ہے ان کا فیصلہ محققین فقہاء کرچکے ہیں اور جب کہ فرضیت جمعہ رائج ہے، تو احتیاط اظہر کی ضرورت نہیں ہے جمعہ بھی پڑھنا اور پھر احتیاطی ظہر بھی پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور عام طور پر عقیدے کو بگاڑنا ہے اس لئے اس نماز کو رواج دینا اور عوام کو تعظیم دینا کہ احتیاطی ظہر پڑھیں درست نہیں۔
فتاویٰ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو

(سوال) ایک بستی میں ہمیشہ سے لوگ جمعہ پڑھتے ہیں اب ایک مولوی صاحب بند کرانا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس ملک گجرات میں چھوٹی چھوٹی بستیاں ہندوؤں کی بسائی ہوئی ہیں اور ان میں پنج یا سات گھر مسلمانوں کے ہوں وہاں جمعہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۷ وی جی ٹیل (ضلع بھروچ) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۵) جن بستیوں میں قدیم سے جمعہ پڑھا جاتا ہے اور جمعہ چھوڑانے سے لوگ نماز پنج وقتہ بھی چھوڑ دیتے ہیں ایسی بستیوں میں جمعہ پڑھنا چاہیے تاکہ سلام کی روق اور شوکت قائم رہے اور جو لوگ کہ ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے وہ نہ پڑھیں ان سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں ہیں ورنہ پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں ہیں میں اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا کرنا حرام ہے، جن چھوٹے گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے وہاں قائم نہ کریں اور جہاں پہلے سے قائم تھا پھر چھوڑ دیا اور اس کی وجہ سے لوگوں نے نماز جمعہ چھوڑ دی وہاں پھر شروع کر دیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱، قلوا اولاد کفاراً یحور للمسلمین بذمة الجمعة وصیر القدسی فصلاً تراویح المسلسل (رد المحتار) باب الجمعة ۲ (۱۴۵ ط سعید) وفي البحر وقد فتيت مراراً لعدم صلاة الاربع بعدد سبة آخر طهر حوف اعتقاد عدم قرينه الجمعة وهو الاحباط في زماننا اح (رد المحتار) باب الجمعة ۲ (۱۳۷ ط سعید)
(۲) واستشهد له في المحقق عن الحيواني ان كسائي عوام يد صرا الفجر عبد صواع الشمس لا يمعون لانهم اد معرا تركوها اصلاً وادواها مع تحوير اهل الحديث لها ولي من تركها اصلاً اح (رد المحتار) باب الجمعة ۳ (۱۷۱ ط سعید)

ڈھانکی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ضلع مظفر نگر میں ایک جگہ پھلت ہے جس کی موجودہ حالت حسب ذیل ہے کل تعداد اکیس سو آدمیوں کی ہے اشیائے ضروریہ دستیاب ہو جاتی ہیں چھ دکانیں پر چون کی ہیں دو بزاز کی دو عصار کی تین درزی کی۔ پانچ چھ دکانیں اور متفرق ہیں دس گیارہ دکانیں قصاویں کی ہیں پانچ چھ حکیم ہیں حافظ پندرہ بیس کے قریب ہیں مولوی پندرہ بیس کے قریب ہیں ایک مازار ہفتہ وار یعنی بیٹھ ہوتی ہے چار مسجدیں ہیں ایک ان میں سے جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ مسجد پہلے چھوٹی تھی لیکن جمعہ ہوتا تھا اور اس مسجد کی دوبارہ تعمیر کی بنیاد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمائی ہے جو بڑے پیمانے پر تیار ہے ایک مدرسہ اسلامیہ ہے جو فیض الاسلام کے نام سے موسوم ہے جفت فروش کی کوئی دکان نہیں ہے اور تھانہ ڈکھنہ شفا خانہ مدرسہ سرکاری ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے پھلت میں ایک حرمہ سے جمعہ قائم ہے جس کی ابتدا معلوم نہیں ہے ایک صاحب مسکنی حافظ احمد صاحب جن کی عمر چوراسی سال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ہوش سے یہاں جمعہ ہوتا دیکھ رہا ہوں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ اور حضرت مولانا شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حضرات کی پیدائش پھلت کی ہے اور حضرت شاہ اہل اللہ کا تو قیام ہمیشہ پھلت میں ہی رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی چونکہ یہاں قرابت تھی آمد و رفت کا سلسلہ ضرور رہا ہوگا اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا اور اس زمانے کی آبادی کا حال کچھ معلوم نہیں حضرت مولانا شاہ محمد عاشق صاحب و حضرت مولانا شاہ محمد فائق و حضرت مولانا شاہ محمد حسیب اللہ صاحب یہ تینوں حضرات بھی پھلت کے ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا حضرت مولانا اب قطب الدین خاں دہویؒ حضرت مولانا حبیب الدین پھلتیؒ مولانا محمد صاحب پھلتیؒ مولانا عبدالقیوم پھلتیؒ قاضی ریاست بھوپالؒ مولانا محمد ایوب پھلتی قاضی ریاست بھوپالؒ مولانا عبدالرب پھلتیؒ مولانا عبدالعبدل پھلتیؒ مولانا محمد یحییٰ پھلتی قاضی ریاست بھوپالؒ مولانا فیض احمد پھلتیؒ مولانا محمود احمد پھلتیؒ مولانا محمد فیض پھلتیؒ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ شیخ المسند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہم اللہ نے یہاں جمعہ پڑھا ہے اکثر قرب و جوار کی بستیوں کے آدمی پھلت میں آکر جمعہ و عیدین پڑھتے ہیں اور کثرت دیہات میں مساجد بھی نہیں ہیں اور وہاں کے مسلمان کفار کی رعایا رہتے ہیں جو حضرات یہاں پر جمعہ پڑھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں بہت سے عمارتیں جمعہ پڑھا ہے جن کے اسمائے گرامی و پردرج ہیں ان کے فعل ہمارے لئے سند ہے اگر ناجائز ہوتا تو یہ حضرات کیوں پڑھتے دوسرے یہ کہ جس جگہ ایک حرمہ سے جمعہ ہو رہا ہو اسے بند نہیں کرنا چاہیے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تیس سال تک نمازی بھی اور مسلمان حرموں نے روکا نہیں تو اب کسی شخص کو روکنے کا اختیار نہیں ہے جو صاحب یہاں جمعہ نہیں پڑھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ درست نہیں اور

پھلت بھی گاؤں ہی ہے چونکہ آبادی تھوڑی ہے علیٰ القیاس بازار جس میں کل تیرہ دکانیں ہیں اور ایسی بستی جس میں تین ہزار آدمیوں سے کم ہوں اور بازار بھی نہ ہوں وہاں جمعہ درست نہیں ہے بہت سے علماء کی تحریرات سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ذیل میں بعض علما کی تحریرات نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں مرقوم ہے وہ ہند۔ جس موضع میں دو ہزار آدمی ہندو مسلمان ہوں اس جگہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے الخ حضرت مولانا عزیز الرحمن نور اللہ مرقدہ مفتی دار العلوم دیوبند نے ایک استفتاء کے جواب میں مرقوم فرمایا ہے وہ استفتاء مع جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ استفتاء جس آبادی میں مسجد نہ ہو وہاں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ الجواب۔ اگر وہ بستی بڑی ہو مثلاً قصبہ یا بڑا قریہ ہو کہ تین چار ہزار آدمی وہاں آباد ہوں اور بازار ہوں تو اگرچہ وہاں مسجد نہ ہو جمعہ صحیح ہے حضرت مولانا اشرف سی تھانوی نے ہشتی گوہر میں تحریر فرمایا ہے ”مصر یعنی شریا قصبہ‘ پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے“ حضرت مولانا ضیاء احمد صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے ایک سوال کے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ ”قصبے کی آبادی تین چار ہزار ہوتی ہے“ اور یہ کہنا کہ علما کا فعل ہمارے لئے سند ہے غلط ہے کیونکہ کسی عالم کا فعل حجت شرعی نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جس جگہ ایک عرصہ سے جمعہ ہو رہا ہے اسے بند کرنا نہیں چاہیے ضرور بند کرنا چاہیے اگر اس میں فی الحال شرائط صحت جمعہ مفقود ہوں یعنی وہ چھوٹا گاؤں ہو اب چونکہ وہ محل اقامت جمعہ نہیں ہے اور ایسی جگہ جمعہ پڑھنے کو فقہائے کرام و مجتہدین عظام مکروہ تحریمی فرماتے ہیں یہ امر دریافت طلب ہے کہ مقام مذکور میں بحالت موجودہ نماز جمعہ و اعیاد عندا حناف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۰ حافظ محمد قاسم (پھلت) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۶) (از مفتی اعظم) پھلت کی یہ حیثیت جو سوال میں مذکور ہے اس کو قریہ کبیرہ بنادینے کے لئے کافی ہے اس لئے اس میں اقامت جمعہ جائز ہے بالخصوص عرصہ دراز کا قائم شدہ جمعہ بند کرنا مفاسد کثیرہ کا موجب ہے اس لئے اس کو بند کرنا مصالحت شرعیہ کے منافی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ (جواب) (از نائب مفتی صاحب) موضع پھلت میں جمعہ کی نماز پڑھنی بنابر فتویٰ متاخرین فقہائے حنفیہ کے جائز ہے کیونکہ جو تعریف مصر کی متاخرین فقہائے حنفیہ نے کی ہے اور معنی یہ بھی اکثر فقہاء کے نزدیک تعریف ہے۔ المصر وهو مالا یسع اکر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا و علیہ فتویٰ

اکثر الفقہاء (مجتبی) لظہور التوائی فی الاحکام (۲) تنزیہ الابصار و در مختار علی

(۱) وقع فرصاً فی القیصات والقری الکبیرۃ الی فیہا أسواق الخ رد المحتار جمعہ ۲ ۱۳۸ ط سعید

(۲) (باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

ہامش رد المحتار ج اول ص ۵۸۹ تو اس قریف مذکور کی یہ دستی پھلت بظہر مصداق ہے اور اگر بالفرض مصداق نہ بھی ہو تو قدیمی جمعہ و اعیاد قائم شدہ کو روکنا نہیں چاہیے۔
حبیب المرسلین غفرلہ

تمیں گھروں والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
(سوال) موضع اموکونہ جس کی آبادی میں چونتیس گھر اور اکاون مزد مکلف بستے ہیں ایضاً موضع بتاپور کہ موضع اموکونہ سے تخمیناً سو ہاتھ فاصلے پر ہے اس میں تیس گھر ہیں اور ستاون مزد مکلف بستے ہیں ان سب آدمیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے اور موسم برسات میں ہر موضع کے چاروں طرف پانی سے سیلاب ہو جاتا ہے جو بدون کستی کے آمد و رفت دشوار ہے ہر موضع کے چاروں طرف زراعت اور تین طرف ندی بھی ہے اور دونوں موضعوں کے درمیان جو فاصلہ ہے چراگاہ ہے موسم برسات میں وہ بھی دوڑھائی ہاتھ پانی نیچے پڑتا ہے اس آبادی میں کوئی بازار وغیرہ نہیں ہے اب علی الافراد دونوں موضعوں میں جمعہ قائم کرنا اور درمیان کی چراگاہ میں علی الاجتماع عید گاہ بنا کے نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۶۰۹ چودھری محمد صفدر (ضلع سلت) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۶۷) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے لیکن اگر قدیم ایام سے ان میں جمعہ قائم ہو تو اسے بند بھی نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق جمعہ ہو جاتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) اس جواب حضرت والد کی جس عبارت کا مطلب پوری طور پر سمجھ میں نہیں آیا اس کے متعلق عرض ہے (۱) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز (حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے) عبارت مذکورہ افہام ناقصہ کے نزدیک دو معنی کے محتمل ہے اول یہ کہ ان مواضع میں اگر پہلے سے جمعہ قائم نہ ہوا ہو تو حنفی مذہب کے موافق اب جدید طور پر قائم نہ کرنا چاہیے (پھر فقط نہ کرنا چاہیے کا مطلب مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے یا حرام و نادرست)

دوسرے یہ کہ ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق پڑھنا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر پہلے سے وہاں قائم کیا ہوا ہو تو بھی اب وجہ عدم صحت جمعہ فی القری کے ترک کرنا چاہیے اس کا مطلب ترک افضل ہے یا وجب یا فرض

(۱) و فیما ذکرنا اشارة الى انه لا تحوز في الصغيرة الى بس فيها قاض و مسر و حطب كما في المصمرات (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

اگر پہلے احتمال کو موضع مذکورہ میں نیا طور پر قائم نہ کرنا اور قدیم الایام سے چلے آنے والی نماز کو قائم رہنے دینا یہ حکم حنفی مذہب کے موافق ہے یا حنفی مذہب میں قدیم و جدید کا فرق نہیں رکھا گیا دوسرا احتمال مراد ہو تو اس حالت میں عبارت کے الفاظ سے وہ معنی صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتا

(۲) ”لیکن اگر قدیم الایام سے“ ”تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق ہو جاتا ہے“ اس حالت میں اگر جمعہ کو قائم رکھا جائے تو ایک حنفی کے لئے اپنے مذہب کے موافق فرض ظہر ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۰ محمد زاہد الرحمن (ضلع سلسٹ)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۸) حنفی مذہب کے موافق قری یعنی دیہات میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے اگر کسی گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے تو وہاں جمعہ قائم نہ کرنا چاہیے کیونکہ حنفی مذہب کے موافق اس میں جمعہ صحیح نہ ہوگا اور فرض ظہر جمعہ پڑھنے سے ساقط نہ ہوگا لیکن اگر وہاں قدیم الایام سے جمعہ قائم ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ اسلامی حکومت میں بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہوا تھا تو حنفی مذہب کی رو سے بھی وہاں جمعہ صحیح ہوتا ہے اس لئے بند کرنا درست نہیں یا یہ کہ بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہونا ثابت نہیں یا یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں نے خود قائم کیا تھا مگر ایک زمانہ دراز سے پڑھا جاتا ہے اس صورت میں حنفی مذہب کے اصول کے موافق تو اسے بند کرنا چاہیے یعنی بند کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ عرصہ دراز کے قائم شدہ جمعہ کو بند کر دینے میں جو فتنے اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اس مسئلے میں حنفیہ کو شوائع کے مذہب پر عمل کرنا جائز ہے اور جب کہ وہ شوائع کے مذہب پر عمل کرے جمعہ پڑھیں گے تو پھر ظہر ساقط نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور مفاسد لازمہ عمل مذہب الغیر کے لئے وجہ جواز ہیں۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، مصر کی مفتی بہ تعریف

(سوال) جمعہ کے لئے جو مصر کی شرط ہے فقہانے تو مصر کی مختلف تعریفیں کی ہیں مصر کی معتبر اور محقق تعریف تحریر فرمائیں مصر کی تعریف مقرر ہونے کے بعد یہ چیز بھی قابل دریافت ہے کہ مصر کے رہنے والے سب کے سب یا اکثر مسلمان لوگ ہوں یا مثلاً ایک شہر ایسا ہے کہ سب کے سب رہنے والے کفار ہیں مسلمانوں کے دس پندرہ گھر ہیں کیا یہ لوگ بھی وہاں جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۷۵۰ مولوی سراج الدین (ضلع ماتان) ۸ ازیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(۱) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تحوز في الصغرة التي ليس فيها قاض و مير و حبيب كما في المضمرات (رد المختار) باب الجمعة ۲، ۱۳۸ ط (سعيد) و عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك و أسواق و بهار سائق و فيها و ال الخ (رد المختار) جمعة ۲، ۱۳۸ ط (سعيد) والثاني السلطان أو مأموره بإقامتها الخ (التنوير و شرحه) باب الجمعة ۲/ ۱۳۹ ط (سعيد) السابع الإذن العام من الإمام الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۲/ ۱۵۱ ط (سعيد)

(جواب ۳۶۹) فی حد ذاتہ تحقق مصریت کے لئے ترم آبادی کا مسلمان ہونا یا اکثر کا مسلمان ہونا ضروری نہیں البتہ ظاہر رویت کی تعریف کی بنا پر وہاں حکومت سامیہ قائم ہونی شرط ہے شریعت مصر میں فقہانے بہت تنزل کر لیا ہے حتیٰ کہ مالا یسع اکثر مساجدہ اہلہ المکلفین بھا تک اتر آئے اور اس تعریف پر خالص کافر حکومت کے شر مثلاً ندن وغیرہ بھی مصر میں داخل ہو جاتے ہیں نیز بہت سے دیہات بھی مصر میں شامل ہو جاتے ہیں (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ وہلی

ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

(سوال) ہند میں آج کل جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہیں؟ کر فرض ہے تو پھر فقہاء کی دو شرائط یعنی امت اور مصریت کا جواب کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ ۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء۔ ضلع گجرات

(جواب ۳۷۰) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے درامام (یعنی سلطان) اور مصر کی وہ تعریف جو نفاذ حدود حکام شرعیہ پر مشتمل ہے خود فقہائے حنفیہ کی تصریح سے متروک ہو چکی ہے۔ بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد فیہا (۱) (رد المحتار)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ کا نروم ہرے ملک پاکستان میں کتنی سستی پر ہو سکتا ہے؟ احتیاط الظہر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) جو بستی بڑی ہو اور اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں یا وہاں ضروری سامان مل جاتا ہو اس میں جمعہ پڑھنا چاہئے ظہر احتیاطی کوئی شرعی چیز نہیں ہے جمعہ پڑھیں یا ظہر پڑھیں۔ دونوں پڑھنا صحیح نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم

(سوال) یہاں جمعہ کی نماز کی وجہ سے دوپہر ٹیاں قائم ہو چکی ہیں اور آپس میں جنگ و جدال رہتا ہے اور ایک ہی مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں۔

(۱) المصر وهو مالا یسع اکثر مساجدہ اہلہ المکلفین بھا و عیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الح و ظاہر المذہب اہل کون موضع نہ امیر وقص پندر علی اقامة الحدود الح (التویر مع شرحہ باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ۱۳۸ ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) ونفع فی صافی القصبات والقری الکبیرۃ النی فیہا أسواق الح (رد المحتار ج ۲/ ۱۳۸ ط سعید)

تاریخین جمعہ کے استدالات حسب ذیل ہیں۔ اور یہ کہ قریہ کبیرہ حقیقت میں گاؤں ہے اور ان کے زیادہ تر استدالات وہ ہیں جن کو العدل گو جرنوالہ سے مولوی میرک شاہ کشمیری سے نقل کیا ہے، اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ قریہ کبیرہ سے ہمیشہ قصبات ہی مراد ہوتے ہیں اور مصر سے ضلع مراد ہوتا ہے قریہ کبیرہ سے فقہاء کی مراد وہ قصبہ ہوتا ہے جس پر مصر کی تعریف صادق آتی ہو اور جو در حقیقت ایک چھوٹا سا شہر ہی ہوتا ہے دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بڑے گاؤں میں جمعہ کی تمام شرائط بھی بالفرض موجود ہوں تاہم جب تک وہ گاؤں ہے اس میں جمعہ نہیں ہو سکتا انتہی۔ وغیر ذلک طویل۔

فریق تالی اپنے استدلال میں فتاویٰ اکبر امت پیش کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی استدلال ہے کہ قریہ کبیرہ ظاہر ہے کہ مافوق القریۃ الصغیرہ وہ دون مصر ہو اور اگر مادون مصر نہ ہو تو وہ عین مصر ہے فہو المراد۔ لہذا قصبات کو قریۃ الکبیرۃ میں داخل کرنا اور مصر سے خارج کرنا صریح غلطی ہے اس لئے کہ عرف عام میں سب ڈویژن کو قصبہ کہا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سب ڈویژن کو عرف عام میں شہر اور مصر کہ جاتا ہے لہذا ہمارا استدلال عجیب ہے کہ کہیں تو عرف عام کو لیتے ہو اور کہیں من گھڑت تقریر کرتے ہو۔

علاوہ ازیں مجوزین کے مد نظر اصلاح بین المسلمین ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے آپس میں تشنت و افتراق تفضیل و تفصیق نہ ہو۔ والجماعة الثانية في وقت واحد وفي المسجد الواحد على سبيل الدوام والا ستمرار وغير ذلك كثيراً من المفسدات اور العدل کا اتنی بڑی جماعت کو جو تمام ہندوستان میں بلا استثناء ہوتی ہے اس کو ترک صلوۃ بنا کر من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر (۱) (الحديث) کا مستحق قرار دینا یہ سب ظاہر ہے کہ اشد ہیں الجمعة في القرية الكبيرة سے الفتنة اشد من القتل۔

المستفتی نمبر ۹۳۴ مولوی محمد اسماعیل (کتاب)

۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۲) قریہ کبیرہ جس پر مصر کی کوئی تعریف بھی صادق آجائے مثلاً مالا یسع اکر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا۔ اس میں اقامت جمعہ جائز ہے اور اگر کوئی تعریف بھی صادق نہ آئے جب بھی اس مسئلے میں حنفیہ کے لئے مضامین عامہ اسلامیہ کے حافظ سے شوافع کے مسلک پر عمل کر لینا جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کال اللہ لہ

(۱) (الرعیب والترہیب من الحدیث الشریف) الترہیب من ترک الصلوة متعمداً و إخراجها عن وقتها نهائياً ۳۸۱/۱ ط إحياء التراث العربی بیروت لبنان
(۲) (المصر وهو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا) و عبد فتویٰ اکثر الفقہاء الح (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط متعبد و تقع فرضاً فی الفصوات والقری الکبیرۃ الی فیہا أسواق الح (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید

جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

(سوال ۱) منبر زرہ شریعت کے کہتے ہیں جس میں جمعہ کا جو ز اور صحت ہو اور دیہات میں جمعہ جو کہتا ہے یا نہیں (۲) ان القریۃ الکبیرۃ فی حکم المصر قریہ کبیرہ کہتے ہیں جو مصر کا حکم رکھتا ہو (۳) لا جمعة الا فی مصر جامع کا کیا مطلب ہے؟ اور ان القریۃ الکبیرۃ کے مقابلے میں اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ (۴) مالا یسع الناس اکبر مساحدہ کا کیا مطلب ہے؟ مسجد صیغہ منتفی الخمر کا بے گناہ ایک ہی مسجد ہو تو اس پر مصداق ہو گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۹ سیماں ریم (پان پور) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۳) حنفیہ کے تصور کے موجب دیہات میں اقامت جمعہ درست نہیں، مصر ہونا جواز جمعہ کے لئے شرط ہے۔ لیکن مصر کی تعریفیں مختلف و متعدد منقول ہیں اس مسئلے میں زیادہ سختی کا موقع نہیں ہے اور اس زمانے کے مصنفین و مہتممین امر کے مقتضی ہیں کہ اقامت جمعہ کو نہ روکا جائے تو بہتر ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ مدت دراز سے جمعہ قائم ہو اس کو روکنا بہت سے مناسد عظیمہ کا موجب ہوتا ہے۔ محمد کفایت لدکان اللہ بہ

”لا جمعة ولا تسریق الا فی مصر جامع“ کا مطلب

(سوال ۲) لا جمعة ولا تسریق الا فی مصر جامع اس نفی سے کیا نفی وجوب مراد ہے یا نفی انتخاب اگر نفی وجوب ہے تو کس قانون سے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ مواویٰ مہد اعظم (شیخ پشاور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۷۴) لا جمعة ولا تسریق الا فی مصر جامع اس میں سے نفی صحت مردن ہے مگر محتمل ہے کہ نفی وجوب مردن ہو ۱۲ محمد کفایت لدکان اللہ بہ

شرائط جمعہ کیا ہیں؟

(سوال ۳) شرائط نماز جمعہ کیا ہیں کیا ایسے گاؤں میں جہاں بچہ ساٹھ گھر مسلمان آباد ہوں اور مسجد قریب قریب پھر جاتی ہو نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم ٹی صاحب نصاریٰ مقام بگھاؤاک خانہ تھاوی ضلع سرت

۱) ویسما ذکرہ شارة اسی لا سحر فی الصعرة انتی بیس فیہ فاص و مسر و حصیب الح (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

۲) و بشرط لصحبها سعة سب، لا یستمر الح، ہذا المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

۳) لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع لقولہ عبدہ للسلام لا جمعة ولا تسریق الح ہدایۃ باب صلاة الجمعة ۱ ۱۶۸ ط مکہ شریک علیہ السلام

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(حواہ ۳۷۵) جس مسجد میں قدیم ایام سے جمعہ ہوتا ہو اور وہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں وہاں جمعہ قائم رکھنا جائز ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) (۱) اس وقت جمعہ ہمارے لئے یقینیت محکوم برائش اسمیاً فرض ہے یا نہیں؟ (۲) جمعہ کے لئے ظہر کی نماز کے فرض ادا کرنے چاہئیں یا نہیں مگر ہیں تو کیسے ادا کرنے چاہئیں اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۱۱۹۱ محمد دانیل صاحب (دہلی) ۲۸ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(حواہ ۳۷۶) (۱) جمعہ ہندوستان میں مسلمانوں پر فرض ہے، اور اس کی ادائیگی شرعاً صحیح ہے (۲)

(۲) جمعہ کی نماز ادا کر لینے سے ظہر کی نماز ساقط ہو جاتی ہے اس لئے جمعہ کی نماز پڑھ کر ظہر پڑھنا درست نہیں کہ ایک وقت میں دو فرض نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۳۵۰ گھر والی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ہمارے شہر میں مسجد بنوئی و عیاشان تیار ہو گئی ہے ایسی مسجد اس علاقہ کے، مند کوئی نہیں ہے جس کے تین گنبد ہیں اور ابھی ہم لوگ اس جگہ جمعہ پڑھ رہے ہیں اور شہر بڑا نہیں ہے قریب ۳۵۰ گھر آباد ہوں گے یا کچھ کم کچھ زیادہ اور سوائے اس مسجد کے اور کوئی مسجد نہیں ہے شہر سے باہر دو سو گز کے قریب تھوڑے گھر ہیں جس جگہ ایک مسجد ہے اور کوئی مسجد نہیں ہے ور آگے اس جگہ جمعہ جاری نہیں تھا، ابھی تھوڑے عرصہ سے جمعہ پڑھتے ہیں اور علم بھی کوئی نہیں ہے علم فقہ حدیث کوئی نہیں جانتا صرف حافظ قرآن و ناظرہ قرآن ہیں مسائل سے ناواقف ہیں اور اس جگہ ڈھائی میل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے اس جگہ جمعہ جاری ہے اور اس جگہ بڑا امیر آدمی بھی کوئی نہیں جس کی بات کا لوگوں پر اثر ہو یا اس کے تابع ہوں اور قاضی خود نہیں ہے بازار بھی نہیں ہے کہ ہر ایک چیز مل جائے اب مہربانی فرما کر فتویٰ دیویں کہ جمعہ جاری کر دیویں تو ہو گا یا نہ ہو گا؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۰ پنشنر مہدی خاں صاحب (ضلع کابل پور) ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ ۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(۱) ووقع فرصاً فی المصائب والقری الکبیرۃ اتی فیہا اسواق الح (رد المحتار جمعہ ۲/۱۳۸ ط سعید)
(۲) فلو الولاء کفاراً یحذر المسلمین إقامة الجمعة و یحذر القاصی قاصیاً تراصی المسلمین و یحب علیہم ان یتصموا والیا معلماً (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۴۴ ط سعید)
(۳) و فی البحر: "وقد أفست مراراً بعدم صلاة الأربع بعده بینه أحر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصه الجمعة الح (الدر المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

(جواب ۳۷۷) تشریح سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا گاؤں ہے اس لئے سب لوگ اتفاق کر کے اس جگہ ظہر کی نماز باجماعت دکر لیا کریں۔۔۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) بھیرپور کی موجودہ حالت ایک شہر سے کم نہیں لوازمات ملاحظہ فرمائیں ریلوے اسٹیشن، قیام ملازمین، ضلعدار، قانون گویان، سسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایگزرمدار، تحصیل ہڈا، ڈسٹرکٹ بورڈ کے دو ہسپتال انسان اور حیوانات کا اور آبادی تقریباً چھ یا سات ہزار تک ہے اور تینوں بازاروں میں دکانات کا شمار ایک سو بیس ہے بازار میں آمد و رفت بوجہ بیع و شربا آسانی نہیں ہو سکتی منڈی کی دکانات و آبادی اس کے ساتھ ہے چودہ پندرہ مساجد ہیں جملہ آثار دلالت کرتے ہیں کہ بھیرپور ایک شہر ہے اور اس میں نماز جمعہ ادا کرنا فقہ حنفیہ کے لحاظ سے فرض ہے عرصہ پانچ سال سے مولانا مولوی نور نبی صاحب جو کہ مدرسہ امینیہ اور جناب کے فیض تدریس سے ۱۹۴۹ء میں تعلیم دورہ حاصل کر کے آئے ہیں فریضہ جمعہ ادا کرتے رہے ہیں مگر اس جگہ کے علماء اور عوام الناس کا خیال ہے کہ جمعہ ملک ہندوستان میں نصاریٰ کے تسلط کی وجہ سے فرض نہیں رہا لہذا بالکل نہ پڑھنا چاہیے ہمارا جمعہ پڑھنا اور ان کا اس پر تنازعہ کرنا ایک نمایاں جھگڑے کی صورت اختیار کر گیا تھا کافی تنازعات کے بعد حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب جالندھری سے بھور فیصلہ فتویٰ حاصل کیا گیا مولانا موصوف کے فتوے پر ان کے تنازعات بند ہوئے اور پر امن نماز جمعہ ہوتی رہی مگر شومی قسمت سے ہمارے مقامی زمیندار رئیس عالم کی ایک مولوی صاحب کے ساتھ جمعہ کے متعلق گفتگو ہوئی جس کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمادیا کہ قصبہ ہڈا میں جمعہ کے متعلق میں مولانا موصوف کے فتوے سے رجوع کرتا ہوں اس نتیجہ پر پہنچے ہوں کہ بھیرپور میں تعریف مصر صادق نہیں آتی کیونکہ اکبر مساجد والی تعریف ضعیف اور مرجوح ہے اور تنفیذ احکام و اقامت حدود والی تعریف قوی اور مفتی ہے اور لاہور وغیرہ کے متعلق ان کا یہ خیال ہے کہ وہاں مجسٹریٹ و جج وغیرہ ظالم و مظلوم کے تنازعات کا تصفیہ کرتے رہتے ہیں اور بھیرپور میں تحصیل در بھی نہیں رہتا لہذا لاہور میں نماز جمعہ فرض ادا ہو سکتی ہے اور بھیرپور میں نہیں دئے ناکامی۔ واضح رہے کہ ان ارشادات عالیہ سے سوئے ہوئے فتنہ پھر جاگ اٹھے اور عنقریب حالات یوں کن پیدا ہونے لگے ہیں عوام کی باہمی گویاں ان فسادات کا پیش خیمہ ہیں مگر ہمارے رئیس عالم موصوف کا آپ پر "مولانا خیر محمد صاحب جالندھری پر اعتماد و اعتقاد ہے کہ قصبہ ہڈا کی حالت کو دونوں حضرات پچشم خود ملاحظہ فرما کر جو فتویٰ صادر فرمائیں با یقین تسلیم کروں گا لہذا التجا آنکہ جناب اپنے قیمتی لمحات میں چند لمحے امیرداروں کے لئے موقوف فرما کر شکر

گزاری کا موقع بخشیں اور تشریف آوری کی تاریخ معین فرما کر منتظران کو مطمئن فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں گر قبول افتد زبے عز و شرف۔ نیز مفصل حالات مسکمی محمد شریف متعلم جماعت دورہ مسجد فتح پوری جو کہ قصبہ ہذا کا باشندہ ہے جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزاری گا ان کو بذریعہ مراسلہ مطلع کیا گیا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۹۳ اللہ دیا صاحب مدرس نڈل اسکول قصبہ بھیر پور ضلع منٹگمری

۲۶ شوال ۱۳۵۵ھ • جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۸) قصبہ بھیر پور جس کی حیثیت آپ نے اس کاغذ کی پشت پر تحریر فرمائی اس، حق ہے کہ اس میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے مالا یسع اکبر مساجد پر بہت سے مشائخ حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے تنفیذ احکام و اقامت حدود والی تعریف آج کل کسی شر پر صادق نہیں ہے اور قدرت علی تنفیذ کی تاویل بھی اقامت حدود میں صحیح نہیں کیونکہ حدود شرعیہ قانون مروجہ کے ماتحت ممتنع الاقامت ہیں کوئی حاکم حتیٰ کہ دیرائے بھی رجم پر قدرت نہیں رکھتا قطع ید پر قدرت نہیں رکھتا اس لئے اس کو جواز جمعہ کے لئے مدار حکم ٹھہرانا کسی بھی طرح درست نہیں بہر حال بھیر پور میں جس کی حیثیت ایک قصبہ اور شہر کی ہو گئی ہے اس میں بغیر تردد جمعہ جائز ہے پہلے اس کی حیثیت کمتر ہوگی کہ گزشتہ زمانے میں علماء نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا مگر اب جمعہ ترک کرنا درست نہیں (۱) مولانا خیر محمد صاحب ایک اچھے معتبر عالم ہیں ان کو بدراطمینان کریں خاکسار نے سے معذور ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ رہ دہلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ اس وقت فرض کر کے پڑھی جائے یا نہ کیونکہ پنجاب میں خصوصاً لاہور میں بعض لوگ نماز جمعہ فرض نیت کر کے پڑھتے ہیں اور بعض صرف دو رکعت نماز جمعہ پڑھتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان، پنجاب دارالحرب ہے بعض کہتے ہیں کہ دارالامان ہے اب تحریر فرمائیں جمعیتہ عمائے الهند اس مسئلے کو اگر جمعہ نہیں ہوتا یعنی فرض نہیں ہے تو پھر نماز ظہر پڑھی جائے یعنی چار فرض ظہر کے پڑھے جائیں اور اگر یہ قطعی دلیل سے فرض عین ہے تو نماز ظہر کس لئے پڑھی جائے؟

المستفتی نمبر ۱۶۹۰ عبدالحمن صاحب خطیب مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش (لاہور)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۹) جمعہ فرض قطعی ہے اور ہندوستان اگرچہ دارالحرب ہو پھر بھی یہاں اقامت جمعہ فرض ہے کیونکہ اقامت جمعہ کی کوئی قانونی ممانعت نہیں ہے پس یہاں جمعہ ہی ادا کرنا چاہیے نہ کہ ظہر کتب

(۱) البصر وهو مالا یسع اکبر مساجد اہلہ المکلفین بنیاً و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الح (الدر المختار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید (و تقع فرصاً فی القصبات والقری الکبیرۃ النبی فیہ أسواق الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

فتویٰ فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بلاد علیہا ولادہ کفار بحور للمسلمین اقامۃ الجمع والا عیاد فیہا (۱) اور اسی قسم کی تصریح فتح القدیر و معراج الدرایہ وغیرہ سے منقول ہے رہا یہ کہ نیت میں دو رکعت نماز فرض جمعہ کہیں یا صرف دو رکعت نماز جمعہ تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ زبان سے لفظ فرض کہنا لازم نہیں خیال اور ارادے میں اس کو فرض سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور ادائے جمعہ کے بعد جو دو رکعتیں نیت ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں یہ بھی من جہت مدلیل ثابت نہیں ہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جس گاؤں میں پانچ سو گھریلوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں میں تقریباً چار پانچ سو گھر کی آبادی مسلمانوں کی ہے مالکان تمام نیک سیرت پابند شریعت ہیں آبادی مذکورہ میں تین مساجد بڑی آباد ہیں ورسات مساجد آس پاس ہیں دکان بازار گلی کوچہ خرید و فروخت کھانے پینے کی اشیاء سر ہیں جامع مسجد میں نماز جمعہ عرصہ سے جاری ہے اور نماز عیدین بھی عرصہ سے جاری ہے عید گاہ عمدہ بہر آبادی سے ہے اور ایک عالم جمعہ کے روز وعظ و نصیحت فرماتے ہیں رونق اسلام کی خوب ہے اور ایک عالم نے اگر جمعہ مبارک کو روک دیا ہے اور نماز عیدین بھی روک دی ہے وہ صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤں مذکورہ میں نماز عیدین و جمعہ جائز نہیں اگر کوئی پڑھے گا تو سزاوار مذاب ہو گا اس پر عید ہے ایک صاحب فرماتے ہیں تارک پر عید ہے ہم لوگ کون سارا سہ اختیار کریں المستفتی نمبر ۱۸۲۳ حائے فخر مدین صاحب (ضلع منٹگمری) ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۸۰) اس مقام میں جس کا حال سوال میں لکھا ہے کہ اس میں مجموعی تعداد مساجد کی اس ہے اور آبادی میں تمام اشیاء ضروریہ مل جاتی ہیں بازار و گلی کوچے ہیں اور عرصہ دراز سے وہاں نماز جمعہ و عیدین قائم سے ہے شبہ نماز جمعہ و عیدین جائز ہے۔ مالا یسع اکثر مساحدہ اہلہ اس تعریف پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دیا ہے اور امام اعظم کی روایت پر اتفاق عمل متروک ہے کیونکہ اجراء احکام و تنفیذ حدود تو بہت سے ممالک اسلامیہ میں نہیں چہ جائیکہ ہندوستان میں نیز فقہاء کی اس تصریح نے کہ در الحرب میں بھی جمعہ ادا ہو سکتا ہے بلاد علیہا ولادہ کفار بحور للمسلمین اقامۃ الجمع والا عیاد فیہا مصر کی تعریف میں جبراء کا موصوفہ حدود کی شرط کو نظر انداز کر دیا اسی طرح باقی شرط بھی مالا یسع والی تعریف میں نظر انداز کر دی گئی ہیں اور اس پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دیا ہے اور آج کل اقامۃ جمعہ بہت سے مصاحف منظمہ اسلامیہ کی وجہ سے اہم ہے اس لئے بھی در اس نظر یہ سے بھی کہ

(۱) فطر الولادہ کفار بحور للمسلمین اقامۃ الجمعة ویصر القاصی فاصیا تراص المسلمین الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید

(۲) وقد اثبت مراراً بعدم صلاة الاربع بعدها بید آخر طہر حیث اعتقاد عدم فريضة الجمعة وهو الاحتاط فی (ماننا الخ) (الدر المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

جمعہ قدیمہ کو بند کرنا بہت سے فتنہ باغی تدبیر کا موجب ہوتا ہے۔ مالایسح والی روایت پر عمل کرنا لازم ہے (محمد کفایت اللہ کان ملہ دہلی)

۸۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو تو جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں کا کوئی آج سے تقریباً دو سو سال کا ہے تو جب سے یہ گاؤں قائم ہوا ہے اس وقت سے یہاں پر عیدین کی نماز ہوتی ہے اور قرب و جوار سے لوگ بھی آکر شریک نماز ہوتے ہیں اور یہاں کی آدمی قریباً آٹھ سو ساڑھے آٹھ سو گھر کی ہے پولیس تھانہ ہے ریل ہے سرکاری اسکول ہے سوائے سبزی بھجی کے ضرورت کی ہر شے مل جاتی ہے سبزی بھجی بھی کبھی مل جاتی ہے اور جب گاؤں میں پیداوار ہوتی ہے تو ہمیشہ مل جاتی ہے مساجد تین ہیں اور یہاں کی بڑی مسجد میں اگر سب جمع ہوں تو سب نہیں آسکتے مسجد کے تین حصے ہیں ہر تین کا عرض و طول درج ذیل ہے حصہ اول کا طول پچاس ہاتھ عرض چودہ ہاتھ حصہ ثانی کا طول ساڑھے چودہ ہاتھ عرض پچہاٹھ ہاتھ ثالث کا طول ۲۶ ہاتھ عرض ۲۴ ہاتھ۔ ثالث صحن ہے باقی کناں غسل خانہ و غیرہ علیحدہ ہیں تو کیا ان سب باتوں کے وجود یہاں پر نماز عیدین یا جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۰۹ ایچ کے ایس ایچ سے قدوسی صاحب

مدرسہ اسلامیہ کا کوئی مٹران روڈ۔ ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۱) قائم شدہ نماز عیدین و نماز جمعہ اس موضع میں ادا کرتے رہنا جائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان ملہ دہلی

دو سو گھر والی آبادی میں چالیس سال سے عیدین ہوتی ہو تو جاری رکھیں یا نہیں؟

(سوال) تحصیل تلہ گنگ ضلع یکمل پور میں موضع گنال واقع ہے جس میں تقریباً دو سو گھر کی آبادی ہے عرصہ درز یعنی چالیس سال سے بھی زندہ ہو چکے کہ عیدین کی نماز وہاں پڑھائی جاتی ہے جس میں وہاں کے باشندے اور گرد و نواح کے لوگ کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں جس میں اکثر اس طور پر مواعظ حسنہ سے جماع کو نہایت فائدہ ہوتا ہے اب گزشتہ سال سے ایک مولوی صاحب نے آکر فرمایا کہ یہاں عید مبارک نہیں ہو سکتی یہاں عید پڑھنا پڑھانا جائز ہے لوگ بہت پریشان اور حیران ہیں اتنا عرصہ ہو گیا

(۱) المصر وهو لا یسع اکثر مساحدہ اہلہ المکلمین بہا و عنہ فتویٰ اکثر الفقہاء الح (در المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید (فی الشامیۃ) فی الولایہ کفاراً یجوز للمسلمین إقامة الجمعة و یصیر القاصی قاصب تراوی المسلمین الح (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید

(۲) واستشهد له بما فی التحییس عن الحلوانی أن کسائی العروہ إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یسمعون لانہم إذا معواثر کوها أصلاً وأد اوحا مع تحویر اہل الحدیث لہا أولى من ترکها أصلاً الح (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

اور کسی مولوی نے ناجائز نہیں نہ حتیٰ کہ عید نہ پڑھی جائے تو نہ کسی ور شر میں شوق کر کے جائیں گے ور بہت خطرہ ہے کہ بہت جاہل نہ ہو جائیں نہ کوئی ایسا معین وقت نظر آتا ہے کہ ان کو جمع کر کے و حفظ سنہ سنایا جائے مہربانی کر کے مطلع فرمایا جائے۔ عندا شرع ایسی جگہ عیدین کی نماز کو ممنوع کر دیا جائے یا کہ بھریق سبقت نماز پڑھی جائے۔ المستفتی نمبر ۲۰۱ فیض بخش صاحب (کیمبل پور)

۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۲) چائیس ماں سے عید کی نماز اس موضع میں پڑھی جاتی ہے تو اب اس کو بند کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں دینی فتنہ ہے، لہذا عیدین کی نماز وہاں حسب دستور قائم رکھنی چاہئے ور جمعہ کی نماز بھی وہاں ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ دہلی

یہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال) ایک موضع میں قریباً ۳۰ آدمی مصلیٰ ہیں ور ایک مسجد ہے ہفتہ میں دو بار بڑی بازو رگلتی ہے سماں ضروری مثلاً کفن وغیرہ ملتا ہے ہذا مصلیان نماز جمعہ بھی اس موضع میں ادا کرتے ہیں ور بچوں کی تعلیم کے لئے ایک قاری صاحب بھی مقرر ہیں اب اس موضع میں شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۱۲ مرزا امجد ستار (بارہ بنکی)

(جواب ۳۸۳) اگر نماز جمعہ وہاں عرصہ سے قائم ہے تو اب اس کو بند کرنے میں مذہبی و دینی فتنہ ہے اس لئے اس کو موقوف کرنا درست نہیں بلکہ اس مسئلے میں اہم شرفعی کے قول یا اہم مالک کے قول کے موافق عمل کر لینا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ دہلی

چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں

(سوال) دیہاتی آبادی کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ایک یا دو چار گھر آباد ہیں وہاں عیدین یا جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اگر انہیں دیہاتوں میں کوئی گاؤں مرکزی حیثیت رکھتا ہو اور وہاں تعداد بھی زیادہ ہے ہمیشہ جمعہ عیدین کی نماز بھی پڑھی جاتی ہے تو کیا چھوٹے چھوٹے گاؤں و سوں کا وہیں شرکت کرنا اولیٰ نہیں ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۲۸ ایچ ایم رفیق صاحب (بلی)

۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۴) ایسے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں کہ ان میں صرف ایک یا دو چار گھر مسلمانوں کے ہیں

(۱) واستشهد له بما في السجس عن الحلواني ان كساي اعوام ادا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمعون لانهم ادا معرو تركوها أصلاً وادوها مع تحوير اهل الحديث لها أوبى من تركها أصلاً الح رد المحتار ص ۱۷۱ ط سعید
۲ (صا)

جمعہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہاں ان میں سے کوئی بڑا گاؤں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو اس میں اس پاس کے مسلمان مرکزی حیثیت سے جمع ہو سکیں اس کو جمعہ یا عیدین کی نماز کے لئے مقرر کر لینا بہتر ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) بستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مقرر کردہ شرط کا کیا جواب ہے اور بعد ازاں جمعہ احتیاطی ادا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۹۸ شیخ محمد عبداللہ صاحب (مظفر گڑھ) ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء (جواب ۳۸۵) چھوٹی بستیوں میں نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک نہیں ہے (۲) لیکن انہوں نے جمعہ کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے مصر کی تعریف میں یہاں تک تنزل کیا ہے کہ ہالا یسع اکرم مساجدہ اہلہ المکلفین بھا (۳) تک لے آئے حالانکہ ان کے اپنے اقرار (هذا یصدق علی کثیر من القری) سے یہ تعریف بہت سے قری پر صادق آتی ہے پس نماز جمعہ کی اہمیت اور مصالح مہمہ عالیہ اسلامیہ کا مقتضی یہ ہے کہ نماز جمعہ کو ترک نہ کیا جائے اگرچہ امام شافعی کے مسلک پر عمل کے ہی ضمن میں ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شر کی شرعی تعریف کیا ہے

(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) (۱) ملحوظ شرع شر کہے کتے ہیں (۲) جس موضع کی مسجد میں صرف بیس یا تیس تقریباً اس سے اور کم مجتمع ہوں کیا ایسے دیہات میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اگر دیہاتوں میں ایسی حالت پر نماز جمعہ پڑھیں تو حکم شرعی کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۲۰۴ نبی پرخاں صاحب (فیض آباد)

۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۶) () جمعہ کے مسئلے میں شر سے مراد ایسی بستی ہے جہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں تھانہ یا تحصیل اور ڈاکخانہ ہو کوئی عام جتنی مسائل ضروریہ بتانے والے اور کوئی معالج موجود ہو (۴)

(۱) وفما ذکرنا إشارة إلى أنه لا تجوز فی الصغيرة التي ليس فيها قاص و من الخ (رد المحتار) باب الجمعة (۱۳۸/۲)

(۲) (انصاف)

(۳) (الدر المحتار) باب الجمعة ۱۳۷۰۲ ط سعید

(۴) عن أبي حنيفة أنه بدة كبيرة فيها سلك وأسواق وبها مساق و فيها وال بقدر على انصاف المطلوب من النظام الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷ ط سعید

(۲) حنفی: مذہب کے موافق ایسی چھوٹی سسی میں جمعہ جائز نہیں (۱) مگر آج کل حنفی اس مسئلے میں شرعی مذہب کے اوپر عمل کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(سوال) بعض حضرات کہتے ہیں کہ فی زمانہ ملک ہند میں اداء جمعہ فرض نہیں کیونکہ شرائط ادا جو شریعت نے مقرر فرمائے ہیں مثلاً امیر اور قاضی جو اجر الاحکام شرعی کا کر سکتا ہو یہ مفقود ہیں لہذا نماز جمعہ بد قید و بلا غلط فرض مطلق نماز کی نیت سے ادا کرنا چاہیے اور حد کو نماز ظہر بنا کر احتیاط پڑھنا ضروری ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کو فرض کی نیت سے پڑھنا درست نہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمعہ پر نیت فرض پڑھنا ضروری ہے اور احتیاطی پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور شرط امیر و قاضی کے واسطے عاماء و رخصاء وقت کفایت کر سکتا ہے کیونکہ مسد نہ کو شدت سے زیر بحث ہے و رخصاء کو یقیناً عمل میں نہایت خیر اور اضطرار واقع ہے ہندوستان میں جمہور موافق اہل سنت و اجتماعت مدخل مفصل رد عمل کی ہدایت بطور افتاء فرمایا جائے تو اسن عامہ اور اہل دارین کا باعث ہو گا۔

المستفتی نمبر ۲۴۱۳ مقصر شہ صاحب (جہلم) ۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۸۷) فقہاء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ جن بلاد میں کافروں کی حکومت ہو وہاں بھی مسلمان نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں ملاذ علیہا ولاد کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد فیہا (رد المحتار نقلاً عن معنی) اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان اسلام کی شرط کو نظر انداز کر دیا گیا اور جواز جمعہ کا حکم دے دیا گیا ہے اس پر امت کا عمل ہے پس جمعہ کی نیت سے نماز پڑھنا چاہیے و رخصاء احتیاطی کی ضرورت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

دوسو بادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک موضع کرینڈاریہ است اور جس کی آبادی قریب دو سو آدمیوں کی ہے ان میں سے دوسری قوموں کے صرف تین تیس آدمی ہیں بقیہ سب مسلمان ہیں ہجگاہ نمازی قریب پچاس آدمی ہیں اس گاؤں میں سنا گیا ہے کہ تیس پچیس سال قبل جمعہ ہوتا تھا یہاں کے باشندگان کو نماز جمعہ کی سخت تکلیف ہوتی ہے جس مقام پر قدیمی جمعہ ہوتا چلا آتا ہے وہ اس گاؤں سے تین چار کوس کے فاصلے پر ہے وہاں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جانا اور واپس آنا اس میں بہت تکلیف ہوتی تھی تمام دن بیکار ہو جاتا تھا

(۱) و فیما ذکرنا إشارة إلى انه لا يجوز فی الصغيرة سی لیس فیہا قص و مسر و خطیب الح (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

(۲) (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۴۲ ط سعید)

اس گاؤں میں صرف ایک مسجد ہے اس میں جو مقررہ امام ہے سال بھر سے جمعہ پڑھانا شروع کر دیا ہے۔
دس بارہ آدمی کسی جمعہ میں باہر کے بھی آتے ہیں جمعہ کی نماز میں بلاشبہ ہر جمعہ کو اندازاً چالیس پچاس
آدمی ہو جاتے ہیں لہذا دریافت طلب مر یہ ہے کہ اس گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے یا نہیں اور آیا یہ ایک
سارے جو جمعہ ہو رہا ہے اس کو نہ کر دیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

المسنفنی نمبر ۲۶۸۲ ثمود حسن خال وغیرہ (ریاست الوری) ۱ رجب ۱۳۶۰ھ ۶ اگست ۱۹۴۱ء
(جوب ۳۸۸) جمعہ بند نہ کیا جائے جاری رکھ جائے اور سب لوگوں کو لازم ہے کہ اتفاق سے رہیں
آپس میں اختلاف کرنا بہت بر ہے۔

قلت وهذا وان كان عبر موافق لما عليه الحنفية ولكنه اشد موافقة لمصالح
الاسلامية والاجتماعية خصوصا في هذا الفطر وفي هذا الزمان فان اعداء الاسلام يظفرون
بمقاصد هم المشوم في فري لا مقام فيها الجمعة و يخلصون في مواضع اقامة الجمعة
والتوفيق من الله عز وجل و حفاظة الاسلام حير من الاصرار على تركها والمسئلة محتهد
فيها ۱

۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا ختم

(سوال) ایک گاؤں جس کی آبادی ۱۰ سو پچھتر گھر اور بارہ سو سی آدمیوں پر مشتمل ہے نیز چند
دکانیں بھی موجود ہیں جن سے معمول نمک مرچ وغیرہ کی ضرورتوں کا انصرام ہو جاتا ہے وہاں کیا اس
گاؤں میں بچوائے اصول مقررہ مذہب حنفی جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور کیا اتنی آبادی پر تفسیر مصر
حسب اصول فقہاء حنفیہ (کثر ہم لہ تعالیٰ) صادق آتی ہے یا نہیں اور اتنی آبادی میں اگر جمعہ کی نماز ادا کی
جائے تو ظہر سا قسط ہو جائے گی یا ذمہ باقی رہے گی مصریہ قریہ کبیرہ کی وہ تعریف مع مذہب حنفی کے اصول
مقررہ کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے نزدیک مسم ہو تحریر فرمائی جائے صورت مسئلہ بالا میں محض
امام اعظم کا مذہب درکار ہے امت کے کسی دوسرے محقق کی تحقیق کی بنا پر رخصت اور گنجائش مقصود
نہیں علم فقہ کے مشہور معتبر متن قدوری میں ہے۔ لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في
مصرلي المصر ولا يجوز في القرى (۱) یعنی جمعہ کی نماز مصر جامع میں یا مصرلي مصر میں درست ہے ورنہ
گاؤں میں درست نہیں ہوتی کیا مذہب حنفیہ کے اصول مقررہ کے موافق صحیح ہے ورنہ ہم مقدمین
مذہب حنفیہ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے یا نہیں؟

المسنفنی نمبر ۲۷۰ شہیر احمد صاحب۔ نوح (گوڑگانوں) ۲۰ صفر ۱۳۶۰ھ ۹ مارچ ۱۹۴۲ء

(۱) یہاں تصحیح فرمائی ہے کہ مصنف کی وجہ سے قبح اختیار کیا ہے اور یہ حسرت کی ذوقی رائے ورنہ فرد شہر ہوتا ہے فافہم۔
(۲) باب الجمعة ۳۱ طہ نور محمد اصح المصنوع کمرہ

(جواب ۳۸۹) یہ صحیح ہے۔ حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے مصر شرط ہے گاؤں میں نماز جمعہ نہیں ہوتی لیکن مصر کی تعریف میں جو تدْرِیجی تنزل فقہاء و مشائخ حنفیہ کرتے رہے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے پسے ظاہر رویت کی بناء پر مصر کی تعریف یہ تھی کہ مصر وہ مقام ہے کہ جہاں امیر اسلام ہو اور حدود شریعیہ کی تنفیذ اور احکام اسلام کا اجراء ہو ظاہر ہے کہ اگر اس تعریف کا اعتبار کیا جائے تو آج دہلی لاہور اور ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر میں بھی جمعہ جائز نہیں کیونکہ اس تعریف کے بموجب کوئی شہر مصر نہیں اس لئے فقہاء کرام نے امام ابو یوسفؒ کی دوسری تعریف۔ مالا یسع اکبر مساحده اہلہ المکلفین بنا کو معتبر اور معتمود اور مفتی بہ بنایا اور فقہاء کا خود اقرار ہے کہ یہ تعریف بہت سے قرنی پر صادق آتی ہے و ہذا یصدق علی کثیر من القری ۱۱ (رد المحتار) پس اگر مسئلہ عنہ موضع پر یہ تعریف صادق آتی ہو کہ اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلفین بالجمعہ نہ ہو سکیں تو اس میں مذہب حنفی مفتی بہ کے موافق نماز جمعہ جائز ہے (۲) اور امام ابو حنیفہ کے قول اور ان سے جو تعریف مصر مروی ہے اس کے موافق تو دہلی و لاہور میں بھی جائز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے

(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) () ایک گاؤں میں چھ سو پانچ (۶۰۵) گھر ہیں دو جگہ یا اس سے زائد جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ باشرائط ہے یا بشرائط پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) جمعہ کی نماز کے بعد فرض احتیاطی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۷۲ راجہ فیروز خاں (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۹۰) (۱) جس مقام میں جمعہ کی نماز پڑھنی جائز ہے وہاں دو جگہ بھی پڑھنی جائے تو درست

ہے (۲) لیکن اگر وہ بستی زیادہ بڑی نہ ہو اور ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو ایک ہی

جگہ ادا کرنا افضل ہے کیونکہ جمعہ کی مار میں جہاں تک ممکن ہو تعدد نہ ہونا چاہیے اور ضرورت تعدد

(۱) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

(۲) المصبر و غیر مالا یسع اکبر مساحده اہلہ المکلفین بنا و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء (الدر المختار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

(۳) و تودی فی مصر واحد مصر طبع کنیر مطلقاً علی المدہب و علیہ الفتویٰ (الدر المختار) الجمعة ۲ ۱۴۴ ص سعید

کی ہو تو تعدد بہا کر اہت جائز ہے اور بلا ضرورت تعدد ہو تو خلاف افضل ہے۔

(۲) جمعہ کی شرطیں ہیں جب وہ شرطیں پائی جائیں تو جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے، اور اگر شرط نہ پائی جائے تو پھر جمعہ کی جگہ ظہر یا جماعت پڑھی جائے یہ سوال مبہم ہے جس شرط میں کلام ہو اس کو صاف صاف تحریر کر کے اور اس کی صورت بیان کر کے دریافت کرنا چاہیے۔

(۳) اگرچہ جمعہ کی نماز کے بعد ظہر احتیاطی کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے مگر صحیح اور قوی قول یہ ہے کہ ظہر احتیاطی کوئی ثابت شدہ نماز نہیں ہے اس لئے اس کا ترک اس کے فعل سے اولیٰ ہے اور محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ عام طور پر اس کا فتویٰ در حکم نہ دینا چاہیے اور اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو اور نہ پڑھے تو اس پر کوئی انزام اور اعتراض نہیں ہو سکتا، (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) اعظم پور میں قریب ۲۰-۲۵ گھر مسلم آباد ہیں قربانی ہر سال ہوتی ہے چھوٹی سی مسجد ہے پنج وقتہ نماز میں دو تین افراد اور نماز جمعہ میں دس بارہ افراد شرکت کرتے ہیں عیدین بھی وہیں ادا کرتے ہیں۔ المستفی محمد ادریس اعظمی ۱۱ اپریل ۱۹۵۱ء

(جواب ۳۹۱) اعظم پور چھوٹا سا موضع ہے اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی دینی مصلحت ہو کہ وہاں جمعہ پڑھنا مناسب ہے تو پھر حنفیہ کے نزدیک تو جمعہ جائز نہیں دیگر مائے کے قول کے موافق پڑھ لیں تو گنجائش ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب

(سوال) متعلقہ اقامت جمعہ بخواب مکتوب حضرت مورنا میرک شاہ صاحب کشمیری (جواب ۳۹۲) مکرمی محترمی دام فضلہم۔ بعد سلام مسنون۔ فتویٰ مرسلہ پہنچا مورنا اس مسکنے میں میرے پیش نظر یہ بات ہے کہ ہمارے فقہاء حنفیہ نے اقامت جمعہ کو اس قدر اہم لکھا ہے کہ ظاہر روایت کی تمام شرائط کا گلا گھونٹ کے ان کو کالعدم بنادیا شرطیت مصریقین متفق علیہ ہے یعنی متون اس پر متفق ہیں لیکن مصر کی تعریف ظاہر الروایۃ میں یہ تھی کہ وہاں امیر و قاضی ہو جو تنفیذ احکام و اقامت حدود کرتا ہو لیکن اسلامی زمانے میں ہی تنفیذ احکام و اقامت حدود میں کستی واقع ہوئی تو انہوں

(۱) وبشرط یصحها سبعة اشیاء الأول المصر الحج (الدر المختار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

(۲) قال فی البحر: وقد أفیت مراراً بعدم صلاة الاربع بعد نية اخر ظهر خوف اعتقاد عدم قرصية الجمعة وهر الاحیاط فی (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

(۳) و فیما ذکرنا اشارة إلى انه لا تحوز فی الصغيرة التي یس فیها قاص ومبر و خطیب الحج (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید

نے یہ دیکھ کر کہ جمعہ بند ہو جائے کا فوراً یسعد و یقیہ کی جگہ یقدر علی التہفید والإقامة کر دیا اور جب بدو سلامیہ پر کفار کی حکومت ہو گئی تو انہوں نے ملاد عیہا ولایة کفار یحور للمسلمین إقامة النجمع والا عیاد فیہا ۱ کہہ دیا یعنی ظاہر روایت کی تعریف کے بموجب وہاں مصریت باطل ہو جانے کے بعد بھی جمعہ قائم رہا۔ یہی طرح سلطان کی قید و شرط کا گلا گھونٹ دیا اور سب سے آخر میں مالا یسع اکبر مساحلہ اھلہ ۲ کہہ کر اور بدو محکومہ کفار میں اجازت دیکر دونوں شرطوں کو عملاً باطل کر دیا۔ اس کے علاوہ شریعت مصر وجوب جمعہ کے سنے تو صحیح لیکن جواز کے لئے بھی ہو یہ میں نہیں سمجھ سکتا اور اس زمانے کی ضرورت اس کی مقتضی ہیں کہ اگر حنفی مذہب کی رو سے کسی طرح بھی اجازت نہ ملے تو دوسرے ائمہ کے مذہب پر یہی عمل کر کے دیہات میں اقامت جمعہ سے نہ روکا جائے اور قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا تو بہت خطرناک چیز ہے مآزم میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور ایک مجتہد فیہ مسئلہ میں ترک ظہر کی بناء پر مسلمانوں کو فاسق یا کناہ گار منامر عظیم ہے امید ہے کہ مزان مقدس خیر ہو گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ شنبہ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے

(سوال) متعلقہ تعدد مقتدین نماز جمعہ

(جواب ۳۹۳) نماز جمعہ میں ماوہ امام کے اگر تین مقتدی ہوں تو نماز جمعہ جائز ہے جماعت کے سنے تین مقتدیوں کا ہونا کافی ہے ۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ۱۵ ذی الحجہ

(۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط لظہر کی ضرورت نہیں

(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں؟

(الجمعية مورخہ ۹ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر شرائط وجوب یاد نے جمعہ میں اشتباہ واقع ہو تو کیا صلوٰۃ جمعہ کو ترک کریں گے اگر ترک کریں گے تو ظہر پڑھیں گے یا نہیں (۲) ایک قصبہ کی آبادی دو ڈھائی سو تک ہے تو اس میں صلوٰۃ جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اُس میں تین مسجدیں یا زیادہ ہوں تو سب مسجدوں میں پڑھیں گے یا ایک میں؟ (۳) وہ کون ماشر ہو گا جو جامعہ شرائط ہو اور اس کے گھروں کی تعداد بھی معلوم و مقدار شرعی ہو؟ (۴) جس گاؤں میں پندرہ گھر ہوں اس میں اقامت جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۵)

۱۔ الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

۲۔ (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید)

۳۔ والسادس الجماعة وافہا ثلاثة رجال ولو عبر الثلاثة اربع حضروا الحطة سوى الإمام بالصلاة لا بد من الذاکر وهو الخطيب وثلاثة سوى الخ لشرح مع شرحه باب الجمعة ۲ ۱۵۱ ط سعید

وہ کس قدر فاصلہ ہے جو فارق المصرین ہو؟

(جواب ۳۹۴) شرائط وجوب اور شرائط ادا کا پورا فیصلہ کر کے رائے قائم کرنی چاہیے اور پھر صرف جمعہ یا صرف ظہر پڑھنی چاہیے دونوں نمازیں پڑھنے کے کوئی معنی نہیں جس قصبے میں تین مسجدیں ہوں اور بڑی مسجد میں وہاں کے مکلف بجمعہ اشخاص نہ ساسکیں تو وہاں جمعہ پڑھا جائے (۱) نمبر ۳۴۳ کا جواب یہ ہے کہ نہ کوئی تعریف متفق علیہ ہے نہ کوئی تعداد گھروں کی معین ہے نہ کوئی فاصلہ معین ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم (الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک قریہ میں ایک جامع مسجد زپر تعمیر ہے مسلم آبادی کا مرکز ہے یہ حصہ سے زائد کانات کا بازار ہے مڈل اسکول، تھانہ، انکھانہ وغیرہ واقع ہونے کی وجہ سے صداہ نمازی موجود رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے جو عدم جواز کے شبہ یا بہانہ سے جمعہ کے دن تارک الجماعة رہتے ہیں؟ (جواب ۳۹۵) ایسے مقام میں جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے نماز جمعہ جائز ہے (۲) جو لوگ کہ وہاں جمعہ کو ناجائز سمجھ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں رہتی چاہیے کہ ان کا خیال بھی نہ ہی وجوہ پر مبنی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق

(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو مسلمان اپنا امیر بنائیں

(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے ”وقایہ“ سے استدلال

(۴) ”عمدہ العرایۃ“ کی طرف منسوب عبارت کا مطلب

(سوال) (۱) زید ایک ایسے موضع میں جمعہ پڑھتا ہے جس میں نو مسجدیں ہیں اور تعداد کثیر مسلم عاقلان بالغان پر مشتمل ہے جو یہ جہ اثم لا یسع اکر مساجدہ کا مصداق ہے زید پکا حنفی اور اسلامی درس گاہ سے سند یافتہ اور لوگوں میں معتمد علیہ ہے کیا زید کو حق ہے کہ جمعہ قائم کرے (۲) بصورت نہ

(۱) المصر وهو ما لا یسع اکر مساجدہ اہلہ، اسکلمیں بہا و عمدہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار، جمعہ ۲/۱۳۷ ط سعید)

(۲) اعدم ان بعض المحققین اہل السرحیح اطلق الفاء عن تعددہ بمسافة، والتعریف أحسن من التحدید لأنہ لا یوجد ذلك فی کل مصر وإما ہر بحسب کبر المصر وصغرہ الخ (رد المختار، باب الجمعة، ۲/۱۳۹ ط سعید)

(۳) رتفع ثر صافی القصاب والقری الکبیرۃ الی فیہا أسواق (الدر المختار، باب الجمعة، ۲/۱۳۸ ط سعید) وعن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکتک وأسواق ولیار سابق و فیہا وال بقدر علی اصناف المظلوم من الظالم الخ (رد المختار، باب الجمعة، ۲/۱۳۷ ط سعید)

ہونے بادشاہ اسلام کے جو ایک شخص پر اتفاق کیا جاتا ہے اس میں شر کے کل افراد کی رائے دہی ضروری ہے یا بعض کی؟ یا اکثر کی؟ (۳) وجہ نہ ہونے بادشاہ اسلام کے اور تعریف اول مصر کہ کل موضع لہ امیر وقاص ینفذ الاحکام و یقیم الحدود زید بر مبتدع ہونے کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بصورت اول ہندوستان کے اہل سنت و الجماعت اسی روایت وقایہ کو اعتبار دیکر ہر مصر میں نماز جمعہ کیوں پڑھا کرتے ہیں؟ (۴) نیز صاحب عمدہ الرعایۃ نے بلاد تحت الیدی الکفرہ میں شرط سلطان کو ضروری جاننے والے کو فضل و اצל سے منسوب کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ سب کتب فقہ حنفیہ میں سلطان کا شرط بلا کسی قید کے موجود ہے۔

(جواب ۳۹۶) (۱) ایسے موضع میں اقامت جمعہ جائز ہے اس موضع میں اقامت جمعہ کرنے والا قابل اعتراض اور مستحق ملامت نہیں (۱) (۲) موجودہ زمانے میں شرط سلطان کی جگہ مسلمانوں کا اتفاق کرینا کافی سمجھا گیا ہے، و اتفاق کے لئے مسجد کے نمازیوں کا اپنے امام پر اتفاق کافی ہے کیونکہ بڑے شہروں میں متعدد جگہ مساجد میں جمعہ قائم ہوتا ہے اور تمام شہریاں اکثر شہر کے مسلمانوں کا اتفاق تمام ائمہ مساجد کے لئے نہ آسان ہے اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے (۲) (۳) وقایہ کی روایت اکثر علما کے نزدیک معمول اور مفتی بہا ہے اور اس پر شبہ کرنے کی کوئی مضبوط اور مستحکم وجہ نہیں ہے (۲) (۳) یہ تحقیق مولانا بحر العلوم کی طرف منسوب کرنی چاہیے کہ انہوں نے رسائل ارکان میں تحریر فرمائی ہے مولانا عبدالحی صاحب نے عمدہ الرعایۃ میں رسائل ارکان سے ہی نقل کی ہے اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے جو اکثر علمائے حنفیہ اور فقہاء کے خلاف ہے شرطیت سلطان کے لئے مولانا عبدالحی نے جو آثار ان حاشیہ میں نقل فرمائی ہے وہ کافی ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ

موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہمارا گاؤں موضع پیر غنی ایک مسلمان رئیس اعظم کی واحد ملکیت ہے جس کی تمام آبادی ایک سو ستر گھروں پر مشتمل ہے اور تمام آبادی سوائے چند ہندو کانداروں کے اہل اسلام کی ہے اور تین بستیاں اہل اسلام کے اس کے جوار میں ایک میل کے حدود کے اندر آباد ہیں خاص پیر غنی میں دو پختہ مسجدیں ہیں اور تمام آبادی حنفی المذہب مسلمانوں کی ہے اس گاؤں میں ہندو اور مسلمانوں کی سات دکانیں ہیں

(۱) المصر وهو ما لا یسع أكبر من حدہ اہلہ المکلّفین بها و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) فلو الولاۃ کفاراً بحود للمسلمین إقامة الجمعة ویصر القاصی قاضیاً برأسی المسلمین و یحب علیہم أن یلتصوا بالیاسلما الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۳) (ایضاً)

جن میں کافی خرید و فروخت ہوتی ہے اور گاؤں کی ضرورت کی تقریباً تمام اشیاء ان میں مہیا رہتی ہیں ان حالات میں ہم کو جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۹۷) اس سسٹی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے حنفیہ کے مذہب میں بھی اس کی گنجائش ہے کیونکہ حد مصر میں مالایسع اکثر مساحدہ پر یہ مسئلہ فقہائے حنفیہ نے فتویٰ دیا ہوا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ہندوستان کی بستیوں میں جمعہ کا حکم

(جمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) سید آباد دکن ٹھوپان، مپور اور دیگر مسلمان ریاستیں جو ہندوستان میں ہیں انہیں کے جیسے اختیارات مثلاً جیل پھانسی جہانہ، نیو ہندوستان، تلو کو بھی ہیں اور بڑی سے بڑی بڑودہ کشمیر، گواہار اندور اور چھ اور چھوٹی ریاستیں جو مشرقی شملہ میں ہیں مثلاً کوٹھار جس کی کل آبادی ۱۵۰ ہے اور انھار دھمی، کیونٹھس جس کی کل آبادی ۵۰۰ ہے ٹھوپان ٹیڑھی اور جیل وغیرہ بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں اب ان شہروں میں جو مسلمان آباد ہیں ان کے لئے نماز جمعہ ظہر سے رائج ہے یا نہیں ان پہاڑی ریاستوں کی راجہ والی شہر یا قصبہ یا گاؤں کس چیز میں شمار ہیں۔

(جواب ۳۹۸) ہندوستان تمام کا تمام غیر مسلم یعنی انگریزوں کے زیر حکم ہے اور صرح ہندو ریاستیں بھی ان حکم میں ہیں جس ریاست میں مسلمانوں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے ممانعت نہ کی جائے وہاں جمعہ پڑھنا رائج ہے یہی یہ بات کہ اس مقام کو شہر کہا جائے تو یہ تو مصر کی مختلف قریفوں کے خلاف قدرے مختلف ہو سکتا ہے تاہم جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں وہاں میں سے بڑی مسجد میں نماز کے مسلمان مکلف بالجمعہ نہ سہائیں وہ شہر کا حکم رکھتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ

(جمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہمارے ضلع میں چار موضعیت بڑے بڑے ہیں آبادی ان موضعیت کی کل دو ہزار سے زائد ہے اور مسلمانوں کی تعداد ہزار سے زائد ہے اور چار پانچ پانچ مسجدیں ہیں اور نماز جمعہ بھی سوہرے سے

(۱) لمصر وهو لا يسع اكثر مساحده هذه اسكتفيم بها و عليه فتوى اكثر الفقهاء الح (رد المحتار) ۲/ ۱۳۷ ط
سعد و تقع ثمر في النصاب والقرى اكبره التي فيها اسواق الح (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط (سعيد)
(۲) فلو لولا كذا يحوز مسلسل بدمه لجمعه وبصر القاصي قاصيا تراعى لمسلمين ويحب عبيهم ان
يتنصروا وب مسلمة الح (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط (سعيد) سنسور وهو مالایسع اكثر مساحده اهل
لمكثف بها و عليه فتوى اكثر الفقهاء (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط (سعيد)

جاری ہے بچند روز سے چھ لوگ متے ہیں کہ یہاں جمعہ جائز نہیں ہے۔؟
 (جواب ۳۹۹) سویرا سے قنم شدہ جمعہ کو بند کرنا مصراع مہمہ اسلامیہ کے خلاف ہے اور جب کہ
 مواضعات کی آبادی بھی زیادہ اور مسجد بھی متعدد ہیں اور مکلف باجمعہ بڑی مسجد میں سما نہیں سکتے تو خفی
 مذہب کے بموجب بھی ان مواضعات میں جمعہ جائز ہے، یہی حالت میں منع کرنے والے غلطی کر رہے
 ہیں ہاں پڑھنے والوں کو بھی، نصیحتیں پر تشدد نہ کرنا چاہیے جو نہیں پڑھتے ان سے قرض نہ کریں
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مصر کی قریف میں ”مالا بسع اکبر مساجدہ“ کی شرط
 (جمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) مصر کی مختلف قریفوں میں سے کیا یہ بھی صحیح ہے کہ جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں وہاں
 میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسکن مکلف نہ سائیں تو وہ شہر ہے۔
 (جواب ۴۰۰) ہاں یہ قریف بھی مالا بسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بھا بہت سے
 فقہائے عظام کے نزدیک معتبر اور مفتی ہے اس لئے اس کے موافق عمل کرنے میں بھی کوئی مضائقہ
 نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل سوم - خطبہ و اذان خطبہ

غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے

(سوال) خطبہ جمعہ یا عیدین میں رد و فرائض یعنی غیر عربی نظم یا نثر بطور وسط کے پڑھنا درست ہے یا
 نہیں اور اگر درست ہے تو فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب اور خالص عربی میں پڑھنا باوجودیکہ لوگ
 سمجھتے بھی نہ ہوں بہتر ہے مختلط عربی و غیر عربی سے خصوصاً جب کہ لوگ خالص عربی پڑھنے پر
 اصرار کریں اور خالص عربی پڑھنے والوں کو غیر مقصدی کا الزام لگائیں اور اس کو غیر عربی پڑھنے پر
 مجبور کرتے ہوں اور ناجائز ہے تو کیا حرمیہ مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ مع حوالہ کتب فقہ تحریر فرمائیں۔ بیوا
 توجرو۔

(۱) وقع مرصہ فی القصاص و لغوی الکیرۃ النبی فیہ اسواق الحج رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید
 و استشہد لہ فیہ فی التحییس عن الحلوانی ان کسالی العوام اذا صلوا لمحرر عبد صبرع الشمس لا یمعوب لا ینہم ۱۵
 معوا ترکوها اصلاً و اداؤہا مع حور اہل الحدیث لہا اونی من ترکہا، صلاً الحج رد المحتار باب العیدین
 ۲ ۱۷۱ ط سعید (۲) رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید

(جواب ۴۰۱) سامعین خواہ ماہرین زبان عربی ہوں یا نہ ہوں اردو فارسی یا کسی زبان کی نظم میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے حضرت رسول منقول ﷺ فدائے اہل واپی سے و نیز آپ کے صحابہ سے غیر عربی میں خطبہ پڑھنا منقول نہیں حالانکہ اجماع خطبہ کی عربی زبان سمجھنے سے قاصر تھے زمانہ صحابہ میں بخترت داخل دائرہ اسلام ہو گئے تھے لیکن کسی صحابی سے منقول نہیں کہ انہوں نے عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھا ہو خطیب پر یہ لازم نہیں سامعین کو سمجھانے کیلئے غیر عربی میں خطبہ پڑھے یہ تو خود سامعین کی کمزوری ہے کہ عربی زبان سے ناواقف ہیں۔

فی مجموعة الفتاوى لمولانا اللکوی نقلا عن اکام النفايس في اداء الاذکار بلسان الفارس الکراهة انما هي لمخالفة السنة لان النبی ﷺ واصحابه قد خطبوا دائما بالعربية ولم يقل عن احد منهم اهتم خطبوا خطبة ولو خطبة غير الجمعة بعبر العربية انتهى وفيه الخطبة بالفارسية التي احدثوها واعتقدوها حسناً ليس الماعث اليها الا عدم فهم العجم اللغة العربية وهذا الماعث قد كان موجوداً في عصر خير البرية وان كان فيه استتباب فلا استتباب في عصر الصحابة والتابعين ومن تبعهم من الأئمة المجتهدين حيث فتحت الامصار الشاسعة والديار الواسعة واسلم اكثر الحسن والروم والعجم وغيرهم من الامم وحضروا مجالس الجمع والا عباد وغيرها من شعائر الاسلام وقد كان اكثرهم لا يعرفون اللغة العربية ومع ذلك لم يحطب احد منهم بعبر العربية ولما ثبت وجود الماعث حتى تلك الامة وفقدان المانع والتكاسل وبحوه معلوم بالقواعد المبرهنة لم يبق الا الکراهة التي هي ادنى درجات الصلاة انتهى

خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دے کر

(سوال) کیا زید کا یہ کہنا شرعاً جائز ہے کہ اگر خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت یعنی سلطان المعظم ٹرکی کا نام بصراحت نہ پڑھا جائے تو وہ خطبہ ناقص ہوتا ہے اور اس نقص خطبہ کی وجہ سے نماز جمعہ فاسد ہوتی ہے؟ (جواب ۴۰۲) زید کا یہ قول کہ خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت کا بصرحت نام نہ لینے سے خطبہ ناقص اور نماز فاسد ہو جاتی ہے صحیح نہیں ہے خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ وعیدین میں نام لینا خطبہ کی ضروریات میں سے نہیں ہے جسکے ترک سے خطبہ ناقص یا کالعدم ہو جائے ہاں عرصہ دراز سے خطبائے مسلمین کا تعامل اس طرح جاری ہے کہ خلیفہ وقت کا نام لیکر اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور نام لینا اور دعا کرنا جائز تھا پھر تعامل سے اس جواز کو اور زیادہ تقویت ہو گئی اس لئے خطیب کو خلیفہ کا نام بصراحت لینا اور اس کے لئے دعا کرنا ہی مناسب ہے اور جب ترک ذکر میں کسی فتنہ کا اندیشہ ہو تو ذکر کرنا مکروہ ہو جاتا ہے شای میں ہے وایضا فان الدعاء للسلطان علی المسابر قد صار الان من شعار السلطنة فمن ترکہ یحسني عيبه ولذا قال بعض العلماء لو قيل ان الدعاء له واجب لما فی ترکہ من الفتنة غالباً لم یعد

انہی، (رد مختار شامی جلد مطبوعہ مصر) واللہ اعلم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ مہینہ دہلی

باتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا

(سوال) ہمارے شہر جم گنر اور تمام علاقہ کا ٹھیکہ دار ہیں جمعہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے ایک عصا نہایت مزین سے کرکھڑا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے اور بغیر عصا خطبہ پڑھنے کو خلاف سنت بتایا جاتا ہے اور تارک کو ملامت اور طعن کیا جاتا ہے اور تہذیب زدہ یہ کہتا ہے کہ شامی میں اور حدیث ابو داؤد میں ایسا کرنا سنت لکھا ہے مروجہ تارک ہے کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس وقت تک عصا سے خطبہ پڑھا ہے جب تک منبر نہیں بنا تھا بعد میں ایسا کرنا منقول نہیں اور نگہیری میں خدوہ و محیط کے حوالہ سے قوس پر یا عصا پر سوار گار خطبہ پڑھنا مکروہ لکھا ہے اس سے ضروری ہے کہ عام کرام ساتھ دلیل کے ہم کو اس کا فیصلہ دیں کہ مفتی بہ حنفیہ کے نزدیک کیا قرار دیتا ہے اور ابو داؤد اور شامی میں سنت ہونے کا جواب کیا ہے؟ بیوا تو جرو

(جواب ۴۰۳) عصا تھ میں بغیر خطبہ پڑھنا ثابت ہے لیکن بغیر عصا کے خطبہ پڑھنا اس سے زیادہ ثابت ہے پس حکم یہ ہے کہ عسا باتھ میں بیٹا بھی جائز ہے اور نہ بیٹا بہتر ہے اور حنفیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے پس اس کو ضروری سمجھنا ورنہ لینے والے کو معین تشبیح کرنا درست نہیں اسی طرح لینے والے کو بھی ملامت کرنا درست نہیں (۱۰) فقہ

ردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے

(سوال) مسلمانان ہند کی مادری زبان ہندوستانی ہے اور وہ زبان عربی ہے بالکل ناواقف ہیں نیز اکثر مسلمان احکام ضروریہ سے بھی بے سواد ہیں خطبہ عربی میں پڑھا جاتا ہے تو وہ اس سے کچھ بھی مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے ان کی خوشحال ہے کہ عربی خطبہ پڑھنے کے بعد اس کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی سید ابو حسن قادری مدظلہ العالیہ سرکار ہند

(جواب ۴۰۴) خطبہ کا مسنونہ و متواتر طریقہ یہ ہے کہ خالص عربی نثر میں ہو قرن اول میں بدو اُتم فتح ہوئے اور ان میں تبلیغ، تفہیم کی ضرورت آج سے بہت زیادہ تھی و صحابہ کرامؓ میں انہی زبان جانتے و سنے بھی موجود تھے اس کے باوجود انہیں تہذیب نہیں کہ انہی زبان میں خطبہ پڑھا گیا ہو تفہیم کی ضرورت سے انکار نہیں لیکن طریقہ، ثورہ کی حفاظت بھی ضروری ہے اس کی چھٹی صورت یہ ہے کہ خطیب عربی

زبان میں خطبہ شروع کرنے سے پہلے تقریر کر دے اور ضروریات دینیہ بیان کر دے پھر خطبہ کی اذان ہو اور دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھے۔ خطبوں میں اختصار کو مد نظر رکھے مثلاً ماور کی زبان میں ۳۰ منٹ تقریر کرے اور دونوں عربی خطبے پانچ سات منٹ میں ختم کر دے یہی طرح تبلیغ و تفہیم کی ضرورت بھی پوری ہو جائے اور خطبہ کی بنیت مسنونہ، ثورہ بھی محفوظ رہے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا۔ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ

اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے

(سوال) جو اذان بروز جمعہ وقت خطبہ خطیب کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ مسجد کے اندر خطیب کے سامنے ہو یا باہر صحن میں؟

(جواب ۴۰۵) خطبہ لی اذان خطیب کے سامنے ہونا چاہیے خواہ مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ احادیث میں دونوں طرح وارد ہوئے ہیں۔ وقال ابن سعد بالسند الی ام زید بن ثابت کان یبکی اقول بسبب حول المسجد فكان لال یودن من اول ما اذن الی ان نبی رسول اللہ ﷺ مسجده فکان یودن بعد علی طهر المسجد وقد رفع له منی فوق طهره ۲، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود مسجد کے اندر اذان دینا جائز ہے اور خود آنحضرت ﷺ کی مسجد میں حضرت بلالؓ چھت پر اذان کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرہ سنہ ۱۳۵۲ھ مسجد دہلی

ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک سسی کی آبادی ڈھائی ہزار ہے تین مسجدیں ہیں آبادی کل مسلمانوں کی ہے ضروریات بھی مہیا ہوتی ہے عرصہ دراز سے تینوں مسجدوں میں جمعہ ہو رہا ہے یک بزرگ صاحب آج کل آئے ہوئے ہیں وہ جمعہ نہیں پڑھ رہے ہیں۔ المسلسلہ نمبر ۹۹ فد حسین موضع شوندت ڈاکخانہ کھور ضلع میرٹھ

۱۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۰۶) جمعہ کی نماز اس سستی میں پڑھی جائے مگر تینوں مسجدوں میں سے ایک مسجد میں جو بڑی ہو پڑھنی چاہیے مگر تینوں مسجدیں برابر ہوں تو جو مسجد سب سے قدیم ہو اس میں پڑھیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۲۱۱۱۱ لا شک فی ہ الحظیۃ بعد لعلہا خلاف السہ سیرۃ علی السی والصحاح فی کون مکروہ بحریمہ الح عمدة برعایہ علی ہمیش شرح برقابہ باب الجمعة ۱ ۲۰۰ ط سعید
۲ باب الاداب مطلب من سی سیر (۱۰۱ ۳۸۷ ط سعید) فی فی لتویر و شرحہ و یؤد ثابا سیدی الحظیۃ الح وہی شامہ ای سبیل لیسہ کما یظہر من کلامہم (باب الجمعة ۲ ۱۶۱ ط سعید)
۳ وقع فرصد فی الفصاۃ و تقری ککیرہ اسی فیہا اسراف سح (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

جمعہ و عیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) جمعہ کا خطبہ ردو فارسی غم میں پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۱ حاجی عبدالبشیر خلیفہ قصبہ دارنگر ضلع بجنور۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۷۰۷) جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں نظم ردو فارسی پڑھنی مکروہ ہے کیونکہ قرون اولیٰ میں باوجود ضرورت شدیدہ کے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھے جانے کا ثبوت نہیں ہے ورنہ نثر کے سوا غم کا وجود نہیں پس طریقہ مسنونہ متورش کی ہے کہ خطبہ خاص عربی نثر میں پڑھا جائے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) مسجد میں آتے ہی سنت پڑھی جائے

(۲) ان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے

(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی و کچھ اردو میں پڑھنا

(۴) دوران خطبہ منبر سے یک زینہ اتر کر پھر چڑھنا عت ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں اکثر صحاب اس طور پر نماز جمعہ ادا فرماتے ہیں کہ جمعہ مسجد میں آکر بیٹھ جاتے ہیں جب ایک بختا ہے تو اقامت خطبہ سے پہلے ایک تکبیر کی جاتی ہے جب تکبیر پکاری جاتی ہے تو اونٹنی سنت کے لئے اٹھتے ہیں و سنت ادا کرینے کے بعد خطبہ ہوتا ہے تکبیر و خطبہ کے ساتھ مصلیٰ و امام تکبیر کے الفاظ کو مثل اذان کی تکبیر کے ہر اکردہ نکلتے ہیں بعد خطبہ شروع ہوتا ہے جب امام خطبہ دو عربی کے اندر پڑھ چکے ہیں تو اس کا ترجمہ اردو اشعار میں کر کے خطبہ ادا ختم کرتے ہیں جس سے خطبہ سبیل ہو جاتا ہے بعد اس کے خطبہ ثانیہ میں جب الفاظ دعا یہ بحق سلطان المسلمین کے مقام پر آتے ہیں تو منبر کے دوسرے زینے پر نیچے آجاتے ہیں اور الفاظ دعا یہ ختم ہونے پر پھر سابق مقام پر واپس جاتے ہیں یہی سورت میں آپ سے نمبر و اذیٰ کی صورتوں پر طالب فتویٰ ہوں کہ ان صورتوں میں از روئے عقائد حنفیہ امام نظام کا یہ طریقہ تھا مفصل مع جوابات جو اب سے مرصع فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) سنت قبل بعد کو تکبیر کے سے مؤخر کر دین (یعنی تکبیر صلوٰۃ پر سنت پڑھنا) کیسا ہے؟

(۲) صلوٰۃ خطبہ کے الفاظ کو مثل الفاظ اذان و ہر انا اور دعا مانگنا چاہیے یا نہیں؟

(۳) خطبہ کے اندر خطبہ ادا عربی زبان میں پڑھ چکے کے بعد ترجمہ اردو اشعار میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) خطبہ ثانیہ میں ہم مقام بحق سلطان المسلمین یک زینہ نیچے آنا اور پھر ادا چڑھا کر کیا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۰ محمد ایل مقام وندیشکی پی ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ

(جواب ۸۰۴) (۱) سنتوں کو تکبیر کے سے مزخر کرنا نہیں چاہیے بعد زوال مسجد میں آنے والے آتے ہی سنتیں پڑھ لیں بسکہ بیٹھنے سے پہلے سنتوں کو شروع کر دینا چاہیے یہی مسنون ہے (۱)

(۲) اذان خطبہ کو دہرائام انفسم کے نزدیک نہیں چاہیے (۲) اذان اول کی اجابت مسنون ہے نہ اذان خطبہ کی لیکن امام محمد کے نزدیک اذان خطبہ کا جواب بھی دینا جائز ہے گر اس کے موافق دہرائیں تو آہستہ دل میں دہرائیں۔

(۳) اردو ترجمہ نثری نظم میں کرنا سنت متواترہ کے خلاف ہے (۲)

(۴) بوقت دعائے سلطان المسلمین یک زینہ نیچے اترنا اور پھر چڑھنا دلیل ہے اور مکروہ ہے (۲)

(۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے

(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا

(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا

(سوال) (۱) جمعہ کے دن ایک آدمی خطبہ پڑھے اور دوسرے آدمی سے نماز پڑھانے کو کہے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دو آدمی اگر محراب کے اندر کھڑے ہو جائیں اور ایک آدمی نماز پڑھائے اور دوسرا یونہی مقتدی بن کر کھڑا ہو اور باقی سب لوگ پیچھے کھڑے ہوں جگہ بھی بہت ہے صفوں کے اندر اگر سو دو سو آدمی اور بھی ہوں تو آسکتے ہیں تو ایسی صورت میں امام کے ساتھ کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر ایک معمولی نواب کسی گاؤں کے اندر آجائیں اور جمعہ کا دن ہو اور خطبہ پڑھنے کے وقت ان کا نام خطبہ میں شامل کر کے پڑھیں تو جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ایک معمولی نواب کے سنے مسجد سے نکلنے وقت ایک آدمی پکار کر کہے کہ ان نواب کا نام زور سے میں اور باقی سب لوگ آمین کہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲ مولوی عبدالستار صاحب نول گڑھ

۶ شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

(۱) عن أبي قتادة أن رسول الله ﷺ قال " إذا جاء أحدكم المسجد فليصل سجدتين من قبل أن يجلس " (ابوداؤد، باب ما جاء في الصلوة عند دخول المسجد ۷۴/۱ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) قال في التبرير " إذا سرح الإمام فلا صوة ولا كلام الخ (ب الجمعة ۱۵۸/۳ ص سعيد) وفي الشامية بسعي أن لا يحجب بمساواة اتفاقاً بين يدي الخطيب الخ (باب الأذان ۳۹۹/۱ ط سعيد)

(۳) فإما لا سلك في أن الحظية بغير العربية حلائل السد المتوارثة من النبي والصحابه فيكون مكروهاً تحريماً الخ وعمدة العربية على هدمش سرح البرقية باب الجمعة ۲۱۰/۱ ط سعيد)

(۴) قال ابن حجر في الصفحة " وبحث أن ما اعتد الآن من البرول في الحطة الثانية إلى درحة سنلى ثم العود بدعة فسحة سعة (رد المحتار) باب الجمعة ۱۶۱/۲ ط سعيد)

(جواب ۴۰۹) (۱) ایک شخص جمعہ کا خطبہ پڑھے اور اس کی جہازت سے دوسرا شخص نماز پڑھاوے تو یہ جائز ہے۔

(۲) جائز ہو تو امام کے ساتھ کھڑا نہ ہونا چاہیے جس کی تنگی ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے۔

(۳) معمولی نوب اگر با اختیار کم ہو تو خیر ورنہ غیر مختار اور غیر حاکم کا نام لینا مکروہ ہے ۱۰

(۴) اس سوال سے یہ فرض ہے سمجھ میں نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے

(سوال) ایک فریق جمعہ کے عربی خطبہ کے مفہوم کو اردو میں سننے اور سمجھنے پر مصر ہے دوسرا فریق ایسا کرنے کو بدعت اور مکروہ تحریمی قرار دیتا ہے۔ کیا اس میں متقدمین کے مسلک کو پیش کرتا ہے اختلاف کو منہ کا کوئی احسن طریقہ قرار دے سکتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۳۶۶ فظ عبد الشکور صاحب

ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۰) اس اختلاف کو ممانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خطیب منبر پر جا کر پہلے عربی وعظ، نصیحت جو پیش کرنا ہو کر دے پھر خطبہ عربی کہہ کر دے اور دونوں خطبے خالص عربی میں نہایت مختصر طور پر پڑھا دے کہ دونوں خطبوں میں پانچ منٹ صرف ہوں اس طرح دونوں فریق مطمئن ہو جائیں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ

(سوال) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۲۴۱۲ انوار الحق صاحب

ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۱) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کہنا جائز ہے اس میں کوئی وجہ ممانعت کی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

غیر عربی میں خطبہ درست نہیں

(سوال) پنجاب میں رواج ہے کہ جمعہ کو بعد اذان تالی جھ خطبہ عربی میں پڑھ کر اردو میں نثر و نظم کہتے ہیں بعض جگہ کئی کئی گھنٹے تک وعظ کے بعد خطبہ پورا کرتے ہیں کہیں کہیں دو دن وعظ میں چندہ بھی جمع

۱۔ لا یعی اب بصری عن الحصب لای لجمع مع خطبہ کسی واحد فلا یعی ب بضمیمہ اب و اب فعل جا
رج رد المحتار اب لجمع ۱۵۱۲ طبع

۲۔ اب لدعاء بلستطاع علی المسار لہ حد لای من سعیر سبغہ فمیراہ بحشی غلہ لہ رج رد المحتار اب
جمعہ ۱۵۹۲ طبع

ہوتا ہے نماز جمعہ میں اکثر تین بیچ جاتے ہیں کیا یہ حضور آرم ﷺ سے ثابت ہے؟ نیز قبل از نماز ہجکانہ یا قبل از اذان خطبہ مسائل و احکام دین بیان کرنا (تاکہ لوگ بیکار نہ بیٹھیں) جائز ہے یا نہیں؟ یہ عاجز سہارنپور کا باشندہ ہے اور مظاہر عموم سے تحصیل عربی کئے ہوئے ہے اس کا طرز عمل یہ ہے کہ پہلی اذان کے بعد جب تک خطبہ کا وقت ہو اور لوگ جمع ہوں کچھ ضروری مسائل سند دیتا ہے اس پر اہل حدیث لوگ خصوصاً مولوی عبداللہ امرتسری اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کہیں ثابت نہیں نہ حضور ﷺ نے نہ صحابہ نے نہ اس کے بعد تابعی نے کیا یہ بدعت ہے اس سے بچنا چاہیے گویا خطبوں کے درمیان وعظ حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱ حافظ محمد سحقی انصاری۔ رویٹ۔ ضلع انبالہ۔ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء (حواب ۴۱۲) خطبہ جمعہ خالص عربی نثر میں ثابت ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ ثابت نہیں، اگرچہ صحابہ و خلفاء کے زمانے میں ہی فارسی و غیرہ فتح ہو گئے تھے اور لوگوں کے جدید اسلام ہونے کی وجہ سے ان کی زبان میں تفہیم کی ضرورت آتی تہ بہت زیدہ تھی اور صحابہ اور مسلمانوں میں فارسی زبان جاننے والے بھی کثرت سے موجود تھے باوجود اس کے عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ نہیں پڑھا گیا اس لئے خطبہ کا طریقہ، دورہ متواترہ مسنونہ یہی ہے کہ وہ خالص عربی میں ہو اور تطویل خطبہ کی بھی مکروہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے پریشان کن ہے اب رہا تفہیم کا مسئلہ تو اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ خطبہ کی اذان سے پہلے مقامی زبان میں وصال کو، فتنی ضروریات و ضروری مسائل سے آگاہ کر دیا جائے لیکن تطویل نہ کی جائے تھوڑا سا وقت جو قابل برداشت ہو اس میں صرف کیا جائے اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور خطبہ مسنونہ طریقہ پر خالص عربی میں دیا جائے دونوں خطبے صرف پانچ منٹ میں ادا ہو سکتے ہیں اس میں کوئی کراہت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) عنوان مثل ہارا

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) المستفتی نمبر ۳۱۵ محمد رفیق ماس جامع مسجد (بی) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۷ جون ۱۹۳۴ء (حواب ۴۱۳) خطبہ جمعہ کی اذان سے پہلے مقامی زبان میں وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے خطبہ خالص عربی میں مسنون و متواتر ہے اس کو غیر عربی سے مخلوط نہ کرنا چاہیے اگر کیا جائے گا تو مسنون متواتر کے خلاف ہوگا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(حواب ۴۱۴) (المستفتی نمبر ۴۱۱ سید محبوب حسن) (نرائن گڑھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء

جمعہ کے سلسلہ میں اردو فارسی نظم یا نثر خلاف سنت ہے (۱) عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون ہے خطبہ سے پہلے اپنی زبان میں وعظ و نصیحت کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

(جواب ۴۱۵) (المستفتی نمبر ۵۲۷ مرزا یوسف بیگ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء
جمعہ کی نماز میں مسلمانوں کے جمع عظیم کے اجتماع اور اظہار شوکت، سد میہ کو بڑا دخل ہے اجتماع عظیم کے سامنے خطبہ دینے کا مقصد ان کی دینی اجتماعی ضرورتوں کا رفع کرنا اور ان کے متعلق احکام اسلام کی تبلیغ کرنا ایک جم غفیر کا اجتماعی حیثیت سے رب العالمین کی بارگاہ معنی میں سر بسجود ہونا ہے ایک خطبہ ہمیشہ کے لئے معین کر لینا اور ہر جمعہ کو وہی پڑھ دینا اگرچہ خطبہ کی فرضیت کو پورا کر دیتا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ مقصد خطبہ سے دور ہے بایں ہمہ خصبہ میں نظم و اشعار پڑھنا غیر ضروری باتیں کرنا عربی نثر کے سوا اور کسی طرح خطبہ پڑھنا بھی سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے (۲) بہتر صورت یہ ہے کہ اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تمام ضروری باتیں بیان کر دی جائیں جن میں مسائل بھی ہوں و رد و سری اجتماعی اور سیاسی ضروری باتیں بھی ہوں اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں دونوں خطبے خالص عربی زبان میں ادا کر لئے جائیں اس میں ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی وضع مسنون بھی قائم رہے گی۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھنی جائے

(سوال) اذان ثانیہ جو منبر کے سامنے ادا کی جاتی ہے اس کے بعد دعا ہے جیسا کہ اذان اول میں مسنون ہے
اللهم رب هذه الدعوة الحق پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۱ (ازرا سوال) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جون ۱۹۳۴ء
(جواب ۴۱۶) اذان ثانیہ کے بعد دعائے اذان نہیں پڑھنی چاہیے لیکن اگر کوئی شخص دل ہی دل میں غیر باتھ اٹھائے نام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پڑھ لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اگرچہ نہ پڑھو، بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ

وقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟

(سوال) اگر فتنہ عصا وقت خطبہ خواندن نماز جمعہ چلاؤ نہ است؟

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۱)

(۲) (۱) لا ینک فی ان الخطبہ بغير اعریة خلاف السنة المستورثة من النبی ﷺ والصحابہ فیکون مکروہا

نحریم الح (عمدة الرعاية علی هامس شرح الرقابة باب الجمعة ۱/ ۲۰ ط سعید)

(۳) (۱) لا یحب بلسانہ التذکر من یدی الخطب الح (۱) اندر لمحار د ب الأذان ۱ ۳۹۹ ط سعید)

المستفتی نمبر ۷۸۷۳ بہ میل (مولین برما) ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) خطبہ جمعہ کے وقت ہاتھ میں عصا تھا مناسبت کیا ہے؟

(جواب ۴۱۷) وقت خطبہ عصا گرفتن۔ زم نیست اگر ملک عنوة فتح کرده شود خطیب ر شمشیر حمل کردن مستحب است اما عصابہ ست گرفتن بدعت ہم نیست۔ چہ از روایت معلوم میشود کہ آنحضرت ﷺ ہم وقت خطبہ عصایا قوس بدست گرفتہ اند۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(ترجمہ) خطبہ کے وقت عصا تھا مناسبت کیا ہے اگر ملک کو غلبہ کے ساتھ فتح کیا جائے تو خطیب کو شمشیر کا حمل کرنا مستحب ہے لیکن ہاتھ میں عصا لینا بدعت بھی نہیں ہے کیونکہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی خطبہ کے وقت عصایا قوس تھامی ہے۔ (۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

سوال مثل بالا

(سوال نمبر ۵۰۹)

(جواب ۴۱۸) خطبہ جمعہ میں عصا ہاتھ میں رکھنا نہ واجب ہے نہ مسنون مؤکدہ زیادہ سے زیادہ مستحب مندوب ہے جس کو سنن زوائد میں شمار کیا جاسکتا ہے اور ”در مختار“ میں سے تو ”خلاصہ“ سے عصا پر خطیب کا سہارا دینا مکروہ لکھا ہے مگر فقہ حنفی نے اس کو سنت بتایا ہے سنت سے مراد وہی سنت غیر مؤکدہ ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء

خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا

(سوال) ایک خطیب نے جمعہ کے دوسرے خطبہ میں حجاز مقدس کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمن اسعد کا نام لیکر دعا کی سامعین خطبہ کہتے ہیں کہ مسلمانان ہند ان کو بادشاہ تسلیم نہیں کرتے ان کا نام نہیں پڑھنا چاہیے اور بعض لوگ ان کو برا بھلا کہتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ حافظ انیس بادشاہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۱۸ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱۹) سلطان ابن سعود حجاز و نجد کے حکمران اور حرمین شریفین کے خادم و محافظ ضرور ہیں ان کے لئے خطبہ میں دعا کرنا بحیثیت خادم حرمین شریفین ہونے کے جائز ہے ان کو برا بھلا کہنا گناہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

(۱) وفي رواية أبي داود أنه ﷺ قام أي في الحطة متوكئا على عصا أو قوس ونقل القيساني عن عبدالمحيط أن أخذ العصا سنة كالقيام (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۶۳ ط سعید)

(۲) وفي الخلاصة "يكوه ان يركب على قوس أو عصا (رد مختار) وفي الشامية "و نقل القيساني عن عبدالمحيط أن أخذ العصا سنة كالقيام" (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۶۳ ط سعید) فتاء كل مهابات ثنائيت ہیں یہ کہ فی سنت غیر مؤکدہ ہے اور کہ تمام مکرر و بدعت سے

(۳) أما ما اعتيد في زمان من الدعاء لسلطان العثمانيه ايد هم الله كسلطان الرين والحرين و خادم الحرمين الشريفين فلا مانع منه (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۵۰ ط سعید)

خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہیے اور منبر پر پڑھنا جائز ہے

(سوال) ایک امام صاحب نماز جمعہ پڑھتے ہیں خطبہ بہت طویل پڑھتے ہیں کہ ایک گھنٹہ ہو جاتا ہے خطبہ کا پورا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں کیا خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی ضروری ہے؟

ایک شخص کا بیان ہے کہ مسجد میں جو منبر ہوتا ہے وہ برسوں کریم ﷺ کے وقت میں نہ تھا منبر حضرت امیر موعودؑ نے بنوایا ہے حقیقت اس کی کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق رحمہ (ضلع مونگیر) ۷ ریح ثانی ۱۳۵۴ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۰) خطبہ زیادہ طویل پڑھنا نہیں چاہیے، اور خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی طریقہ مسنونہ متواتر کے خلاف ہے۔

منبر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں، اور حضور کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا ہے یہ بات غلط ہے کہ منبر کی بنیاد حضرت امیر موعودؑ نے کی تھی، محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) خطبہ میں اوڈا پیکیر کا استعمال مباح ہے

(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہیے

(سوال) (۱) کیا روز جمعہ جمعہ کی کثرت کو پیش نظر رکھ کر اوڈا پیکیر کا مسجد میں استعمال کرنا شرعاً جائز ہے؟ تاکہ اس کے ذریعہ دور دور کے لوگوں تک خطبہ اور ضروری مسائل کی تقریر پہنچائی جاسکے نماز کی قرآن اور تکبیرات کی تبلیغ ہرگز مقصود نہیں ہے۔

(۲) جمعہ کے خطبہ میں اردو زبان میں، منع کرنا یا رد میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۹ حضرت مولانا مولوی سید مرتاج محمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ جامعہ ڈبھیل ضلع سورت۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۴ھ ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۱) (۱) اوڈا پیکیر (مکبر، صوت) کا خطبہ وروانہ میں استعمال کرنا جائز ہے کوئی وجہ عدم جوڑ کی نظر نہیں آتی، (۲) خطبہ جمعہ و میدین میں خالص عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون و متواتر ہے اس کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا عربی نظم میں پڑھنا سنت متواتر کے خلاف ہے لہذا خطبہ قرا ہو جائے گا لیکن خلاف متواتر ہونے کی وجہ سے کرہت ہوگی، محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ و لوائح عشر تحف لحصص بعد سورہ من طوان المفصل و بکرہ لطون (عند مکتبۃ الباب لعشر فی صلاۃ جمعہ ۱۴۷ ط محدث) ۲۔ ومن السنة ان يحط عبد قنار، نہ ﷺ و سرہ ﷺ کون ثلث درج عبر المصاحف بالمستراح ايج ۵۰ سحر باب الجمعة ۲ ۱۶۱ ص سعید) عن عبد الله بن مسعود عن کان رسول الله ﷺ ۱۵ سنوی علی سیر سننہ لاد بوجہا ۱۰ برمدی باب فی سننہ الإمام اذا حط ۱ ۱۱۴ ص سعید (۳) ومن المصاحف ۵ رافع لحصص صوتہ ايج عند مکتبۃ الباب لعشر فی صلاۃ جمعہ ۱ ۱۴۷ ط محدث (۴) و لا شکی فی ان يحط بعد عرسہ خلاف لسنہ لموارثہ من لسی ﷺ والمصاحف فکون مکروہا تحریر الح ۱۰ سعید امر سعید علی حدیث شرح برویہ باب الجمعة ۱ ۲۰۰ ص سعید

(۱) خطبہ ردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں

(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم لاحت کے لئے ہے

(سوال) خطبہ جمعہ و عیدین کس زبان میں ہونے چاہئیں؟ (۲) شریعت مطہرہ میں خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟ (۳) لوگوں کا اشتیاق اگر ہو تو کیا خطبہ کا ترجمہ خطیب کو سنایا جائے یا نہیں؟ اگر ترجمہ سنایا جائے تو کب؟ خطبہ کے بعد ہی منبر پر فرار بعد کے بعد؟ (۴) محض وگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد فوراً ہی مسجد سے چلے جانا چاہیے اور کسی ضرورت شرعی (مثلاً دایلی سنن و نوافل سماع وعظ تسبیح و ذکر وغیرہ) کی وجہ سے بھی مسجد میں ٹھہرے رہنا جائز نہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کریمہ فاذا قضت الصلوٰۃ فانتشروا سے یہ حکم ثابت اور منصوص ہے کیا اس انتشار سے یہی مراد ہے مسئلہ مذکورہ میں شوافع اور احناف کے نزدیک اگر کوئی گنجائش در توقع ہو تو ظاہر کر دی جائے یہ اختلاف وہاں ہے جس دفعی اور شفعی دونوں قسم کے حضرات ہیں۔

المستفتی نمبر ۷۴۴ عبد الحمید کوکنی ڈابھیل ضلع سورت۔

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۲) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین کا طریقہ مسنونہ متواتر نہ یکی ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو قرون اولیٰ میں باوجود ضرورت شدیدہ کے کہ اس وقت تعلیم احکام اور تبیغ اسلام کی بہت زیادہ ضرورت تھی خطبہ کی عربیت کو ترک نہیں کیا گیا۔ (۲) خطبہ کی حیثیت وعظ و تذکیر اور ذکر اللہ سے مرکب ہے۔ (۳) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں پندرہ بیس منٹ پہلے کچھ ضروری باتیں بیان کر دے اس کے بعد اذان کہوئے و ریقدہ اور کئی فرض مختصر طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطبتین کے لئے پانچ سات منٹ کافی ہوں گے) تو یہ صورت بہتر ہوگی (۴) انتشار فی الارض کا حکم محض لاحت کے لئے ہے نہ وجوب کے لئے اور اگر کوئی مسجد میں نوافل و سنن پڑھے یا مسجد سے نہ نکلے شام تک بیٹھا رہے تو وہ کسی قسم کا گناہ گار نہیں ہوگا جیسے کہ مسجد سے نکلنے والے گلے حکم و بنعوا من فصل اللہ کے ترک سے گناہ گار نہیں ہوں گے اس کے علاوہ فضیلت الصلوٰۃ کا مفہوم فراغ من السنن و انوافل تک و شیعہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

۱۔ فہام لا شک فی ان الحظۃ بعد العربیہ خلاف اسۃ اموارثۃ من الیٰسۃ والصحة فیکون مکروہاً محرمہاً
(عبدہ امرعیہ علی ہامس شرح التوقیۃ ص ۲۰۱ ص ۲۰۲ ص ۲۰۳)
۲۔ لشرط الرابع لحظۃ و بعدہ حسیور و کتاب مصنف ذکر اللہ تعالیٰ سبھا الحج و سبھا کوہ خطبہ من جلسہ
سبھا من کل مہم علی الحمد و السہد و صلاة علی الیٰسۃ (حلی کبیر فصل فی صلاہ الجمعۃ ص
۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰ ص ۱۰۰۱ ص ۱۰۰۲ ص ۱۰۰۳ ص ۱۰۰۴ ص ۱۰۰۵ ص ۱۰۰۶ ص ۱۰۰۷ ص ۱۰۰۸ ص ۱۰۰۹ ص ۱۰۱۰ ص ۱۰۱۱ ص ۱۰۱۲ ص ۱۰۱۳ ص ۱۰۱۴ ص ۱۰۱۵ ص ۱۰۱۶ ص ۱۰۱۷ ص ۱۰۱۸ ص ۱۰۱۹ ص ۱۰۲۰ ص ۱۰۲۱ ص ۱۰۲۲ ص ۱۰۲۳ ص ۱۰۲۴ ص ۱۰۲۵ ص ۱۰۲۶ ص ۱۰۲۷ ص ۱۰۲۸ ص ۱۰۲۹ ص ۱۰۳۰ ص ۱۰۳۱ ص ۱۰۳۲ ص ۱۰۳۳ ص ۱۰۳۴ ص ۱۰۳۵ ص ۱۰۳۶ ص ۱۰۳۷ ص ۱۰۳۸ ص ۱۰۳۹ ص ۱۰۴۰ ص ۱۰۴۱ ص ۱۰۴۲ ص ۱۰۴۳ ص ۱۰۴۴ ص ۱۰۴۵ ص ۱۰۴۶ ص ۱۰۴۷ ص ۱۰۴۸ ص ۱۰۴۹ ص ۱۰۵۰ ص ۱۰۵۱ ص ۱۰۵۲ ص ۱۰۵۳ ص ۱۰۵۴ ص ۱۰۵۵ ص ۱۰۵۶ ص ۱۰۵۷ ص ۱۰۵۸ ص ۱۰۵۹ ص ۱۰۶۰ ص ۱۰۶۱ ص ۱۰۶۲ ص ۱۰۶۳ ص ۱۰۶۴ ص ۱۰۶۵ ص ۱۰۶۶ ص ۱۰۶۷ ص ۱۰۶۸ ص ۱۰۶۹ ص ۱۰۷۰ ص ۱۰۷۱ ص ۱۰۷۲ ص ۱۰۷۳ ص ۱۰۷۴ ص ۱۰۷۵ ص ۱۰۷۶ ص ۱۰۷۷ ص ۱۰۷۸ ص ۱۰۷۹ ص ۱۰۸۰ ص ۱۰۸۱ ص ۱۰۸۲ ص ۱۰۸۳ ص ۱۰۸۴ ص ۱۰۸۵ ص ۱۰۸۶ ص ۱۰۸۷ ص ۱۰۸۸ ص ۱۰۸۹ ص ۱۰۹۰ ص ۱۰۹۱ ص ۱۰۹۲ ص ۱۰۹۳ ص ۱۰۹۴ ص ۱۰۹۵ ص ۱۰۹۶ ص ۱۰۹۷ ص ۱۰۹۸ ص ۱۰۹۹ ص ۱۱۰۰ ص ۱۱۰۱ ص ۱۱۰۲ ص ۱۱۰۳ ص ۱۱۰۴ ص ۱۱۰۵ ص ۱۱۰۶ ص ۱۱۰۷ ص ۱۱۰۸ ص ۱۱۰۹ ص ۱۱۱۰ ص ۱۱۱۱ ص ۱۱۱۲ ص ۱۱۱۳ ص ۱۱۱۴ ص ۱۱۱۵ ص ۱۱۱۶ ص ۱۱۱۷ ص ۱۱۱۸ ص ۱۱۱۹ ص ۱۱۲۰ ص ۱۱۲۱ ص ۱۱۲۲ ص ۱۱۲۳ ص ۱۱۲۴ ص ۱۱۲۵ ص ۱۱۲۶ ص ۱۱۲۷ ص ۱۱۲۸ ص ۱۱۲۹ ص ۱۱۳۰ ص ۱۱۳۱ ص ۱۱۳۲ ص ۱۱۳۳ ص ۱۱۳۴ ص ۱۱۳۵ ص ۱۱۳۶ ص ۱۱۳۷ ص ۱۱۳۸ ص ۱۱۳۹ ص ۱۱۴۰ ص ۱۱۴۱ ص ۱۱۴۲ ص ۱۱۴۳ ص ۱۱۴۴ ص ۱۱۴۵ ص ۱۱۴۶ ص ۱۱۴۷ ص ۱۱۴۸ ص ۱۱۴۹ ص ۱۱۵۰ ص ۱۱۵۱ ص ۱۱۵۲ ص ۱۱۵۳ ص ۱۱۵۴ ص ۱۱۵۵ ص ۱۱۵۶ ص ۱۱۵۷ ص ۱۱۵۸ ص ۱۱۵۹ ص ۱۱۶۰ ص ۱۱۶۱ ص ۱۱۶۲ ص ۱۱۶۳ ص ۱۱۶۴ ص ۱۱۶۵ ص ۱۱۶۶ ص ۱۱۶۷ ص ۱۱۶۸ ص ۱۱۶۹ ص ۱۱۷۰ ص ۱۱۷۱ ص ۱۱۷۲ ص ۱۱۷۳ ص ۱۱۷۴ ص ۱۱۷۵ ص ۱۱۷۶ ص ۱۱۷۷ ص ۱۱۷۸ ص ۱۱۷۹ ص ۱۱۸۰ ص ۱۱۸۱ ص ۱۱۸۲ ص ۱۱۸۳ ص ۱۱۸۴ ص ۱۱۸۵ ص ۱۱۸۶ ص ۱۱۸۷ ص ۱۱۸۸ ص ۱۱۸۹ ص ۱۱۹۰ ص ۱۱۹۱ ص ۱۱۹۲ ص ۱۱۹۳ ص ۱۱۹۴ ص ۱۱۹۵ ص ۱۱۹۶ ص ۱۱۹۷ ص ۱۱۹۸ ص ۱۱۹۹ ص ۱۲۰۰ ص ۱۲۰۱ ص ۱۲۰۲ ص ۱۲۰۳ ص ۱۲۰۴ ص ۱۲۰۵ ص ۱۲۰۶ ص ۱۲۰۷ ص ۱۲۰۸ ص ۱۲۰۹ ص ۱۲۱۰ ص ۱۲۱۱ ص ۱۲۱۲ ص ۱۲۱۳ ص ۱۲۱۴ ص ۱۲۱۵ ص ۱۲۱۶ ص ۱۲۱۷ ص ۱۲۱۸ ص ۱۲۱۹ ص ۱۲۲۰ ص ۱۲۲۱ ص ۱۲۲۲ ص ۱۲۲۳ ص ۱۲۲۴ ص ۱۲۲۵ ص ۱۲۲۶ ص ۱۲۲۷ ص ۱۲۲۸ ص ۱۲۲۹ ص ۱۲۳۰ ص ۱۲۳۱ ص ۱۲۳۲ ص ۱۲۳۳ ص ۱۲۳۴ ص ۱۲۳۵ ص ۱۲۳۶ ص ۱۲۳۷ ص ۱۲۳۸ ص ۱۲۳۹ ص ۱۲۴۰ ص ۱۲۴۱ ص ۱۲۴۲ ص ۱۲۴۳ ص ۱۲۴۴ ص ۱۲۴۵ ص ۱۲۴۶ ص ۱۲۴۷ ص ۱۲۴۸ ص ۱۲۴۹ ص ۱۲۵۰ ص ۱۲۵۱ ص ۱۲۵۲ ص ۱۲۵۳ ص ۱۲۵۴ ص ۱۲۵۵ ص ۱۲۵۶ ص ۱۲۵۷ ص ۱۲۵۸ ص ۱۲۵۹ ص ۱۲۶۰ ص ۱۲۶۱ ص ۱۲۶۲ ص ۱۲۶۳ ص ۱۲۶۴ ص ۱۲۶۵ ص ۱۲۶۶ ص ۱۲۶۷ ص ۱۲۶۸ ص ۱۲۶۹ ص ۱۲۷۰ ص ۱۲۷۱ ص ۱۲۷۲ ص ۱۲۷۳ ص ۱۲۷۴ ص ۱۲۷۵ ص ۱۲۷۶ ص ۱۲۷۷ ص ۱۲۷۸ ص ۱۲۷۹ ص ۱۲۸۰ ص ۱۲۸۱ ص ۱۲۸۲ ص ۱۲۸۳ ص ۱۲۸۴ ص ۱۲۸۵ ص ۱۲۸۶ ص ۱۲۸۷ ص ۱۲۸۸ ص ۱۲۸۹ ص ۱۲۹۰ ص ۱۲۹۱ ص ۱۲۹۲ ص ۱۲۹۳ ص ۱۲۹۴ ص ۱۲۹۵ ص ۱۲۹۶ ص ۱۲۹۷ ص ۱۲۹۸ ص ۱۲۹۹ ص ۱۳۰۰ ص ۱۳۰۱ ص ۱۳۰۲ ص ۱۳۰۳ ص ۱۳۰۴ ص ۱۳۰۵ ص ۱۳۰۶ ص ۱۳۰۷ ص ۱۳۰۸ ص ۱۳۰۹ ص ۱۳۱۰ ص ۱۳۱۱ ص ۱۳۱۲ ص ۱۳۱۳ ص ۱۳۱۴ ص ۱۳۱۵ ص ۱۳۱۶ ص ۱۳۱۷ ص ۱۳۱۸ ص ۱۳۱۹ ص ۱۳۲۰ ص ۱۳۲۱ ص ۱۳۲۲ ص ۱۳۲۳ ص ۱۳۲۴ ص ۱۳۲۵ ص ۱۳۲۶ ص ۱۳۲۷ ص ۱۳۲۸ ص ۱۳۲۹ ص ۱۳۳۰ ص ۱۳۳۱ ص ۱۳۳۲ ص ۱۳۳۳ ص ۱۳۳۴ ص ۱۳۳۵ ص ۱۳۳۶ ص ۱۳۳۷ ص ۱۳۳۸ ص ۱۳۳۹ ص ۱۳۴۰ ص ۱۳۴۱ ص ۱۳۴۲ ص ۱۳۴۳ ص ۱۳۴۴ ص ۱۳۴۵ ص ۱۳۴۶ ص ۱۳۴۷ ص ۱۳۴۸ ص ۱۳۴۹ ص ۱۳۵۰ ص ۱۳۵۱ ص ۱۳۵۲ ص ۱۳۵۳ ص ۱۳۵۴ ص ۱۳۵۵ ص ۱۳۵۶ ص ۱۳۵۷ ص ۱۳۵۸ ص ۱۳۵۹ ص ۱۳۶۰ ص ۱۳۶۱ ص ۱۳۶۲ ص ۱۳۶۳ ص ۱۳۶۴ ص ۱۳۶۵ ص ۱۳۶۶ ص ۱۳۶۷ ص ۱۳۶۸ ص ۱۳۶۹ ص ۱۳۷۰ ص ۱۳۷۱ ص ۱۳۷۲ ص ۱۳۷۳ ص ۱۳۷۴ ص ۱۳۷۵ ص ۱۳۷۶ ص ۱۳۷۷ ص ۱۳۷۸ ص ۱۳۷۹ ص ۱۳۸۰ ص ۱۳۸۱ ص ۱۳۸۲ ص ۱۳۸۳ ص ۱۳۸۴ ص ۱۳۸۵ ص ۱۳۸۶ ص ۱۳۸۷ ص ۱۳۸۸ ص ۱۳۸۹ ص ۱۳۹۰ ص ۱۳۹۱ ص ۱۳۹۲ ص ۱۳۹۳ ص ۱۳۹۴ ص ۱۳۹۵ ص ۱۳۹۶ ص ۱۳۹۷ ص ۱۳۹۸ ص ۱۳۹۹ ص ۱۴۰۰ ص ۱۴۰۱ ص ۱۴۰۲ ص ۱۴۰۳ ص ۱۴۰۴ ص ۱۴۰۵ ص ۱۴۰۶ ص ۱۴۰۷ ص ۱۴۰۸ ص ۱۴۰۹ ص ۱۴۱۰ ص ۱۴۱۱ ص ۱۴۱۲ ص ۱۴۱۳ ص ۱۴۱۴ ص ۱۴۱۵ ص ۱۴۱۶ ص ۱۴۱۷ ص ۱۴۱۸ ص ۱۴۱۹ ص ۱۴۲۰ ص ۱۴۲۱ ص ۱۴۲۲ ص ۱۴۲۳ ص ۱۴۲۴ ص ۱۴۲۵ ص ۱۴۲۶ ص ۱۴۲۷ ص ۱۴۲۸ ص ۱۴۲۹ ص ۱۴۳۰ ص ۱۴۳۱ ص ۱۴۳۲ ص ۱۴۳۳ ص ۱۴۳۴ ص ۱۴۳۵ ص ۱۴۳۶ ص ۱۴۳۷ ص ۱۴۳۸ ص ۱۴۳۹ ص ۱۴۴۰ ص ۱۴۴۱ ص ۱۴۴۲ ص ۱۴۴۳ ص ۱۴۴۴ ص ۱۴۴۵ ص ۱۴۴۶ ص ۱۴۴۷ ص ۱۴۴۸ ص ۱۴۴۹ ص ۱۴۵۰ ص ۱۴۵۱ ص ۱۴۵۲ ص ۱۴۵۳ ص ۱۴۵۴ ص ۱۴۵۵ ص ۱۴۵۶ ص ۱۴۵۷ ص ۱۴۵۸ ص ۱۴۵۹ ص ۱۴۶۰ ص ۱۴۶۱ ص ۱۴۶۲ ص ۱۴۶۳ ص ۱۴۶۴ ص ۱۴۶۵ ص ۱۴۶۶ ص ۱۴۶۷ ص ۱۴۶۸ ص ۱۴۶۹ ص ۱۴۷۰ ص ۱۴۷۱ ص ۱۴۷۲ ص ۱۴۷۳ ص ۱۴۷۴ ص ۱۴۷۵ ص ۱۴۷۶ ص ۱۴۷۷ ص ۱۴۷۸ ص ۱۴۷۹ ص ۱۴۸۰ ص ۱۴۸۱ ص ۱۴۸۲ ص ۱۴۸۳ ص ۱۴۸۴ ص ۱۴۸۵ ص ۱۴۸۶ ص ۱۴۸۷ ص ۱۴۸۸ ص ۱۴۸۹ ص ۱۴۹۰ ص ۱۴۹۱ ص ۱۴۹۲ ص ۱۴۹۳ ص ۱۴۹۴ ص ۱۴۹۵ ص ۱۴۹۶ ص ۱۴۹۷ ص ۱۴۹۸ ص ۱۴۹۹ ص ۱۵۰۰ ص ۱۵۰۱ ص ۱۵۰۲ ص ۱۵۰۳ ص ۱۵۰۴ ص ۱۵۰۵ ص ۱۵۰۶ ص ۱۵۰۷ ص ۱۵۰۸ ص ۱۵۰۹ ص ۱۵۱۰ ص ۱۵۱۱ ص ۱۵۱۲ ص ۱۵۱۳ ص ۱۵۱۴ ص ۱۵۱۵ ص ۱۵۱۶ ص ۱۵۱۷ ص ۱۵۱۸ ص ۱۵۱۹ ص ۱۵۲۰ ص ۱۵۲۱ ص ۱۵۲۲ ص ۱۵۲۳ ص ۱۵۲۴ ص ۱۵۲۵ ص ۱۵۲۶ ص ۱۵۲۷ ص ۱۵۲۸ ص ۱۵۲۹ ص ۱۵۳۰ ص ۱۵۳۱ ص ۱۵۳۲ ص ۱۵۳۳ ص ۱۵۳۴ ص ۱۵۳۵ ص ۱۵۳۶ ص ۱۵۳۷ ص ۱۵۳۸ ص ۱۵۳۹ ص ۱۵۴۰ ص ۱۵۴۱ ص ۱۵۴۲ ص ۱۵۴۳ ص ۱۵۴۴ ص ۱۵۴۵ ص ۱۵۴۶ ص ۱۵۴۷ ص ۱۵۴۸ ص ۱۵۴۹ ص ۱۵۵۰ ص ۱۵۵۱ ص ۱۵۵۲ ص ۱۵۵۳ ص ۱۵۵۴ ص ۱۵۵۵ ص ۱۵۵۶ ص ۱۵۵۷ ص ۱۵۵۸ ص ۱۵۵۹ ص ۱۵۶۰ ص ۱۵۶۱ ص ۱۵۶۲ ص ۱۵۶۳ ص ۱۵۶۴ ص ۱۵۶۵ ص ۱۵۶۶ ص ۱۵۶۷ ص ۱۵۶۸ ص ۱۵۶۹ ص ۱۵۷۰ ص ۱۵۷۱ ص ۱۵۷۲ ص ۱۵۷۳ ص ۱۵۷۴ ص ۱۵۷۵ ص ۱۵۷۶ ص ۱۵۷۷ ص ۱۵۷۸ ص ۱۵۷۹ ص ۱۵۸۰ ص ۱۵۸۱ ص ۱۵۸۲ ص ۱۵۸۳ ص ۱۵۸۴ ص ۱۵۸۵ ص ۱۵۸۶ ص ۱۵۸۷ ص ۱۵۸۸ ص ۱۵۸۹ ص ۱۵۹۰ ص ۱۵۹۱ ص ۱۵۹۲ ص ۱۵۹۳ ص ۱۵۹۴ ص ۱۵۹۵ ص ۱۵۹۶ ص ۱۵۹۷ ص ۱۵۹۸ ص ۱۵۹۹ ص ۱۶۰۰ ص ۱۶۰۱ ص ۱۶۰۲ ص ۱۶۰۳ ص ۱۶۰۴ ص ۱۶۰۵ ص ۱۶۰۶ ص ۱۶۰۷ ص ۱۶۰۸ ص ۱۶۰۹ ص ۱۶۱۰ ص ۱۶۱۱ ص ۱۶۱۲ ص ۱۶۱۳ ص ۱۶۱۴ ص ۱۶۱۵ ص ۱۶۱۶ ص ۱۶۱۷ ص ۱۶۱۸ ص ۱۶۱۹ ص ۱۶۲۰ ص ۱۶۲۱ ص ۱۶۲۲ ص ۱۶۲۳ ص ۱۶۲۴ ص ۱۶۲۵ ص ۱۶۲۶ ص ۱۶۲۷ ص ۱۶۲۸ ص ۱۶۲۹ ص ۱۶۳۰ ص ۱۶۳۱ ص ۱۶۳۲ ص ۱۶۳۳ ص ۱۶۳۴ ص ۱۶۳۵ ص ۱۶۳۶ ص ۱۶۳۷ ص ۱۶۳۸ ص ۱۶۳۹ ص ۱۶۴۰ ص ۱۶۴۱ ص ۱۶۴۲ ص ۱۶۴۳ ص ۱۶۴۴ ص ۱۶۴۵ ص ۱۶۴۶ ص ۱۶۴۷ ص ۱۶۴۸ ص ۱۶۴۹ ص ۱۶۵۰ ص ۱۶۵۱ ص ۱۶۵۲ ص ۱۶۵۳ ص ۱۶۵۴ ص ۱۶۵۵ ص ۱۶۵۶ ص ۱۶۵۷ ص ۱۶۵۸ ص ۱۶۵۹ ص ۱۶۶۰ ص ۱۶۶۱ ص ۱۶۶۲ ص ۱۶۶۳ ص ۱۶۶۴ ص ۱۶۶۵ ص ۱۶۶۶ ص ۱۶۶۷ ص ۱۶۶۸ ص ۱۶۶۹ ص ۱۶۷۰ ص ۱۶۷۱ ص ۱۶۷۲ ص ۱۶۷۳ ص ۱۶۷۴ ص ۱۶۷۵ ص ۱۶۷۶ ص ۱۶۷۷ ص ۱۶۷۸ ص ۱۶۷۹ ص ۱۶۸۰ ص ۱۶۸۱ ص ۱۶۸۲ ص ۱۶۸۳ ص ۱۶۸۴ ص ۱۶۸۵ ص ۱۶۸۶ ص ۱۶۸۷ ص ۱۶۸۸ ص ۱۶۸۹ ص ۱۶۹۰ ص ۱۶۹۱ ص ۱۶۹۲ ص ۱۶۹۳ ص ۱۶۹۴ ص ۱۶۹۵ ص ۱۶۹۶ ص ۱۶۹۷ ص ۱۶۹۸ ص ۱۶۹۹ ص ۱۷۰۰ ص ۱۷۰۱ ص ۱۷۰۲ ص ۱۷۰۳ ص ۱۷۰۴ ص ۱۷۰۵ ص ۱۷۰۶ ص ۱۷۰۷ ص ۱۷۰۸ ص ۱۷۰۹ ص ۱۷۱۰ ص ۱۷۱۱ ص ۱۷۱۲ ص ۱۷۱۳ ص ۱۷۱۴ ص ۱۷۱۵ ص ۱۷۱۶ ص ۱۷۱۷ ص ۱۷۱۸ ص ۱۷۱۹ ص ۱۷۲۰ ص ۱۷۲۱ ص ۱۷۲۲ ص ۱۷۲۳ ص ۱۷۲۴ ص ۱۷۲۵ ص ۱۷۲۶ ص ۱۷۲۷ ص ۱۷۲۸ ص ۱۷۲۹ ص ۱۷۳۰ ص ۱۷۳۱ ص ۱۷۳۲ ص ۱۷۳۳ ص ۱۷۳۴ ص ۱۷۳۵ ص ۱۷۳۶ ص ۱۷۳۷ ص ۱۷۳۸ ص ۱۷۳۹

غیر عربی میں خطبہ سنت متواترہ کے خلاف ہے

(سوال) خطبہ جمعہ کا مع عربی کے ترجمہ کرنا صرف ردو میں بطور غلط و یکجہ پڑھنا امام شافعی و امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اگر ردو یا کسی غیر عربی زبان کو خطبہ میں شامل کیا جائے تو جمعہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۰ مووی محمد سی (بہانس برک فریقہ) ۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲ جولائی ۱۹۳۶ء (جواب ۴۲۳) امام شافعی کے نزدیک خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے بغیر عربی زبان کے خطبہ صحیح نہیں و رجب خطبہ صحیح نہیں ہو تو جمعہ بھی صحیح نہیں ہو مگر خطبہ کے عربی ہونے سے مراد یہ ہے کہ خطبہ میں جتنی چیزیں فرض ہیں وہ سب عربی زبان میں ہوں (دونوں خطبوں میں حمد و صلوٰۃ اور وصیت اور وصیت بالتقویٰ کا ہونا اور کسی ایک خطبہ میں قرآن مجید کی کم از کم ایک آیت کی تلاوت کرنا اور دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا فرض ہے) ان کے علاوہ باقی خطبہ غیر عربی میں ہو تو سقوط فرضیت خطبہ کے منافی نہیں۔ و بسرط کوہا کلہا عربیہ قولہ کما ای الحطبة ای کل ارکانہا فی الحطبتین ولا بصر غیر العربیۃ فی عمر الارکان (شرح مسیح الصسی مع حاشیہ للعلامة القسوسی) اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عربیت شرط نہیں ہے یعنی غیر عربی زبان میں بھی خطبہ ادا ہو جائے گا لیکن غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ اتفاق ہے کیونکہ قرون ولی مشہود لہذا خیر میں اس کا تعامل نہ تھا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہی

اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کا خطبہ نجی زبان میں مثلاً اردو یا فارسی وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر عربی زبان میں ہو تو ترجمہ کرنا ردو وغیرہ میں کیسے ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۸۳ اگلہ بدشہ پشوری (پشور)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۴) خطبہ جمعہ خاص عربی زبان میں پڑھنا چاہیے اور منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے وقت ترجمہ نہ کریں یہ طریقہ مرضیہ اسراف رحیم اللہ و سنت سیہ اصحاب کرم رضوان اللہ علیہم واسوہ حسنہ حضرت سید المرسلین شفیع مذہبین علیہ السلام کا ہے اور اس سے خلاف کرنا نہ موم و مکروہ ہے۔ ملخصاً حررہ مووی عبد اللہ بطوروی غنی عنہ۔

ہوا موافق بے شک سنت قدیمہ متواترہ یہی ہے کہ خطبہ خاص عربی نثر میں ہو اس کے خلاف کرنا

(۱) (باب الجمعة ۱ ۲۷۸ ط دار حناء لکنت العربیۃ مصر)

(۲) (باب لا شک فی ان الحطبة بعد لعمرۃ حلائل السنة لموارثہ من النبی ﷺ والصحابۃ فیکون مکروہاً تحریم)

ایح (عمدة الرعاية عنی هامش شرح لوفیۃ باب الجمعة ۱ ۲۰۰ ط سعید)

مکروہ ہے اگرچہ خطبہ ادا ہو جائے گا مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کراہت آئے گی (۱)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے

(سوال) جمعہ کے روز جس وقت پہلی زان جمعہ مسجد میں ہو جائے اس وقت کسی واعظ کو وعظ کسنا یا کہ خطیب جامع مسجد کو وعظ کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے اور وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز سنت ادا کرتے ہیں وہ وعظ ہونے کی حالت میں نماز سنت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۱۰۸۶ جناب قاضی عبدالعزیز صاحب (انبالہ چھاؤنی)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مکیم اُست ۱۳۶۲ھ

(جواب ۲۵۴) اذان اور ہو جانے اور سنتیں ادا کرنے کے لئے وقت چھوڑ کر اذان خطبہ سے قبل اگر کچھ ضروری باتیں مسلمانوں کو مقامی زبان میں سنادی جائیں تو مضائقہ نہیں ہو گوں کو خیل رکھنا چہئے سنتیں پڑھ کر فارغ ہو جایا کریں یا علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کر لیا کریں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے

(سوال) بروز جمعہ خطیب کے سامنے جو اذان آتی ہے وہ منبر کے سامنے قریب میں کھڑے ہو کر جیسا کہ عام دستور ہے دینی چاہیے یا مسجد کے باہر صحن میں منبر سے دور تمام نمازیوں کے پیچھے کھڑے ہو کر دینی چاہیے۔ المستفتی نمبر ۱۱۶۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (ساوہ)

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مکیم ستمبر ۱۳۶۲ھ

(جواب ۲۶۴) لازم نہیں کہ اذان خطبہ منبر کے پاس کہی جائے بلکہ منبر سے دور امام کے سامنے دو چار صفوں کے بعد یا ترم صفوں کے بعد بھی کہنی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

(۱) ولا یشرط کونہا بالعربیة بلو حطب بالعربیة حار' کذا قانوا' والمراد بالحوار هو الحوار فی حق الصلاة سمعی انه یکفی لأداء الشرطية و تصح بها الصلاة لا الحوار بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شک فی أن الخطبة غیر العربیة خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحة فیکون مکروها تحریماً' وکذا قرأه الأشعر الفارسیة والهدیة فیہا (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)

(۲) ان تمیماً انداری استأذد عمر فی القصص سنین فابی أن یأذن له فاستأذنه فی يوم واحد فلما کثر عنیه قال لهما تقول قال افرأ علیهم القرآن وامرهم بالحیر وانها عن الشر قال عمر ذلك الدبح ثم قال عط فل أن أخرج فی الجمعة فکان یفعل ذلك یوماً واحداً فی الجمعة (موضوعات کبیر' مقدمة ص ۲۰' نور محمد' اصح المطابع' کراچی)
 اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے حضرت تمیم داری کو وعظ کہنے کی اجازت دی تھی۔

(۳) صف اوں کی قید تو کہیں کہیں ملتی ہے کتب فقہ کے اغاظ 'امام المسر' عبد المسر اور بین ہدی المسر وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان منبر کے سامنے اور قریب ہوئی جائیے و صرح بہ القہستانی حیث قال و إذا جلس الإمام علی المسر أذن أذاناً ثانیاً ینبذہ (جامع الرموز فصل فی صلاة الجمعة ۱ ۶۶۸ ط کریمیہ قرآن)

غیر عربی میں خطبہ سنت متواتر نہ کے خلاف ہے

(سوال ۱) جمعہ کا خطبہ کوئی زبان میں پڑھنا جائز ہے اگر اردو یا کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ (۲) جمعہ کے خطبہ کو الحمد للہ اور درود شریف سے شروع کر کے لما بعد فیما یسأل الناس کے بعد سارا مضمون اگر خطیب اردو یا کسی اور زبان میں بیان کر دے تو اس کے لئے فقہائے کرام کا کیا فتویٰ ہے۔ المستفتی نمبر ۴۴۷ امام عبد الصمد (جنوبی فریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۲۷) (۱) خطبہ جمعہ، میدان عربی زبان میں مستنون و متواتر ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ کل یا جزو پڑھنے سے خطبہ "اتو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا" (۲) نمبر ۱ کا جواب سنا بھی جواب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ نہ دہلی

حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حضرت شاہ اسماعیل صاحب کا خطبہ جمعہ کیسے اشعار خطبہ میں پڑھے جائیں گی یا نہیں؟ عربی ردو شعر میں کیا کچھ فرق ہے؟ المستفتی عزیز حمد مدرس مکتب عبد اللہ پور (ضلع میرٹھ)

(جواب ۴۲۸) حضرت شاہ اسماعیل صاحب کا خطبہ جمعہ بہتر ہے اشعار خطبہ میں پڑھنا مکروہ ہے خواہ ردو ہوں یا فارسی یا عربی۔ محمد کفایت اللہ کان لہ نہ دہلی

ذات ثانی کا جواب اور دن زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) جمعہ کی ذات ثانی کا جواب وردے وسیلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت جو زبان تھوڑا کر دے مانگنی چاہیے یا غیر ہاتھ اٹھانے نیز ان کے جواب وردے وسیلہ میں امام و قوم کا یک ہی حکم سے یا کچھ فرق ہے زید کہتا ہے کہ خطبہ کی دعا کے بعد حضور کرم ﷺ نے ہاتھ اٹھ کر دعا مانگی ہے ورنہ مانگنے والا گمراہ ہے زید کا یہ قول کیسا ہے اور ذات ثانی خطبہ دعا نہیں مانگتے ان کا مثل کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۶ محمد حسین مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور۔ عظیم گڑھ

(جواب ۴۲۹) دو موافق امام ابو حنیفہ کے نزدیک خروج امام سے ختم خطبہ تک کوئی کلام نہیں کرنا چاہیئے ان کی دلیل بخاری شریف کی یہ روایت ہے عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ﷺ من اغتسل يوم الجمعة و تطهر بما استطاع من طهر ثم ادھن او منس من طيب ثم راح فلم يفرق

۱، فہو لاشك فی أن الحصة بعد بعرسة خلاف لسه المتواتر من السی ﷺ والصحة فيكون مكروها محرمها بح وعمدة الرعاية على هامش شرح ترمذی باب الجمعة ۱، ۲۰۰ ط سعید

۲، اصلاً

بین اثین فصلی ما کتب له تم اذا خرج الامام انصت غفر له ما بینہ و بین الجمعة الاخری (۱)
(بخاری جلد اول ص ۱۲۴) کہ اس حدیث میں انصت کو خروج امام سے متعلق فرمایا ہے اور حدیث معاویہ کا
جواب امام ابو حنیفہ کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت امیر معاویہؓ چونکہ امام و خطیب
تھے ہذا ان کی طرف سے اجابت ذن خارج نہیں کیونکہ انصت کا حکم غیر خطیب کے لئے ہے ہاں امام ابو
یوسف و امام محمدؒ خطبہ شروع ہونے سے پہلے غیر خطیب کے لئے کلام دینی کو جائز فرماتے ہیں (۲) تو اجابت
اذن اور دعائے وسیلہ ان کے نزدیک جائز ہے مگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت ہمارے علم میں نہیں ہے زید
جو اس بات کا مدعی ہے کہ حضور کرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اس کا ثبوت پیش کرنا اس کے ذمہ لازم
ہے ورنہ من کذب علی متعمداً کی وعید کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو

(سوال) جمعہ میں خطبہ کا صول ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسے ہے بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ
جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں و نماز جمعہ تقریباً چار منٹ میں پس ارشاد فرمادیں کہ ان امام
صاحب کا یہ طرز عمل حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۸۴۲ ج ۱ دلوہ ہاشم یوسف صاحب (رنگون) ۲۷ رجب ۱۳۵۵ھ ۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۳۰) خطبہ جمعہ کا صول نہ کرنا بہتر ہے اور نماز میں امام کو خفت کا لحاظ رکھنا موزن ہے۔ عن
عمار بن یاسر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته منته من
فقهه فاطلبوا الصلوة وقصروا الخطبة وان من البيان لسحر ارواه مسلم (۳) (مشکوۃ) ۱، ۲، وعن ابی
هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى احدكم للناس فليحفف فان فيهم السقيم والضعيف
والكبير الح متفق عليه (۴) (مشکوۃ) ۱، ۲

پس نماز کی تطویل کی ترغیب جو مسم کی روایت نہ کورہ بالا میں ہے ابو ہریرہ کی روایت کی بنا پر اس
حد کے اندر محدود ہے کہ جماعت پر مشقت نہ ہو اور حد مسنون سے آگے نہ بڑھے اور خطبہ کے مختصر سے
غالباً یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز کے وقت سے خطبہ کا وقت کم ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطبہ ان خطبوں سے

(۱) (باب لا يفرق بين اثين يوم الجمعة ۱ ۱۲۴ ط قدیمی کتب حانہ کراچی)

(۲) قال " لا بأس بالكلام قبل الحصة وبعدها وإذا حس عند الثاني " (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۵۹ ط
سعيد)

(۳) (فصل في إيجاز الخطبة وطول الحطة ۱ ۲۸۶ ط قدیمی کتب حانہ کراچی)

(۴) (باب الخطبة والصلوة الفصل الأول ص ۱۲۳ ط سعيد)

(۵) (بخاری باب إذا صلى لنفسه فليصرف ما شاء ۱ ۹۷ ط قدیمی کتب حانہ کراچی)

(۶) (باب الإمامة ص ۱۰۱ ط سعيد)

کم ہو جو عرفا طویل اور بڑے خطبے سمجھے جاتے ہیں خطبہ میں ضروری امور پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ (۱) ترمذی شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نماز بھی معتدل متوسط درجے کی ہوتی تھی خطبہ بھی معتدل اور متوسط درجہ کا ہوتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ نہ دہلی

(۱) خطبہ عبادت سے یا نصیحت؟

(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) خطبہ جمعہ و عیدینِ عبادت ہے یا نصیحت؟ (۲) خطبہ سامعین کی زبان میں پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۷۷۰ فرزند علی صاحب (برما) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۷۷۱) (۱) عبادت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے (۲) عربی عبارت میں سنت متواترہ قدیمہ کے موافق پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر مقامی زبان میں پڑھا جائے گا تو خطبہ ادا ہو جائے گا مگر سنت کے خلاف ہوگا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دینی

(۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے

(۲) ترکی ٹولی کے ساتھ نماز پڑھنا

(۳) ابتدا خطبہ میں تعویذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائے

(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے

(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں

(۶) خطبہ کے سننے کے وقت درود دل میں پڑھا جائے

(۷) خطبہ کے درمیان سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے

(سوال ۱) ہمارے ملک گجرات میں رواج ہے کہ زبان اردو میں خطیب خطبہ جمعہ پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) پیش از نماز جمعہ ترکی ٹیوٹی پہن کر بغیر صافہ نماز جماعت پڑھاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) خطیب اعوذ باللہ اور بسم اللہ پہ آواز بلند پڑھتا ہے ؟

(١) (باب عاجاء في قصر الحطة ١ ١٣ ط سعيد)

(٢) و بدأ أى قبل الخطبة الأولى بالتعريف سرّاً ثم بحمد الله تعالى و الشاء عليه و الشهادتين . و العطية و التذكير و الفراء و الخ (رد المحتار) باب الجمعة ١٤٩/٢ ط سعيد

(٣) فإنه لا شك في أن الحطه بغير العربية حلاله السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون سكروها محرماً
الشيخ (عمدة الرعية علي هدمش شرح بوفاية باب الجمعة ١ ٢٠٠ ط سعيد)

- (۴) خطیب کا وقت خطبہ عصا پڑنا یہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں ذکر سلاطین کے وقت سیڑھی سے اترنا جائز ہے یا نہیں؟ پھر واپس چڑھنا
- (۶) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں آیت ان الله و ملائکته کا پڑھنا اور مصلیان کا خطبہ میں جہر سے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۷) دو رکعت نماز خطبہ ہے یا نہیں؟
- (۸) مردوں کو سونے کے بٹن اور سونے کی خاص انگلی پھینکا جائز ہے یا نہیں؟
- المستفتی نمبر ۲۱۲۵ سید محمد رشید ترمذی صاحب (مسی کاٹھا) ۱۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۳ء
- (جواب ۴۳۲) (۱) ردو میں خطبہ پڑھنا خلاف ولی ہے خطبہ ادا ہو جاتا ہے (۱)
- (۲) ٹوپی اور ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانے سے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ صافہ باندھ کر نماز جمعہ پڑھائے۔ (۲)
- (۳) خطبہ کو الحمد للہ سے جہر شروع کرنا چاہیے۔ اعوذ باللہ اور بسم اللہ خطبہ سے پہلے جہر نہیں پڑھنا چاہیے (۳)
- (۴) عصا ہاتھ میں لیکر خطبہ پڑھنا جائز تو ہے مگر لازم نہیں ہے (۴)
- (۵) خطبہ میں ذکر سلاطین کے وقت سیڑھی سے اترنا اور پھر چڑھنا جائز نہیں (۵)
- (۶) خطبہ میں جہر درود شریف پڑھنا سماعین کو جائز نہیں جب خطیب آیت ان الله و ملائکته پڑھے تو سماعین دل میں درود شریف پڑھ لیں (۶)
- (۷) خطبہ کے درمیان میں سنتوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں ہے (۷)

- (۱) ولا يشترط كونها بالعربية فهو حطب بافارسية حار . فإنه لا شك في أن الخطبة بعبر العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فمكروها تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية) باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید
- (۲) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي الرجل في قميص وإزار و عمامة ولا يكره الاكتفاء بالقسوة الح (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية) باب مد يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۱۶۹ ط سعید
- (۳) ويبدأ بالعود سرا (درمختار) أي قبل الخطبة الأولى بالعود سرا ثم بحمد الله تعالى والش عليه (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۹ ط سعید
- (۴) وفي الحلاصة " يكره أن يتكى على قوس أو عصا (درمختار) وفي الشامية " وفي رواية أبي داود أنه ﷺ قام أي في الخطبة متوكئاً على عصا أو قوس أو بقول القهستاني عن عبدالمحيط " أن أحد العصا سنة كالقيام" (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۶۳ ط سعید
- (۵) أما اعتيد من الترويل في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى ثم العود بدعة فيحبة شنيعة (رد المحتار) الجمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعید
- (۶) وكذلك إذا ذكر النبي ﷺ لا يجوز أن يصلي عليه بالحجر بل بالقلب و عليه الفتوى (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۵۸ ط سعید
- (۷) إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا كلام إلى تمامها الخ (توير الأبصار) باب الجمعة ۲/ ۱۵۸ ط سعید

(۸) مردوں کے لئے سوئے گئے گھونگھری حرم ہے (۱) اور خالص سونے کے ٹن بھی مکروہ ہیں (۲)

خطبہ جمعہ عربی نثر میں پڑھنا چاہیے

(سوال) شعار کا خطبہ جو جمعہ میں پڑھا جاتا ہے (ابن انت یا مولیٰ اموالی۔ مصور نہ بتقدیر الکمر) پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المفتی نمبر ۲۲۶۶ محمد عبد الوہاب (رام پور)

۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۳۳) خطبہ جمعہ میں عربی کے اشعار پڑھنا خلاف ولی ہے نثر عربی میں خطبہ ہو تو بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان ندہ دہلی

عربی میں خطبہ مسنون ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں یہاں کی دوسری مسجدوں کے مطابق یہ دستور چلا آتا ہے کہ بروز جمعہ اذان اول کے بعد اتنا وقفہ کیا جاتا ہے کہ چار سنتیں با صمینان پڑھ لی جائیں یعنی تقریباً نو دس منٹ کے بعد خطبہ بزبان عربی شروع ہوتا ہے جامع مسجد مذکور کے امام صاحب کی بابت مقتدیوں کو خطبہ کی طوالت کی شکایت پہلے سے تھی اور اس سے ان کو گرانی تھی مزید برآں انہوں نے کئی جمعہ سے یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ چار سنتوں کے بعد وقت مقررہ پر خطبہ شروع کرنے کے بجائے پہلے اردو زبان میں مضمون خطبہ کے عدوہ دوسری تقریریں شامل کر کے بین کرنا شروع کیا جس میں مقتدیوں نے یہ محسوس کیا کہ ان تقریروں میں مسلمانوں پر چوٹ اور طنز یہ جمے، بغیرہ و رذالتی جذبات نفسانیہ کا بھی شمول ہے ان تقریروں کے بعد اذان ثانی ہو کر مدوح نے خطبہ عربی پڑھا متوین مسجد وغیرہ کو پہلے ایک دفعہ کچھ خیال نہ ہوا لیکن بعد میں انہوں نے دیکھا کہ مقتدیوں میں اس کا چرچا ہو رہا ہے ورنہ کو قوی اندیشہ ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آئندہ رفتہ رفتہ خطبہ عربی کے بجائے خطبہ اردو جاری کر دیں اس کے عدوہ چونکہ نمازیوں کی بہت سی تعداد بہت پہلے سے آجاتی ہے ورنہ فراغت از جمعہ کھانا کھاتی ہے اس لئے بنا بر تاخیر و طوالت ان کو اور بھی زیادہ گرانی ہونے لگی طوالت خطبہ کی بہت متویروں نے امام صاحب موصوف کو پہلے ہی توجہ دلائی تھی کہ خطبہ جو لمبا پڑھتے ہیں

(۱) والتحتم بالذهب عی النرجل حرم لسا ویا علی الح (ہدایۃ کتاب الکراہیۃ ۴، ۲۸۸ ط مکتبہ شریکہ علمیہ ستان)

(۲) لیکن ”در مختار“ کی عبارت سے مراد معلوم ہوتا ہے ”فی التارحاجۃ عن السیر الکبیر۔“ لا بأس بأررار الدباج والذهب“ (کتاب المحظر والاحیاء فی المس ۶، ۳۵۵ ط سعید وامداد الفتاویٰ ۴، ۱۲۹ ط دار العلوم کراچی)

(۳) فإنه لا شک فی أن الحظہ عبر العرۃ خلاف المسۃ المتوارثۃ من السی ۱۱ والصحاحۃ فیکور مکروہ تحریمًا وکذا قراءۃ الأشعار المدرسیۃ و لہدیۃ فیہا (عمدۃ الرعیۃ علی ہدیش شرح الوقایۃ باب الجمعة ۱، ۲۰۰ ط سعید)

اس کو مسنون طریقہ کے مطابق مختصر فرمادیں اور خطبہ اور تقریروں میں اپنے جذبات سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان پر حمد اور طنز نہ کریں اور اب یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اور مذکورہ وجوہ پر نظر رکھتے ہوئے ہدایت کی کہ آئندہ اذان اور کے بعد قدیمی دستور پر عمل کرتے ہوئے محض خطبہ عربی پر قناعت کریں کہ یہ نیا طریقہ مسجد مذکور کے نمازیوں میں تفرقہ اور جھگڑے کا باعث بن جائے گا اس لئے کہ گرائی مذکور کے علاوہ غیر زبان عربی میں خطبہ کے قائلین کی تعداد بھی یہاں بہت کم اور برائے نام ہے متولیوں کی طرف سے امام صاحب کو اس کی بھی اطلاع دی گئی کہ اگر نمازیوں کے سامنے کچھ بیان فرمانا چاہتے ہیں تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے جس میں بھی سہ ماہیوں کی تعداد ہوتی ہے صحیح صحیح خطبہ کا مطلب سادگی کے ساتھ بیان فرمادیا کریں اور متولیوں نے بھی یہ آپس میں قرار دے لیا تھا کہ اگر امام صاحب کی خواہش ہوگی تو ان کو بعد فراغ نماز جمعہ بیان کرنے کا موقع دے دیا جائے گا اس صورت میں بہت پیسے سے آنے والے اور بھوک سے گھبرا جانے والے جو چاہیں گے چسکیں گے ان پر کوئی جبر نہیں پڑے گا بہر حال ان کی اختیار کردہ صورت کے کہ اس میں سب کو خیاں لانے جمعہ خواہ مخواہ مجبوراً رکن پڑتا ہے پس ارشاد ہو کہ صورت مسئلہ میں متولیان مسجد کا امام موصوف کو عمل مذکور سے روک دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۴۳ عبد الرزاق صاحب۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۳۴) میں اس سے قبل متعدد سوالات کے جوابات میں لکھ چکا ہوں کہ خطبہ جمعہ و عیدین کا خالص عربی زبان اور نثر میں ہونا طریقہ مسنونہ متواتر ہے اس سنت قدیمہ متواترہ کو محفوظ اور جاری رکھنا چاہیے معہذا جو لوگ کہ مقامی زبان میں خطبہ کو ضروری اور مفید سمجھ کر اس کے اجرا کی حمایت کرتے ہیں ان کی یہ دلیل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ نمریوں کی بڑی تعداد عربی زبان سے ناواقف ہوتی ہے بلکہ خطیبوں کی کثرت میں بھی عربیت سے ناواقف خطیب ہوتے ہیں اور خطبوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ایک مضمون کے پیچھے ہوئے خطبے ہوتے ہیں اور خطیب ان کو ہمیشہ سنا دیتا ہے نہ خود سمجھتا ہے کہ اس نے کیا کمانہ سر معین سمجھتے ہیں کھمیں کیا سنایا گیا اس صورت میں خطبہ کی جہت تذکیر بالکل معطل ہو کر رہ گئی ہے (۱)

میں اس کے متعلق کئی مرتبہ یہ لکھ چکا ہوں کہ اگر خطیب مقامی زبان میں اذان خطبہ سے پہلے لوگوں کو وقتی ضرورت اسلامیہ سنا دیا کرے پھر اذان خطبہ کہلا کر عربی زبان میں خطبہ بقدر ادائیگی فرضیت خطبہ پڑھ دیا کرے تو مضائقہ نہیں تاکہ ضرورت تذکیر بھی پوری ہو جائے اور خطبہ کی ہیئت مسنونہ متواترہ بھی پوری طرح محفوظ رہے بقدر ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ (خطبتین کے لئے) کافی

(۱) فإنه لا شك في أن الحظوة عبر العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحة فيكون مكرها تحريما
(عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰ ط
سعيد)

ہوں گے۔

مگر اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تذکیر کے لئے دو باتیں۔ زم میں بول یہ کہ وگ اس وقت اس مقام پر سنتیں نہ پڑھتے ہوں بلکہ کوئی علیحدہ جگہ سنتیں پڑھنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ وگ اس تقریر کو رغبت سے سنیں کیونکہ یہ محض ایک منظوم فعل ہے یہ فرض خطبہ نہیں ہے کہ کوئی راضی ہو یا نہ ہو وہ پڑھا جائے گا نیز اس تقریر میں صرف وہی باتیں بیان کی جائیں جن کا مذہبی لحاظ سے بیان کرنا ضروری ہو۔ تقریر میں طعن و تشنیع وغیرہ ہرگز نہ ہونی چاہیے کہ اس سے آپس میں اختلاف اور بغض و عناد پیدا ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

(۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے

(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) (۱) جمعہ و عیدین کے خطبے صرف اردو میں یا عربی خطبہ کا کامل ترجمہ یا بعض عربی میں اور بعض اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو باکراہت یا بلاکراہت۔

(۲) نیز کیا شرعی مصحح پر نظر رکھتے ہوئے ان خطبوں میں الہ مکبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

بہستفتی نمبر ۲۵۶۱ جمیل رحمن دہلی۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۱۷ جنوری ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۴۳۵) خطبہ جمعہ و عیدین میں سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ عربی زبان میں ہو صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں عجمی ممالک فتح ہو گئے تھے اور اسلام کے حدیث العہد ہونے کی بناء پر اس وقت بہت زیادہ ضرورت تھی کہ ان کی زبانوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کی جائے بوجود اس کے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام و ر۔ م۔ مجتہدین نے جمعہ و عیدین کے خطبات کو خالص عربی زبان میں رکھا اور کسی عجمی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا گیا ہذا خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے اور اس کے خلاف اردو یا کسی دوسری مقامی زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی اور عجمی کو مخلوط کر دینا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے (۱)

(۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین میں استعمال کرنا فی نفسہ مباح ہے کیونکہ یہ صرف ترفع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنے کا آلہ ہے (۲) لیکن اگر اس آلہ کے استعمال کو اس امر کا ذریعہ بنالیا جائے کہ خطبہ کی عربی زبان بدل کر کسی عجمی زبان میں خطبہ پڑھا جائے تو پھر اس آلہ کا استعمال بھی اس تسیب کی وجہ سے خلاف سنت کی مد میں داخل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

(۱) لبابہ لا شک فی ان الحظیۃ بعیر العربیہ خلاف السنۃ المتوارثۃ من النبی ﷺ والصحابة فیکون مکروہا تحریمًا

(عمدة الرعاية علی هامش شرح الرقابة باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)

(۲) ومن المستحب ان یرفع الخطیب صوته الخ (عالمگیریۃ: الباب العاشر فی صلاة الجمعة ۱/۷ ط ماحدیہ)

خطبہ سے پہلے یا بعد میں خطبہ کا ترجمہ کرنا

(سوال) جمعہ کے پہلے خطبہ کا ترجمہ منبر پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے اور بعدہ اصلی عبارت خطبہ پڑھے تو یہ کیسا ہے؟ نیز جمعہ کا خطبہ پہلا پڑھے اور بعدہ ترجمہ منبر پر کھڑے کھڑے پڑھے تو یہ کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۲۶۷۷ جناب محمد خاں صاحب (افریقہ)۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء (جواب ۴۳۶) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے منبر پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مقامی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنا دے پھر خطبہ کی اذان کہی جائے اور خطیب دونوں خطبے عربی نثر میں پڑھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ معاملہ خطبہ عربی کے بعد نہ کیا جائے اذان خطبہ سے پہلے کر لیا جائے اور اذان خطبہ کے بعد عربی خالص کے عداوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا ترجمہ کرنا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے۔ خطبہ ادا ہو جاتا ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

خطبہ غیر عربی میں سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) ما قولکم فی ترجمۃ خطبۃ الجمعة والحال ان الحاضرين جاہلون بالعربیۃ المستفتی نمبر ۲۵۶۲ حاجی گل محمد منگھوری۔ ایس کے۔ ۸ اذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء (ترجمہ) جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جب کہ حاضرین عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(جواب ۴۳۷) الخطبۃ فی العربیۃ ہی المسنونۃ المتوارثۃ و ترجمتها فی لسان اخر مخالفة للسنة المتوارثۃ ومع هذا سرت الترجمة باى لسان كان مناب الخطبة المفروضة وتصح الصلوة مع الكراهۃ ۲

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(ترجمہ) عربی زبان میں ہی خطبہ دینا سنت متوارثہ ہے، اور کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنا طریقہ متوارثہ کے خلاف ہے اس کے باوجود ترجمہ سے خطبہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بعير العربية المح (عمدة الرعاية ۲/ ۲۰۰)

(۲) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية أو غيرها جار' كذا قالوا والمراد بالجوار هو الحوار في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لأداء الشرطية وتصح بها الصلاة لا الحوار بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بعير العربية خلاف السنة المتوارثۃ من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح وقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

خطبہ غیر عربی زبان میں مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب جمعہ کے روز خطبہ نہ پڑھ کر منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرتے ہیں اور مثنوی پڑھتے ہیں بعض مقتدیوں نے امام صاحب سے کئی دفعہ گزارش کی کہ خطبہ پڑھا کریں مگر وہ نہیں مانتے "المستفتی نظیر الدین میرادین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیش)

(جواب ۴۳۸) شہید امام صاحب جمعہ کا خطبہ ہی اردو میں پڑھتے ہیں عربی میں نہیں پڑھتے تو یہ بات مکروہ ہے خطبہ عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متواترہ ہے ہاں خطبہ کی اذان سے پہلے اردو میں کچھ وعظ کر دیں یہ مسئلہ احکام بین کردیں تو اس میں مضائقہ نہیں ہے پھر خطبہ کی اذان ہو اور عربی زبان میں خطبہ پڑھا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان ندہ دہلی

اذان ثانی خطیب کے سامنے کی جائے

(سوال) دوسری اذان جو خطبہ جمعہ کے قبل کہتے ہیں وہ خطیب کے سامنے کتنا چاہیے یا دوسری صف کے پیچھے بیچ کے درمیان کتنا چاہیے

(جواب ۴۳۹) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہوئی چاہیے خواہ منبر کے قریب ہو یا دوسری تیسری صف کے درمیان ہو خواہ بالکل صفوں کے بعد۔ غرضیکہ مؤذن کا خطیب کے قریب ہونا ضروری نہیں ہے صرف سامنے ہونا چاہیے۔ ۲ محمد کفایت اللہ کان ندہ دہلی

خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(المجموعہ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء)

(سوال) خطبہ ثانی کے وقت نماز سنت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں "بعض لوگ جائز کہتے ہیں بعض ناجائز کوئی بات صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۰) حنفی مذہب میں خطبہ کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے اس میں پہلے خطبہ اور دوسرے خطبہ کا حکم یک ہے یعنی جس وقت سے خطبہ شروع ہو جبکہ امام خطبہ کے لئے منبر پر جانے کے لئے اٹھے اس وقت سے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے ہاں جن لوگوں نے کہ امام کے اٹھنے سے پہلے سنت یا نفل یا کسی نماز کی نیت باندھ رکھی ہے وہ اپنی نماز پوری کر لیں اور کوئی شخص امام کے اٹھنے کے بعد سنت یا نفل کی نیت نہ باندھے یہ حنفی مذہب میں حکم ہے غیر مقدم خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں اور پڑھتے ہیں (۲)

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ) (۲) ادا جلس الإمام علی المبر أدن ادا ثانیاً بی یدیه الح (جامع الرموز فصل فی صلاة الجمعة ۱/۲۶۸ ط کریمہ قرۃ) (۳) إذا حرج الإمام فلا صلوة ولا کلام إلى تمامها ولو حرج وهو فی السنة أو بعد قیامه لثالثه النفل سم فی الأصح (توسر مع شرحه) قال الشامی. "قوله "فلا صلوة" شمل السنة وتحتية المسجد (باب الجمعة ۲/۱۵۸ ط سعد)

خطبہ خالص عربی نشر میں پڑھا جائے

(سوال) زید ایک مسجد میں امام ہے وہ خطبہ جمعہ پڑھتے وقت خطبہ اولیٰ میں چند جگہ عربی عبارت کا ترجمہ اردو زبان میں شرح و مفصل بطور وعظ کر دیتا ہے آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۱) خطبہ کا مسنون و متورث طریقہ تو یہی ہے کہ وہ خالص عربی نشر میں ہو اگر خطبہ عربی میں پڑھا جائے مگر درمیان میں اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تو یہ خلاف اولیٰ ہو گا لیکن خطبہ ادا ہو جائے گا (۱)۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا

(مجمعیۃ مورخہ ۶، گست ۱۹۲ء)

(سوال) جمعہ کے خطبہ تانی میں جب بادشاہ اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا ممبر کی ایک سیڑھی اترنا ضروری ہے؟ حیدر آباد دکن کی کثیر بڑی بڑی مساجد جامع مسجد مکہ مسجد چوک کی مسجد وغیرہ میں خطیب صاحب منبر سے ایک سیڑھی نیچے نہیں اترتے مگر بعض مساجد میں ایک سیڑھی نیچے اترنے کا عمل ہوتا ہے۔؟

(جواب ۴۴۲) خطبہ جمعہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا کرنا جائز ہے (۲) اور اس کا نام پینے اور دعا کرنے کے وقت منبر کی سیڑھی سے اترنا ضروری نہیں ایک فضول بات ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

خطبہ سے پہلے وعظ کمنا درست ہے

(مجمعیۃ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲ء)

(سوال) ایک مسجد کا خطیب بعد اذان وں جب کہ کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں مسجد سے مے ہوئے مکان سے مسجد میں آتا ہے سلام کر کے ٹکڑی کے منبر کے پاس کھڑا ہو کر خطبہ وعظ یعنی الحمد لله بحمدہ الح اما بعد فاعود باللہ الح کے بعد کوئی ایک یا چند آیات تلاوت کر کے اردو میں وعظ کرتا ہے پون گھنٹہ یا کم و بیش وعظ کے بعد چار سنت ادا کرتا ہے اور دیگر مردم کچھ تو اذان اور کے بعد وعظ سے پہلے فارغ ہو جیتے ہیں کوئی درمیان وعظ میں ہی پڑھ جاتا ہے باقی وعظ کے بعد پڑھتے ہیں خطیب سنت ادا کرنے کے بعد منبر پر بیٹھتا

(۱) ولا یشرط کونہا بالعربیۃ فلو حطب بالدرسیۃ أو بغيرها حار کذا قالوا والمراد بالجوار هو الحوار فی حق الصلاۃ بمعنی أنه یکفی لأداء الشرطیۃ وتصح بها الصلاۃ لا الحوار بمعنی الإحاطۃ المطلقۃ فإنه لا شک فی أن الحطیۃ بغير العربیۃ خلاف السنۃ الموارثۃ من النبی ﷺ والصحاحۃ فیکون مکروہا تحریماً (عمدة الرعاۃ علی هامش شرح وقایۃ باب الجمعة ۱ ۲۰۰ ط سعید)

(۲) فإن سبطان هذا الرماد أخرج إلى الدعاء له ولأمرأه بالنصلاح والمصر علی الأعداء فإن الدعاء للسلطان علی انصار قد صار الآن من شعائر السلطة الح (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۴۹ ط سعید)

(۳) قال ابن حجر فی المنہج وبحث بعضهم أن ما اعتد الآن من الروا فی الحطیۃ الثانیۃ إلى درجۃ سفلی ثم العود بدعۃ فیحۃ شنیعة (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۶۱ ط سعید)

ہے اس کے سامنے اذان تانی ہوتی ہے پھر خطبہ مسنونہ پڑھ کر نماز پڑھاتا ہے اس صورت مذکورہ کو ایک سووی صاحب خلاف سنت مانتے ہیں اور تین خطبوں سے تعبیر کرتے ہیں؟

(جواب ۴۴۳) یہ صورت جائز ہے اور تین خطبے نہیں ہوئے بلکہ اذان تانی کے بعد جو خطبے وہ پڑھتا ہے وہی مسنون خطبے جمعہ کے ہو جاتے ہیں درپردہ و عطف و عطف ہی ہوگا خطبہ میں شامل نہیں ہوگا۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

وقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال) دوران خطبہ میں کوئی شخص درود یا کوئی وظیفہ تسبیح پنے دل میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ سلام علیکم

یا علیکم السلام کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب جب محمد ﷺ کے تو خطبہ سننے والا ﷺ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۴) دوران خطبہ میں وظیفہ تسبیح درود پڑھنا سلام کرنا سلام کا جواب دینا سب منع ہے صحیح

حدیث میں ہے من قال یرد الجمعة والخطب یحطب یحطب انصت فقد لعا آنحضرت ﷺ کا نام مبارک

سن کر دل میں ﷺ کہہ دے زبان سے نہ کہے نہ زور سے نہ اہستہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) خطبہ میں ”اللہم ابد الاسلام“ دعا پڑھنا

(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیبر دعا کرنا

(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں بیان نہ کی جائیں

(۴) غیر تتبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا

(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے غرے لگانا

(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیے الفاظ ہونے چاہئیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) مندرجہ ذیل عبارت کو خطبہ جمعہ میں شامل کر کے پڑھنے کا حکم تمام مساجد بھوپال میں

حکومت کی طرف سے جاری کر دیا گیا ہے اس سے نماز جمعہ میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا؟

اللہم ابد الاسلام والمسلمین بالا میر العادل والرئیس الفاضل الامیر الحاح محمد

حمید اللہ خان لا رالت رابات اقبالہ عالیہ وایات حلالہ قالیہ ظل اللہ علی العالمین والعالمین

(۱) ویس حطت حطت و تکرہ رباد تہما عنی قدر سورۃ من حوال المفصل بحلۃ ینہما (التویر مع شرحہ)

باب الجمعة ۲ ۱۵۸ ط سعد

(۲) إذا ذکر اسی ﷺ لا یحرر ل یسی غیبہ بالحجر بل بالقلب علیہ الفتوی (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۵۸ ط سعید

خلد الله ملكه الى يوم الدين .

(۲) جس رئیس کا نام خطبہ میں لیا جائے اس کا عامل شرع ہونا لازم ہے یا نہیں؟

(۳) خطبہ میں جو صفات بیان کئے جائیں وہ اس میں موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۴) اور اس حکومت میں قانون شرع بھی جاری نہ ہو بلکہ قانون انگریزی پر عمل درآمد ہوتا ہو اور صرف چند دفعات قانون موافق شرع ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۵) اور اگر رئیس کو خوش کرنے کی نیت سے کسی سرکاری آدمی نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو؟

(۶) جو الفاظ خطبہ میں شامل کئے جائیں وہ دعائیہ ہونے چاہئیں یا متکبرانہ؟

(جواب ۴۴۵) خطبہ میں بادشاہ وقت کے لئے نصرت و فتح مندی اور ثبات علی الشریعت کی دعا کرنا جائز ہے (۱) جن فقہانے منع کیا تھا ان کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ کی تعریف میں مبالغہ کرنا جائز ہے نفس دعایہ کہ عامہ مومنین کے لئے خطبہ میں ممنوع نہیں تو اولی الامر کے لئے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پھر یہ کہ سلف سے متواتر بھی ہے اس لئے جواز میں تردد نہیں ہے۔ ہاں بادشاہ کے ذکر میں ایسے الفاظ نہ کہنے چاہئیں جو اطرائے ممنون یا کذب صریح میں داخل ہو جائیں سوال میں جو عبارت مذکور ہے وہ عدم جواز میں داخل ہو سکتی ہے البتہ اگر اس کو اس طرح بدل دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گی۔

اللهم انصر امرنا امير الاسلام والمسلمين الامير محمد حميد الله حان نصره ملك
توية ووفقه لا قامة العدل و رفع اعلام الدين المبين وايد بدوام دولة الاسلام والمسلمين و
متعنا بظله الممدود على العلمين امين يا رب العلمين .

اس عبارت میں کسی فقہی روایت کی مخالفت نہیں ہے اور کوئی محذور شرعی نہیں ہے اور یہ مقصد کہ رئیس کا نام خطبہ میں آجائے اور اس کے لئے دعا ہو جائے بوجہ اتم حاصل ہو جاتا ہے۔

باقی یہ بات کہ دعا واجب ہے یہ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بادشاہ کے لئے خطبہ میں دعا کرنا فی حد ذاتہ واجب تو کیا مستحب بھی نہیں ہاں اگر بادشاہ کسی مندوب یا مباح کا حکم کرے تو اطاعت واجب ہو جاتی ہے کیونکہ جائز امور میں اود۔ مری اطاعت واجب ہے اور چونکہ اولی الامر سے مراد مسم بادشاہ ہیں اس لئے اس حکم کا اطلاق غیر مسم امراء پر نہیں ہوگا۔

اس جواب کے بعد سوال کے باقی نمبروں کا جواب بھی سمجھ میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ تم

والحکم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ویبدب ذکر الحناء الراشد و العمیر لا الدعاء للسلطان و حوزہ الفہستانی و یکرہ تحریمہ بما لیس فیہ الخ (درمختار) و فی الشامیۃ ... لا مانع من استحبابہ فیہا کما یدعی لعموم المسلمین فإن فی صلاحہ صلاح العالم فإن سلطان ہذا الرمان خرج إلى الدعاء له ولأمراءه بالصلاح والصر علی الأعداء .. فإن الدعاء للسلطان فذصار لأن من شعائر السنۃ (باب الجمعة ۲، ۱۴۹ ط سعید)

خطبوں کے درمیان، تھ اٹھا کر دعائے مانگنا

(سوال) جمعہ و عیدین کے دو خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعائے مانگنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد بنیت حسین کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۴۶) خطبوں میں جس کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعائے مانگنا مکروہ ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

فصل چہارم - تعطیل یوم جمعہ

جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں

(سوال) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں وہاں جمعہ کے روز بعد اذان ظہر خرید و فروخت بند کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۷) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں ایسی جگہوں میں بعد اذان ظہر خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جمعہ کے روز اذان کے بعد خرید و فروخت کے مکروہ ہونے کی علت استماع خطبہ ہے اور یہ علت ظہر میں مفقود ہے (۱) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے

(سوال) مسلمان جمعہ کے دن جمعہ کی فضیلت و غسل و نماز کے لئے فجر سے نماز جمعہ کے بعد تک اپنی دکانوں کو بند رکھتے ہیں یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ بدعت بلکہ حرم ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے وہ لوگ بھی اتوار کے دن اپنی دکانیں بند کرتے ہیں دوسرے یہ کہ قرآن شریف میں سورہ جمعہ میں آیت اِذَا نُوذِيَ لِلصَّلَاةِ الْخَالِصَةِ میں خدائے تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جب اذان ہو تو کاروبار بند کر دو کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۸) جمعہ کے روز اذان جمعہ سے پہلے تجارت و تمام کاروبار کرنا جائز ہے اذان جمعہ سے پہلے کوئی کام ممنوع نہیں پس اگر کاروبار بند کرنے والے اس خیال سے دکانیں اور کاروبار بند کریں کہ نماز جمعہ سے پہلے ان چیزوں میں مشغولی رکھنا ناجائز اور گناہ سمجھتے ہوں تو بے شک یہ خیال ناجائز اور بدعت ہے کیونکہ ایک مباح شرعی کو مکروہ یا حرام سمجھنا خود مذموم اور بدعت ہے لیکن اگر وہ جمعہ کی اذان سے پہلے کاروبار کو ناجائز نہ سمجھتے ہوں بلکہ باوجود جائز و درست سمجھنے کے محض انتظام ضروریات نماز کے خیال سے دکانیں بند رکھیں کیونکہ

(۱) ولا یحوز للقوم رفع الیدین ولا تأمین باللسان جہراً الح (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۵۸ ط سعید
(۲) اِذَا نُوذِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ الْآيَةِ (سورة الجمعة ۹) ووح السعی إليها و ترک البیع بالأذان الأول فی الأصح بدر لمحرر باب الجمعة ۲ ۱۶۱ ط سعید

غسل وغیرہ کے لئے اور نماز جمعہ میں تبخیر یعنی جلدی سے وضو کے واسطے اس صورت میں آسانی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ موجب اجر ہے (۱) اور اس صورت میں یہ خیال کہ اس میں اہل کتاب کی مشابہت ہے اس لئے ناجائز ہونا چاہیے صحیح نہیں کیونکہ کاروبار بند رکھنا عیسائیوں کا تمام دن میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کا صرف نماز تک دوسرے وہ اس کو نہ ہی سمجھتے ہیں اور مسلمان صرف آسانی کے لئے ایسا کرتے ہیں تیسرے نفس مشابہت کسی فعل میں ممنوع نہیں بلکہ جو مشابہت امر مذموم میں ہو یا بقصد مشابہت ہو اور امر مختص میں ہو وہ مذموم ہے ورنہ ایسا نہیں ہے اور آیۃ قرآنی سے اذان کے بعد کاروبار کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے وہ اس صورت میں بھی بخلاف باقی ہے اور اس سے پہلے کے لئے کاروبار کرنے کا آیت میں حکم نہیں ہے کہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی خلاف ورزی ہو۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے

(سوال) جمعہ کی نماز کے قبل خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۶ عبد الاحد (ضلع در بھنگہ)

۱۲ رجب ۱۳۵۴ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۴۹) اذان جمعہ ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا منع ہے اس سے پہلے جائز ہے اور پھر نماز کے بعد جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرانا

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہم مسلمانان اہل سنت والجماعۃ شفعی اپنے وطن سے تقریباً ایک سو میل دور شہر منگلور میں بغرض تجارت مقیم ہیں ہم نے یہاں ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام ”جماعت المسلمین اہل بھنگل مقیمان منگلور“ ہے اس جماعت کی مجلس عامہ نے ایک قانون بنایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد دکانیں بند رکھنا ضروری ہے جو ممبر اس کی خلاف ورزی کرے اس کو جرمانہ داکرنا پڑے گا۔

(جواب ۴۵۰) جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے دکان کھولنا تجارت کرنا اذان اوں سے پہلے تک جائز ہے اس لئے کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرنا جس میں کسی کو زبردستی ایک مشروع کام سے روکا جائے درست نہیں ہے ہاں اگر سب لوگ بالاتفاق نماز سے پہلے دکانیں بند رکھنا منظور کریں تو جائز ہے ان کی اپنی مرضی پر منحصر

(۱) ما نصہ أنه يوم الذي يستحب أن يتصرع فيه لعبادة وله سائر الأيام مزية بأنواع العبادات واحبة مستحبة فالله سبحانه وتعالى جعل لأهل كل ملة يوماً يتصرعون فيه للعبادة ويتخذون فيه عن اشتغال الدنيا يوم الجمعة يوم عبادة وهو في الأيام كشهر رمضان (زاد المعاد)

(۲) بابها الدين امنوا إذا بودى للصلوة من يوم الجمعة فسعوا إلى ذكر الله ودر والبيع الآية (سورة الجمعة ۹)

ہے جبر واکرہ نہ ہونا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان بدہ

فصل پنجم - مصافحہ بعد جمعہ و عیدین

بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں

(سوال) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟ گر ہے تو تحریکی یا تنزیہی ہے؟

المستغنی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب (کھنور) ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۵۱) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا اور اس کو اس وقت خاص سنت سمجھنا مکروہ ہے۔
کرہت تنزیہی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تنزیہی کو باکا سمجھ کر مصافحہ کیا جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ
کان بدہ، دہلی

فصل ششم - امامت جمعہ

ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام

(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شہر ہے جہاں کے حکام اور وہاں ہندو ہیں کسی عالم قاضی یا امام کا جو متفق
عالیہ ہو قوم کی طرف سے تنظیم نہیں، حالانکہ روایت صحیحہ فقہیہ کتب معتبرہ اسی کو شرط بیان کرتے چلے
آئے ہیں۔ الوالی شرط لا داء الجمعة و کذا المصر الجامع (سراجیہ) حتی لا تجوز اقامتها بغير
امرا لسلطان و امرنا ثبہ کذا فی المحيط السرخسی الصحيح فی زماننا ان صاحب الشرط و هو
الدى یرسمی سجنه و الوالی و القاصی لا یقیمون الجمعة لا نهم لا یولون ذلك الا اذا جعل ذلك
فی عهدهم و منسور هم کذا فی العیاتیة فان لم یکن تمه و احد منهم واجتمع الناس علی رحل
فصلی بهم جار . کذا فی السراجیہ . بلاد علیها و لاہ کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر
القاصی قاضیاً بتراصی المسلمین و یحب ان یتمسوا و الیاً مسلماً کذا فی معراج الدراية ایک
صورت میں جب کہ ولایت کفار میں عدلنے کسی ایسے شخص پر اتفاق یا قاضی بننے کی ضرورت بیان کی ہے

۱ و وجب السعی لاداء الاول فی لأصح الحج (الدر المختار) باب الجمعة ط سعید

۲ و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکررہ المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حل لأن الصحابة مصافحوا
بعد أداء الصلاة و لا یبہا من سر الروافض ثم نقل ابن حجر عن الشافعیة انہا بدعة مکروہة لا أصل لہ فی الشرع
و بہ یبہ فاعینہا اولاً و یعزرت ثانیاً ثم قال ابن الحاج بن المالکیة فی المدخل انہا من البدع و موضع المصافحة
فی الشرع اما ہو عند بقاء المسلم لأخیه لافی أدار الصلاة فحیث و صعبها الشرع یصعبها فیہی عن ذلك ویر جر
وعلہ لہا اتی بہ من خلاف السہ الحج (رد المختار) کتاب الحظر و الا باحة باب الاستبراء و غیرہ ۶ ۳۸۱ ط
سعید

اور قوم کی طرف سے امور بالا کا التزام نہ ہو بلکہ تصریحات مذکورہ کے خلاف ہو کیا جمعہ بطور فرضیت کے واقع ہوگا اور اس کا نہ پڑھنے والے گناہ گار ہو گیا نہیں؟ بیٹو اتوجروا

المستفتی نمبر ۶۲۰ شرف الدین (اجمیر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۵۲) ایسی جگہ جب مسلمان کسی شخص کو امامت جمعہ کے لئے مقرر کر لیں تو یہی تقرر اور انتخاب کافی ہے ورنہ تمام مسلمانوں کا کسی ایک شخص کو بحیثیت والی منتخب کرنا شرط ہو تو یہ بات شرع اور انگریزی علاقوں میں بھی متحقق نہیں ہے فتاویٰ سر جیبہ سے جو عبارت سوال میں نقل کی ہے واجتمع الناس علی رجل فصلی بھم حاز یہ دلیل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز جمعہ میں سجدہ سو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ میں امام کو سو ہو جائے تو سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۳۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۵۳) جمعہ کی نماز میں سو ہو جائے تو سجدہ سو کرنا جائز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

متعدد مساجد میں جمعہ کا حکم

(سوال) شو مارکیٹ اگرہ کی تعمیر کے ساتھ ممبران شو مارکیٹ نے اندرون مارکیٹ ایک شاندار مسجد بھی خاص اپنے مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کر لی ہے جس میں پانچ سال سے پنج وقتہ نماز کے علاوہ نماز جمعہ بھی ادا کی جاتی ہے ممبران مارکیٹ نے ایسے انتظامات بھی کئے ہیں لیکن مسجد نمازیوں کی کمی کی وجہ سے خالی رہتی ہے مسجد متذکرہ بالا سے ایک صد چار قدم کے فاصلے پر بیرون شو مارکیٹ ایک اور مسجد ہے جس میں کبھی نماز جمعہ ادا نہیں کی گئی مگر اس وقت کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بیرون شو مارکیٹ کی مسجد میں بھی نماز جمعہ ادا کیا جوے ایسی حالت میں یہ خدشہ ہے کہ مسجد اوس اندر جو نمازیوں کی کمی کی وجہ سے خالی رہتی ہے اور بھی خالی ہو جائے گی اور ممبران مارکیٹ کا وہ انتظام جو مسجد سے متعلق ہے درہم برہم ہو جائے گا ایسی حالت میں دو جگہ نماز جمعہ کا ہونا صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو افضل کوئی مسجد میں ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۱ حافظ محمد مسلم صاحب (اگرہ) ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء

(۱) فلو الولایة كفاراً یجوز للمسلمین إقامة الجمعة و یصیر انقاصی فاضیاً بتراوی المسلمین ویحب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلماً (رد المحتار باب الجمعة ۲/۴ ط سعید)

(۲) والسهو فی صلاة العید والحسنة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الاولین لدفع الفتنة (در مختار) قال الشامی "وفی جمعة حاشیة أبی السعود عن الغرمية أنه لیس المراد عدم حوازه بل الأولى تركه لئلا يقع الناس فی فتنة الخ (رد المحتار باب سجود السهو ۹۲/۲ ط سعید)

(حوا ۴۵۴) جمعہ کی نماز متعدد مسجد میں ادا کرنے سے تو سب مسجد والوں کی ہو جاتی ہے (۱) لیکن بد ضرورت جمعہ کی نماز جہاں تک ہو سکے تعدد اور کثرت سے بچائی جائے یہ افضل اور مستحسن ہے اور سوال میں جو صورت کہ مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مجوزہ نماز جمعہ بد ضرورت قائم کی جا رہی ہے ورنہ اس سے پہلی مسجد کی جماعت میں کمی واقع ہوگی اس لئے یہ جدید اقامت جمعہ خلاف اولیٰ اور خلاف افضل ہوگی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محمد افضل ہے

(س) خطیب صاحب جامع کیمس پور نے فرمایا ہے کہ جمعہ صرف جامع مسجد میں ہونا چاہیے اگر جامع مسجد کے سوا کسی دوسری مسجد میں جمعہ پڑھ جائے تو جمعہ نہیں ہوتا کیمس پور شہر میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً چار ہزار ہے اور تین مسجد ہیں ورتینوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے اور جمعہ دو مسجد میں پڑھ جاتا ہے لیکن خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ صرف ایک مسجد میں یعنی صرف جامع مسجد میں ہو سکتا ہے جہاں وہ خود (خطیب جامع) امام ہیں سو ب صرف یہ ہے کہ دوسری مسجد میں سوائے جامع مسجد کے اگر جمعہ پڑھ جائے تو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جامع مسجد کے سوا دوسری مسجد میں جمعہ نہیں بلکہ جمیں یا جمی پڑھی جاتی ہے اس پر بھی روشنی ڈالی جائے۔

خطیب صاحب جامع کیمس پور نے فرمایا ہے کہ ہر ایک محلہ کے لوگ محلہ کی مسجد میں نماز ادا کریں مگر کوئی شخص اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں عہد نماز پڑھنے جائے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی بلکہ لٹاگنہ ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۸ محمد شریف نگر یرکھمل پور (ضلع اٹک) ۹ جمادی ثانی ۱۳۵۶ھ ۷ اگست ۱۹۳۷ء (حوا ۴۵۵) ایک بستی میں ایک جگہ جمعہ پڑھنا افضل ہے لیکن اگر بستی بڑی ہو اور ایک جگہ سب لوگوں کا جمع ہونا دشوار ہو تو دو جگہ حسب ضرورت جمعہ پڑھنا جائز ہے (۲) ورنہ بد ضرورت بھی کئی جگہ جمعہ پڑھ جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ خلاف افضل اور خلاف اولیٰ ہوتی ہے۔

اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے مگر کوئی شخص دوسرے محلہ کی مسجد میں اس نیت سے جائے کہ دور جانے سے ڈب زیدہ ہوگا اور اس کے جانے کی وجہ سے اس کے محلہ کی مسجد کی جماعت کو نقصان نہ پہنچے تو یہ بھی جائز ہے ہاں اگر اس کے جانے سے محلہ کی مسجد کی جماعت ویران ہوتی ہو تو پھر نہ جانا۔

۱ و نؤدی فی مصر واحد بموضع کثیره مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتویٰ الح (التویر و شرحہ باب الجمعة

۲ ۱۴۴ ط سعید)

۲) و نؤدی فی مصر بمواضع کثیره مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتویٰ الح (المختار باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید) و مسجد حیہ افضل من الجامع و الصحیح أم الحق مسجد المدینة ملحق به فی العصبۃ الح (الدر المختار باب فساد الصلاہ و ما یکرہ فیہا ۱ ۶۵۹ ط سعید)

چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ - ذہلی

شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے

(سوال) مظفر پور ٹاؤن کے اندر ۲ جگہ نماز ہوتی ہے اور اس میں ایک بڑا محلہ سعد پورہ جس میں دو ٹوہ میں دو مسجد ہے دونوں مسجد کے درمیان چار سو قد میانزارف کافصلہ ہے عرصہ سے ایک مسجد میں جمعہ کی نماز قائم ہے مگر وجہ چند مصیحت کچھ لوگوں نے دوسری مسجد میں بھی جماعت مسجدوں ترک کر کے نیا جمعہ قائم کیا ہے اور وہ مصیحت یہ ہے کہ کچھ بے نمازی جو نماز جمعہ نہیں پڑھتے تھے پڑھنے لگیں اور دوسری مصیحت یہ کہ مسجد کے نظام کے لئے پریشانی سے چندہ میاں موٹا تھا تو اس مصیحت سے بھی کہ جمعہ کے روز چندہ وصول کر کے مسجد کا انتظام کیا جاوے ورنہ یہ رقم مسجد میں وقف کی جائے اور مسجد کے جمعہ کی نماز میں چار کبھی پانچ صفیں ہوتی تھیں اور دوسری مسجد میں بھی چار پانچ صف جمعہ کی جماعت سے ہوتی ہے اور یہی امید ہے تو ایسی صورت میں دوسری مسجد میں نماز جمعہ پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۹۵ حافظ عبدالحق صاحب سیپ مرچنٹ (مظفر پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۶) پہلی مسجد میں جمعہ موقوف کر کے دوسری مسجد میں جمعہ قائم کر میں تو یہ بات مصدقہ مذکور کی وجہ سے جائز ہے اور پہلی میں جمعہ ہوتا رہے اور دوسری میں بھی جمعہ مقرر کر لیا جائے تو اس صورت میں صرف یہ بات ہونی کہ شہر کے جمعوں کی تعداد بچے بارہ کے تیرہ ہو گئی اس کا حکم یہ ہے کہ متعدد مساجد میں جو جمعہ کی نمازیں ہوتی ہیں یہ سب ہو جاتی ہیں (۱) مگر اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کی نماز جہاں تک ممکن ہو ایک جگہ ہو ورنہ سخت حاجت اور ضرورت میں دو یا تین جگہ کی جائے بلا ضرورت زیادتی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ - ذہلی

نماز جمعہ مسجد محلہ میں افضل ہے

(سوال) (۱) زید کا بیان ہے کہ ہمارے یہاں زمانہ قدیم سے تمام مسلمان متفقہ طور پر ایک ہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے لیکن اب مذہبی اختلافات و عقائد کی بناء پر خوشی تین چار مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اب جناب تحریر کریں کہ آیا جمعہ کے فضائل ان چاروں مسجدوں میں یکساں ہوتے ہیں یا کم و بیش؟

(۲) زید کے محلہ کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے لیکن زید اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دیگر مسجد میں جا کر نماز جمعہ ادا کرتا ہے آیا زید کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

(۱) و تزدی فی مصر واحد بسواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ المتوی الح (التنویر و شرحہ باب الجمعة

المسنفی نمبر ۱۵۰ محمد بن پیش نام مسجد آسیاں (ضلع خضار) ۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۵۷) (۱) افضل و بہتر یہی ہے کہ جمعہ کی نماز یک مسجد میں پڑھی جائے بد ضرورت متعدد
مسجدوں میں نماز جمعہ اور کرنا بہتر نہیں ہے لیکن نماز چاروں مسجدوں میں ہو جاتی ہے
(۲) زید دوسرے محلہ کی مسجد میں سرس خیر سے جاتا ہے کہ وہاں جماعت بڑی ہوتی ہے یا اچھا ہے یہ وہ
قدیم سے جمعہ کے لئے مخصوص ہے تو اس کے اس محل میں کوئی برائی نہیں ہے
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم

سوال، گورنمنٹ کے درمیان ایک مسجد حرم سے موجود ہے بعد میں اس محلہ کے اندر دو مسجدیں اور
بھی تعمیر شدہ موجود ہیں کیا بدی مسجد گورنمنٹ میں نماز جمعہ و عیدین وغیرہ باقاعدہ پڑھے جاسکتے ہیں
اور زید وہ حقداران میں سے کون ہے؟ المسنفی نمبر ۲۰۲۰ سووی محمد عبد اللہ شاہ (میانوالی)
(جواب ۴۵۸) گورنمنٹ و قدیم مسجد میں سر نماز جمعہ و عید ہوتی تھی تو اب بھی پڑھی جاسکتی ہے اب
کرن مساجد میں سے بڑی اور محل وقوع کے لحاظ سے مناسب مسجد کو سب وگ منتخب کر کے صرف ایک
مسجد میں جمعہ پڑھا کریں تو بہتر ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ایک جگہ نماز جمعہ کا جتنافضل ہے

(مجموعہ مورخہ ۲۶ ج ۱ ص ۹۲)

(سوال) موضع بلند تحصیل کنویر ضلع جالندھر میں واقع ہے تمام گاؤں میں مسلمان ہی آباد ہیں یہاں دو
مساجد ہیں جن کا درمیانی فاصلہ دس بارہ قدم ہے ان ہر دو مسجد میں جمعہ کی نماز عیدہ عیدہ ادا کی جاتی ہے اگر
ایک ہی مسجد میں ادا کی جائے اتنی گنجائش ہے کہ سب وگ یک ہی مسجد میں آجائیں گے؟
(جواب ۴۵۹) مسلمان قوم کو یہ لازم ہے کہ آپس میں تفاق و محبت کے ساتھ ایک مسجد میں جو دونوں میں
سے بڑی ہو جمعہ کی نماز پڑھیں کہ یہ علی و افضل ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

۱۔ ویر دی فی مصر واحد مصر صغ کثیرہ عطف علی المذهب و علیہ الفتویٰ الحج (الدر المحرر باب الجمعة)
۲۔ ۱۴۴ ط سعید

۲۔ اد کک لیسر لرحیل مسجد ان مذهب ہی مکان اشد فہا کک سر و یدھب الی مکان قرب من سرلہ و
سویہ فسر مسجد رفاب کک فہو حیدر کک یدھب حبت حب رفتوی دصی حان علی ہامش اعلیٰ مکبریہ فصل
فی المسجد

۳۔ ویر دی فی مصر واحد مصر صغ کثیرہ عطف علی المذهب و علیہ الفتویٰ الحج (الدر المحرر باب الجمعة)
۲۔ ۱۴۴ ط سعید ۴۔ ویر دی فی مصر واحد مصر صغ کثیرہ عطف علی المذهب و علیہ الفتویٰ الحج
در المحرر باب الجمعة ۲۔ ۱۴۴ ط سعید

دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم

(سوال) دہلی میں نماز جمعہ سارے جامع مسجد و مسجد فتح پوری کے کتنی جگہ کتنے فصلہ پر ادا کی جاسکتی ہے؟
(جواب ۴۶۰) جمعہ کی نماز جہاں تک ممکن ہو سخت ضرورت کے مواقع میں قائم کرنی چاہیے بضرورت
تعدد مکروہ ہے دہلی جیسے شہر میں ایک دو جگہ پر کثافت کرنا تو ممکن الوقوع نہیں مگر زیادہ سے زیادہ تمام شہر میں
پندرہ بیس جگہ جمعہ ہو سکتا ہے اس سے زیادہ غیر ضروری مواقع کے جمعہ بند کر دینا ہی بہتر ہے
محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

فصل ہشتم - جمعہ کے نوافل مسنونہ

سنت جمعہ کے لئے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارنا

(سوال) بروز جمعہ قبل از وقت چہر رکعت سنت قبل جمعہ پڑھنے کے لئے مؤذن کا الصلوٰۃ قبل الجمعہ
وغیرہ کہہ کر صلوٰۃ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑوال صاحب (ضلع دھارواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶۱) نماز جمعہ سے پہلے الصلوٰۃ قبل الجمعہ پکارنا آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے مبارک زمانہ
میں نہیں تھا اور نہ ائمہ مجتہدین نے اس کا حکم دیا۔ اس لئے یہ رواج سنت کے خلاف ہے اسے ترک کرنا لازم
ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کے دن زور ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۹ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۴۶۲) زوال جمعہ کے روز بھی ہوتا ہے مگر اس دن بعض فقہاء نے زوال کے وقت نوافل و سنن
پڑھنے کی اجازت دی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) (ایضاً) حوالہ صفحہ گدشہ، فی الشامیہ ”ی. سوا، کان المصر کبراً اولاً و سوا، فصل میں جبہ نہر کسر
اولاً و سوا، کان التعداد فی مسجدیں أو اکثر الح (باب الجمعة ۲، ۱۴۴ ط سعید)

(۲) من أحدث فی امرنا هذا ما لیس مہ ثہور رد (بحاری) کتاب الصلح باب إذا اصطلحوا علی صلح حور ثہور
مردود ۱/ ۳۷۱ ط قدیمی

(۳) ویکرد بحریماً مطلقاً و لو قضاءً أو واجباً أو نقلاً علی حنارۃ و سحدۃ تلاوة و سہو مع شروق و استواء إلا یوم
الجمعة علی قول الثانی الصحیح السعتمد الح (الدر المختار کتاب الصلوٰۃ ۱/ ۳۷۰ ط سعید) وروی عن ابی
یوسف انه حور التطوع وقت ارواں یوم الجمعة (حلی کبیر، فروع ص ۲۳۷ سہیل اکیڈمی)

فصل نہم۔ مسافر کا جمعہ

سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں۔

(سوال) سفر میں جمعہ و عیدین کی نمازیں واجب تو نہیں یا واجب ہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۳۴) سفر میں جمعہ کی نماز فرض نہیں اور عید کی نماز واجب نہیں پڑھ لے تو بہتر ہے نہ پڑھ سکے تو اجازت ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فصل دہم۔ عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین

عورتوں کا جمعہ میں شریک ہونے کا حکم

(سوال) کیا آج کل عورتوں کو تلقین کرنا کہ وہ جمعہ کو تر جماعت میں شریک ہوں اور ان کے لئے ایک مسجد کے حصہ میں نماز تیسر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جائید ہر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۶۶۴) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں شرکت کی ترغیب و تلقین اس حدیث کے خلاف ہے۔ عن ابی عمرو الشیبانی انہ رای عبد اللہ یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول اخرجن الی بیوتكن حیر لکن (رواہ الطبرانی فی مکبیر ورجاء موثقون کذا فی مجمع زوائد) (۲) یعنی ابو عمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کو دیکھا کہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

یعنی عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جانے اور جمعہ پڑھنے سے بہتر ہے صحابہ کرامؓ کے زمانہ کا طرز عمل یہ تھا پھر آج فتنہ و فساد کے زمانہ میں اس کے خلاف مسجد میں آنے کی ترغیب دینا ظاہر ہے کہ غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سوال مثل بال

(سوال) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں مسجد میں جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی التبریر و شرحہ و شرط لا فیرا صہا إقامۃ بمصر و فی الشامیۃ "حرج ب" مسافر الخ باب الجمعة ۱۵۳ ط سعید (۲) قال فی الدرر استحار "تحت صلاحہما عنی من یحب علیہ الجمعة بشرائطها الخ" باب العیدین ۱۶۶ ط سعید (۲) باب خروج النساء الی المساجد ۲ ۳۵ ط بیروت لباب

(جواب ۴۶۵) جائز ہے مگر بہتر نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چھٹا باب نماز عیدین

شافعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم

(سوال) عید کی نماز بارہ تکبیروں سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بلا ضرورت حنفی امام بارہ تکبیروں سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۶) بارہ تکبیروں سے حنفی امام کو عید کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہاں اگر امام بارہ تکبیر کے مذہب کا قائل ہو تو حنفی مقتدی کو اس کی متابعت کر لینی چاہیے۔ قال محمد فی الجامع اذا دخل الرجل مع الامام فی صلوة العید و هذا الرجل یری تکبیر ابن مسعود فکبر الامام غیر ذلك اتبع الامام الخ (عالمگیری ص ۱۶۰ ح ۱) (۲)

نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے

(سوال) ہمارے ہاں شہر بھر وچ میں نماز عید کے لئے قاضی شرایک جسہ کے ساتھ بیرون شہر جا کر نماز عید کو عید گاہ پر جمعیت کثیر کے ساتھ ادا کرتے ہیں و بہت سے لوگ اپنے اپنے محلہ کی مسجدوں میں چھوٹی چھوٹی جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کر کے اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں یا عید گاہ سیر و تماشا کے لئے چلے جاتے ہیں حالانکہ عید گاہ نہایت وسعت کے ساتھ بنائی گئی ہے جس وقت خطیب خطبہ پڑھ رہا ہے یہ لوگ سیر کرتے پھرتے ہیں پس جو لوگ محلہ کی مسجد میں نماز گزارتے ہیں اور جو لوگ ہمراہ قاضی بیرون شہر عید گاہ میں نماز پڑھتے ہیں تو ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ دوسرے یہ کہ جب قاضی شہر نماز عید کے لئے عید گاہ روانہ ہوا اس وقت بغیر عذر دوسروں کو محکمہ کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۷) عید کی نماز شہر سے باہر جا کر عید گاہ میں پڑھنا مستنون ہے۔ والخروج اليها (ای الحانة) لصلوة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع وهو الصحيح (درمختار ص ۶۱۲ ح ۱) ۳۔ اور شہر میں بلا عذر عید کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ نماز ہو جائے گی مگر ثواب کم ہوگا اور اگر عذر ہو

(۱) ویکرہ حضور ھن الجماعة ولو لجمعة و عید و وعظ مطلقاً ولو عجزاً علی المذهب السننی به الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید
(۲) الباب السابع عشر فی صلاة العید ص ۱۵۱ ط مکسہ ماحدیہ کونند
(۳) باب العیدین ۲/۱۶۹ ط سعید

تو بلا کر اہت جائز ہے۔ فی الحانیة السنة ان يحرح الامام الى الجبابة و يستخلف غيره ليصلي في المصر بالضعفاء والمرضى والا ضراء و يصلي هو في الجبابة بالا قرياء والا صحاء وان لم يستخلف احداً كان له ذلك ۱، وفي عمدة الرعاية حاتية شرح الوقاية والا صل فيه ان السی نبیؑ كان يحرح الى المصلي ولم يصل صلوة العيد في مسجده مع شرفه الامرة بعد المطر كما سطره ابن القيم في زاد المعاد والقسطالانی فی مواهب اللدنیة وغيرهما (۲)

عورتوں پر عید واجب نہیں

(سوال) ایک شخص عیدین کی نماز باجماعت پڑھتا ہے پھر جا کر عورتوں کو عیدین کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھاتا ہے یا اس طرح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۶۸) عورتوں پر عیدین کی نماز واجب نہیں ہے گر پڑھیں گی تو نفل ہوگی اور نفل میں جماعت مکروہ ہے۔ لا یصلی التطوع بالجماعة ما خلا فیام رمضانا و کسوف الشمس الخ (۳)، (بدائع ص ۲۷۰ ج ۱) التطوع بالجماعة اذا كان علی سبیل التداعی بکروہ ۴، (ہدایہ ص ۸۷ ج ۱) والبطوع بجماعة خارج رمضان ای بکروہ ذلك لو عی سبیل التداعی بان یفندی اربعة بواحد کما فی الدرر ۵ (درمختار) فال شمس الامة لحلوانی ان کان سوی الامام نسه لا بکروہ بالاتفاق و فی الاربع احتلف المشائخ والاصح انه بکروہ هكذا فی الحلاصة (عالمگیریہ) ۶۔

نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم

(سوال) عید کے روز عید گاہ میں یا مکان پر نماز عید سے قبل یہ عدد رکعت یا چار رکعت نفل پڑھ کر میت کو قُب بختنے کے متعلق کوئی حدیث سے یا نہیں؟ اور کیا حضرت رسول مقبول ﷺ نے اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا ہے؟

(جواب ۴۶۹) قبل ز نماز عید گھر میں اور مسجد و عید گاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعد ازان نماز عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر عوام الناس میں سے کوئی شخص قبل ز نماز یا بعد ز نماز عید گاہ میں ہی پڑھنے لگے تو منع کرنا بھی مناسب نہیں۔ ولا یصل قبلها مطعاً و کذا لا یصل بعدها فی مصلاھا فانه

(۱) حائذ علی هامس العالمگیریہ "باب صلوة العیدین" ۱۸۳۰ ط ما جدید

(۲) (باب العیدین ۲۰۲/۱ ط سعید)

(۳) (فصل فی صلاة الکسوف ۱۰ ۲۸۰ ط سعید)

(۴) (باب الخامس فی الإمامة الفصل الأول فی الجماعة ۸۳ ط ما جدید)

(۵) (باب الوتر والوافل ۲ ۴۸ ط سعید)

(۶) (باب الخامس فی الإمامة الفصل الأول فی الجماعة ۸۳ ط ما جدید)

مکروہ عند العامة وان تنفل بعدها فی البیت حازل یدب تنفل باربع وهدا للخواص . اما العوام فلا یسمعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلة رغبتهم فی الحیرات بحر (در مختار مختصراً) ۱، لیکن بالخصوص ایصال ثواب کے لئے کوئی نفل عید کے دن خاص طور پر پڑھنا اور اسے مستحب یا سنت سمجھنا مکروہ و بدعت ہے ۔

عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا

(سوال) مساجد میں بانتظار نماز عیدین مسلمان جمع ہوتے ہیں اور بجائے فضوں اور لغو باتوں کے ذکر الہی میں مصروف رہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص تکبیر یا آواز بلند کرتا ہے دوسرے سننے والے بجماع آوازہ تکبیر بلند کرتے ہیں اور جب تک سب مصطفیٰ بیجا نہ ہو لیں اسی طرح ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور بعد نماز کے لوگ محام کے دعا مانگتے ہیں سوال یہ ہے کہ اس طریقے کا حدیث شریف و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں ؟

(جواب ۴۷۰) تسبیح و تکبیر اسر تو یک مستحسن فعل و موجب جری ہے لیکن صورت مسئلہ فی السؤال میں جبراً تکبیر بنیت نہ کورہ اور اجتماعی حالت کی وجہ سے بدعت اور ناجائز ہے کیونکہ جس بات میں شرع کی طرف سے کوئی تعیین نہ ہو پئی طرفت اس میں تعینات و تخصیصات کرینا اس کو بدعت بنا دیتا ہے دین کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ اثر ملاحظہ ہو ۔ اخر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بالجماعة الدین کانوا یجلسون بعد المغرب و فیہم رجل یقول کبر واللہ کذا و کذا یسبحو اللہ کذا و کذا و احمدا و اللہ کذا و کذا و یصنعون فحصرہم فلما سمع ما یقولون قام فقال انا عبد اللہ بن مسعود فوالذی لا الہ عیرہ لقد حنتہم بدعة ظلماء اولقد فقتہم علی اصحاب محمد علیہ السلام علماً (مجالس الاسرار) ۲ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت ہے جو بعد مغرب بیٹھتی ہے اور ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ اکبر اتنی مرتبہ کہو سبحان اللہ اتنی مرتبہ کہو الحمد للہ اتنی مرتبہ کہو تو سب ایسا ہی کرتے ہیں پس حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس گئے اور ان کی تسبیح و تحمید کو سنا اور کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم ایک سخت تاریک بدعت کے مرتکب ہو یا اصحاب رسول اللہ ﷺ پر عام میں فوقیت حاصل کر لی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایسا طریقہ جس میں شرع کی طرف سے کوئی خصوصیت نہ تھیں اس کا ارتکاب بدعت ہے اور کتب فقہ حنفیہ میں یہ حکم

(۱) باب العیدین ۲ ۱۶۹ ط سعید

(۲) مجالس الاسرار ص ۱۱۱ میں ہے اس کا جواب درج ہے (باس اسرار) مجلس نمبر ۸ بدعت اور اس کے اقسام و احکام ص ۱۶۵ دارالاشاعت لہذا

فان فی التنبیہ ولا یکر فی طریقہ ولا یمن فیہنا مطلقاً ص ۱۶۹ باب العیدین سعید و فی التنبیہ و شرحہ و تکبیر جہراً فی الطريق قبل و فی المصنف ص ۱۷۶ باب العیدین ط سعید

موجود ہے کہ تکبیر باجبر عید الفطر میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک نہیں ہے اور عید الاضحیٰ میں تکبیر باجبر راستہ میں ہے۔ مصلیٰ میں تکبیر باجبر اور وہ بھی اس اجتماع و اجتماع کے ساتھ فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان شہدہ

نماز عید کھے میدان میں پڑھنا سنت ہے

(سوال) رسول یک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے عیدین کی نماز میں اسی مسجد میں پڑھی جاتی ہیں اس مرتبہ بعض مسلمانوں نے سنت نبوی کا تنبیج کرتے ہوئے نماز عید باہر میدان میں ادا کی اس پر بعض مسلمانوں نے یہ کہا کہ جن لوگوں نے نماز عید میدان میں ادا کی ہے ان کا جنازہ مسجد میں نہ آنے پائے؟

(جواب ۴۷۱) عیدین کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا اسی غرض سے بنائی ہوئی عید گاہ میں پڑھنی سنت ہے اگرچہ شہر کی مسجد میں پڑھ بیٹی بھی جائز ہے مگر اعلیٰ و افضل و مسنون باہر پڑھنا ہے (۱) جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے بد عذر مسجد میں نہ پڑھیں جائے باہر پڑھیں جائے عیدین کی نماز باہر پڑھنے کو سنت نہ سمجھنا جہالت ہے اور اس کے متعلق اس قسم کے کلمات لہات کہنا مذموم ہے۔

(۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شہر سے باہر میدان میں نماز عید پڑھی جائے

(۳) بلا عذر مسجد میں عید پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے یا نہیں

(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟

(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز کا حکم

(۷) فتویٰ عبدالحی کی عبارت کی تحقیق

(سوال) () عیدین کی نماز جامع مسجد میں خلاف سنت ہے یا نہیں؟ (۲) میدان میں نماز پڑھنے سے کیا مراد ہے آیا مسجد سے باہر کسی میدان میں نماز پڑھنا مسنون ہے یا حدود شہر سے باہر کسی میدان میں؟ (۳) مسجد میں بد عذر کے عیدین کی نماز پڑھنا کرہت کے بغیر جائز ہے یا نہیں؟ (۴) متعدد جگہوں میں عیدین ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) شہر کا حکم حدود میونسپلٹی سے معلوم ہو گیا اور کسی طریقہ سے؟ (۶) جو کھلے میدان اور عید گاہ ہیں حدود میونسپلٹی کے اندر موجود ہیں ان میں نماز عید باکرہت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۷) فتویٰ

عبدالحمیٰ جو خلاصۃ الفتاویٰ کے حاشیے پر چڑھا ہوا ہے اس کے صفحہ ۵۸ پر مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ ”مکہ معظمہ میں عیدین کی نماز ہمیشہ سے مسجد حرام میں پڑھی جاتی ہے اہل مکہ کبھی میدان میں نہیں گئے اور بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ آنحضرت ﷺ اس لئے مسجد نبوی میں عیدین کی نماز ادا نہیں فرماتے تھے کہ مسجد اہل مدینہ کے لئے کافی نہیں تھی اور جب سے مسجد نبوی وسیع ہو گئی ہے اس وقت سے اہل مدینہ عیدین کی نماز مسجد نبوی میں داکرتے ہیں باہر میدان میں نہیں جاتے“ کیا مولانا کی یہ تحقیق صحیح ہے؟

المسنن فی نہر ۵۰۱ مواعین حبیب الرحمن مدھیہ۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۲) عیدین کی نماز ادا کرنے کا طریقہ مسنونہ و متوارثہ سلفاء و خلفائیکہ ہے کہ شہر کے باہر میدان میں داکر جائے (۱) اور تمام شہر کے لوگ جن کو کوئی عذر نہ ہو باہر جا کر ہی نماز ادا کریں آنحضرت ﷺ نے ہجر ایک مرتبہ کے ہمیشہ شہر کے باہر جہانہ میں ہی نماز عید ادا فرمائی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے فعل سے بھی یہی ثابت ہے اور ایک مرتبہ جو شہر میں حضور اکرم ﷺ نے نماز عید پڑھی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ بارش کی وجہ سے باہر جانا دشوار تھا ہمیشہ شہر سے باہر عید کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہے کہ کوئی عادی فعل نہیں تھا بلکہ نماز کی باہر افضلیت کی بنا پر تھا اس بنا پر محققین احناف بلا عذر شہر میں نماز عید ادا کرنے کو خلاف سنت اور مکروہ کہتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ شہر کے تمام لوگ باہر جانے کے باق نہیں ہوتے کیونکہ آبادی میں بوڑھے اور کمزور و مریض وغیرہ بھی ہوتے ہیں اس لئے یہ بھی سنت ہے کہ امام شہر کی جامع مسجد میں اپنے نائب کو نماز عید پڑھانے کے لئے چھوڑ جائے تاکہ معذورین کی نماز بھی آسانی سے ہو جائے ورنہ اگر شہر بڑا ہو اور تمام معذورین کا ایک مسجد میں جمع ہونا بھی بعد اطراف شہر کی وجہ سے مشکل ہو تو دو تین مسجدوں میں نماز عید ہو سکتی ہے۔

میدان میں نماز پڑھنے سے یہی مراد ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر جا کر میدان میں پڑھی جائے بعض عبارات میں لفظ صحرا واقع ہے جو آبادی سے باہر کے میدان پر ہی صادق آتا ہے ضرورت سے زیادہ تعدد اہل مساجد میں نماز عید قائم کرنے کی کثرت و غیر معذورین کا شہر میں نماز پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے کیونکہ عیدین کی نماز شہر سے باہر قائم کرنے کی حکمت یہی تھی کہ پوری جمعیت اسلامیہ کے اجتماع سے مسلمانوں کی شوکت ظاہر ہو ورنہ ظاہر ہے کہ شہر میں بکثرت مقامات میں عید پڑھنے سے یہ غرض مفقود اور مضلل ہو جائے گی۔

یہ قول کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں قلت گنجائش کی وجہ سے عید نہیں پڑھی بعض علماء کی رائے ہے اور محققین نے اسے تسلیم نہیں کیا مولانا عبدالحی کی خود یہ رائے نہیں ہے انہوں نے

(۱) ثم حروجه ماشياً إلى حجة، وهي المصلى العدم، والحروج إليها أي، الحجة للصلاة العيد سنة، ورواه المسند الجامع، هر الصحيح (درمختار) أي في الصحراء، بقلا عن الخلاصة والحاجة السنة أن يخرج الإمام إلى الحجة ويستحلف عمره ليصل في مصر بالصعفاء، بناء على أن صلاة العيد في موضع حائز بالاعتاق وإن لم يستحلف فله ذلك (رد المحتار باب العیدین ۱۶۹۲ ص سعید)

۱۰۔ فتاویٰ جلد دوم میں وہ جگہ اور جہد سوم میں بھی پنی رائے یہی لکھی ہے کہ عید کی نماز کے لئے باہر جانا سنت مؤکدہ ہے۔

اگر شہر میں معذورین کی ضرورت کا لحاظ کر کے ایک دو یا تین جگہ عید کی نماز ہو اور اس میں بعض غیر معذورین بھی شریک ہو جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور امام اگرچہ خود غیر معذور ہے مگر معذورین کو نماز پر ہانا بھی اس کے لئے عذر ہے اس کی نماز میں اور ان طرح دوسرے متضمنین کی نماز میں جو بغرض انتظام شہر میں نماز پڑھیں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟

(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز عید کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۲ رین اثانی ۳۵۴ھ ۶ جو ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۳) نہیں۔ ان کے چلنے میں فتنہ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

دوران خطبہ چندہ کا حکم

(سوال) عیدین کے خطبہ میں کسی عاصی یا مفسد یا موزن کے لئے بصورت خوشی چندہ کیا جانے مجبوراً بربعد میں کرتے ہیں تو مفسد اور عاصی کو یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳۲ مہر حسن (ضلع ٹانک) ازم، ثانی ۳۵۴ھ ۱۳ جو ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۴) خطبہ کے شروع میں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی امام سفر شروع کر دے اور لوگ اسے دیکھ کر ٹھہر جائیں تو یہ ٹھہرنا عیب کے بعد ہو سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

خطبہ کے وقت تکبیر کے بارے میں ناگہانی کی عبارت کا مطلب

(سوال) جمعوں کے عید اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں تکبیر کم از کم ایک بار اور خطبہ میں تکبیر ہتھ وقت قوم بھی اس کے ساتھ بازا بلند تکبیر کہتے ہیں اور یہ دنوں تقریباً سو برس پہلے سے ہے امام کو خطبہ میں خود عید الفطر کا ہو خواہ عید الاضحیٰ کا تکبیر کہنا مستحب ہے جیسا کہ فتاویٰ مع فتاویٰ قاضی خاں مضبوط مصر صفحہ ۱۵۰-۱۵۱ میں مذکور ہے نیز فتاویٰ ناگہانی میں یہ بھی ہے کہ ۱۵۱ کبر الامام فی الحطہ کبر القوم معہ وادای صبی علی السی صبی

۱۔ ویکرہ حضور بن احمد ویر جمعة ووعظ مطلقاً ولو عجزوا سلا علی المذهب المفتی بہ لفساد برید
الدر المختار باب الامامة ۱ ۵۶۶ ط سعید

(۲) حدیث میں ہے من من احصى فقد لعن (مستم کتاب جمعة ۱ ۲۸۳ ص قدیمی قال فی الدر المختار
وکن ما حرم فی الصلاة حرم فی فی الحصة کتاب جمعة ۳ ۱۵۹ ط سعید)

الناس في انفسهم امثالا للامر والسنة الانصات. كذا في التارحانية ناقلا عن الحجة (۱) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر امام کے ساتھ قوم کو بھی پکار کر کہنا چاہیے اور صرف امام کے صلوة پڑھتے وقت قوم دل میں آہستہ آہستہ پڑھے تکبیر کو صلوة پر قیاس کر کے آہستہ آہستہ پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے ہوں مگر ایک مولوی صاحب لوگوں کو بلند آواز سے کہنے سے منع کرتے ہیں اور پہلے تکبیر خطبہ میں پڑھنا ہی بدعت اور ضلالت فرماتے تھے مگر اب امام کے خطبہ میں تکبیر کہنے کو مستحب نہتے ہیں مگر مقتدیوں کو بلند آواز سے تکبیر کہنے کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں اور دلیل ان کی یہ ہے کہ دراختار مع حاشیہ طحاوی صفحہ ۳۴۷ میں لکھا ہے۔ کل ما حرم فی الصلوة حرم فیہا ای فی الخطبة خلاصة وغیر ہا۔ شیء حرم اکل و سرب و کلام ولو تسبیح او رد سلام او امر لمعروف بل بحسب علیہ ان یستمع و یسکت و کذا یحب الاستماع لسان الخطب کخطبة نکاح و حتم و عید علی المعتمد۔ و ربح الرائی (۲) اس ۷۵ میں ہے یحب السکوت والا ستماع فی خطبة العیدین (۲)

لمستفتی نمبر ۶۹۰ موادی تیبہ عبد اللہ (شیبہ سائر سرم) ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۷۵) قوم کو امام کے ساتھ تکبیر کہنا جائز ہے مگر مثل صلوة کے اپنے دوس میں تکبیر کہیں فتاویٰ مانگیں گی میں جو عبارت ہے اس میں کلمہ فی انفسہم کا تعلق تکبیر اور صلوة دونوں کے ساتھ ہے اور یہی ہونا چاہیے تاکہ وجوب انصات کے ساتھ قرض اور تراجم نہ ہو اور اسی مانگیں گی کے مصری نسخے میں اس عبارت کے حاشیے میں یہ لکھا گیا ہے۔ قوله فی انفسہم قال الظاہر انہ متعلق بالتکبیر والصلوة لانه یحب الانصات لجمیعہا ۱۰ : یہی راجح اور اوفق بالصواب ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز عید کے بعد دعا

(سوال) عیدین کے بعد دعا، نگن ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو دعا، پنج عبادات کا کیا مطلب ہوا؟ المستفتی نمبر ۷۹۱ محمد نور صاحب (ضلع چنڈھڑ) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲۷ رجب ۱۹۳۶ء (جواب ۷۶) عیدین کے بعد دعا مانگنے کا فی الجملہ تو ثبوت ہے مگر تعین موقع کے ساتھ ثبوت نہیں کہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد دونوں موقعوں میں سے کسی ایک موقع پر دعا مانگنے میں مضائقہ نہیں ہے (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) (الباب السابع فی صلاة العیدین ۱/ ۱۵۱ ط ماحدیه)

(۲) (باب الجمعة ۲/ ۱۵۹ ط سبع)

(۳) (باب صلاة العیدین ۲/ ۱۷۵ دار لمعرفة بیروت لیس)

(۴) (الباب السابع فی صلاة العیدین ۱/ ۱۵۱ ط ماحدیه)

(۵) عن أم عطية قالت: أمرنا أن نخرج الحصى يوم العيد ودوات الحدود فنشدد جماعة المسلمين و دعوتهم (بحری باب خروج النساء والحصى ابی المصلی ۱/ ۱۳۳ ط فہمی کتب خانہ کراچی)

و تعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امرأة يا رسول الله احمل لنا لبس لها حلاب قال لنلسها صاحبها من حسابها ۱ (متفق عليه) (۱) کیا کوئی دوسرا ایسا حکم شرعی موجود ہے کہ جس کے باعث یہ حدیث اور اس کا حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گئے ہوں۔ (۲) کیا عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ میں اس پر عمل ہوتا رہا؟ (۳) اگر کوئی عذر شرعی (مثلاً فتنہ وغیرہ) نہیں ہے تو کیا اب شرائط و احکام شریعت کے مطابق اس حکم کی تعمیل لازم نہیں؟

المستفتی جناب غلام دستگیر ز شیدائیم اے (عثمانیہ) حیدر آباد دکن

۶ اذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۷۹) (۱) اس حدیث کی ناسخ کوئی دوسری حدیث میری نظر میں نہیں (۲) عہد نبوی ﷺ میں اس پر عمل ہوتا رہا اور عہد صحابہ میں بھی عمل ہوا مگر صحابہ کرام میں سے بعض جلیل القدر صحابہ نے عورتوں کے خروج من البیوت کو منع کرنا شروع کر دیا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ممانعت آنحضرت ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے طور پر نہ تھی بلکہ علت ممانعت (خوف فتنہ) کے وجود کی بناء پر تھی یہ حدیث عید کے متعلق ہے اور عید کی تقریب میں عورتوں کی کثرت ابتدائے اسلام میں تکثیر سود مسلمین اور اضرار شوکت اجتماعیہ کے لئے مؤکد تھی اور پنجگانہ نمازوں میں شرکت کی اجازت تھی۔ و ضم معہ مقصد آخر من مقاصد الشریعة وهو ان کل ملة لا بد لها من عریضة یجتمع فیها اهلها لتظهر سوکتهم و تعلم کثرتهم ولذلك استحب خروج الجميع حتی الصبیان والنساء ودوات الحدور الحيض ويعتزلن المصلی ویتهدن دعوة المسلمين ۲ (حجة لله الباغه) عن ابن مسعود انه كان یحلف فیما لعل فی الیمین مامس مصلی للمرأة خیر من بیتها الا فی حج او عمرة الحدیث (طبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) ۳ و عنه انه قال ما صلت امرأة من صدوة احب الی الله من اشد مکان فی بیتها ظلمة (طبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) ۴ و عن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبد الله یخرج النساء من المسجد یوم الجمعة و یقول اخر جن الی بیوتک حیر لکن (رواه الطبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) ۵ عن ام حمید امرأة ابی حمید الساعدی انها حاءت النبی ﷺ فقالت یا رسول الله انی احب الصدوة معک قال قد عدمت انک تحین الصلوٰۃ معی و صلاتک فی بیتک خیر

(۱) (بحاری باب خروج النساء و انحصار بنی المصلی ۱ ۱۳۳ ط قدیمی کتب حیدر کراچی) (مسلم، فصول فی إخراج العواتق و دوات الحدور اب ۱ ۲۹۲ ط قدیمی کتب حیدر کراچی) (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵ ط سعید)

(۲) (باب العیدین ۲ ۴۸۰ ط بغداد)

(۳) (باب خروج النساء الی المساجد ۲ ۳۵ ط دار الفکر بیروت لبنان)

(۴) (ایضاً)

(۵) (ایضاً)

صلاتک فی حجرک و صلاتک فی حجرک خیر من صلوٰتک فی دارک و صلوٰتک فی دارک خیر من صلوٰتک فی مسجد قومک خیر من صلوٰتک فی مسجدی قالت فامرت فنی لها مسجد فی أقصى بیت فی بیتها و اطعمته فکانت تصی فیہ حتی لقیته اللہ عز و جل (رواہ احمد و رحالہ رحاب الصحیح عبر عبد اللہ بن سوید الانصاری ثقہ ابن حبان کذا فی مجمع الروائد

ان حدیث پر غور کرے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ حدیث مرید الخرج سعیدین میں امر وجودی نہیں ہے ورنہ مصلحت خروج انصر ثبوت و کثرت مسہین تھی کیونکہ حنفیہ عورتوں کو بھی نکلنے کے حکم کی اور کوئی مصحت نہیں۔

(۳) فتنہ کا وجود غالب ہے ورنہ سب ہی پر احکام شریعہ مبنی ہوتے ہیں (۲) محمد کفایت، شہ کان، شہ۔

عید کے دن گلے منار سم ہے

(سوال) کیا عید منابے فعل چیزت^۱ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں (ضلع ہروئی)

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۰) عیدین میں معافتہ کرنا عید کی تخصیص سمجھ کر مصافحہ کرنا شرعی نہیں بلکہ محض یک رسم ہے ۱۲ محمد کفایت شہ کان شہ۔ دہلی

عید الاضحی جلد پڑھنا بہتر ہے

(سوال) عید الاضحی کی نماز عید گاہ میں دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوتی ہے حالانکہ نماز عید الاضحی جلد ہونا چاہیے مگر اکثر اشخاص کہتے ہیں کہ دیہات کے لوگ چونکہ دیر سے پہنچتے ہیں اس وجہ سے نماز میں تاخیر ہونے میں کوئی حوج نہیں بنے نماز پڑھنے والے چند شخص جو کہ قربانی کی جلد کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ ہم اسی میں سے کچھ بکوا کر کھائیں تو ان کو اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ کھانا بعد دوپہر ملتا ہے تو ایسی حالت میں ان شخص کو کیا یہ جازت ہے کہ وہ اول وقت کسی مسجد میں نماز ادا کر لیں ورنہ قربانی کریں ان دونوں

(۱) (ب خروج النساء الی اممحد ۲ ۳۳ ۳۴ ص دار لکھنؤ بیروت لبنان)

(۲) ویکرہ حضور بن احمد و سر جمعة و عد و وعظ مطلقا ولو عجزوا لباعلی المذهب المفتی نہ لفساد الترمذی (المحرر باب الإمامہ ۱ ۵۶۶ ط سعید)

(۳) و نقل فی نسیم اممحرار عن المنقط انه تکرہ المصافحہ بعد اداء الصلوٰۃ بکل حال لأن الصحابة ما صافحوا بعد اداء الصلوٰۃ ولأنها من البر و فیل ثم نقل عن حجر عن الشافعیة أنها بدعة مکروهة لا أصل لها فی الشرع (بہ ینہ فاعینہا اولاً و یقرر ثانیاً فی وفی اس الحاج عن المالکیة فی المدخل أنها من البدع و موضع المصافحہ فی الشرع ما هو عند لقاء المسئم لاجلہ لا فی اداء الصلوٰۃ فحیت و صعبها الشرع یصعبها فیہی عن دلت و برحر فعدہ لما تی بہ عن خلاف لیس (رد المحتار کتاب لخطر والإباحة باب الاسراء ۶ ۳۸۱ ط سعید)

صورتوں میں کون افضل ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خان صاحب (بردونی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۸۱) کوشش کی جائے کہ نماز عید زیدہ سے زیدہ دس بجے ادا کر لی جائے لیکن اگر اس میں کامیابی
نہ ہو تو علیحدہ نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے قربانی میں تاخیر اور اس کی وجہ سے کھانے میں تاخیر برداشت کر لینا بہتر
ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا

(سوال) عید گاہ مقررہ کو چھوڑ کر دیگر جگہ سفید میں پڑھنا کیسا ہے بہتر جگہ کونسی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۸۲) عید گاہ آبادی سے اگر باہر ہو تو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے اور آبادی کے اندر ہو اور آبادی
سے باہر نماز کے لئے زمین مناسب موجود ہو اور مالک زمین کی اجازت ہو تو باہر عید کی نماز پڑھنی اولیٰ
ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

عید گاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے

(سوال) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے یا جامع مسجد میں؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (برما) ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۴۸۳) عید گاہ کی نماز باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

صحیح لفظ ”عید الاضحیٰ“ ہے

(سوال) کیا عید الاضحیٰ کی نماز میں عید الاضحیٰ کی نیت کرنی ضروری ہے اور کیا اگر عید الاضحیٰ کی نیت نہ کی گئی بلکہ
عید الاضحیٰ کی نیت کی گئی تو کیا ہرج ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۷۴ حفظ علی خاں صاحب کوٹ (ضلع فتح پور)

۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۴) عید الاضحیٰ صحیح ہے اور عید الاضحیٰ صحیح نہیں ہے مگر نیت نماز میں اگر کسی نے عید الاضحیٰ کا نام

(۱) ویسب تعجل الاضحیٰ لتعجل الاضاحی و تاحیر الفطر لیؤدی الفطرۃ کما فی البحر (رد المحتار) باب
العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

(۲) والحروج الی الجبۃ لصلاة العید سۃ وین وسعہم لمسجد الجمع ہر الصحیح (السویر مع شرحہ باب
العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

(۳) (ایضاً)

لے 'یا جب بھی نماز ہو جائے گی' (۱) محمد کفایت اللہ کا لہ لہ

(۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا افضل ہے

(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے

(سوال) (۱) کیا حضور اکرم ﷺ نے ملا عذر نماز عید مسجد نبوی میں پڑھی ہے یا نہیں اور ہجرت اجتماع عید گاہ میں تفریق بلا عذر شرعی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا خروج جہانہ نماز عید سے سنت ہے یا نہیں اور شرط وجود عید گاہ ترک اس کا قابل ملامت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۱۷۲ فیروز خاں (جہنم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۸۵) (۱) عید کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا مسنون ہے بلا عذر آبادی کے اندر مسجد میں عید کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے بارش ہو یا ایسی ہی کوئی عذر ہو کہ آبادی سے باہر جانا مشکل ہو یا بڑھوں بیماروں کمزوروں کے لئے شہر کے اندر مسجد میں ادا کر دیا جائے تو خیر ورنہ باہر جا کر ادا کرنا ہی مسنون ہے (۱)

(۲) ہاں عید کی نماز کے لئے خروج الی جہانہ سنت قدیمہ متوارثہ ہے عذر صحیح نہ ہو تو اس سنت کا ترک قابل ملامت ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا لہ لہ دہلی

سنت زندہ کرنے کا ثواب

(سوال) کیا اگر کوئی شخص احیاء سنت کا مانع ہو مثلاً صورت اجتماع و خروج عید گاہ وجود موجود ہونے عید گاہ یا بصورت اجتماع جمعہ وغیرہ کی بانی امور مذکورہ قابل ملامت ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۱۷۲ فیروز خاں صاحب (جہنم)

(جواب ۴۸۶) جو شخص احیاء سنت سے مانع ہو وہ یقیناً قابل ملامت ہے اور جو شخص کہ کسی سنت متروکہ کو جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا (۳) محمد کفایت اللہ کا لہ لہ دہلی

شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع

(سوال) ایک شہر میں دو جگہ یا اس سے زائد عیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱) وحکامہا احکام الاصحیٰ (تویر الابصار) باب العیدین ۲ ۱۷۶ ط سعید

(۲) والحروج الی المصلیٰ وہی احیاء سنت الح فان ضعف القوم عن الحروج أمر الإمام من یضلی بہم فی المسجد (حلی کبیر) باب العیدین ص ۵۷۱ ط سہیل اکیڈمی (لاہور)

(۳) (ایضاً) (۴) من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شہید (مشکوٰۃ) باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثانی ص ۳۰ ط سعید

المستفتی نمبر ۱۸۷۲ راجہ فیروز خاں صاحب (جسم)

(جواب ۴۸۷) عید کی نماز آبادی سے باہر جا کر میدان میں یا عید گاہ میں ادا کرنا سنت ماثورہ قدیمہ ہے شر کے اندر بیڑھوں، ہماروں کمزوروں کی خاطر یا بارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے پڑھی جائے تو خیر مضائقہ نہیں ورنہ بلا عذر شہر میں عید پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر تعدد بھی مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

نماز عید میں سو کا حکم

(سوال) عیدین کی نماز چھ تکبیروں کے ساتھ دو رکعت واجب ہے اگر پیش امام ایک تکبیر بھول جائے تو سجدہ سو کیا جائے یا نماز دہرائی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۷۳۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھواپہ ضلع خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۴۸۸) سجدہ سو سے نماز ہو جائے گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ تکبیر ایام تشریق امام اور مقتدی کو بآواز بلند کہنا واجب ہے اور بحر کہتا ہے کہ امام آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ کہیں دونوں میں سے کون ٹھیک کہتا ہے؟

(جواب ۴۸۹) ایام تشریق کی تکبیریں امام اور مقتدی دونوں کو بآواز بلند کہنی چاہئیں کیونکہ بعض کے نزدیک جر کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ والجہر بہ واجب و قیل سنة کذا فی القہستانی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم

(المجمعیۃ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) عید ار ضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر پڑھنا مثل نماز جمعہ کے واجب ہے یا مستحب یا ممنوع؟

(جواب ۴۹۰) نماز عید کے بعد تکبیر پڑھنا جائز ہے واجب نہیں اور ناجائز بھی نہیں۔ ولا بأس بہ عقب العید لان المسلمین توارتوہ فوجب اتباعہم و علیہ البلخیون (۴) در مختار۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) والخرج إليها أي الحجة لصلاة العيد سنة (التبوير و شرحه) باب العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید (و فی الشامۃ ان السنة ان يخرج الإمام إلى الحجة ويستحلف غيره ليصلي في المصر بالصعاء ساء على أن صلاة العیدین فی موضعین جائزۃ بالانفاق وإن لم يستحلف فله ذلك (باب العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

(۲) والسهو فی صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الأولین لدفع الغتنة (التبوير و شرحه) باب سجود السجود ۹۲/۲ ط سعید

(۳) (رد المختار) باب العیدین ۱۷۸/۲ ط سعید

(۴) (باب العیدین ۱۸۰/۲ ط سعید)

شافعی امام کا دومر تہ نماز عید پڑھنا
(الجمعیتہ مورخہ کیم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) الامام الشافعی یصلی صلاة العید للاحتاف اولاً و یصلی هو ایضاً للشافعیین ثانیاً مع وسیع المسجد. بینوا تو جروا

(ترجمہ) یک شافعی امام نے عید کی نماز خفیوں کو پڑھائی اس کے بعد اسی امام نے دوبارہ شافعیوں کو نماز پڑھائی باوجودیکہ مسجد وسیع تھی (وہ ایک جماعت بھی ہو سکتی تھی)

(جواب ۴۹۱) ادا امد الشافعی للحصبة فی صلوة العید جازت صلوٰتہم۔ تم اذا ام الشوافع فی هذه الصلاة حارت صلاتہم علی مذہبہم نعم تکرار الصلاة فی مسجد واحد مکروہ عندنا وعند الشافعی رحمہ اللہ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(ترجمہ) جب کہ شافعی امام نے نماز عید میں خفیوں کی امامت کی تو خفیوں کی نماز ہو گئی اور پھر جب اسی شافعی امام نے دوبارہ شافعیوں کو وہی نماز عید پڑھائی تو شوافع کے مذہب کی رو سے ان کی بھی نماز ہو گئی البتہ ایک ہی مسجد میں ایک نماز کی دوبارہ جماعت ہمارے اور امام شافعی دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

نماز عید کے لئے اذان مسنون نہیں
(الجمعیتہ مورخہ کیم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) بقر عید اور عید الفطر میں جو اذان پکاری جاتی ہے اس کا حکم حدیث و قرآن میں ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۹۲) سید بقر عید میں کوئی اذان مسنون نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ

نماز عید کے بعد مصافحہ کا حکم
(الجمعیتہ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱) وکذا تکرہ حنف امر دہی قول (وراد بن ملت و مخالف کشافی لکن فی وتر السحر ان یقن المراعات سم یکرہ) الدر المختار باب الامامة ۱/۵۶۲ ط سعید (وفی الشامیة) واما الاقتداء بالمخالف فی القروع کالشافعی فیحوز ماہم یعلم منہ ما یفسد الصلاة علی اعتقاد المقصدی علیہ الإجماع (باب الإمامة ۲/۵۶۳ ط سعید) شافعیوں کی اس لئے ہوئی کیونکہ ان کے ہاں قتل کے پیچھے مسخرہ کی اقتداء درست ہے وہو جواب بنا استدلالہ الشافعی علی حوازی القرائن بالنقل (وہو ما فی الصحیحین ان معاداً کان یصلی مع رسول اللہ ﷺ عشاء الاحرہ ثم یرجع الی ثم یرجع فیصلی بہم تلك الصلاة) (رد المحتار باب الإمامة ۱/۵۷۹ ط سعید) ویکرد تکرار الجماعة بأذان وإقامہ فی مسجد محللة الح (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۲ ط سعید)

(۲) عن ابن حریج قال أخبرنی عطاء عن ابن عباس و حابر بن عبد اللہ قال لم یکن یؤذن یوم الفطر ولا یوم الاصحی ثم سألته بعد حین عن دلت فأخبرنی قال أخبرنی حابر بن عبد اللہ الانصاری ان لا أذان للصلاة یوم الفطر حین یخرج الإمام ولا بعد ما یخرج ولا إقامة ولا مدء ولا شئ لانداء یوم الفطر ولا إقامة (مسند) کتاب الصلاة العیدین ۱/۲۹۰ ط قدسی کتب جامعہ کراچی

(سوال) نماز عید کے بعد عید گاہ میں سب اٹھ کر مصافحہ کرنے لگتے ہیں یہ کیسا ہے؟
(جواب ۴۹۳) نماز عید کے بعد عید کی تخصیص کی وجہ سے مصافحہ کرنے کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں
الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۹۴) نہیں۔ کہ ان کے جانے میں فتنہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) شہر سے بارہ پتھر باہر یعنی آخر کنارہ شہر دیسات میں نماز جمعہ و عیدین شہر میں عید گاہ ہوتے ہوئے پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۴۹۵) عید کی نماز تو شہر سے باہر پڑھنی افضل ہے اور جمعہ آبادی کے اندر بہتر ہے مگر شہر کے باہر فنائے شہر میں جمعہ پڑھا جانے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے

(سوال) اس طرف عید الفطر کے روزے کا طور پر یہ رواج جاری ہے کہ بعد نماز سویاں تقاضے کے ساتھ کھاتے کھاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

(جواب ۴۹۶) سویاں کھانا کھانا کوئی شرعی بات نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

عید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی امامت

(سوال) قاضی صاحبان عیدین کی نماز پڑھاتے ہیں تو چندہ جمع کر کے اجرت لیتے ہیں اور نکاح پڑھائی دو

(۱) نقل فی نہیں المحارم عن الملتقط: انه تکره المصافحة بعد اداء الصلاة بكل حال لان الصحابة لم يصابوا بعد اداء الصلاة ولا بها من سن الروافضی (رد المحتار) کتاب الحظر والإباحة باب الاستبراء وغيره ۶/۳۸۱ ط سعید

(۲) ویکره حضورہ الجماعة ولو لجمعة و عید و عطف مطلقاً ولو عحوراً لئلا علی المذهب المفتی به لفساد الرمال (التبیر مع شرح باب الامامة ۱/۵۶۶ ط سعید)

(۳) والحروح إليها أي الحانة لصلاة العید سه وإن وسعیم المسجد الجامع (التبیر و شرحه باب العیدین ۲/۱۶۹ ط سعید)

روپے چار روپے طلب کرتے ہیں اور جو شخص انکار کرتا ہے نکاح نہیں پڑھاتے اور خود تارک الصلوة ہیں۔
المستفتی محمود خان (ہمیر پور)

(جواب ۴۹۷) عید کی اہمیت کی اجرت بینا جائز ہے نکاح کی اجرت بقدر وسعت یعنی جائز ہے، مگر بے نمازی کو امام بنانا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے
(سوال) عید لڑھی کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی مویبی عبدالرؤف خاں جھن پور ضلع فیض آباد
(جواب ۴۹۸) ہاں پڑھی جائے تو جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ساتواں باب سنن و نوافل فصل اول۔ سنت فجر

جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم

(سوال) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ سنت فجر بعد اقامت فرض کی مقام پر ادا کرنا کیسا ہے صاف کے برابر پڑھنا یا صاف کے پیچھے مگر بغیر کسی حاجز و حائل کے پڑھنا یکساں ہے یا متفاوت حکم اور در صورت حاجز نہ ہونے کے اس مقام پر پڑھ لینا بہتر ہے یا چھوڑ دینا؟ بینوا تو جروا

(جواب ۴۹۹) عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا اقمیت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ (۱) (ترجمہ) حضرت رسول کرم ﷺ سے مروی ہے کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے پھر کوئی نماز سوائے فرض کے نہیں (پڑھنی چاہیے) اس موم سے سنت فجر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ اس حدیث کو ابن عیینہ و حماد بن زید و حماد بن سمہ نے ابو ہریرہ سے موقوفاً روایت کیا ہے اور سنت فجر اکہ السنن ہے اور صحیحہ سے سنت فجر کا بعد اقامت فرض پڑھ لینا بھی ثابت ہے۔ روی الطحاوی عن ابن مسعودؓ انه دخل

(۱) (امداد الفتاویٰ ۲/۲۶۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی و حیر الفتاویٰ ۴/۵۸۶ ۵۸۷ ط مکتبۃ الحیر جامعہ حیر المدارس ملتان)

(۲) قال فی التوبیر و یکرہ ائمنہ عدو اعرابی و فاسق الح (باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۳) ولا بأس به عقب العید لأد المسلمین توارثہ فوجب إتباعہم و علیہ البلحون ولا یسمع العامة من الکسر الح (رد المحتار باب العیدین ۲/۱۸۰ ط سعید)

(۴) (بحاری) باب إذا أقيمت الصلوة إلا المکتوبۃ ۱/۹۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

المسجد وقد اقيمت الصلوة فصلى ركعتي الفجر في المسجد الى اسطوانة وذلك بمحضر حذيفة وابي موسى وروى مثله عن عمر بن الخطاب وابي الدرداء و ابن عباس ذكره ابن بطال في شرح البخاري عن الطحاوي و عن محمد بن كعب قال خرج عبدالله بن عمر من بيته فاقيمت صلوة الصبح فركع ركعتين قبل ان يدخل المسجد ثم دخل فصلى مع الناس وذلك مع علمه باقامة الصلوة و مثله عن الحسن و مسروق و الشعبي . انتهى كذا في غنية المستملی (۱) پس ان وجوہ ثرثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر عموم حدیث سے مستثنیٰ ہے اس لئے فقہائے حنفیہ اس کے پڑھ لینے کی اجازت بعد اقامت فرض دیتے ہیں لیکن اسی مقام پر بغیر کسی حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور مخالط صف او کرنا سخت مکروہ ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مخالفت جماعت - زم آتی ہے اور صحابہ کرام جن سے سنتوں کا پڑھنا ثابت ہے وہ ایسی صورت سے تبت ہے کہ یا تو خارج مسجد یا سطوانہ یا ساریہ کے پیچھے ہیں نہیں صورتوں سے جائز ہوگا۔ فی غنیۃ المستملی (۲) ثم السنة المؤکدة التي يكره خلافها في سنة الفجر وكذا في سائر السنن هو ان لا ياتي بها مخالطاً للصف بعد شروع القوم في الفريضة ولا خلف الصف في غير حائل وان ياتي بها اما في بيته وهو الا فضل او عند باب المسجد ان امكنه ذلك بان كان ثمة موضع يسبق للصلوة وان لم يمكنه ذلك ففي المسجد الخارج ان كانوا يصلون في الداخل او في الداخل ان كانوا في الخارج ان كان هناك مسجد ان صيفي و سنوي وان كان المسجد واحداً فحلف اسطوانة ونحو ذلك كالعمود والشجرة وما اشبهها في كونها حائلاً والا تيان بها حلف الصف من غير حائل مكروه و مخالطاً للصف كما يفعله كثير من الجهال اشد كراهة لما فيه من المخالفة للجماعة. خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب نماز فرض شروع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سنت فجر کو مکان میں پڑھے اور افضل یہی ہے یا دروازہ مسجد پر پڑھے (یعنی مسجد سے باہر۔ کما صرح بہ ائمہ ستانی و سیاتی ذکرہ) گروہاں پر کوئی جگہ نماز کے لائق ہو اور اگر دروازہ مسجد پر ممکن نہ ہو تو باہر والے درجہ میں پڑھے اگر جماعت فرض اندر ہو یا اندر پڑھے اگر جماعت باہر ہو اور اگر مسجد کا ایک ہی درجہ ہو تو ستون کے پیچھے یا اور کسی آڑ والی چیز کے پیچھے پڑھے اور صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور صف کے برابر مخالط صف ہو کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں سخت مکروہ ہے اس عبارت سے خوب معلوم ہو گیا کہ افضل مکان میں پڑھنا ہے پھر مسجد کے باہر مسجد کے دروازہ پر اگر جگہ ہو پھر باہر والے درجہ میں اگر جماعت اندر ہو یا اندر والے درجہ میں اگر جماعت باہر ہو پھر کسی ستون یا آڑ کے پیچھے پڑھنا چاہیئے رہا یہ کہ اگر درجہ بھی ایک ہو اور کوئی آڑ بھی نہ ہو تو کیا کرے اس کا حکم یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ دے فرض میں شریک ہو جائے۔ فی الدر المختار (۳) بل يصلیها عند باب المسجد ان وجد مكاناً والا

(۱) (فروع فی شرح الطحاوی ص ۲۴۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) (فروع ص ۳۹۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور) (۳) (باب أدراك الفريضة ۵۶ ط سعید)

ترکھا لان ترک المکروه مقدمه علی فعل السنة وفي رد المحتار قوله عند باب المسجد ای خارج المسجد كما صرح به القهستانی وقال فی العیایة لانه لو صلاها فی المسجد كان متنهلاً فيه عند اشتغال الامام بالفريضة و هو مکروه فان لم یکن علی باب المسجد موضع لبسوة یصلیها فی المسجد حذف ساریة من سواری المسجد واشد ها کراهية ان یصلیها محالطاً للصف محالفا للجماعة والدی یلی ذلك حذف الصف من غیر حائل و منه فی النهاية والمعراج. قوله والا ترکھا قال فی الفتح و علی هذا ای علی کراهة صلاتها فی المسجد ینهی ان لا یصلی فیہ ادا لم یکن عند بابه مکان لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة غیر ان الکراهة تتعاقب فان کان الامام فی الصیفی فصلااته ایها فی الشئوی اخف من صلاتها فی المصیفی و عکسه واشد ان یکون کراهة ان یصلیها محالطاً للصف كما یفعله کثیر من الجعده انتهى پس ان عبرتوں سے صاف صو پر معلوم ہو گیا کہ اگر مسجد کے دروازہ پر جگہ نہ ہو اور مسجد میں کوئی موقع نہ ہو تو ایسی صورتوں میں سنتوں کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ آرنہ ہونے کی صورت میں یہ تو محالطہ صنف ہو کر پڑھے گا اور یہ سخت مکروہ ہے یا صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھے گا اور یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت کے ساتھ اور کرنے سے چھوڑ دینا اچھا ہے۔ لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة واللہ اعلم بالصواب۔ کہہ العبد الضعیف۔ لراحمی رحمۃ مولاه محمد کفایت اللہ او صلہ اللہ غایۃ ما یتصاہ

من شوال المکرم ۱۳۱۹ھ

حرر الاربع خلون

جواب صحیح بہت درست ہے۔ سنت فجر منکدہ ہے۔ حتیٰ کہ مکان مطابق سنت اور کرے۔ فی النہایۃ اما انہ یصلی فی المسجد وان قام الجماعة فلاں سنة الفجر اکدها قال النبی ﷺ صلوہما وان صرد تکم الحیل واما عند باب المسجد فلاں الاشتغال بالفعل عند اشتغال الامام مکروه واللہ اعلم و حکمہ احکم کتہ و صدقہ محمد اعظم عصرہ اللہ ما احرم
۳۴ شوال ۱۳۱۹ھ فی بلدہ قشہ جہانپور۔ الجواب صوب عبید الحق عفی عنہ۔
الجواب صحیح مد ریست علی خد

جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں سب پڑھی جائیں

(سوال) فجر کی سنت اگر جماعت ہو رہی ہو تو الگ ہو کر پڑھنی چاہئیں یا جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے اگر وہ جائیں تو جماعت کے بعد ہی بڑھ جائیں یا فوراً نکلنے پر پڑھی جائیں یا بالکل نہ پڑھی جائیں؟
المسئنی نمبر ۲۴۹ شبہ زحل سب نسیکٹر پولیس۔

۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۰۰) فجر کی سنتیں جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد مسجدہ مقام میں جا کر پڑھی جائیں اور عتدہ

کوئی جگہ نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے (۱) اور جماعت کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے نہیں پڑھنا چاہیے آفتاب نکلنے کے بعد پڑھنا جائیں تو بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم

(سوال) ایک شخص بوقت فجر مسجد میں آتا ہے اور آگے جماعت ہو رہی ہے اب وہ پہلے سنتیں ادا کرے یا جماعت میں شریک ہو جائے؟ المستفتی ۴۱۱ سید محبوب حسن (نرائن گڑھ ضلع انبالہ)

۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ ۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۰۱) فجر کی جماعت شروع ہو جانے کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کرنے کا اتنا موقع مل جائے کہ سنت ادا کر کے فرض ایک رکعت مل سکے گی تو سنتیں ادا کر کے جماعت میں شریک ہو اور اگر کوئی علیحدہ جگہ میسر نہ ہو یا ایک رکعت فرض ملنے کی امید نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے سورج نکلنے کے بعد چاہے تو پڑھ لے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں

(سوال) زید کہتا ہے کہ اگر فجر کی سنتیں قضاء ہو جائیں تو بعد اوائے فرض سنتیں پڑھ لے کوئی حرج نہیں بحر کہتا ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل ہرگز سنتیں ادا نہیں کر سکتا اگر پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا کس کا قول صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (سنگر) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۰۲) فرض فجر ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں پڑھنا ممنوع ہے طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جائیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(سوال) صبح کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے صبح کی سنتیں نہیں

(۱) بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً وإلا ترکھا لأن برك المکرره مقدم علی فعل السنة الخ و فی الثامیة عند باب المسجد ای حرج المسجد کما صرح به الفقہستانی وقال فی العیایة ولأنه لو صلاھا فی المسجد الخ (باب إدراك الفریضة ۲ ۵۶۰ ط سعید)

(۲) أما إذا فاتت وحده فلا تقصی قبل صروع الشمس بالأجماع (رد المحتار باب إدراك الفریضة ۲ ۵۷ ط سعید)

(۳) بل یصلیہا عند باب المسجد إن وجد مکاناً وإلا ترکھا الخ ، الد المحتار باب إدراك الفریضة ۲ ۵۶ ط سعید (و کره فعل ولو سبه المحر بعد صلاة فجر الخ) (الدر المحتار کتاب الصلاة ۱ ۳۷۵ ط سعید)

(۴) أما إذا فاتت وحده فلا تقصی قبل طلوع الشمس بالأجماع (رد المحتار باب إدراك الفریضة ۲ ۵۷ ط سعید)

پڑھی تھیں اب یہ شخص جماعت میں بغیر سنت پڑھے شریک ہو جائے یا سنت پڑھ کر؟

انمستفتی نمبر ۹۶۱ رحمت نس (دہلی) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰۳) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو۔

(۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں (۳) مسجد سے خارج کسی دالان میں یا حجرہ میں یا

دروازے کے باہر کسی جگہ میں ادا کی جائیں (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔ اگر ن

شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں؟

(سوال) عن ابن عباس قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ منہم عمر بن الخطاب

وکان من احبہم الی ان رسول اللہ ﷺ نہی عن الصلوة بعد الفجر حتی تطلع الشمس و عن

الصلوة بعد العصر حتی تعرب الشمس ترمذی (۲) ص ۲۵ مجتہائی دہلی۔

صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو کیا فرض سے فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں بعض

وگ روزانہ اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ بالکل واضح حدیث موجود ہے یہ بھی جناب ہی واضح فرمادیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۰۴) صبح کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں

فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک اسی حدیث کی وجہ سے جو آپ نے نقل کی ہے

منع ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم۔ احکام سنن ونوافل

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

۱) واد حاف فوت رکعتی الفجر لا شعاع، يستها برکھا لکون الجماعه اکمل والاباب رحا أدراک رکعة فی طاهر

اسمذهب لا یترکھا بل یصلیہا عند باب المسجد ان وحده مکان والا ترکھا لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة

(درمختار) قال الشامی: " قوله عند باب المسجد أى خارج المسجد کما صرح به القهستانی فان لم یکن علی

باب المسجد مراع للصلوة یصلیہا فی المسجد خلف ساریة من سوارى المسجد وأشدھا کراہة أن یصلیہا

محالاً للصف مخالف للجماعة، باب دراک التریصة ۵۶ ط سعید

(۲) (باب ماحاء فی کراہیة الصلوة بعد العصر وبعد الفجر ۵۱ ط سعید)

(سوال) نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں اب وہ بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۰۵) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں۔

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر یک رکعت ملنے کی قوی امید ہو (۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ (۳) مسجد سے خارج کسی دامن یا حجرے میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ ادا کی جائیں۔ (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایسی شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سلم کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے

(سوال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منقول از الجواب التین مصنفہ مولانا سید صفر حسین صاحب مطبوعہ احمدی پریس ص ۹۹ حدیث ول ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب فرض کے بعد سنت و نفل پڑھو تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں کو ہٹ جاؤ (ابو داؤد و ابن ماجہ) حدیث دوم حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مسنون ہے یہ کہ امام نفل و سنت نہ پڑھے جب تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے (ابن ابی شیبہ و ابو داؤد از مغیرہ منقطعاً) سوال یہ ہے کہ کیا احادیث مذکورہ سے بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسنون ہے اور یہ مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہے؟

(جواب ۵۰۶) فرض کی جگہ سے علیحدہ ہو کر سنن و نوافل پڑھنے کا استحباب اس بناء پر ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لئے دو مقام گواہ بن جائیں یا فرائض و نوافل میں امتیاز ہو جائے اور اس بناء پر یہ استحباب مسجد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مکان و مسجد دونوں میں پایا جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے

(سوال) ماقولکم رحمکم اللہ کہ یہاں دو فرقہ ہو گیا ہے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں کی تاخیر اہم انت اسلام و منک السلام یا اس کے برابر کوئی دعا سے زائد مکروہ ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ حدیث سے جو دعائیں اور اذکار ثابت ہیں ان کا بعد فرضوں کے پڑھنا سنت ہے چاہے طویل ہو اور

(۱) وإذا حاف فوت ركعتي الفجر لا شعله يستحب تركه لكون الجماعة اكمل والابان رجا إدراك ركعة في طاهر المذهب لا يتركها بل يصيبها عند باب المسجد وب واحد مكاناً وإلا تركه لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة (التبوير مع شرحه باب إدراك الفريضة ۲ ۵۶ ط سعيد)

(۲) ويكره للإمام السفل في مكانه لا للمؤمن (درمحد) وفي الشامية "أما المقتدى والمنفرد فبهما ان لثا أو قما إلى التصوع في مكانهما الذي صلب فيه المكتوبة حار والأحسن أن يتطوع في مكان آخر الح (فصل في تأليف الصلاة ۱ ۵۳۱ ط سعيد)

بعد دیکے سنت اور نفل گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے اگرچہ گھر دور ہو غرضکہ اس مقدار سے زائد تاخیر کو کوئی مکروہ کہتا ہے اور کوئی سنت سور یہ ہے کہ شری کی عبارت (اذا تردد الحکم بسنة و مدعه کان ترک السنة راححاً علی فعل المدعه) ۱ کے مطابق یہ مقدار سے زائد تاخیر بدعت ہو گیا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۵۰۷) اذا تردد الحکم الخ سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کے سنت یا بدعت ہونے میں ایسا تردد ہو کہ کسی جہت کو ترجیح نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں حقیقاً ترک سنت راجح ہو گا فعل بدعت ہے۔ لیکن اگر دلیل سے کسی جانب کی ترجیح ثابت ہو جائے تو اس راجح امر کو اختیار کرنا متعین ہے اور صورت مذکورہ فی اسواں میں روایت صحیحہ کثیرہ سے مراد حدیث ہے کہ فر نض کے بعد اللهم است السلام الخ سے زائد مقدار کی دعائیں آنحضرت ﷺ نے پڑھی ہیں انی طرح نوافل کو گھر میں پڑھنے کا انتخاب حدیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس خصوص میں کوئی حدیث اس کے معارض بھی نہیں ہے تو یقیناً راجح یہی ہے کہ بعد فرائض ذکر اذعیہ شورہ پڑھ کر گھر باہر نمن ونوفل پڑھنا مستنون ہے (۲)۔

نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں

(سوال) بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب حدیث صحیح سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا ثابت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ کما ہے ہذا اس کے مکروہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

المسئفی ممتاز علی ۱۵ نور ضعیف رہت

(جواب ۵۰۸) ب شہد حدیث سے بعض صحابہ کا اذان مغرب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ثابت ہے مگر خود حضور ارم ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے کبھی نہیں پڑھی ہیں۔ عن مصور عن ابیہ قال ما صلی ابو بکر ولا عمر ولا عثمان الرکعتین قبل المغرب (عب و مسدد) کذا فی کبر العمل۔ یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی ہیں ورنہ ابوری میں حافظ بن حجر نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی نہیں پڑھی ہیں اما کورہ ﷺ لم یصلھما فلا یصلی الاستحباب الخ (فتح الباری) حافظ ابن حجر نے فتح باری میں یہ بھی لکھا ہے وروی عن ابن عمر قال ما رأیت احداً یصلیھما علی عہد النبی ﷺ و عن الحمراء الاربعۃ و جماعة من الصحابة اھم کما لا یصلونھما (۳) یعنی حضرت ابن عمرؓ سے

(۱) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا ۱ ۶۴۲ ط سعید

(۲) عن حبر قال قال رسول اللہ ﷺ ' اذا قصی أحدکم الصلاۃ فی مسجده فلیجعل یتہ نصیاً من صلاتہ و من مدحاعل فی سنة من صلاتہ حبر مسلم باب استحباب الفلۃ فی بیتہ ۱ ۲۶۵ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) باب المغرب وما یصلی بہ ۵۰۸ ص بیروت لیب

(۴) باب کم من الاداء والاقامۃ ۲ ۹۰ ص مصر

(۵) یصل

مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں کسی کو یہ دور کعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور خلفائے اربعہ اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ یہ سب دور کعتیں نہیں پڑھتے تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یحرج علینا بعد غروب الشمس و قبل صلوٰۃ المغرب فیرانا نصلی فلا یامرنا ولا ینہانا، (کنز العمال عن ابن النجار) یعنی آنحضرت ﷺ (حجرہ سے) باہر تشریف لاتے تھے تو ہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے نہ تو ہم کو منع فرماتے تھے اور نہ نماز پڑھنے کے لئے حکم دیتے تھے۔

حنفیہ اس خیال سے کہ اس وقت نفل کی اجازت سے فرض مغرب میں تاخیر ہوگی خلاف ولی یا مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) وتر کے بعد دور کعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثابت ہیں یا نہیں

(سوال) (۱) وتر کے بعد جو دور کعت نفل پڑھی جاتی ہیں اس کو بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟ بھستی زیور میں جناب مولانا شرف علی صاحب نے کھڑے ہو کر پڑھنے کو مکھا ہے اور مفتاح الجنۃ میں لکھا ہوا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنا چاہیے (۲) ظہر کی نماز فرض کے بعد دور کعت سنت مؤکدہ جو پڑھی جاتی ہے اس کے بعد دو رکعت اور بیٹھ کر جو لوگ پڑھتے ہیں اس کی سند ہے یا نہیں؟ نیز مغرب کی دور کعت سنت مؤکدہ اور عشاء کی دور کعت سنت مؤکدہ کے بعد بھی دو رکعت اور بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ ضلع غازی پور۔ یکم شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۹) وتر کے بعد کی نفیس کھڑے ہو کر پڑھنی بہتر ہیں تاکہ پورا ثواب ملے بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملے گا (۱) (۲) ہاں ان دور کعت کی بھی سند ہے اور مغرب اور عشاء کے بعد دو سنت مؤکدہ ان کے بعد دور کعت نفل کی بھی سند ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں وقت کی پابندی ہے یا نہیں ہے مثلاً دور کعت سنت رسول اللہ ﷺ کی

(۱) (باب المغرب وما يتعلق به ۵۳۸ ط بیروت)

(۲) (و کذا بقاء بعد الشروع بلا کراهۃ فی الأصح "بحر" و فی آخر غیر السی علی النصف إلا بعذر (الدر مختار) باب الوتر والنوافل ۳۶۰ ط سعید)

(۳) عن عائشة قالت "قال رسول الله ﷺ" من ثابر علی ثنتی عشر رکعة من السنة سی الله له بیتا فی الجنة أربع رکعات قبل الظهر و رکعتین بعد المغرب و رکعتین بعد العشاء و رکعتین قبل الفجر (ترمذی باب ما جاء فی صلی فی یوم وليلة ثنتی عشر رکعة من السنة ۹۴/۱ ط سعید) ومن مؤکدا أربع قبل الظهر و رکعتان قبل الصبح و بعد الظهر و بعد المغرب والعشاء (التبیین و سرحد باب الوتر والنوافل ۱۳۲ ط سعید)

وقت نہر کتنا چاہیے یا نہیں؟ یا صرف دو رکعت سنت سنت رسول اللہ ﷺ کی منہ طرف کعبہ شریف کے کنارے چاہیے؟

المستفتی ۲۲۴ شبہ زخاں سب انسپکٹر پولیس ضلع کرناں۔ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۳ رجب ۱۹۳۴ء
(جواب ۵۱۰) سنتوں اور نفلوں میں وقت کا نام لینے کی ضرورت نہیں اور سنت رسول اللہ کی یہ نفل کے لئے بھی ضرورت نہیں صرف یہ کہنا چاہیے نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت واسطے خدا کے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ

وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر
(سوال) نوافل بعد وتر میں خصوصاً دو دوسرے نوافل میں عموماً کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنے میں افضلیت کا کوئی درجہ ہے یا نہیں؟ قیام کو فضیلت ہے یا قعود کو؟

المستفتی نمبر ۵۰۹ حاجی قاسم احمد سورتی۔ ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۱) نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے اس میں تمام نوافل برابر ہیں وتر کے بعد کی نفلوں کا اس حکم سے تخصیص کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا مگر حضور اکرم ﷺ نے وتر کی نفلیں بیٹھ کر پڑھی ہیں تو ہم اپنے کو حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

(سوال) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری ہے یا نہیں؟ جیسا کہ جمعہ وعشاء و ظہر کے وقت چار رکعت سنت پہلے پڑھی جاتی ہیں بغیر اذان ہوئے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق حمد (ضلع موٹھیر)۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۲) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں جمعہ اور ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیت مسجد کا حکم

(سوال) زید نفل و سنت پڑھ کر گھر سے مسجد آیا تو کیا یہ تحیت مسجد بھی پڑھ سکتا ہے؟ یعنی سنتوں اور فرض

(۱) وکفی مطلقاً بالصلاة وإن لم يقل لله لمع وسنة رافعة الح (الدر المختار: بحث البقرة ۱/۱۷۴)
(۲) وبتفیل مع قدرته علی القيام قاعداً أخر غیر النبی ﷺ علی النصف إلا بعدد (التبویر و شرحہ باب الوتر والوافل ۲/۳۶ ط سعید)
(۳) آخر طیکہ وقت ہو چکا ہو۔

کے درمیان؟

المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ ممبئی ۲۷ رجب ۱۳۵۲ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۳) نماز کی مؤکدہ سنتیں گھر سے پڑھ کر آنا اور فرض نماز میں دیر ہے تو مسجد میں آکر تحیۃ
المسجد پڑھ لینا سنت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرضوں سے پہلے اور بعد سنتوں کی کیا حکمت ہے؟

(سوال) فرضوں سے پہلے یا بعد جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں یہ کس لئے قرار دی گئیں؟

المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم مولوی سید عبداللہ شاہ ۹ شوال ۱۳۵۲ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۱۴) ان سنن مؤکدہ کا حکم ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ حضور ﷺ نے پڑھی ہیں اور پڑھنے
کی ہم کو بھی تعلیم اور تاکید فرمائی ہے اس کے علاوہ ایک حکمت بھی حدیث سے ہمیں معلوم ہو گئی ہے کہ
فرائض میں اگر کچھ نقصان رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ہماری سنن و نوافل سے پورا کر دیا
جائے گا اور یہ بہت بڑا فائدہ اور بڑی اہم مصلحت ہے (۲) اللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟

(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں؟

(سوال) (۱) جمعہ کی چار رکعت سنت اگر کسی کو نہیں ملی تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے یا اس سنت کو پہلے ادا
کرے جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہے؟ (۲) ظہر کی سنتوں کا کیا حکم ہے؟ (۳) فجر کی سنت اگر کسی نے نہیں
پڑھی اور فرض پڑھ چکا ہے تو سنت کس وقت ادا کرے اور نیت کس طرح کرے؟ سنت کی قضاء پڑھے یا
نہ پڑھے؟

المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیع سوداگر چرم - ضلع میدانی پور

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۵) جمعہ سے پہلے کی چار رکعتیں نماز کے بعد پڑھ لے اور چاہے انہیں پہلے پڑھ کے یا بعد
والی پہلے پڑھے دونوں جائز ہیں (۲) (۳) یہ بھی دونوں طرح جائز ہے (۴) (۳) بعد تطلوع آفتاب پڑھ

(۱) ویسن تحیۃ رب المسجد وہی رکعتان الحج (تو بر مع شرحہ) و فی الشامیہ . والحاصل أن المطلوب من داخل
المسجد أن یصلی فیہ الحج (باب الوتر والوافل) مطلب تحیۃ المسجد ۱۸۲ ط سعید

(۲) عن عبد اللہ بن شقیق قال " سئلت عائشۃ عن صلوۃ رسول اللہ ﷺ عن تطوعہ، فقالت " کاد یصلی فی بیتی
قبل الظهر أربعاً ثم یخرج فیصلی بالناس ثم یدخل فیصلی رکعتین و کاد یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی
رکعتین و یصلی بالناس العشاء و یدخل بیتی فیصلی رکعتین الحج (مسلم) باب جواز النافلة قائماً وقاعداً و فعل بعض
الرکعة قاعداً و بعضها قائماً ۲۵۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) بحلاف سنة الظهر و کذا الجمعة انه یترکها و یفتدی ثم یأتی بها فی وقتہ الخ (الدر المختار) باب إدراک
الفريضة ۵۸/۲ ط سعید

(۴) (ایضاً)

سکنا ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت

(سوال) وتر کے قبل جو دو رکعت نفل لوگ پڑھتے ہیں ان کا کہیں ثبوت ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۰۳۱ مولوی عبدالقدوس صاحب امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۶ ربیع ثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۶) عشاء کے بعد دو رکعتیں تو سنت موکدہ ہیں اور دو نفل ہیں آنحضرت ﷺ سے ان کا ثبوت ہے۔ بخاری (۲) میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ صلی رسول اللہ ﷺ العشاء ثم جاء فصلى اربع ركعات ثم قام الح یعنی آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر (تہجد کے لئے) اٹھے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں یا نہیں؟

(سوال) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۱ عبد حمید صاحب (ماروڑ) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مکیم فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل حضور اکرم ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے ابو داؤد شریف میں یہ روایت کہ حضور اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے موجود ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل نماز پڑھی جاتی ہے اس کو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

المستفتی نمبر ۱۴۱۷ شمس الدین صاحب (مانڈلے برما) ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ م ۱۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۸) وتر کے بعد دو رکعتیں نفل کی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) إذا فاتت (سنة الفجر) وحدها فلا تقصى قبل طلوع الشمس بالإجماع وقال محمد "أحب إلى أن يقصيهما إلى الزوال كما في الدرر" قبل هذا قريب من الاتفاق لأن قوله "أحب إلى" دليل على أنه لو لم يفعل لا لوم عليه وقال "لا يقصى وإن قصى فلا بأس به" (رد المحتار) باب إدرات الفريضة ۵۷/۲ ط سعید

(۲) باب الوتر ۱۳۵/۱ ط فہمی کتب حید کراچی

(۳) عن عائشة "أب رسول الله ﷺ كان يوتر بتسع ركعات ثم أو تر بسبع ركعات و ركع ركعتين وهو حالس بعد الوتر يقرأ فيهما قباداً أو أد أن ير كع قام فركع ثم سجد (باب في صلاة الليل ۱۹۸/۱ ط مکتبہ امدادید ملتان)

(۴) و يتصل مع قدرته على القيام قاعداً لا مصطحفاً إلا بعدد .. أخر عمر السی ﷺ على النصف إلا بعدد الح (التویر مع شرحه باب الوتر والبراقل ۳۶/۲ ط سعید)

سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم

(سوال) اہم مسجد لوگوں کو بتلاتا ہے کہ سنت مؤکدہ کا ادا کرنا یا بجالانا کوئی ضروری نہیں ہے پڑھنا نہ پڑھنا مساوی ہے اس کا حکم شرعی فرما کر مسئلہ کو روشن فرمادیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۱ اسراج الدین صاحب ملتانی۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۱۹) سنن مؤکدہ کا تارک علیٰ الدوام گناہ گار اور تارک علی الاستخفاف کا فرہے اور اگر ترک احیاناً یا ضرورۃً یا کسی عذر سے ہو جائے تو جائز ہے۔ الدی یطہر من کلام اہل المذہب ان الاتم منوط بترك الواجب او السنة المؤکدة علی الصحيح لتصريحهم بان من ترك سنن الصلوٰۃ الخمس قبل لا یأتی بالصحيح انه یأثم ذکره فی فتح القدیر (کذا فی رد المحتار) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) نوافل کا کھڑے ہو کر پڑھنا تو یقیناً بیٹھ کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن کسی وقت کی نفل کو بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے جیسا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ احبیب حسین (بہار) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۳۰) تمام نوافل کا یہی حکم ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے مگر آدھ ثواب ملتا ہے اس سے کوئی نفل مستثنیٰ نہیں ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص پچگانہ نماز کا پند نہ ہو اور وہ عید میلاد النبی ﷺ کے روز یا شب میں نوافل ادا کرے تو کیا ان نوافل دو گانہ سے کوئی فائدہ یا ثواب حاصل نہ ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۵ شیخ عبداللہ موراخش صاحب بمبئی نمبر ۸۔

۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ یکم ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۱) نوافل جو ادا کئے جائیں گے اس کا ثواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا یہ دوسری بات ہے کہ ترک فرائض کے عقوبت کے مقابلے میں وہ کچھ فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

چند احادیث کا مطلب

(سوال) حسب ذیل احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(۱) کتاب الطہارۃ مطلب فی السنۃ و تعریفہا ۱/۴ ط سعید

(۲) و یتم مع قدرته علی القیم فاعداً لا مصطحفاً إلا بعدہ اجر غیر الی ﷺ علی الصف إلا بعدہ الح (التبویر مع شرحہ باب الوتر والنوافل ۳۶/۲ ط سعید)

(اف) (۱) اذا اقيمت الصلوة فلا صوت الا المكتوبة (۲) عن ابن عمر انه ابصر رجلا يصلي الركعتين والمؤذن يقيم فحصبه وقال اتصلي الصبح اربعا (۳) وروينا عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه كان اذا رآى رجلا يصلى وهو سميع الاجابة ضربه (۴) ووقع نحو هذه القصة ايضا لابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال كنت اصلى واخذ المؤذن فى الاقامة فجدبني السبي عليه السلام وقال اتصلي الصبح اربعا. اخراجه ابن حزيمة وابن حبان والبخاري والحاكم وغيرهم

(ب) در مسجد کے دن میں جس میں جماعت ہو رہی ہو یا صف کے پیچھے ستون کی آڑ کافی ہوگی یا جماعت میں شریک ہو جائیں اور جماعت ہونے کی حالت میں کسی دامن میں سنت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۵۵۳ عبد الحق صاحب دہلی۔ ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲۲) حدیث نمبر اکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب (فرض) نماز کی تکبیر ہو جائے تو سوائے فرض کے ور کوئی نماز نہیں حدیث نمبر ۲ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر نے دیکھا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے اور ایک آدمی سنتیں پڑھتا ہے (یعنی پڑھنا چاہتا ہے) تو انہوں نے اس آدمی پر کنکری پھینکی اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ حدیث نمبر ۳ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر جب دیکھتے کہ کوئی آدمی تکبیر سن رہا ہے اور پھر (پنی عیحدہ) نماز پڑھتا ہے تو اسے مارتے۔ حدیث نمبر ۴ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا واقعہ حضرت ابن عباس کو بھی پیش آیا کہ وہ نماز پڑھنے لگے اور مؤذن نے تکبیر شروع کی تو آنحضرت نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا کہ کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تکبیر ہونے کے بعد اس جگہ سنتیں پڑھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس جگہ سنتیں پڑھنے سے صورت جماعت کی مخالفت۔ زم آتی ہے نیز صبح کی چار رکعتیں اکٹھی ہو جانے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں سنتیں ادا کی جائیں تو بشرطیکہ ایک رکعت فرض مل جانے کا ظن غالب ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام سے یہ عمل مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ عمل کہ اقامت ہو جانے پر سنتیں پڑھنے والے کے کنکری ماری اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا حدیث نمبر ۲ میں مذکور ہے اور انہیں سے یہ عمل بھی ثابت ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد انہوں نے حضرت حنظلہ کے گھر میں جا کر سنتیں پڑھیں اور پھر اگر جماعت میں شامل ہوئے۔ وصح عہ (ای ابن عمر) انه قصد المسجد فسمع الاقامة فصلى ركعتي الفجر في بيت حفصة ثم دخل المسجد فصلى مع الامام (۲) (فتح ابراہی ص ۳۶۹ ج ۳ طبع ہند) اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت ابو الدرداء اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جمعین سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرض کی اقامت ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر یا مسجد میں جماعت کی جگہ سے آڑ میں ہو کر سنتیں پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوئے ان

(۱) بحاری باب اذا اقيمت الصلوة فلا صوت الا المكتوبة ۹۱/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) (باب اذا اقيمت الصلاة فلا صوت الا المكتوبة ۲ ۲۷ ط مصر)

روایات سے ثابت ہوا کہ یہ الواعزم فقہاء صحابہؓ ممانعت کو اسی صورت پر محمول سمجھتے تھے کہ سنتیں جماعت فرض کی جگہ پڑھی جائیں اور مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں اقامت ہو جانے کے بعد بھی پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے اور پڑھ لیتے تھے۔ (۱)

(۲) جس جگہ جماعت ہو رہی ہو، اسی جگہ سنتیں پڑھنا جائز ہے یا تو خارج مسجد پڑھی جائیں یا جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی آڑ کی جگہ میں پڑھے اور ایک رکعت فرض کی مل جانے کا پورا ابھر دے ہو ورنہ جماعت میں شامل ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟

(سوال) جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتوں کی نیت باندھنا کیسا ہے؟
(جواب ۵۲۳) جب فرض نماز کی جماعت شروع ہو جائے اس کے بعد سنتوں کی نیت نہ باندھی جائے صرف فجر کی سنتیں جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی جگہ پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے ایک رکعت ملنے کا یقین ہو تو ایسا کرے ورنہ فرض نماز میں شریک ہو جائے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

(سوال) متعلق سنن ظہر
(جواب ۵۲۴) ظہر کی سنتیں جو فرض شروع ہونے سے پہلے پڑھ رہا تھا اگر درمیان فرض شروع ہو جائیں تو سنتیں پوری کر کے سلام پھیرے اور فرض میں شامل ہو جائے لیکن اگر دور رکعت پر سلام پھیر کر فرض میں شریک ہو جائے اور پھر چاروں رکعتیں فرض کے بعد ادا کر لے تو یہ بھی جائز ہے پہلی صورت بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے

(سوال) ایک امام صاحب بوقت ظہر ٹھیک جماعت کے مقررہ ٹائم پر تشریف لائے مقتدی دوسرے

(۱) لما روی الطحاوی وغيره عن ابن مسعود أنه دخل المسجد وأقامت الصلاة فصلى ركعتي الفجر في المسجد إلى الأسطوانة وذلك بمحضر حذيفة وأبي موسى ومثله عن أبي الدرداء وابن عباس وابن عمر كما سنده الحافظ الطحاوی فی شرح الآثار ومثله عن الحسن وسروق والشعبي "شرح المصية" (رد المحتار) كتاب الصلاة ۳۷۸/۱ ط سعید

(۲) وكذا يكره التطوع عند إقامة الصلاة المكتوبة لحديث إذا أقامت الصلاة فلا صلوة إلا المكتوبة إلا سنة فجر إن لم يحف فوت جماعتها إلخ (التبوير و شرحه) كتاب الصلاة ۳۷۸/۱ ط سعید

(۳) قال في التبوير و شرحه "والشارع في الفعل لا يقطع مطلقاً وبينه ركعتين وكذا سنة الطهر وسنة الجمعة إذا أقامت أو خطب الإمام يتمها لربعا على القول الراجح لأنها صلاة واحدة (باب إدراك الفريضة ۵۸/۲ ط سعید)

صاحب کو نماز پڑھنے کے لئے ہڑ رنے گئے اتنے میں امام صاحب آگئے اور بغیر سنت مؤکدہ پڑھے امام نے فرض پڑھ دیئے مکر و کتہ ہے کہ اس طرح بغیر سنت پڑھے فرض نماز پڑھانا جائز نہیں اور نماز نہیں ہوتی عمر و کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۲۵) بغیر سنت پڑھے فرض پڑھادینے سے نماز ہو جاتی ہے یہ کہنا کہ نماز جائز نہیں ہوئی غلط ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتا ہے؟

(سوال) بعد فرض کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک اچھا ہے اور کس مقدار سے زائد تاخیر مکروہ ہے؟
(جواب ۵۶۲) زیادہ تاخیر کو حنفیہ نے مکروہ فرمایا ہے اور زیدہ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ اذکار ماثورہ کی مقدار سے زائد ہو، و التفصیل فی رسالتنا المفائس المرعوبۃ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا

(سوال) سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی دعا کرنا ہر شخص کے لئے خواہ عام ہو یا مقتدی سنت ہے یا مستحب ہے یا کیا؟

(جواب ۵۲۷) انفرادی دعا مانگنا عام و مقتدی ہر ایک کے لئے سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی جائز ہے اور جتماعی بھی۔ بشرطیکہ استزما و استقارحیت نہ ہو اور اجتماعی دعا کا افضل طریقہ یہ ہے کہ بعد فرض، نفل اور قبل سنتوں و نفل ہو (۱) وقد حققنا ذلك فی رسالتنا المفائس المرعوبۃ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

سنتوں و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے

(سوال) بعد فرضوں کے سنتیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئیں یا مسجد میں؟

(۱) لحديث عائشة أن النبي ﷺ كان إذا قامه الأربع قبل الظهر فصاحن بعده (رد المحتار باب ادراك الفريضة ۵۸۲ ط سعید)

(۲) وكره تاجر البصرة لا تقدر اللهم انت سلام الح قال الحواشي "لا بأس بالفصل بالأوراد واحذر الكمال الح (اسر المختار فصل في تأييد صلاة ۱ ۵۲۰ ط سعید) (۳) إن الدعاء المعمول في زماننا بعد الفريضة رافع عن أيديهم على الهيئة الكدائية ثم تكن المراجعة عنه في عهده عليه السلام ثم لا دعوية بعد الفريضة ثالثة كثيراً بل أرفع اليدين و يذوب الا حياء و ثوبها مواتر و ثبت الدعاء مواتر مع رفع اليدين بعد الثالثة في واقعيتين وقال بعض الاحداث من اجل العصر " ان رفع اليدين مما ثبت في مواضع الآخر يعدي إلى الدعاء بعد المكونة أيضا واستدل بالعموم انما العرف السني عن ابي هريرة في كراهية يحض الإمام نفسه بالدعاء ۱ ۸۶ ط سعید

(جواب ۵۲۸) سنن و نوافل کا گھر میں ادا کرنا، فضل ہے یہی اصل حکم ہے احادیث صحیحہ سے اور فقہ حنفی سے ثابت ہے۔ الافضل فی السنن والنوافل المنزل . لقوله عليه السلام صلوة الرجل في المنزل افضل الا المكتوبة الح (فتاوی عالمگیری) (۱)، عموم حدیث میں فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں داخل ہیں ہاں تراویح بوجہ سنیت جماعت مستثنیٰ ہے۔ ذکر الحلوانی الافضل ان یؤدی کله فی البیت الا التراویح (فتاوی عالمگیری) ۲، واللہ اعلم کتبہ کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد دہلی

ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار
(الجمعیت مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء)

(سوال) ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور پہلی چار سنتیں رہ گئی ہوں تو پہلے دو سنت پڑھے یا چار؟
(جواب ۵۲۹) ظہر کے فرضوں سے پہلے کی سنتیں اگر جماعت میں شریک ہو جانے کی وجہ سے رہ جائیں تو فرضوں کے بعد اختیار ہے چاہے پہلے چار سنتیں پڑھے اور پھر دو یا پہلے دو پڑھے پھر چار۔ دونوں طرح جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے
(الجمعیت مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۳ء)

(سوال) جس جگہ سنت پڑھی جاتی ہے اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ فرض نماز پڑھنا کیا شرعی حکم ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۰) جس جگہ سنت نماز پڑھی جائے فرض کے لئے اس جگہ سے ہٹنا ضروری نہیں ہے (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الباب التاسع فی النوافل ۱۱۳/۱ ماحدیہ)

(۲) (ایضاً)

(۳) بحلاف سنة الطهر وكذا الجمعة فيه إن حالف فوت ركعه يتركه و يفتدي ثم يأتي بها على أنها سه في وقته أي يظهر قبل شفعه عند محمد و به يعني (درمختار) أقول "وعليه المتن لكن رجع في الفتح تقديم الركعتين" قال في الإمداد وفي فتاوى العتبات أنه المختار وفي مبسوط شيخ الإسلام به الأصح لحديث عائشة إني عيذ الصلاة والسلام كن إذا فاتته الأربع قبل الظهر يصليهن بعد الركعتين وهو قول أبي حنيفة وكذا في جامع قاضي حان (رد المحار) باب إدراك الفريضة ۵۸/۲ ط سعيد

(۴) أما المفتي والسفر فانيما ان ليثا أو قام إلى التطوع في مكاهما الذي صلي فيه المكتوبة حار الح (رد المختار) فصل في ناليف الصلاة ۵۳۱/۱ ط سعيد) جہاں فرض پڑھے ہیں وہاں سنت پڑھ سکتا ہے تو سنت والی جگہ پر نظر لینا اولیٰ فرض پڑھنا جائز ہے۔

فصل سوم۔ تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد

نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد کا حکم
(سوال) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد فجر اور مغرب کی نماز سے قبل پڑھنا کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۴۴ محمد مقصود احمد خاں (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۳۱) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد فجر یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد
فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ)۔

فصل چہارم۔ نماز استسقاء

استسقاء نماز ہے یا صرف دعا و استغفار

(سوال) استسقاء کے لئے نماز ہے یا صرف دعا و استغفار اگر نماز ہے تو باجماعت و بخصبہ ہے یا فرداً فرداً؟
المستفتی نمبر ۱۶۴۴ مظفر احمد صاحب (ضلع رنگ پور) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۳۲) استسقاء کے سنے نماز شرط ہے اور صرف دعا و استغفار بھی کافی ہے نماز باجماعت و بخصبہ کا بھی
ثبوت ہے و فرداً فرداً پڑھ لی جائے تو جب بھی مضائقہ نہیں۔ لہ صلوٰۃ بلا جماعۃ مسبوۃ بل ہی
حائزۃ و بلا خطبۃ و ہذا قول الامام و قال محمد یصلی الامام او نائبہ رکعتیں کما فی الجمعۃ
تم یخطب ای یس لہ ذلک (خلاصۃ ما فی الدر المختار و رد المحتار) و ان صلوا فرادی جاز
فہی مشروعۃ للمنفرد (در مختار) قولہ ہو دعاء و ذلک ان یدعوا الامام قائماً مستقل القبلة
رافعاً یدیه و الناس قعود مستقلین القبلة یؤمنون علی دعاء الخ (رد المحتار) ۲۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نماز استسقاء کا طریقہ

(سوال) موجودہ امساک بارش سے دہلی اور اس کے اطراف میں سخت بے چینی ہو رہی ہے اس کے واسطے
سوائے باری عزوجل کی بارگاہ میں حاضری اور انکساری کے کوئی چارہ نہیں اس لئے عرض ہے کہ نماز استسقاء
کے روز اور کس وقت اور کس صورت میں ادا کی جائے آیا اس میں عورتیں اور بچے جانور اور ان کے بچوں کی

(۱) و کذا الحکم من کرہۃ نقل و واجب لعیبرہ لا فرض و واجب لعیبرہ بعد طلوع فجر سوی سنہ لشغل الوقت بہ
تقدیراً حتی لو سوی تطوعاً کان سنہ الفجر بلا تعین و قبل صلاۃ المغرب کرہۃ تاحیرہ إلا یسیراً (التبویر و شرحہ
کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۷۵، ۳۷۶ ص سعید)

(۲) (رد المحتار باب الاستسقاء ۲/ ۱۸۴ ط سعید)

حاضر کی بھی افضل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۸۳ حاجی عبدالغنی صاحب بیماران (دہلی) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۱ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۵۳۳) اساک بارال بھی مجملہ ان مصائب کے ہے جو اعمال شنیعہ اور معاصی کے ارتکاب پر بطور انتقام کے حضرت حق جل شانہ کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہیں ان مصائب کا اصل علاج تو ان گناہوں سے باز آجانا، استغفار، تضرع، بجا انا صدقہ و خیرات کرنا پھر حضرت حق کی بارگاہ رحمت سے حاجت طلب کرنا ہے بارش طلب کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے فسق و فجور اور طرح طرح کی معصیتوں سے جن میں مبتلا ہیں توبہ کریں لوگوں کے مظالم اور حقوق واکریں اور معاف کرائیں نیکوکاری اور صلاحیت اختیار کریں اور یہ سب کام جلد سے جلد کر کے بارش کی دعائنگلنے کے لئے میدان میں نکلیں اور وہاں بھی توبہ و استغفار تضرع و زاری کے ساتھ کریں ورنہ رکعت نماز بھی ادا کریں زینت اور تفاخر کا لباس پہن کر نہ جائیں بلکہ پرانا پھٹا پیوند لگا ہوا لباس پہنیں تو بہتر ہے بوڑھوں اور بچوں کو ساتھ لے جانا بھی بہتر ہے تین روز تک باہر نکلنا اور استغفار و تضرع کرنا نماز ادا کرنا چاہئے دور کعتیں پڑھی جائیں پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری میں هل اتك حدیث الغاشیہ پڑھی جائے پھر امام مختصر سا خطبہ پڑھے جس میں لوگوں کو گنہوں سے توبہ کھڑنے اور بچنے اور حقوق العباد ادا کرنے کی نصیحت کرے اسی درمیان میں چادر پٹ لے پھر قبلہ رخ کھڑا ہو جائے لوگ بیٹھے رہیں اور سب مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں ہاتھوں کو سر سے اونچا نہ کریں سامنے کو زیادہ پھیلائیں ہتھیلیاں طیب برش کے موقع پر آسمان کی طرف اور رفع مصیبت کی دعا کے موقع پر زمین کی طرف کریں دعا نہایت خشوع و خضوع اور تضرع کے ساتھ کی جائے (۱) اور آنحضرت ﷺ سے جو دعائیں ماثور ہیں وہ افضل ہیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے۔

اللهم اسقنا عیناً مغیتاً نافعاً غیر صارٍ عا حلاً غیر آجلٍ اللهم اسق عبادک و بها ئمک و انشر رحمک و احی بلدک الھیت اللهم انت اللہ لا الہ الا انت الغی و نحن الفقراء انزل علینا العیت و جعل ما انزلت لنا قوۃ و بلاغاً الی حین غیر مسم کو ساتھ نہ لے جائیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے
(سوال) (۱) قحط سالی کے موقع پر نماز استسقاء کے لئے جنگل میں جا کر دعا مانگنی افضل ہے یا نہیں؟ (۲)

(۱) یخرج الإمام و یصلی بینہم رکعتین یحضر فیہما بقرۃ ۵ کذا فی المصنعات الافضل ان یقرأ سبح اسم ربك الاعلیٰ فی الاولی و هل اتك حدیث الغاشیہ فی الثابۃ کذا فی العسی شرح الھدایۃ و یحطب حطبتین بعد الصلاۃ و بدعۃ اللہ یسجد و یستعمر للمؤمنین و المؤمنات فاذا مضی صدر من خطبۃ قلب رداء ۵ ... ثم یشغل بدعاء الاستسقاء قائماً و الناس قعود مستقبلون . و یخرجون مشاة فی ثیاب حلقة او عسيلة او رفعة متدلین حاشعین متواضعین للہ تعالیٰ ما کسی رؤسہم . ولا یخرج اهل الذمة فی ذلك مع اهل الاسلام (عالمگیریۃ) الباب التاسع عشر فی الاستسقاء ۱ ۱۵۳ ۱۵۴ ط ماجدیہ کونستہ

نماز استسقاء کے سنے ننگے سر پہ ہنہ جانا افضل ہے یا نہیں اگر نہیں تو حاجی عبد الغنی متولی عید گاہ نے کیوں یہ فتویٰ جاری کیا کہ ننگے سر پہ ہنہ جانا افضل ہے (۳) ایک شخص اپنے آپ کو اللہ کی درگاہ میں عاجز نہ ننگے سر پہ ہنہ پیش کرتا ہے دوسرے شخص نے اپنے آپ کو بس سے آستہ و پیر استہ پیش کرتا ہے ہذا الز دونوں میں سے اللہ کے نزدیک کس کا عمل پسندیدہ ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۷۲۶-۱۷۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ شہر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۴) (۱) ہنہ یا سر پہ ہنہ نماز استسقاء کے لئے جانے کا حکم میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ حاجی عبد الغنی صاحب سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے کس بنا پر یہ لکھا تھا اور اگر کسی فتویٰ کی بنا پر انہوں نے لکھا ہے تو اس فتویٰ لکھنے والے سے دریافت کیا جائے (۲) پرانے اور پیوند گئے ہوئے پیڑے پہن کر جانا سر جھکائے ہوئے جانا پیدل جانا جزئی اور خشوع و مسکنت ظاہر کرتے ہوئے جانا تو بے شک مستحب ہے جنگل میں جانا اور استغفار کرنا نماز پڑھنا دعا مانگنا یہ سب ثابت ہے (۳) فقر و حاجت و تواضع و خشوع ظاہر کرنے کے موقع پر پچھے پرانے پیڑے پہن کر جانا مناسب ہے اور کتب فقہ میں اس کی ترغیب بھی موجود ہے اگر ننگے سر ننگے پاؤں جانے کی ترغیب بھی کسی جگہ موجود ہو تو مضائقہ نہیں مگر میں نے نہیں دیکھی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) نماز استسقاء سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے

(۲) نماز استسقاء کے سنے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟

(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ جب بارش کی قمت ہو تو سب مسلمان پہلے تین روزے رکھیں اور چوتھے دن جنگل کی طرف نماز کے لئے نکلیں اور اپنے دعوے کی دلیلیں میں شافعی مذہب ہونے کی وجہ سے "منہاج طالبین وعمدة المفتین" ص ۱۱۱۱ م تحقق ناصر السنہ ملی زکریا یحییٰ بن شرف النوری کی عبارت ذیل کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ و ما مر الامام بصام بلالة ابام اولاً الخ

نمرو کہتا ہے کہ استسقاء کے روزوں کے متعلق صحیح ستہ میں کوئی حدیث نہیں ہذا روزے رکھنا بدعت ہے سب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا جو زعم کے متعلق کوئی حدیث نہیں ہے اور نام شافعی نے اجماع یا قیاس سے یہ مسئلہ مستنبط فرمایا ہے؟ اگر کوئی حدیث ہو تو تحریر فرمائیں

(ب) زید کہتا ہے کہ صدوة استسقاء کے سنے کوئی خاص وقت مقرر نہیں استدلال کتاب مذکور کی عبارت "ولا تختص بوقت العید فی الاصح" سے پیش کرتا ہے عمرو کہتا ہے کہ صبح (وقت عید) کے سو صدوة

(۱) و بحر حوہ مشدہ فی ثواب حلفہ او عسده او رفعة متدین حاشعین مواضعی للہ تعالیٰ ما کسی (دوسرے) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ صبح کے سوا کسی غیر وقت میں پڑھنا خلاف سنت و نہ جائز ہے دونوں میں سے کس قور پر عمل کیا جائے؟

(ج) زید کہتا ہے کہ صلوٰۃ استسقاء عید کی طرح ہے یعنی عید کی طرح صلوٰۃ استسقاء میں بھی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات زائد ہیں ثبوت وہی رکعتان کعید۔ کتاب مذکور کی عبارت سے پیش کرتا ہے عمر و اس کے خلاف کہتا ہے آیازید صواب پر ہے یا عمرو۔

(نوٹ) چونکہ یہاں شافعی المذہب کثرت سے ہیں نیز کچھ احناف بھی ہیں دونوں کا خیال مد نظر رہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۸۴ عبد الحمید صاحب خطیب (بمبئی) ۲۵ رجب ۱۳۶۰ھ ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء (جواب ۵۳۵) (الف) نماز استسقاء کے لئے باہر جانے سے پہلے تین دن روزے رکھنے کا حکم دینا امام کے لئے مستحب ہے۔ یہ فقہ حنفی کی معتبر کتابوں مثلاً در مختار، طحاوی، علی مرقی الفلاح میں موجود ہے يستحب للامام ان يامر الناس اولاً بصيام ثلاثة ايام و ما اطاقوا امن الصلوة والخروج عن المظالم والتوبة من المعاصي ثم يخرج بهم في اليوم الرابع (۱) در مختار۔ وطحاوی (۲) علی مرقی الفلاح و لفظ الاخير۔ اور فقہ شافعی میں بھی یہ حکم مذکور ہے۔ ویامرهم الا دم لصيام ثلاثة ايام اولاً والتوبة والتقرب الى الله تعالى والخروج من المظالم في الدم والعرض والمال لان لكل مما ذكر اراهي اجابة الدعاء ويخرجون الى الصحراء في الرابع صياماً في ثياب بذلة و تخشع (سهاج الطالبین) (۳) روزہ رکھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ لوگ پہلے سے ذرا تیار ہو جائیں اور گناہوں سے بچنے اور استغفار اور تضرع کرنے کی صلاحیت ہو جائے۔

(ب) نماز استسقاء کے لئے عید کی نماز کا وقت ضروری ہے یا نہیں تو اس میں حنفیہ شافعیہ دونوں عید کے وقت کو لازم نہیں سمجھتے مگر اس کو بہتر اور افضل جانتے ہیں (۴)

(ج) نماز استسقاء میں حنفیہ کے نزدیک تکبیرات زائد نہیں (۵) اور شافعیہ کے نزدیک پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات زائد ہیں جیسے عید میں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له و ہل

(۱) (ب) الاستسقاء ۱۸۵/۲ ص سعید

(۲) (صحاوی علی مرقی الفلاح ص ۳۳۱ ط مصر)

(۳) (باب الاستسقاء ص ۲۲ ط المكتبة التجارية الكبرى مصر)

(۴) قالت عائشة: "محروح رسول الله ﷺ حين بدأ حاجب الشمس الح (ابوداؤد) باب رفع اليدين في الاستسقاء ۱۷۲ ص مكتبة امادية ملبار

(۵) وروی اس کا اس عن محمد انه يكر فيهما رواء كما في العيد والمشهور عدم التكبير (حلی کبیر) باب الاستسقاء ص ۴۲۷ سہیل اکیڈمی لاہور (وہل یکر للزوائد في حلاف (در مختار) وفي الشامية "ففي رواية اس کا اس عن محمد بکر الروائد كما في العيد والمشهور من الرواية عنهما انه لا يكر كما في الحنية (باب الاستسقاء ۲ ۱۸۴ ط سعید)

(۶) وصلاته ركعتان كصلاة العيد۔ وصی ركعتين كمر في الأولى سبع تكبيرات وقرأ سبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية هل أناك حدث العاشيد وكر خمس تكبيرات (المجموع شرح المهذب للروی باب صلاة استسقاء ۷۳/۵)

فصل پنجم - صلوة الحاجة

صلوة الحاجة کا طریقہ

(سوال) قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ ایک جگہ صلوۃ الحاجت کی چار رکعت اس ترکیب سے اقام فرماتے ہیں کہ اول رکعت میں فاتحہ کے بعد آیہ کریمہ سوبار پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سوبار تیسری رکعت میں بعد فاتحہ افوض امری الی اللہ چوتھی میں بعد فاتحہ حسبا اللہ و نعم الوکیل سوبار پڑھے سو اس یہ ہے کہ اس نماز میں دوسری رکعت کے اندر فاتحہ کے بعد بغیر سورۃ ملائے رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین کا پڑھنا قنم مقدم سورۃ کے ہو جائے گا یا نہیں؟ جب کہ قرآن شریف کے اندر نہ ابی مسنی الضر آیا ہے یہ دعا ہو گئی یا آیت قرآنی ہی کی طرح وافوض امری کے بجائے افوض امری پڑھنا اس میں کچھ ہرج تو نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۶۷۲ محمد حبیب الرحمن سیوہارہ۔ ۳ دسمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۳۶) اس نماز میں بہتر صورت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ پڑھے پھر پہلی رکعت میں آیہ کریمہ سوبار دوسری میں رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سوبار تیسری میں افوض امری الی اللہ سوبار چوتھی میں حسبا اللہ و نعم الوکیل سوبار۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ خلاص پڑھ لے اس صورت میں رب کا اضافہ اور وافوض میں سے واو کی کمی سے کوئی شبہ نہیں رہے گا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ششم - تحیۃ الوتر

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہے

(جمعیتہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) بعد وتر دو رکعت نفل جس کو تحیۃ الوتر کہتے ہیں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل کا ثبوت ہے ترمذی شریف میں روایت موجود ہے (۲)

محمد کفایت اللہ عنہ ربہ

(۱) وأربع صلاة الحاجة، درمحدار وفي الشامية ودكر أنها أربع ركعات بعد العشاء وأن في الحديث المرفوع يقرأ في الأولى الفاتحة مرة وآية الكرسي ثلاثاً وفي كل من الثلاثة، باقية يقرأ الفاتحة والإخلاص والمعوذتين مرة (رد المحتار) باب الوتر والرائل مطلب في صلاة الحاجة ۲/۲ ط سعد

(۲) عن أم سلمة أن النبي ﷺ كان يصلي بعد الوتر ركعتين وقد روى نحو هذا عن أبي امامة وعائشة وغير واحد من النبي ﷺ (ابواب صلاة الوتر باب ما جاء لا وتر ان في ليلة ۱۰۸ ط سعيد)

آٹھواں باب

دعا بعد نماز

سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں

(سوال) ہماری مسجد میں ایک پیش امام صاحب سنت و نفل کے بعد جماعت کے ساتھ دعائے گنگے کو بدعت کہتے ہیں اور ہماری طرف کے اکثر علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ ثانی دعا نہیں مانگنی چاہیے؟

المستفتی نمبر ۳۲۸ حاجی عبدالصمد (ضلع سترا) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹م جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۳۸) سنت اور نفل کے بعد اجتماعی طور پر دعائے گنگے کا طریقہ نہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں اس لئے اسے سنت و مستحب سمجھنا صحیح نہیں اس کے سنے رسالہ نفائس مرغوبہ میں میں نے پوری تفصیل لکھ دی ہے اسے ملاحظہ کیا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سوال مثل بالا

(سوال) -----

(جواب ۵۳۹) (۵۴۱) مردجہ دعائے ثانی کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے؟

(سوال) حدیث سنن میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز سے سلام پھیرتے تو آپ داہنی بیائیں طرف ہو جاتے اور قبلہ سے رخ پھیر لیتے تھے حالانکہ آداب دعا سے ہے کہ بوقت دعا قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے۔؟

المستفتی نمبر ۶۵۰ ابو محمد عبدالجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴۰) جماعت کے مسلمانوں کا احترام کہ ان کی طرف پیٹھ کئے ہوئے نہ بیٹھے رہیں قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے نماز میں تو مجبوری تھی کہ استقبال قبلہ فرض ہے دعائیں استقبال قبلہ مستحب تھیں مگر اس میں مسلمانوں کا احترام اس کے منافی تھا اس لئے احترام مومن کو احترام قبلہ پر ترجیح دی تنہا دعا کرنے والے کو قبلہ ہو کر دعائے گنگے اس کے لئے یہ بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) اس کی مفصل بحث جواب نمبر ۵۵۸ میں آ رہی ہے

(۲) (ایضاً)

(۳) عن سمرۃ بن جندب قال " کان رسول اللہ ﷺ إذا صلی صلاة اقبل علینا بوجهہ " (بحاری) يستقبل الإمام الناس إذا سلم ۱، ۱۱۷ ط قدیمی کتب حدیث کراچی (۱) قال الأبصری " والصحيح أن معناه أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فرغ من الصلوة استقبل المأمومين (مرقاۃ للقاری) باب الدعاء فی التشہد ۳/ ۳۰ ط مکتبہ حبیبہ کانسہ روڈ 'کوئٹہ'

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

(سوال) فرض نماز کے بعد امام ہند آواز سے دعائے ننگتہ ہے اور مقتدی تین کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ یہ تو ٹھیک ہے کہ سنن و نو فس کے بعد انتظار کرنا اور اجتماعی دعا، ننگسانت کے خلاف ہے مگر فرضوں کے بعد دعا ننگ تو ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۷۹۱ محمد نور (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲ مارچ ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۴۱) اس طریقہ کو ضروری اور لازمی نہ سمجھا جائے تو مباح ہے مگر سنن و نوافل کے بعد سب کا موجود رہنا اور پھر اس طریقہ سے دعا ننگنا یہ واجب ترک ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصافحہ کرنے کا حکم

(سوال) یہاں اکثر مقامات پر بعد نماز فجر اور بعد نماز جمعہ وقت دعا با آواز بلند فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ قاضی حکیم محمد نور الحق (چام راج نگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۴۲) نماز فجر اور نماز جمعہ کے بعد با آواز بلند فاتحہ پڑھنے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کو کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے

(سوال) نماز کے بعد تین دفعہ دعائے ننگنے سے روکنا کیا صحیح ہے؟ ایسا ہی جمعہ کی رات سورۃ ملک پڑھنے سے روکنا اور اس کو بدعت کہنا بیعت اجتماعی کے ساتھ ٹھیک ہے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبدالحکیم (ضلع پشاور)

۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۳) نماز کے بعد تین تین بار دعائے ننگنے کا التزام بدعت ہے سورہ ملک کو بہینت اجتماعی پڑھنے کو رسم بنالینا بھی بدعت ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) وسيعلم أن الدعاء المعمول في زمان من بدعاء بعد الغريضة رافعين أيديهم على الهيئة الكلدانية لم تكن لمواطن عليه في عهده عليه الصلاة والسلام (العرف اشدي على الترمذي) باب ما جاء في كراهية أن يحض الإمام نفسه بالدعاء ۸۶ ط سعد

(۲) قرآن لندحة بعد الصلاة جهرا يستهيب بدعة سج ر لدر المحتار كتاب الحظرو والإباحة فصل في البيع ۲۳ ط سعد

(۳) وقد صرح علمائنا وعبرهم بكراهية المصافحة المعادة عقب الصلوات مع أن المصافحة سنة وما ذلك إلا لكونها لم تؤثر في حصر عن هذا الموضع فالمواطن عليها فيه ترهم العوام بأنها سنة فيدولذا معوا عن الاجتماع لتسلية الرغائب التي احدها ثانيا بعض المتعبدین الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ۲۳۵/۲ ط سعد)

ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا

(سوال) سک دکن میں اکثر مقامات پر جو پیش امام ہوتے ہیں وہ بعد ختم ہو جانے نمازوں کے اس لفاظ کے ساتھ (الفاتحہ) کہتا ہے آخر کے حاضرین مقتدی امام مسجد کے برابر فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھ کر سورۃ الفاتحہ و سورۃ الاخلاص و درود پڑھ کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی روح پاک پر ثواب پہنچ کر جمیع مومنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات کی روحوں کو بطفیل سرور کائنات بخشتے ہیں اس فعل پر ایک شخص مسکی زید انکار کرتا ہے کہ یہ فعل مدامت کرنے کی وجہ سے بالکل ناجائز اور غلط الفاتحہ کا لفظ ہر وقت سنتھیں کرنا فعل شیطانی ہے المستفتی نمبر ۱۲۱۰ ایم۔ے رشید۔ ۱۲ رجب ۱۳۵۵ھ یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۴) ہاں نماز کے بعد الفاتحہ کہہ کر مذکورہ سوال عمل کا التزام طریقہ سف صالحین نہ تھا ورنہ کسی حدیث یا قول صحابی یا قول مجتہد سے ثابت ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی لازم ہے ہر شخص کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ جس نقلی عبادت یا نیک کام کا ثواب حضور اکرم ﷺ کو پہنچانا چاہے وہ عمل کرے اور ثواب پہنچائے لیکن اس کو ایک طریقہ لازمہ بن لینا اور پھر نہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کرنا اس کو بدعت اور ناجائز بنادیتا ہے۔ واللہ الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان شہدہ

سوال مثل بالا

(سوال) یہاں اس ضلع میں دستور ہے کہ اکثر مساجد میں پیش امام صاحب بعد ختم نماز پجگانہ کے بالعموم ور نماز صبح اور مغرب کے بالخصوص سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص جسکو عام طور سے فاتحہ کہتے ہیں پڑھ کر اس کا ثواب مسلمانوں کی روح کو پہنچاتے ہیں تو اس طرح تخصیص کے ساتھ نماز کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑہ خاں صاحب (ضلع دھرواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۵) فرائض پجگانہ یا ان میں سے کسی خاص نماز (مثلاً نماز فجر یا عصر) کے بعد یہ مروجہ فاتحہ جس کا سول میں ذکر ہے اس اہتمام کے ساتھ ہے اصل ہے اس کے لئے آپ رسالہ نفائس مرغوبہ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہے۔

دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟

(سوال) ہمارے اطراف میں یہ عادت جاری ہے کہ بعض جگہ بعد نماز عیدین امام مع جماعت دعا کرتے ہیں اور بعض مقامات میں بعد خطبہ عیدین کے دعا کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ دعائے کرنا چاہیے اور

۱۔ میل کے لئے کتاب علم الفقہ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے بعد نماز عیدین کے یہ بعد خطبہ کے دعا مانگنا نبی ﷺ اور ان کے اصحاب اور تابعین سے منقول نہیں اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی لہذا بغرض اتباع دعائے مانگنا و دعا مانگنے سے بہتر ہے (علم الفقہ جلد دوم ص ۴۷۱ مصنفہ مولوی عبدالشکور صاحب بکھنؤ) نیز کتاب مذکور کے اسی صفحہ پر حاشیہ پر یہ عبارت بھی مندرج ہے مولانا شیخ عبدالحی اور مولانا محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں ایسا ہی لکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم حسب عدت عمل کریں یا زید کے قول پر۔

المستفتی نمبر ۱۳۱۵ حافظ صاحب (میل و شمار) ۱۳ از یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء (جواب ۵۴۶) یہ صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے یہ بات منقول نہیں ہوئی کہ نماز کے بعد یہ خطبہ کے بعد دعا مانگتے تھے اس لئے ان دونوں موقعوں میں سے کسی کو دعا کے لئے اس خیال سے متعین کرنا کہ اس موقع پر دعا مسنون ہے درست نہیں لیکن بخاری شریف و دیگر صحیح ستہ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ کوئی عام اور اجتماعی دعا ہوتی تھی جس میں تمام عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں حالانکہ حائضہ عورتیں نماز سے علیحدہ رہتی تھیں (۱) اس لئے دعا کو بالکل ترک کر دینا اس حدیث صحیح کے خلاف ہو گا پس رائج یہ ہے کہ امام اور جماعت ایک اجتماعی دعا مانگیں خواہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اور جس موقع پر بھی مانگیں اس کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھیں اور نماز کے بعد دعا مانگنے والے خطبہ کے بعد دعا مانگنے والوں کو ملامت نہ کریں و اسی طرح خطبہ کے بعد دعا مانگنے والے نماز کے بعد دعا مانگنے والوں پر طعن نہ کریں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لا، دہلی

دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے

(سوال) بعد نماز عید خطبہ دعا مانگنا چاہیے یا نہیں حضور آرم ﷺ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کیا معمول تھا؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت خاں صاحب (ضلع ہردوئی)

۲۲ از یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۷) عیدین کے اجتماع میں ایک بار اجتماعی دعا مانگنا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ یہ اجتماعی دعا نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے ہوتی تھی یا خطبہ کے بعد اس لئے ایک دعا مانگنا جائز ہے خواہ نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد ان میں سے جس موقع پر مانگی جائے خاص اس موقع کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا، دہلی

(۱) عن ام عطیة قالت: "أمرنا أن نخرج فنخرج الحيض والعواتق وذوات الحدود فإما الحيض فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم ويعترلن مصلاهم" (بخاری، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى ۱/۱۳۳ ط قديمی کتب خانہ کراچی)
(۲) عن ام عطیة قالت: "أمرنا أن نخرج فنخرج الحيض والعواتق وذوات الحدود فإما الحيض فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم" (بخاری، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى ۱/۱۳۴ ط قديمی کتب خانہ کراچی)

فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھ

(سوال) امام کے لئے بعد فراغ فرائض انحراف عن القبلة ایمن وایسر پہلو پر ہو کر دعا مانگنی ہر ایک پہچگانہ فرض کے بعد مستحب ہے یا بعض کے بعد۔ زید کہتا ہے کہ ہر ایک پہچگانہ فرض کے بعد انحراف عن القبلة کرنا مستحب ہے خالہ کہتا ہے کہ صرف عصر و فجر کی نماز کے بعد مستحب ہے۔ دلیل میں فتاویٰ در مختار مطبع احمدی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ وفي الخاية يستحب للامام التحول يمين القبله يعنى يسار المصلی للتفل نیز نور الايضاح نزل الثوی تقریر وحاشیہ ترمذی شریف بحوالہ فتح القدیر شرح منیہ کبیری وغیرہ پیش کرتا ہے عبارت مذکورہ بالا کا واضح مطلب واحسان فقہاء کرام کا محقق و مفتی بہ قول مع حوالہ کتب نقل عبارت کے ساتھ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین و محفوظ الکریم (صوبہ بہار)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۸) فرائض کے بعد دعا کے لئے دائیں یا بائیں مڑ کر بیٹھنا دونوں طرح جائز ہے خواہ کوئی نماز ہو عصر و فجر کی تخصیص نہیں ہے عبارت منقولہ سواں تو جگہ بدلنے کے متعلق ہے اس میں لتفل کا لفظ اس کی دلیل ہے کہ وہ سنن و نوافل کے لئے تحول کو مستحب بتانے کے متعلق ہے اور یہ قول ملاحظہ ویکرہ للامام التفل فی مکانہ لا للمؤتم کے بین کیا گیا ہے اور منیہ سے رد المحتار میں یہ عبارت منقول ہے۔ ان کان فی صلوٰۃ لا تطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمنہ او یسارہ او ذهب الی حیوانجہ او استقل الناس بوجہہ و ان کان بعدها تطوع وقام یصلیہ یتقدم او یتاخر او ینحرف یمینا او شمالا او یدہب الی بیتہ فیطوع ثمہ۔ (۱) یعنی اگر ایسی نماز ہو جس کے بعد نفل نہیں مثلاً عصر و فجر تو چپے دائیں جانب مڑے چاہے بائیں جانب یا چاہے تواٹھ کر اپنے کام کو چلا جائے یا لوگوں کی طرف منہ کر لے اور اگر ایسی نماز میں ہو جس کے بعد سنن و نوافل ہیں اور کھڑے ہو کر سنت یا نفل شروع کر دے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں جانب یا بائیں جانب پھر جائے یا گھر میں جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

مغرب کی نماز کے بعد دعا مختصر ادا مانگنی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ ہر نماز کے بعد خلوص دل سے اور حضور قلب کے ساتھ گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے اور بجر کا کہنا ہے کہ مغرب کی نماز میں زیادہ دعا مانگنا مکروہ ہے بلکہ سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں دونوں میں سے کون سی صورت بہتر ہے دعا مانگنی چاہیے یا صرف سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی۔

(جواب ۵۴۹) مغرب کے بعد ہی مختصر دعائے مانگے بغیر دعائے صرف ہاتھ منہ پر پھیر لینا فضیلتوں پر ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نماز کے بعد بآواز بلند کلمہ کا ورد

(سوال) ایک شخص جو پنج وقتہ کا پابند نہیں ہے اور جب کبھی وہ نماز پڑھتا ہے تو بآواز بلند کلمہ توحید پڑھتا ہے وہی شخص فرض یا جماعت کے فوراً بعد کلمہ توحید پڑھے تو مستحب ہے یا بدعت؟

المستفتی نمبر ۲۰۵۱ ظفر یار خان صاحب (بردوئی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۰) بآواز بلند کلمہ شریف پڑھنا مباح ہے مگر اس کو لازم کر لینا درست نہیں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بعد نماز عید دعا ثابت ہے یا نہیں؟

(سوال) بعد نماز عیدین نبی کریم ﷺ سے دعا ثابت ہے یا نہیں بر تقدیر عدم ثبوت دعا جائز یا مستحسن ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو کیوں اور ناجائز ہے تو کس بناء پر۔ نیز اگر بعد خطبہ کے بھی دعا کی جائے تو کیا حرج ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۶ مولوی شہر احمد صاحب (سورت) ۱۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۱) عیدین کی نمازیہ خطبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا مانگنے کا کوئی صریح ثبوت نہیں ہے لیکن بخاری و دیگر صحاح ستہ کی اس حدیث میں جو عورتوں کو عیدین میں جانے اور نہ جانے کے متعلق ہے یہ الفاظ وارد ہیں۔ فلیشهدن الحیر و دعوة المؤمنین ولیعترلن المصلی (۳) یعنی حائضہ عورتیں بھی جائیں اور نیکی اور مسلمانوں کی دعائیں شریک ہو جائیں ہاں نماز سے علیحدہ رہیں اس سے اتنا نکلتا ہے کہ ایک اجتماعی دعا مانگا لیا ہوتی تھی لیکن نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اس کا پتہ کسی روایت سے نہیں ملا پس ایک اجتماعی دعا نمازیہ خطبہ کے بعد کر لینا تو ٹھیک ہے لیکن جمال پر کی جائے اس جگہ کی خصوصیت کو مسنون نہ قرار دیا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دعائیں ”حینا ربنا بالسلام“ کا اضافہ

(سوال) نماز کے بعد جو دعائے مسنون اللہم انت السلام میں جو جملہ حینا ربنا بالسلام عوام پڑھا

(۱) وکبرہ تأخیر السہ إلا بقدر اللہم انت السلام الح (الدر المحار) باب صفة الصلاة ۱/ ۵۳۰ ط سعید

(۲) واداکبر واعد الصلاة علی اثر الصلاة فہو نکزہ وإنہ مدعة (عالمگیریۃ) الباب الرابع فی الصلاة والذكر والتسبیح ۵ ۳۱۹ ط ماجدیہ

(۳) (بخاری) باب خروج النساء وایحیی الی المصلی ۱ ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

کرتے ہیں آنجناب کو معلوم ہے کہ حدیثوں میں اس دعا میں یہ جملہ نہیں ہے حینا بمعنی احینا (ہمیں زندہ رکھ) لیتے ہیں کیا اس کا کوئی ثبوت جناب کی تحقیق میں کتب سنت سے ملتا ہے ثانیاً کیا فی نفسہ اس قسم کا جملہ یعنی حینا کے ساتھ بالسلام کا ہونا عربیت میں صحیح اور ثابت ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۶ مولوی غلام قادر صاحب مظفر گڑھ۔

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۲) حینا ربنا بالسلام روایت تو ثابت نہیں مگر معنی اور عربیت کے لحاظ سے غلط نہیں ہے۔ قال القراء حیاك الله انقاك الله و حیاك الله ای ملكك الله و حیاك الله ای سلمه عليك (سن العرب) ۱، و فی موضع آخر یقال احياء الله و حیاہ بمعنی واحد اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حینا ربنا بالسلام کے معنی احياء وابقا کے صحیح ہیں۔ و فی المراثیة تحیی بالسلام اخر عمر الخ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

(سوال) امام کو بعد نماز صبح و عصر پین از سلام دو انا جانب شمال ہی مڑ کر بیٹھنا چاہیے یا گاہے شمال رو اور گاہے سمت جنوب اور کبھی پشت بقبہ بیٹھنا لازم ہے ایک ہی رخ کے اختیار کر لینے کی نسبت کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب۔ گورکھاؤں چھاؤنی۔

۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۵۳) امام کو تینوں صورتوں پر گاہے گاہے عمل کرنا چاہیے کبھی دائیں طرف مڑے، کبھی بائیں صرف اور کبھی مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے کسی ایک بنیت کو اعتقاد لایا عملاً لازم کر لینا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے؟

(سوال) نماز کے بعد امام کو دعا کتنی دیر مانگنی چاہیے؟

(جواب ۵۵۴) دعا اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور ان کو تطویل ناگوار نہ ہو (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) (۴/۲۱۶ ۲۱۷ ط دار صادر، بیروت، لبنان)

(۲) إن كان في صلاة لا تطوع بعد ما فان شاه الحرف عن بمنه أو يساره أو ذهب إلى حوائجه أو استقبال الناس لوجهه أو ان كان بعد ما تطوع و قام يصليه يتقدم أو يتأخر أو يحرف يمينا و شمالا إلخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعيد)

(۳) ويكره تأخير إلا بقدر اللهم رب السلام إلخ (الدر المحتار باب صفة الصلاة ۱، ۵۳۰ ط سعيد)

بعد نماز دعائیں ”ربنا و تعالیٰ“ کی زیادتی

(سوال) بعد نماز کے جو دعائیں پڑھی جاتی ہے اس میں تبارکت کے بعد ربنا و تعالیٰ بھی شامل ہے یا نہیں؟
(جواب ۵۵۵) نماز کے بعد یہ اغاظ تہت ہیں۔ اللہم انت السلام و منك السلام تبارکت یا دو
الحلال والاكرام (کدافی المنسکوة ص ۸۸) اگر فقط و تعالیٰ بھی ملا لیا جائے تو کوئی مضائقہ
نہیں بشرطیکہ اسے مسنون اور ماثر عقیدہ نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

فرض نماز کے بعد کتنی دیر تک دعائیں پڑھ جائیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہر ایک فرض نماز کے بعد دعائیں پڑھے اور نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض
نماز کے بعد دعا سے پہلے آیت الکرسی پڑھنا ہے یا کہ نہیں؟

(جواب ۵۵۶) جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہے ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہیے اور جن کے بعد
سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرے اختیار ہے آیت الکرسی دعا سے پہلے پڑھ لینے میں بھی مضائقہ نہیں
ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

”اللہم یا واجب الوجود“ کہہ کر دعا کرنا

(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) اللہم یا واجب الوجود سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۵۷) اللہم یا واجب الوجود دعائیں کہنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان شہدہ

سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث

(سوال) (ماخوذ از مجموعہ الفتاویٰ امیر غوبہ فی حکم اداء دعا بعد المکتوبہ۔ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۳۴ھ)
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض شہروں میں یہ طریقہ ہے کہ نماز کے سلام کے

(۱) (مستم) باب استحباب التذکر بعد الصلاة و باب صفته ۱ ۲۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (مشکوٰۃ) باب
تذکر بعد الصلاة (الفصل الاول ص ۸۸ ط سعید)

(۲) القیام الی اداء السجۃ الی تلی العرص متصلاً بالعرص مسنون عمر انہ یتستحب الفصل بیہما کما کان علیہ
السلام ہذا سمیمکت قدر ما یقول ”اللہم انت السلام و منك السلام“ ثم یقوم الی السجۃ و یتستحب ان
یتستعمل بعدہ ای بعد التطوع و عقب العرص ان لم یکن بعدہ نافیۃ یستقبل الناس و یتستغفرون اللہ العظم
ثلاثاً و یقرؤن آیۃ الكرسي و یقرؤن السعادات الخ (مرقی العلاح) فصل فی صفۃ الادکار و اوردۃ بعد صلاة العرص و
فصلہا و غیرہ ص ۱۸۶ تا ۱۸۸ ط مصر

بعد امام صرف اللہم انت السلام الح پڑھ کر کھڑ ہو جاتا ہے پھر سنتیں پڑھ کر لوگ مع امام کے دعا کرتے ہیں امام اگر سنن و نوافل سے فارغ بھی ہو جائے اور لوگ پڑھ رہے ہوں تو اسے انتظار کرنا پڑتا ہے پھر خاتمہ کہہ کر امام زور زور سے دعا مانگتا ہے وروک آمین کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طریقہ دعا کا حدیث شریف و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں؟ اور اگر ثبوت ہو تو اس میں اس طرح ہوتا ہے کہ فرض سے بعد امام اللہم انت السلام الح کے بعد وہ بعض اور بھی مختصر دعا میں پڑھتا ہے ادعیہ صویہ نہیں پڑھتا اس پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان میں سوئے اللہم انت السلام الح کے اور دعائیں کو فقہانے مکروہ لکھا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا یہ اعتراض صحیح ہے یا غلط؟ اور فرائض کے بعد مجموعی طور پر دعا مانگنا افضل ہے یا سنتوں اور غلوں سے فارغ ہونے کے بعد؟ جیسا کہ پہلے مذکور ہو۔ بیوا تو جروا
اسیستفتی خاکسار حاجی داؤد ہاشمی و سلف نمبر ۲۸ مرچنٹ اسٹریٹ۔ رنگون

(جواب ۵۵۸) اللہم ارما الحق حقا وارادنا اتباعہ وارما الباطل باطلا وارادنا اجتنابہ سول مذکور میں کئی باتیں جو بطل ہیں () اور یہ کہ سنتوں نفسوں کے بعد دو گول کا جتماعی طور پر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں (۲) دوسرے یہ کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنے کا حدیث و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں (۳) تیسرے یہ کہ فرضوں کے بعد کس قدر دعا جائز اور ثابت ہے۔

ن باتوں کی توضیح و تفصیل تین فیصلوں میں کی جاتی ہے۔ وہاں استوفیق
فیصل ہوں

سنن و نوافل کے بعد دعا کے جتماعی کا ثبوت ہے یا نہیں؟

جائنا چاہئے کہ حدیث و فقہ سے کیسے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قرونِ ثلاثہ میں دعا کا یہ طریقہ تھا کہ سنتیں، نفسیں پڑھ کر ساری جماعت دعا مانگتی ہو اور جب اس پر یہ قیود اور بڑھ جائیں کہ امام دو گول کے فارغ ہونے تک ان کا انتظار کرے اور پھر دعا تھ بلند آواز سے کہہ کر دعا شروع کرے تو اس طریقہ کا طریقہ جدید و محدثہ ہونا اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر اگر اس التزام کا خانہ بھی کر لیا جائے جو بعض اصناف میں مشہد ہے کہ اس طریقہ دعا کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ شریعت مقدسہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی مباح یا مستحب کو بھی ضروری سمجھ لیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو وہ بدعت ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں و بائیں دونوں جانبوں کو مڑ کر بیٹھتے تھے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سیدھی جانب مڑنے کو ضروری سمجھے تو اس نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ بھی بنا دیا (ترمذی شریف میں یہ روایت موجود

ہے) دیکھو سیدھی طرف مڑنا خود آنحضرت ﷺ سے نہایت ہے لیکن ہر وجود اس کے اسے ضروری سمجھنے کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ شیطان کا حصہ فرماتے ہیں۔

طیبی نے حاشیہ مشکوٰۃ میں اس حدیث پر لکھا ہے۔

فیه ان من اصر علی امر مندوب و جعله عزمًا ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الا ضلال فكیف من اصر علی بدعة او منکر انتہی (کذا فی السعیة) (۱)

یعنی اس حدیث میں اس بات پر اصرار ہے کہ جو شخص امر مندوب پر اصرار کرے اور اسے لازم سمجھ لے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان اس کے گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر اس کا توڑ کر ہی کیا ہے جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرے۔ نقی

یعنی جب کہ ان امور میں جو لباحتہ یا استحبالات ہیں التزام کرنا اور ضروری سمجھنا ان امور کو ناجائز اور بدعت بنانا یہ ہے تو جن کا ثبوت بھی نہ ہو ان کا التزام و اصرار علی درجہ کی بدعت ہوگی اور اس طریقہ کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ و من ادعی فعلیہ البیاض بلکہ حدیث میں غور کرنے سے اس طریقہ کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں افضل الصلوة المرء فی بیتہ الا المکتوبة (روہ الترمذی (۲) و البخاری (۳) و مسلم (۴) و غیر ہم (۵)) یعنی آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے یعنی فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

و عن عبد اللہ بن سعد الانصاری رضى الله عنه قال سألت رسول الله ﷺ ایما افضل الصلوة فی البیت او الصلوة فی المسجد قال لان اصلی فی بیتی احب الی من ان اصلی فی المسجد الا ان تكون صلوة مکتوبة (رواہ ابن ماجہ ۶، و الترمذی ۷، فی شمس اللہ)

(ترجمہ) عبد اللہ بن سعد انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نماز مسجد میں افضل ہے یا گھر میں فرمایا کہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ محبوب ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ مگر یہ کہ نماز فرض ہو (ان ماجہ نے من میں و ترمذی نے شامل میں روایت کیا)

و عن عبد اللہ بن سعد قال سألت عائشة عن صلوة رسول الله ﷺ فقالت کان یصلی فی بیتی قبل الظهر اربعاً ثم یحرج فیصلی بالناس الظهر ثم یدخل فیصلی رکعتین ثم یحرج فیصلی بالناس العصر و یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی رکعتین ثم یصلی بالناس

(۱) باب صفة الصلاة ۲/ ۲۶۳ ط سہیل اکیدمی لاہور

(۲) (ابن ماجہ فی فصل صلاة التطوع فی البیت ۱/ ۱۰۱ ط سعید)

(۳) (باب ما یکرہ من کثرة السؤال و تکلف ما لا یعیہ ۲/ ۱۰۸۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) (باب استحباب صلوة اساقفة فی بیتہ و حواریہ فی المسجد ۱/ ۲۶۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۵) (ابن داؤد باب صلاة برجل متطوع فی بیتہ ۱/ ۱۵۶ مکتبہ امدادیہ متان)

(۶) (باب مدحاء فی التطوع فی البیت ص ۹۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۷) (باب صلاة التطوع فی البیت ص ۲۰ ط سعید)

العتاء و يدخل فی بنی فیصلی رکعتین (رواه مسلم (۱) و ابوداؤد (۲) و الامام احمد (۳))

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن شفیق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کی نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھاتے پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر (عصر کے وقت) باہر جاتے اور عصر کی نماز پڑھاتے اور (مغرب کے وقت) مغرب کی نماز پڑھاتے پھر اندر آکر دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر میں آکر دو رکعتیں پڑھتے۔

پہلی دونوں حدیثیں اس امر کی صریح دلیل ہیں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اور تیسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض نمازوں کے بعد والی سنتیں بھی گھر میں تشریف لے جا کر پڑھتے تھے اور جب کہ رسول اللہ ﷺ کا خود اس پر عمل تھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی آپ نے یہ فرمادیا اور تعلیم کر دی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی سنتیں نقلیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھتے ہوں گے اور شاہد و نادر کوئی شخص مسجد میں سنتیں پڑھتا ہو گا اور پھر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ گھر میں سنتیں پڑھ کر دعائے نئے مسجد میں تشریف لاتے ہوں یا صحابہ اپنے گھروں سے سنتیں پڑھ کر دعا کے لئے مسجد میں دوبارہ آکر جمع ہوتے ہوں اور ظاہر نظر بھی اس دوبارہ جمع ہونے کو حرج عظیم اور مشکل سمجھتی ہے بہر حال جب کہ روایتوں سے صراحتہ و شارة یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سنتیں مکان میں پڑھتے تھے تو سنتوں کے بعد پھر مسجد میں تشریف لانے و ردعا کرنے کا جود عوی کرے اس کا ثبوت اسکے ذمہ ہے نیز امام کا زور زور سے دعائے مانگنا بھی مکروہ ہے اگرچہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہی ہے لیکن اس کے اختیار کرنے اور عادت نہانے کی ضرورت ہی کیا ہے مکروہ بہر حال مکروہ ہے اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے اور اوویت اور بہتری اس کے خلاف میں ہے۔

بہذہ الاخبار اجمع العلماء علی استحباب الذکر بعد الصلوة لکھم اختلافوا فی موضعین الاول فی انه هل یحجر بها ام یسر فاختار ابن حزم الجهر اخذاً بحديث ابن عباس الصریح فی الجهر واختار غیرہ السرو حملوا حدیث ابن عباس علی الجهر احياناً بياناً للجواز و بعضہم حملوه علی انه کان فی سفر الغزوة لا رهاب العدو کذا فی عمدة القاری و غیرہ انتھی (سعیة) ؛

(۱) (ب حوازی المسألة قائما و فعداً ۱/ ۲۵۲ ط قدیمی)

(۲) ابواب التطوع و رکعات السنة ۱/ ۱۹۵ ط امدادیہ ملتان)

(۳) (مسند الامام احمد ۶/ ۳۰ ط دار صادر للطباعة والنشر بیروت لسان)

(۴) (باب صفة الصلاة هل یحجر بالذکر أم لا ۲/ ۲۶۰ ط سهیل کیڈیمی لاہور)

یعنی ان حدیثوں کی وجہ سے (جو ذکر اور دعا بعد الصلوة کے بارے میں منقوہ ہیں) عامہ نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا مستحب ہے پھر دونوں میں ختلف ہو ایک یہ کہ یا ذکر اور دعاؤں کو جراً یعنی زور سے پڑھا جائے یا آہستہ تو ان حرم نے ان عباسؓ کی حدیث کی وجہ سے جہر کو اختیار کیا اور ان کے علاوہ اور دُلوں نے سر آہستہ پڑھنے کو اور انہوں نے حضرت بن عباسؓ کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی بغرض تعلیم جہر فرمادیا کرتے تھے یا یہ کہ جہد کے سفر میں دشمنوں کو خوف دہانے کے لئے جہر فرماتے تھے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ عینی نے اس طرح ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ اور علماء نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اذا دعا بالدعاء الساتر جہراً و جہراً مع القوم ایضاً لیتعلموا الدعاء لا بأس به واذا علموا ج کون الجہر بدعۃ انتہی (نزارۃ کدافی السعیۃ) ۱۰
یعنی فتاویٰ ہذا میں ہے کہ اگر امام دعائے ماثور زور زور سے پڑھے اور لوگ بھی زور زور سے پڑھیں اس لئے کہ وہ کو سیکھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور جب کہ لوگ سیکھ جائیں پھر زور زور سے پڑھنا بدعت ہے۔

پس واضح ہو گیا کہ منہ و نوافل کے بعد دعائے مانگنے کے طریقہ مذکورہ سوال کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں۔

ربا اس کا حکم وہ یہ ہے کہ اگر اس میں کسی طرح کا التزام نہ ہو اور اسے بہتر اور افضل نہ سمجھا جائے اور اس کے تارک پر ملامت نہ کی جائے اور اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے اور امام کو اس کے لئے مقید نہ کیا جائے تو بعد سنتوں کے جو لوگ تقاضی طور پر موجود ہوں اگر وہ دعائے مانگ لیں تو جائز ہے۔ لیکن نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سب کو دعائے مانگنا بہتر اور افضل ہے۔

فصل دوم

(فرضوں کے بعد دعائے مانگنے کا ثبوت)

اس بارے میں حدیث و فقہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرض کے بعد دعائے مانگنے کا طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

(احادیث دعا بعد فرض)

حدیث (۱) ای الدعاء سمع فقال رسول اللہ ﷺ حوف اللیل الاخرو دبر الصلوة المکتوبات (رواہ الترمذی)

یعنی کس وقت کی دعا زیدہ مقبول ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دعا

اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔ (ترمذی) (۱)

حدیث (۲) عن المغيرة بن شعبة قال ان رسول الله ﷺ كان اذا فرغ من الصلوة و سلم قال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما سعت ولا يفع ذا الجد منك الجد ولفظ البخارى فى كتاب الاعتصام انه ﷺ كان يقول هذه الكلمات در كل صلوة و لفظ البخارى فى كتاب الصلوة فى دبر كل صلوة مكتوبة. (رواه البخارى ۲، ومسلم ۳، و ابو داود ۴، والنسائى ۵)

مغيرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما سعت ولا يفع ذا الجد منك الجد بخارى میں کتاب الاعتصام میں اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ کلمات ہر نماز کے بعد کہتے تھے اور بخاری کی کتاب الصلوٰۃ میں یہ روایت ان لفظوں سے ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے۔

اس حدیث سے ہر فرض نماز کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح غلط اذکار سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

حدیث (۳) وعن ابى امامة انه قال ما دوت من رسول الله ﷺ فى دبر كل صلوة مكتوبة ولا تطرء الا سمعته يقول اللهم اغفرلى ذنوبى و خطاياى كلها اللهم انعشنى واجبرنى واهدنى لصالح الا عمال والا حلاق انه لا يهدى لصالحهما ولا يصرف سيئها الا است. (اخرجه ابن السى فى عمل اليوم واليلة كذا فى التحفة المرعوبة ۶)

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ میں جب کبھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد آپ کے قریب ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا اللهم اغفرلى ذنوبى (باقی حدیث میں پڑھو)

(تحفہ مرغوبہ میں ہے کہ اس حدیث کو ابن السنی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں ذکر کیا ہے)

حدیث (۴) وعن عبد الله بن الربيع ان النبی ﷺ كان يقول فى دبر الصلوات لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير لا حول ولا قوة الا بالله لا اله الا الله ولا نعبد الا اياه له العزة وله الفصل وله الشاء الحسن الجميل لا اله الا الله محليصين له الدين

(۱) (باب أحاديث شتى من ابواب الدعوات فى دعاء المريض ۱۸۷/۲ ط سعید)

(۲) (باب الذكر بعد الصلاة ۱۱۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۱، ۲۱۸ ط قدیمی)

(۴) (باب ما يقول الرجل إذا سلم ۱، ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (نوع آخر من يقول عند قضاء الصلاة ۱، ۱۵۰ ط سعید)

(۶) ص ۹ ص لحنہ التصنیف و لتالیف لدار العلوم النعمیہ کراچی نمبر ۳۸)

ولو كره الكافرون . (رواہ مسلم) (۱)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ لا
الہ الا اللہ الخ (باقی دعا حدیث میں دیکھو)

حدیث (۵) وعن انس ان السی ﷺ کان اذا صلی و فرع مسح بيمينه علی راسه وقال بسم اللہ
الہی لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اللہم اذهب عني الهم والحزن .

(رواہ الطبرانی والبخاری کذا فی السعابة) (۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے اور فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے
پس سر مبارک پر ہتے اور یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ الہی لا الہ الا هو الرحمن الخ .

حدیث (۶) وعن انس قال ما صلی رسول اللہ ﷺ بما الا قال حين اقبل علينا بوجهه اللہم اسی
اعوذ بک من کل عمل یخوننی واعوذ بک من کل صاحب یردنی واعوذ بک من کل عمل
یلہسہ واعوذ بک من کل فقر یسیننی واعوذ بک من کل عنی یطغیننی .

(رواہ البخاری والترمذی کذا فی السعابة) (۳)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کبھی ہمیں نماز
پڑھائی تو ہمارے طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھی۔ اللہم اسی اعوذ بک من کل عمل الخ

حدیث (۷) وعن علی قال کان السی ﷺ اذا سلم من الصلوة قال اللہم اغفر لی ما قدمت وما
اخرت وما أسررت وما اعلمت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم والمؤخر لا الہ الا
انت (رواہ ابو داؤد) (۴)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللہم
اعفر لی الخ

حدیث (۸) وعن ثوبان ان السی ﷺ کان اذا اراد ان یصرف من صلوٰتہ استغفر ثلث مراتب ثم
قال اللہم انت السلام الخ (رواہ ابو داؤد) (۵)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے لوٹ پڑھتے تو تیس مرتبہ
تغفر پڑھتے۔ اللہم انت السلام الخ

حدیث (۹) وعن زید بن ارقم قال کان رسول اللہ ﷺ یقول فی دبر کل صلوٰۃ اللہم ربنا ورب

(۱) (باب استحياء الذكر بعد الصلاة ۱/۲۱۸ ط قدیمی)

(۲) (باب صفة الصلاة ۲/۲۵۹ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) (باب صفة الصلاة ۲/۲۶۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) (باب ما یقول الرجل اذا سلم ۱/۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (باب ما یقول الرجل اذا سلم ۱/۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

کل شیئ انا شهید انک الرب لا شریک لک اللهم ربنا و رب کل شیئ انا شهید ان محمداً عبدک و رسولک اللهم ربنا و رب کل شیئ انا شهید ان العباد کنهم اخوة اللهم ربنا و رب کل شیئ اجعلنی محلاً لک و اهلی فی کل ساعة من الدنیا و الاخرة یا ذا الحلال و الاکرام اسمع و استجب الله الاکبر الله الاکبر الله نور السموات و الارض الله الاکبر احسب الله و نعم التوکل الله الاکبر (رواه ابو داؤد، و السانی (۲) و احمد (۳))

زید بن رقیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللهم ربنا و

رب کل شیئ الح

(۱۰) و عن عقیة بن عامر قال امر بی رسول الله ﷺ ان اقرأاً لمعوذات دبر کل صلوة (رواه ابو داؤد) (۱۰)

حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔ (معوذات سے مراد تین صورتیں ہیں۔ قل اعوذ برب الناس۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل هو الله احد)

(۱۱) اخرج الطبرانی من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة انتهى (کذا فی السعاية و نقلاً عن المواهب للقسطلانی نقلاً عن الحافظ ابن حجر)

طبرانی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعائیں نوافل کے بعد دعائیں نوافل سے اس قدر افضل ہے جس قدر نوافل نوافل سے افضل ہیں۔

ور نماز کے بعد اذکار اور دعا کے بارے میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں ہم نے صرف ان چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طالب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں ان احادیث سے یہ باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ذکر کرتے اور دعائیں لگتے۔ دیکھو حدیث نمبر ۶۳۲

(۲) نماز فرض کے بعد دعا کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے کیونکہ یہ وقت خاص مقبولیت دعا کا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۱۱۔

(۱) (انضاً حوالہ صفحہ گرشہ حاشیہ ۵)

(۲) (ایضاً)

(۳) (مسند الإمام احمد ۴: ۳۶۹ در صادر لطاعة و اشرا بیروت لبنان)

(۴) (رب فی الاستغفار ۱: ۲۲۰ طامه ادب ملتان)

(۵) (باب صفة الصلاة ۲: ۲۵۸ ط سہیل)

(۳) فرض نماز کے بعد، ماننا کہ ان فرضوں سے مخصوص نہیں ہے جن کے بعد سنتیں نہ ہوں بلکہ تمام فرضوں کے بعد وہ ثابت ہوں ان کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۸ و ۱۰۹ کہ ان حدیثوں میں کل صلوٰۃ نافذ موجود ہے جو ہر نماز کو شامل ہے۔

(۴) آنحضرت ﷺ کی مادت شریفہ یہی نہ تھی کہ اللھم انت السلام ومنت السلام الح پڑھتے ہوں بلکہ اور دعائیں بھی آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں دیکھو حدیث نمبر ۱۰۲ سے ۱۰۶ تک۔

(۵) دعائیں جو آنحضرت ﷺ سے فرض کے بعد ثابت ہیں وہ مقدار میں بھی اللھم انت السلام الح سے بڑھتی ہوئی ہیں بعض کم بعض زیادہ، دیکھو حدیث نمبر ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۰۸۔

(۶) فرضوں کے سامنے بعد سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سوائے اللھم انت السلام الح کے اور دعا میں بھی جو اس سے بڑی ہیں پڑھتے تھے دیکھو حدیث نمبر ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۸۔

اصل ان تمام روایات سے یہ بات ثابت نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ فرض کے بعد دعا، نہ آنحضرت ﷺ کا طریقہ اور آپ ﷺ کی سنت ہے اور اس کی مقبویت کی امید بھی زیادہ ہے اور یہ کہ للھم انت السلام الح کے قدر زیادہ مقدار کی، ماننا بھی جائز ہے اور خود سرور کو نین شفعہ امین ﷺ سے ثابت ہے۔

روایات فقہیہ ثبوت دعا بعد فرائض

(۱) قال فی شرعة الاسلام و بعنه ای المصلی الدعاء بعد المكتوبة

(انتہی کذا فی النحفة المرعونة) ۱

شرعاً اس میں ہے۔ ورنہ نیست تجھے نماز پڑھنے وادعا کو بعد نماز فرض کے

(۲) فی مفاتیح الحجاب قولہ بعد لمکتوبة ای قبل السنة انتہی

(کذا فی النحفة المرعونة ۱، والسعاه ۲)

منقح اجماعاً شرعاً نماز میں ہے بعد فرض کے یعنی سنتوں سے پہلے (اعانت)

(۳) فی نور الانصاح و ترحہ لسمی دعاء الفلاح تم بعد الفراع عن الصلوة بدعو

الامام لفسد ودمسلس رافعی ابیدیہم حد و الصدور و بطونہا مما یلی الروحہ بحسوع و سکون

بم مسحون بها و حوہیم فی احراء ای عند الفراع من الدعاء انتہی

(کذا فی النحفة المرعونة ۱، والسعاه ۳)

نماز میں دعا و سون شرعاً نہ دو افتخار میں ہے۔ پھر نماز سے (یعنی فرض سے) فارغ ہو کر نماز

۱ (ص ۱۷ طبعہ لصفہ زکات دار العرفہ سعیدہ کراچی نمبر ۳۸)

۲ ابضا

۳ (ص ۱۷ طبعہ لصفہ زکات دار العرفہ سعیدہ کراچی نمبر ۳۸)

۴ (ص ۱۷ طبعہ لصفہ زکات دار العرفہ سعیدہ کراچی نمبر ۳۸) ۵ (ص ۱۷ طبعہ لصفہ زکات دار العرفہ سعیدہ کراچی نمبر ۳۸)

پنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیں منہ کی طرف رکھیں خشوع اور سکون سے دعا مانگیں۔ پھر چینی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(۴) قد اجمع العلماء على استحباب الذكر والدعاء بعد الصلوة وجاءت فيه احاديث

كبيرة انتهى (تهذيب الادكار للرملي كذا في التحفة المرغوبة) (۱)

یعنی امامکاس پر تفق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں

(۲) آخرین حدیث کو مدحہ فرما چکے ہیں (مؤلف)

(۵) عن البستي انه قال في تفسير قوله تعالى فدا قضيت الصلوة فاذكروا الله قياماً و

فعوداً و على حبوبكم الان اي اذكروا الله تعالى وادعوا بعد الفراغ من الصلوة انتهى

فتاوى صوفيه كذا في التحفة (۲)

یعنی بستی نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہے۔ (فادا قضيت الصلوة الاية) یعنی

نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔

(۶) من فوائد هذا الحديث استحباب الذكر عقب الصلوة لايها اوقات فاضله

يرتحي فيها احابة الدعاء انتهى (عمدة الفاري شرح صحيح البخاري) (۳)

یعنی عدمہ بینی نے بیان کیا کہ حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے

کیونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔

(۷) ان الدعاء بعد الصلوة المكتوبة مسنون وكذا رفع اليدين و مسح الوجه بعد

الفراغ انتهى مسح العمام والعقائد السنية كذا في التحفة (۴)

یعنی منہج العمام اور عقائد سنیہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور ان طرح

ہاتھ نہٹا کر منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے۔

(۸) فاذا فرغت من الصلوة فارغب للدعاء الى الله تعالى فانه اقرب الى الاحابة انتهى

(كذا في التحفة المرغوبة ه غلاماً عن المبسوط)

یعنی مبسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو خدا سے دعا مانگو کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ

قریب ہے۔

الحاصل یہ روایات قہر ہیں جن سے سرحد ثبات ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون

(۱) ص ۱۷ ج ۱ ص ۱۷ ج ۱ ص ۱۷ ج ۱

(۲) ص ۱۸ ج ۱

(۳) ص ۱۸ ج ۱ ص ۱۸ ج ۱ ص ۱۸ ج ۱

(۴) ص ۱۹ ج ۱ ص ۱۹ ج ۱ ص ۱۹ ج ۱

(۵) ص ۱۸ ج ۱ ص ۱۸ ج ۱ ص ۱۸ ج ۱

مقتدی سب مل کر دعائیں اور دعائے فارغ ہوا کر ہاتھ منہ پر پھیریں۔

شرعۃ الاسلام اور مفتی اجازت کی عبارتوں (نمبر ۱ و ۲) سے یہ بات صراحتہ ثابت ہو گئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا چاہیے ورنہ یہی بہتر اور افضل ہے۔

در نور الايضاح ورائے کی شرح امد وافتاح کی عبارت (نمبر ۳) سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ دعا میں ہاتھ ٹھکانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے اور منہج لعلم اور عقائد مسیہ کی عبارت (نمبر ۷) سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہاتھ ٹھکانا اور منہ پر پھیرنا سنتوں ہے۔

اور علامہ عینی کی شرح بخاری اور مبسوط کی عبارتوں (نمبر ۶ و ۸) سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں مقبولیت کی زیادہ امید قوی سے اور یہ کہ یہ وقت دعا کے لئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے۔

فصل سوم

(فرائض کے بعد دعا کی مقدار کیا ہے)

ناظرین! فصل دوم میں وہ حد پیش آپ، خدا فرما چکے ہیں، جن میں فرائض کے بعد دعا کی دعا میں منقول ہیں ان سے فی الجملہ ان دعاؤں کی مقدار معلوم ہوتی ہے جو فرضوں کے بعد آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

پس ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں یا ان کی برابر اور دعا مانگنا جائز ہے جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کے پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت و ممانعت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

پہلے شبہ بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ اللھم انت السلام الح سے زیادہ دعا پڑھنا حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی روایت اس کے خلاف ہے ورنہ یہ ہے۔

عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا سم لم یقل الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام و منک السلام تارکت یا دا الحلال و الا کرام (رواہ ابن ماحہ کذا فی السعیة ۱ و رواہ مسلم ۲ کذا فی عیة - المسلمی)

یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر اتنا کہ اللھم انت السلام و منک السلام تارکت یا دا الحلال و الا کرام کی مقدار دعا پڑھیں۔ اٹھیں۔

جواب۔ اس شبہ کا جواب دو صریح پر ہے۔ اول یہ کہ یہ روایت ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مخالف ہے جو بخیرت آنحضرت ﷺ سے اس کے خلاف میں منقول ہیں جیسے کہ فصل دوم میں ناظرین، حفظہ

۱، ۲، ۳ ص ۲۶۱ ۲ ص ۲۶۱ (سہیل)

۲، ۳ ص ۲۶۱ ۲ ص ۲۶۱ (ط قدیمی)

۳، ۴ ص ۳۴۲ (ط سہیل)

فرما چکے ہیں اور روایات بوجودِ پنی کثرت کے صحیح بھی اس روایت سے زیادہ ہیں، لہٰذا اس کی تو صحت میں بھی کلام ہے کیونکہ ابو معویہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں انہیں ابو داؤد نے مرہیہ کہا ہے ورنہ بن معین نے کہا ہے کہ ابو معویہ عبد اللہ بن عمر سے منکر راوی ہیں کرتے ہیں پس اس روایت سے ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مقابلہ میں مستدرک کرنا اور حجت پکڑنا صحیح نہیں۔ (کدافی السحفة المرغوبۃ)

دوم۔ یہ کہ قطع نظر اس کی صحت و تعارض کے خود اس کے یہ معنی ہیں کہ نہیں بیٹھتے مگر بقدر اللہم انت السلام الخ کے یعنی اس روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ اللہم انت السلام الخ ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا پڑھا کرتے تھے خواہ وہ دعائی ہو یا اس کے علاوہ اور کوئی اور پھر مقدار سے مراد بھی حقیقی مقدار نہیں ہے بلکہ تقریبی ہے تو اس سے اگر کچھ زیادتی بھی ہو تاہم وہ تقریبی مساوات میں داخل ہوگی اور اس طرح یہ روایت ن روایتوں کے ساتھ جمع ہو سکے گی جو فصل دوم میں ہم نے ذکر کی ہیں۔

(دوسرے شبہ) جن لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت ن زشتہ روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض کے بعد صرف اللہم انت السلام الخ پڑھا کر کھڑے ہو جاتے ہوں اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر یہ دعائیں پڑھتے ہوں جو حدیثوں میں آئی ہیں۔

جواب۔ اس شبہ کے کئی جواب ہیں۔ وں یہ کہ روایت نمبر ۲ میں یہ غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ پڑھتے لا اِلهَ اِلاَ اللہ الخ (دیکھو فصل دوم کی روایت نمبر ۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے فرض کا سلام پھیرتے ہی آپ اللہم انت السلام الخ کے علاوہ اور بڑی دعائیں بھی پڑھتے تھے اور اسی روایت نمبر ۲ میں دہر کل صلوٰۃ مکتوبہ اس امر پر درست کرتا ہے کہ ہر فرض کے بعد خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں یہ لمبی دعا پڑھتے تھے اور اسی طرح روایت نمبر ۷ میں بھی تصریح موجود ہے کہ سلام پھیرتے ہی اللہم اعصر لی ما قدمت وما احرت الخ پڑھتے تھے ورنہ حدیث نمبر ۸ میں اس امر کی تصریح ہے کہ تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللہم انت السلام الخ پڑھتے تھے پس حدیث عائشہؓ الاحوالہ ان روایات کے معارض اور مخالف ہے ورنہ اسے کتنا پڑے گا کہ یہ روایات ہوجا اپنی کثرت اور قوت صحت کے حدیث عائشہؓ سے راجح ہیں ورنہ قبیل ٹل ہیں۔

دوم یہ کہ فصل اول میں ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نو، فل مکان میں پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی گھر میں پڑھنے کا ہی ارشاد فرماتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے پس دعاؤں کی یہ روایت جن میں رسولی آپ کی عادت شریفہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نماز فرض سے فارغ ہوتے تو یہ دعا میں پڑھتے یا یوں بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ دعائیں پڑھتے ہوئے سنتے تھے (دیکھو روایت نمبر ۳) یا یوں کہتے ہیں کہ جب آپ ہمیں نماز پڑھاتے تو یہ دعا پڑھتے (دیکھو روایت نمبر ۶) یہ دلائل واضح ہیں اس

امر پر کہ آپ سنتوں سے پہلے یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے پھر مکان میں تشریف لے جاتے اور سنتیں پڑھتے۔
 سوم یہ کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا یہ مطلب یہنا کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے صرف
 اللھم انت السلام الح پڑھ کر کھڑے ہو جاتے تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ یہ نہیں فرماتی
 ہیں کہ یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ وہ یہ فرماتی ہیں کہ تین مقدمہ رکی دعا پڑھتے تھے۔

(تیسرا شبہ) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
 درست نہیں ہے۔ اس لئے یہ نہیں کرنا چاہیے اور دلیل میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ ذکر المسح
 عند الحق المحدث الدہلوی فی سرحہ علی الصراط المستقیم لہا میں دعا کہ ائمہ مساجد بعد از سلام
 نماز میکنند و مقتدیان آمین آمین میگویند چنانکہ الآن در دیدار عرب و عجم متعرف است از عادت پیغمبر ﷺ بود
 ۱۱۰۰ میں باب بیست و نہ میں ہے کہ است مستحسن انتہی (کذا فی القحط مرغوبہ) یعنی شیخ محدث
 دہلوی نے شرح صراط مستقیم میں دریافت کیا کہ یہ دعا مسجدوں کے امام نماز کے سلام کے بعد کرتے ہیں
 اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں کیا کہ ان کلید عرب و عجم میں متعرف ہے آنحضرت ﷺ کی عادت یہی
 نہ تھی اور اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور یہ بدعت مستحسنہ ہے نہیں۔

جواب۔ اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ حضرت شیخ محدث دہلوی کی مراد یہ ہے
 کہ نفس دعا آنحضرت ﷺ سے سلام نماز کے بعد ثابت نہیں تو اس کے جواب کے لئے حدیث نمبر ۲۰ نمبر
 ۷ و نمبر ۸ مدخلہ ہوں کہ ان سے سلام کے بعد دعا گنا ثابت ہوتا ہے کی وجہ سے علامہ فتح محمد شطاری نے
 فتوح اوراد میں لکھا ہے کہ شیخ عبد الحق نے اس دعا کو بدعت اس لئے کہہ دیا ہے کہ ان کو ان حدیث کی
 اطلاع نہ ہوئی جو اس باب میں مروی ہیں۔

دوم یہ کہ شیخ ابن مراد یہ ہو کہ ہاتھ اٹھانا اور آمین آمین گنا ثابت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ
 حدیث میں اس کا ذکر نہ ہونا اس دعا میں آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہاتھ نہیں
 اٹھاتے تھے کسی شے کا ذکر نہ ہونے کا عدم الثبوت لا یستلزم ثبوت العدم
 و ہذا طاہر جداً بیا کہ روایت یہ ثابت نہیں ہو کہ ہاتھ اٹھاتے تھے انی طرح یہ بھی کسی روایت
 میں نہیں کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ورنہ جب کہ اس کا ناظر کیا جائے کہ ہاتھ اٹھانا مطلق دعا کے آداب میں
 سے ہے تو ہاتھ اٹھانے کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

عن لسائب بن برد عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ اذا دعا رفع يديه و مسح وجهه

(رواہ ابو داؤد)

سابع ابن یزید اپنے والد برید سے روایت کرتے ہیں میں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا
 مانگتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے ورنہ ہاتھ پھیرتے تھے۔

و عن ابن عباسؓ ان رسول الله ﷺ قال المسئلة ان ترفع يديك حدود مكيبك او نحو هما (رواه ابو داؤد) ۱

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعاء) یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ موٹھوں تک یا ان کے قریب تک اٹھائے۔

ان من اداب الدعاء رفع يدين (حصن حصص) ۲

علامہ ابن جزری حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعائیں سے ہے۔ غرض کہ یہ روایات اس بات پر دلیل واضح ہیں بالخصوص پہلی روایت کہ آنحضرت ﷺ دعاء مانگنے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہ اپنے عموم کی وجہ سے فرضوں کے بعد کی دعاء کو بھی شامل ہے ورنہ راجح ہے مولانا عبدالحی لکھنوی سعاہ میں بعد اس بیان کے کہ اس دعائیں ہاتھ اٹھانا صراحتہ ثابت نہیں تحریر فرماتے ہیں۔

الا انه لما ندب اليه في مطلق الدعاء استحبه العلماء في خصوص هذا الدعاء ايضاً ۳

یعنی چونکہ مطلق دعائیں ہاتھ اٹھانے کو فرمایا گیا ہے تو علمائے خاص اس دعاء (یعنی فرضوں کے بعد کی دعاء) میں بھی ہاتھ اٹھانے کو مستحب کہا ہے۔

سوم یہ کہ شیخ کا یہ کہنا کہ یہ بدعت مستحسنہ ہے اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ بدعت کا اطلاق باعتبار معنی غوی کے شیخ نے اس پر کیا ہے لیکن مستحسنہ کہہ کر بتادیا کہ یہ بدعت شرعیہ نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں ثابت ہے اور وہ اصل یہی احادیث ہیں جن سے مطلق دعائیں رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چہارم یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعائیں مانگنے کا عدم جواز بھی اسی قوس سے اور اسی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت نہ ہونا اس سے زیادہ اظہر ہے پس معترض کا سنتوں کے بعد اجتماعی دعاء کو جائز کہنا اور فرضوں کے بعد کی دعاء کو ناجائز کہنا تصسف و تحکم ہے۔

پنجم یہ کہ روایت فقہیہ مذکورہ فصل دوم سے خاص اس دعاء میں بھی رفع یدین ثابت ہے دیکھو روایات فقہیہ نمبر ۳ و نمبر ۷۔ اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع سے عدم رفع لازم نہیں اور یہ کہ انہوں نے رفع یدین کو راجح سمجھا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد اللهم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور دلیل میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

ان كان بعد الفريضة تطوع يقوم الى التطوع بلا فصل الامقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ ويكره تاخير السنة عن حال اداء الفريضة باكثر من نحو ذلك القدر انتهى (کذا فی

(۱) کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء ۱ ۲۱۶ طامہ ادبیہ ملتان

(۲) (آداب الدعاء) ص ۳۹ ص ۳۹ کما فی

(۳) (باب صفة الصلوة ۲ ۲۵۸ سہیل)

شرح السیة للحلی (۱)

ترجمہ یعنی اگر فرض کے بعد سنتیں ہوں تو سنتیں پڑھنے کے لئے بغیر تاخیر کھڑا ہو جائے ہاں بقدر اللہ انت السلام الح کے ناخیر جائز ہے اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا فرض و سنت کے درمیان میں مکروہ ہے اور اسی کے قریب قریب بعض ورکناؤں میں بھی مذکور ہے۔

جواب - اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ یہ عبارتیں معارض ہیں فقہ کی دوسری عبارتوں سے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فرائض کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھنا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔

وینسحب له ای لایام بعد السلام ان یتستغفر الله ثلاثا ویقرأ ایه الكرسی و الموعودات و یقول اللهم انت السلام و ملک السلام تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام و یقول ما ورد بعد کل صلوة مکتوبہ و هو لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر اللهم لا ماع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذا الجند ملک الحد الی قوله نم یدعو ای الامام لنفسه و للمسلمین من الادعیة الجامعة المانورة رافعا یدیه حذاء صدره جاعلا باطن الکف مما یلی وجهه بحسز ع و سکوت و یمسح بهما وجهه فی اخره ای فی اخر الدعاء (مواهب الرحمن و شرحه الرمان کذا فی التحفة) ۲

ترجمہ یعنی ما کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھے و آیت سحریٰ اور معوذات پڑھے اور پھر کے اللهم انت السلام و ملک السلام تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام پھر یہ الفاظ پڑھے جو ہر فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں یعنی لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر اللهم لا ماع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذا الجند ملک الحد (الی قوله) پھر ام پنے سئے اور مسلمانوں کے سئے ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی دعا مانگے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھ کر اور ہتھیلیاں منہ کی طرف کر کے خشوع و سکوت کے ساتھ پھر فارغ ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرے۔

اس عبارت سے صریحہ معلوم ہو گیا کہ ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی سی دعا پڑھنا اور اذکار ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس عبارت میں سلام کے بعد ہی اذکار و ادعیہ کا پڑھنا بصراحت مذکور ہے۔

و فی شرح منظومة ابن وهان للعلامة الشر نبالی انه ذکر شمس الانمة یعنی الحلوانی جواز تاخیر السیة بعد الفرض للاشتغال بالدعاء والورد انتهى (کذا فی التحفة) ۳

(۱) (صفحة الصلاة ص ۳۴۱ ط سهیل)

(۲) (ص ۲۸ ط لجنة التصیف کراچی نمبر ۳۸)

(۳) (ص ۳۰)

وفی الذخيرة والمحیط الیهانی ویکرہ لہ تأخیر التطوع عن حال اداء الفریضة الی قوله . قال
الامام شمس الائمة الحلوانی ہذا اذا لم یکر من قصدة الاشتغال بالدعاء الح انتہی مختصراً
(کدافی التحفة باختصار) (۱)

ترجمہ . یعنی علامہ شرنبداں نے شرح منظومہ ابن وہبان میں ذکر کیا ہے کہ شمس لائمتہ حوالی نے
فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا اور ذکر میں مشغول نہ ہو جس سے سنت کی تاخیر جائز ہے۔
یعنی ذخیرہ اور محیط میں ہے کہ فرض سے سنتوں کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (الی قوله) امام شمس لائمتہ
حوالہ نے فرمایا کہ یہ تاخیر جب مکروہ ہے کہ جب اس کا راہ دعا مانگنے کا نہ ہو یعنی دعا مانگنے سے جو تاخیر ہو وہ
مکروہ نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اگر اس تعرض سے قطع نظر کی جائے تاہم ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ
اللہم انت السلام کے علاوہ اور دعا مکروہ ہے کیونکہ ان عبارتوں میں بھی اتنی مقدار کی تصریح ہے نہ
بالخصوص ان الفاظ کی۔ اور یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ دعا یعنی اللہم انت السلام کی حقیقی مقدار کے
مساوی ہونا شرط ہے بلکہ اس سے تقریبی مساوات مراد ہے یعنی ہم خواہ اللہم انت السلام پڑھے یا کوئی
اور دعا جو تقریباً اس کے مساوی ہو یا اللہم انت السلام کے ساتھ کوئی چھوٹی اور دعائیں پڑھے جو
احادیث میں وارد ہوئی ہیں یہ سب جائز و درست ہیں۔

حقیقی مساوات مراد نہ ہونے اور تقریبی مقدار مراد ہونے کے لئے یہ درکل ہیں۔

ان ما فی صحیح مسلم ۲۱

عن عائشة ان رسول الله ﷺ کان اذا صلى لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت
السلام و ملك السلام الخ يفيد ان ليس المراد انه كان يقول ذلك بعينه بل كان يقعد زمان يسع
ذلك المقدار و نحوه من القول تقريباً فلا ينافي ذلك ما في الصحيحين عن المغيرة انه ﷺ كان
يقول في دبر كل صلوة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ
قدير اللهم لا مانع لم عطي ولا معطى لما سعت ولا ينفع ذا الجند منك الجند وكذا لا ينفذ
ماروى مسلم وغيره عن عبد الله بن الزبير كان رسول الله ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته
الا عني لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول
ولا قوة الا بالله ولا بعد الا اياه له العمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له
الدين ولو كره الكافرون لان المقدار المذكور في حديث عائشة يعتد به من حيث التقريب
والتحميس دون التحديد الحقيقي انتهى (كبير شرح منية للحلبی) ۳

(۱) ص ۳۰ ۳۱ ط لحة التصنیف کراچی .

(۲) باب اسحب الید المکر بعد الصلوة ۱ ۲۱۸ ط فسمی (۳) (صفة الصلوة ص ۳۴۲ ط سهیل)

ترجمہ: امامہ حبشی ثرمیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے حد نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار کہ اللھم انت السلام الخ پڑھیں اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ خاص یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ تنہا پڑھتے تھے جس میں یہ دعایا تنہا ہی ہوئی اور ذکر پڑھا جاسکے اور اس سے بھی تقریبی مقدار مراد ہے اور اس سورت میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی جو بخاری اور مسہم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھارتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ الح اور اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت اس روایت کے خلاف نہ ہوگی جو صحیح مسہم وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو بآواز بلند یہ دعا پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحسد وهو علی کل شئی قذیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ العمدۃ ولہ الفصل ولہ النساء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کره الکفرون (اور حضرت عائشہؓ کا ان حدیثوں کے مخالف نہ ہونا) اس لئے ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں مقدار سے مراد تقریبی اور تخمینہ مقدار ہے نہ حقیقی۔ نتیجہ۔

اور فتح القدیر میں ہے ومقصر العارۃ ح ان السیۃ ان یفصل بدکر قدر ذلک وذلک یکون تقریباً فعدیرید قلیلاً وفدیفص فللأ الح کذا فی السعیۃ ۱

یعنی امامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مقصد یہ ہے کہ فرض و سنت میں فصل کیا جائے کسی ذکر و دعا کے ساتھ جو مقدار اللھم انت السلام الخ کے ہو یہ مساوات تقریبی ہے پس بھی کم ہو جائے بھی اس سے زیادہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

و فی فیاوی الححہ الامام اذا فرغ من الطھر والمغرب والعشاء یسرع فی السنۃ ولا یسئل نادعیۃ طویۃ انھی (کذا فی السعیۃ) ۲

یعنی فتاویٰ حجتہ میں ہے کہ امام جب ضرر و مغرب و عشاء کی نماز سے فارغ ہو تو لمبی لمبی دعا نہیں نہ کرے اور سنت میں مشغول ہو جائے۔

و فی حراۃ الفقہ عن النقالی الا فضل ان یستعل بالدعاء ثم بالسنۃ الخ

(کذا فی السعیۃ) ۳

بخزانہ الفقہ میں ہے کہ بقول نے فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ (فرض کے بعد) دعائیں مشغول ہو پھر

منتیں پڑھے۔

۱، (ماہ صغہ الصلاۃ ۲ ۲۶۲ ص سہیل)

۲، ۲۶۱

۳، ایضاً

ور شعة للمعات (۱) میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں
 باید دانست کہ تعجیل سنت منافی نیست مرخوندن آیت الکرسی و امثال آں را چنانکہ در حدیث صحیح
 وارد شدہ است کہ بعد از نماز فجر و مغرب دوبار لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد
 و هو علی کل شئی قدير حواہ (کدافی النحوة) (۲)
 ترجمہ یعنی چنانچاہیے کہ سنتوں میں جدی کرنے کا حکم اس کے مخالف نہیں ہے کہ آیت
 الکرسی اور اس جیسی دعائیں (سنت سے پہلے) پڑھ لی جائیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فجر اور مغرب
 کی نماز کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ الح پڑھے۔
 ان عبارتوں سے یہ مورد بصر احت ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت عائشہ کی روایت اور فقہاء کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فرضوں کے بعد
 سنتوں سے پہلے بالتخصیص اللہم انت السلام الح ہی پڑھنا چاہیے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا بھی ہو جائز ہے۔
 (۲) مقدمہ سے مراد بھی تقریبی و تخمینی مقدار ہے جس میں تھوڑی سی کمی و بیشی کا کوئی مضائقہ
 نہیں ہے۔

(۳) علامہ حلبي کی شرح منیہ کی عبارت اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی اشعة للمعات کی
 عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد و هو علی
 کل شئی قدير ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن
 لا الہ الا اللہ محلیصین لہ الدین ولو کرہ الکفر و نیا دوسری دعا جو مغیرہ بن شعبہ کی روایت میں ہے یا
 آیت الکرسی یا لا الہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد و هو علی کل شئی قدير دس بار۔ یہ سب اس
 تقریبی مقدار میں داخل ہیں وراتنی بڑی دعائیں پڑھنے سے سنتوں کی تعجیل کے حکم کی مخالفت لازم نہیں
 آتی۔

(۴) اور فتاویٰ حجتہ کی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ لمبی لمبی دعائیں مکروہ ہیں پس کبیری اور شرح
 مشکوٰۃ کی عبارتوں کے ساتھ ملانے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لمبی دعاؤں سے وہ دعائیں مرد ہیں جو
 مغیرہ اور عبد اللہ بن زبیر کی روایت کی ہوئی دعاؤں اور آیت الکرسی لا الہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد
 و هو علی کل شئی قدير دس بار سے زیادہ لمبی ہوں۔

(۵) ذرا غور کرنے سے انہیں عبارتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ بڑی بڑی دعائیں
 جو تقریبی مقدار میں داخل کی گئی ہیں ان کے داخل کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ دعائیں صحیح حدیثوں
 سے ثابت ہیں پس احادیث میں تطبیق دینے کے خیال سے حضرت عائشہ کی حدیث میں مقدار سے تقریبی

(۱) (باب الدکر بعد الصلوة ۱۸۱ ص مکتبہ رصویہ سکھ پور پاکستان)

(۲) (ص ۱۰۴۰ ط لحة الصنف کراچی مصر ۳۸)

اور تخمینہ مقدار مردلی اور بان دعاؤں کو جو صحیح طور پر آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوئیں اس تقریبی مقدار میں دخل رکھا پس فقہ کی وہ روایتیں جن میں بڑی دعاؤں کی کراہت مذکور ہے وہ بھی اس معنی پر اِمحاضہ محمول کی جائیں گی کہ ادعیہ منقولہ اور اذکار ماثورہ سے زیادہ لمبی دعاؤں مکروہ ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ حکم فقہی احادیث صحیحہ کے خلاف ہو۔

تکملہ مفیدہ

یہ بھی بتادین ضروری ہے کہ یہ کلام انہیں فرائض کے بعد دعا مانگنے کے متعلق ہے جن کے بعد سنتیں ہیں اور جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد دعا مانگنا اور ذکر طویل اتفاقاً جائز ہے۔
نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ فقہاء نے دعیہ سویدہ کو جو مکروہ کہا ہے اس کراہت سے مرد بھی کراہت تنزیہی ہے جس کا مرجع خلاف اولیٰ ہے فتح قدیر میں ہے۔

قولہم یکرہ التاحیر الطویل للسنة عن الفرص مراد ہم بها الکراہیة التزیہیة الی مرجعہا الی حلاف الاولیٰ انتہی (کذا فی التحفة) ۱۱
اور دعیہ سویدہ سے اوّل دعاؤں مراد ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت شدہ دعاؤں سے بڑی ہوں۔

حاصل

احادیث صحیحہ و روایات فقہیہ سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا اور ادعیہ ماثورہ کی مقدار تک دعاؤں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ اس وقت دعا مانگنا افضل ہے اور اس دعا میں مقبویٰ کی زیادہ مید ہے۔
(واللہ اعلم و علمہ ام و احکم)

کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ الی ما یتمنناہ مدرس اول و مفتی
مدرسة العالیہ عربیہ امبیہ دہلی

جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ

الصحائف المرفوعہ

فی جواب

اللطائف المطبوعہ

ماخوذ از مجموعہ نفائس مرغوبہ مرتبہ حضرت مفتی اعظمؒ مطبوعہ ۱۳۴۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلیٰ العظیم

و نصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

المابعد۔ نفائس مرغوبہ کے طبع ثانی کے وقت بعض احباب رنگون نے میرے پاس ایک رسالہ بھیجا۔ جس کا نام اللطائف المطبوعہ فی جواب نفائس امر مرغوبہ ہے۔

یہ رسالہ جناب مولانا مووی مشتق عبد الباری صاحب مرحوم و مغفور کی جانب سے منسوب ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ مووی محمد یعقوب صاحب نے حضرت مولانا عبد الباری صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد ان کے مسودات میں سے کچھ تحریرات نکالیں اور خود انہیں ترتیب دیکر لطائف المطبوعہ کے نام سے رسالہ بنا کر شائع کر دیا میرا خیال ہے کہ اگر مولانا عبد الباری صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو وہ اس کو اس صورت میں شائع کرنا ہرگز پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ اس کی موجودہ ترتیب اور صورت ان کے مرتبہ علم اور فقاہت کے خلاف ہے۔

بہر حال اب کہ رسالہ ان کے بعد ان کے نام سے شائع کر دیا گیا اور ناواقف حضرات کے لئے ایک اشتباہ کا موقع پیدا ہو گیا کہ یہ مولانا مرحوم کے خیالات ہیں اس لئے رفع اشتباہ کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ رسالہ کے مضامین کا مختصر جواب بھی شائع کر دیا جائے تاکہ طالبین حق کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے اور جو اشتباہ کہ پیدا ہو گیا ہے وہ رفع ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلنت والیہ انیب۔

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ

شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ

واضح ہو کہ اصل مسئلہ جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ بعض اطراف ہندوستان میں معمول یہ ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے سلام کے بعد امام اور مقتدی اللہم انت السلام کے علاوہ بھی ایک دو مختصر ماثور دعائیں باتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں اور دعا سے فارغ ہو کر سنتیں نہیں پڑھتے ہیں پھر ہر شخص اپنی اپنی دعائیں مانگتا ہے اور اٹھ کر چلا جاتا ہے کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ یعنی سنن و نوافل سے فارغ ہونے کے بعد سب اجتماعی طور پر دعائیں مانگنے کے لئے انتظار نہیں کرتے۔

اس کے خلاف بعض مقامات (مثلاً ہر گجرات وغیرہ) میں یہ رواج ہے کہ فرض نماز کے بعد سلام کے بعد امام اور مقتدی صرف اللہم انت السلام الخ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتیں

نفلیں پڑھ کر امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگتے ہیں اور اس رواج کی بھی مختلف مقامات میں مختلف صورتیں ہیں۔

کسی جگہ تو اللھم رب السلام الح پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور کہیں نہیں اٹھاتے اور کسی جگہ سنن و نوافل کے بعد امام زور سے غاتحہ کہہ کر صرف ایک بار مقتدیوں کے ساتھ دعا مانگتے ہیں اور کسی جگہ ایک بار دعا ختم کر کے درمنہ پر ہاتھ پھیر کر پھر دوسری بار الفاتحہ کہہ کر دعا مانگی جاتی ہے اور کسی جگہ دوسری دعا ختم کر کے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر تیسری مرتبہ امام الفاتحہ کہہ کر دعا مانگتا ہے پھر سنن و نوافل کے بعد اس مردع کا کہ اس قدر ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی امام سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنے کے لئے نہ بیٹھے اور پہلے ہی ٹھہر کر چلا جائے تو نہیں مگر دعا نہ مانگے تو امام کو برا بھلا کہنا امامت سے معزوں کر دینا اور ایک جھگڑا فساد برپا کر دینا مسلمانوں میں نا امانی اور پھوٹ ڈال دینا سب و شتم کرنا یہ معمولی باتیں جو پیدا ہو جاتی ہیں اور بیسیوں مثالیں اس کی موجود ہیں نفائس امر خوبہ میں یہ لکھا گیا تھا۔

دوسرے طریقہ کا احادیث و فقہ سے ثبوت نہیں ہے یعنی کسی حدیث یا آثار صحابہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ یا صحابہ کرام یا ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں لوگ سنن و نوافل کے جماعی دعا کے لئے بیٹھے انتظار کیا کرتے تھے ورنہ جب خود حضور نور و تہمت مقتدی سنن و نوافل سے فارغ ہو جاتے تھے تو سب مل کر دعا مانگتے تھے پھر دعا کا طریقہ بھی یہی ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ زور سے الفاتحہ فرماتے اور تمام مقتدی حضور کے ساتھ دعا میں شریک ہو جاتے پھر صرف ایک مرتبہ دعا فرماتے یہ دو دو تین تین مرتبہ دعا کرتے ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے قاعدہ کے موافق ہمیں اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے اور جو وہ کہ اس طریقہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم تھا کہ وہ ان باتوں کا ثبوت پیش کرتے ورنہ روایت بیان کرتے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن و نوافل کے بعد تمام صحابہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دعا مانگتے تھے حضور غاتحہ فرما کر دعا شروع کرتے تھے اور ایک بار دعا مانگتے تھے یہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ مگر ہم نے ان خیال سے کہ عوام عام منظرہ کے اس قاعدے سے واقف نہیں ہوتے کہ ثبوت پیش کرنا کس کے ذمہ ہوتا ہے وہ تو ہر فریق سے خواہ مدعی ہو یا منکر دلیل پیش کرنے کے منتظر رہتے ہیں تھو عا پنی طرف سے دلائل بھی پیش کر دیئے تھے جن میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نوافل کو گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور گھر میں پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ فرمایا ہے اور خود بھی عام طور پر حضور اکرم ﷺ نوافل گھر میں پڑھتے تھے اس کے لئے نفائس مرغوبہ کے صفحہ ۳ میں حضرت عبداللہ بن سعد کی حدیث در صفحہ ۴ میں حضرت عائشہ کی حدیث پیش کی یہ حدیثیں نہایت صاف و صریح اور صحیح ہیں۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ عام طور پر سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے ورنہ چونکہ صحابہ کرام کو بھی گھروں میں سنن و نوافل پڑھنے کی ترغیب دی تھی اور صحابہ کرام حضور کی ترغیب پر دل و جان

سے عمل کیا کرتے تھے اور انھیں در بہتر صورت کو ہی اختیار کرتے تھے تو ضرور ہے کہ وہ بھی عام طور پر سنن و نوافل گھروں میں ہی جا کر پڑھتے ہوں گے۔

پس اس سے سنن و نوافل کے بعد جماعتی دعا کا حضور انور ﷺ کے اور صحابہ کرام کے زمانہ میں رواج نہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

لطائف مطبوعہ کا مضمون

لطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں روز روشن و واضح ثبوت کا جواب دیا گیا ہے کہ جو حدیثیں نفاس مرغوبہ میں پیش کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ سنتیں مکان میں پڑھی ہیں کبھی باہر مسجد میں نہیں پڑھیں نہ سفر میں نہ حضر میں پس ممکن ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی فرض کے بعد اسی جگہ سنتیں پڑھی ہوں اور سنتوں کے بعد دعا مانگی ہو۔

اس مضمون کا جواب

مجھے حیرت ہے کہ مولانا عبد الباقی مرحوم جیسے فاضل ایسا کمزور اور بود جواب کیسے لکھ سکتا تھا میں نے تو وہ حدیثیں پیش کی ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ ثابت ہوتی ہے کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھا کرتے تھے اور ان کو افضل فرماتے تھے اور اسی بناء پر صحابہ کرام کا گھروں میں جا کر سنتیں پڑھنا عاب اور راجح بتایا تھا۔ وان کا فرض یہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتے جس سے حضور ﷺ کی عادت شریفہ ثابت ہوتی کہ سنن و نوافل مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرام بھی سنن و نوافل مسجد میں دیکھتے تھے نہوں نے کوئی ایسی روایت تو پیش نہیں کی صرف یہ کہہ دیا کہ ممکن ہے کبھی آپ نے سفر میں یہ حضر میں مسجد میں بھی سنتیں پڑھی ہوں۔

میں نے یہ سب کہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ساری عمر میں کبھی مسجد میں سنن و نوافل نہیں پڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ گھر میں پڑھنے کی تھی اس عادت کے خلاف کوئی روایت پیش نہیں کی نہ کر سکتے تھے۔

ب میں کہتا ہوں کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں یہ حضر میں سنتیں باہر پڑھ لی ہوں اور ان کے بعد دعا بھی مانگی ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہو گا کیا اس سے حضور ﷺ کے زمانے میں اس روایت دعا کے رواج کا ثبوت ہو جائے گا ہرگز نہیں اور جب کہ یہ ثابت ہے کہ عادت شریفہ آنحضرت ﷺ کی یہی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں جا کر پڑھتے تھے اس لئے روایتی دعائے ثانیہ یعنی سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہونا روز روشن کی طرح ثابت رہے گا۔

لطائف مطبوعہ کا مضمون

اسی صفحہ ۱۰ میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ممکن ہے حضور ﷺ گھر میں سنن و نوافل کے بعد دعا

مانگ لیا کرتے ہوں۔

جواب۔ یہ قول پہلے قول سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے میں کہتا ہوں کہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ غالب ہے کہ آپ گھر میں سنتوں و نوافل سے فارغ ہو کر دعا مانگتے ہوں گے مگر اس سے اجتماعی دعا جو سنتوں اور نفلوں کے بعد مسجد میں خاص ہتمام کے ساتھ رواج پذیر ہے وہ تو ثابت نہیں ہوئی۔

کاش مولا ان عبد باری مرحوم ورنہ ان کے ہم خیال علماء کی تعلیم دیتے کہ امام اور مقتدی گھر میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھا کریں اور سنن و نوافل کے بعد دعا مانگا کریں تو یہ ایک طریقہ مسنونہ کی تعلیم بھی ہو جاتی اور سارا بھگڑ ہی ختم ہو جاتا مسلمان بھی اتفاق و اتحاد سے رہتے اور کوئی ناگوار قصہ ہی پیش نہ آتا۔

لطائف مطبوعہ کا مضمون

تیسرے جواب طائفہ مطبوعہ صفحہ ۱۰۱ میں یہ دیا گیا ہے کہ جب کہ حدیث قولیہ سے دعا بعد سنت کا ثبوت ہو گیا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے تو اس پر عمل کرنا چاہیے گوہ آپ کے فعل سے اس کا ثبوت نہ ہو۔

اس مضمون کا جواب

۱۔ طائفہ مطبوعہ میں چار قولی حدیثیں بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) حدیث سنن۔ ما من عبد سبط کفیه فی دہر کل صلوٰۃ الخ

کوئی بندہ ایسا نہیں جو ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلائے الخ

(۲) حدیث فضائل عباد۔ الصلوٰۃ تخشع و تضرع و تمسک تم تقنع بدیل الخ

کمال نماز خشوع، رخصوع اور عزیزی ہے پھر دونوں ہاتھوں کو ٹھائے۔

(۳) حدیث ابی امامہ۔ ے الدعاء اسمع قال حوف اللیل ودبر الصلوات المکتوبہ

کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے فرمایا آخر شب کی اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔

(۴) حدیث معاذ۔ ما معاد الا تدع ان تقول فی دہر کل صلوٰۃ

۔ معاذ ابرئمت چھوڑ اللہم اعی الخ کا منابر نماز کے

میں نے بقدر ضرورت ان حدیثوں کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں جو طائفہ مطبوعہ کے صفحہ ۵

صفحہ ۶ میں مرقوم ہیں تا ضرر بن طائفہ مطبوعہ میں ان حدیثوں کو پوری عبارت کے ساتھ مکرر کر

پڑھیں اور دیکھیں کہ ان حدیث میں اس کی تصریح کہاں ہے کہ لوگ سنن و نوافل مسجد میں پڑھیں اور پچ

سب مل کر دعا مانگیں جو پہلے فارغ ہو جائیں وہ دوسروں کے فارغ ہونے تک بیٹھے انتظار کیا کریں۔

بلکہ ان حدیثوں پر عمل کرنے کی بہتر اور افضل صورت یہی ہے کہ فرضوں سے فارغ ہو

مختصر دعا مانگی جائے اور حدیث بہر بدن سعد و حدیث کثر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بموجب سنن و نوافل

گھروں میں جا کر پڑھیں اور دعا بھی فرانت کے بعد دعا مانگی جائے۔

پس ان قولی حدیثوں میں اور حضور کرم اللہ وجہہ کے اس فعل میں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑے

تھے اور مسجد میں اجتماعی دعا حضور کرم اللہ وجہہ کے فعل سے ثابت نہیں کوئی تعارض اور مخالفت نہیں ہے۔

دونوں باتیں یعنی قول و فعل باہم مطابق و موافق ہیں۔

تنبیہ (۱)

یہاں پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ حضور کرم ﷺ اور صحابہ کرام کی عادت شریفہ اور اکثری طرز عمل تو یہی تھا کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ سے احیاناً یہ بھی ثابت ہے کہ مسجد میں بھی آپ نے سنن و نوافل پڑھی ہیں اس لئے اگر وہ فرضوں کے بعد سنتیں نقلیں مسجد میں پڑھ لیں تو یہ ناجائز یا مکروہ نہیں ہے مگر سنن و نوافل کے بعد دعائے اجتماعی کا مروجہ طریقہ ہرگز ثابت نہیں ہے اس لئے اس کا التزام یقیناً راقی ترک ہے۔

تنبیہ (۲)

یہ بھی واضح رہے کہ فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت نے ان فرضوں کے بعد جن کے بعد سنتیں ہیں دعا کو مکروہ کہا ہے اسی جماعت نے ان احادیث کی تاویل کی ہے جن میں لفظ دبر الصلوات المکتوبات اور اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ ان سے مراد سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنا ہے۔

مگر خود فقہاء مختلفین حنفیہ نے یہ دیکھ کر کہ اور تو کراہت یک حکم شرعی ہے اس کے لئے کوئی دلیل درکار ہے اور احادیث و آثار میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان میں دعا مکروہ ہے۔ دوم کہ لفظ دبر الصلوات المکتوبات کے ظاہری اور متبادر معنی یہی ہیں کہ فرض کا سلام پھیرتے ہی وہ اذکار پڑھے جائیں جن کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ان ظاہری اور متبادر معنی کو چھوڑ کر سنن، نوافل کے بعد کا وقت مراد لیا جائے یہ تصریح کی کہ فرض نماز کے سلام کے بعد ہی دعا مانگنا بہتر اور افضل ہے اور یہی راجح اور صحیح ہے۔

اور اسی صورت میں تمام احادیث اپنے ظاہری اور متبادر معنی پر محمول ہو سکتی ہیں اور حدیث ابی امامہ جو نفائس مرغوبہ کی فصل دوم میں نمبر ۳ پر مرقوم ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی امامۃؓ انه قال ما دوت من رسول اللہ ﷺ فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ ولا تطوع الا سمعته یقول اللہم اغفر لی ذنوبی و خطایای کلہا اللہم انعم علی و اجبرنی و اھدنی لصالح الاعمال والا حلاق انه لا یھدی لصالحہا ولا یصرف سینہا الا انت۔ (اخرجه ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ کذا فی التحفۃ المرعوبہ) ۱

(ترجمہ) ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ سے قریب ہوا تو ہر نماز فرض اور نفل کے بعد حضور

کرم ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ اللہم اغفر لی ذنوبی الح

اس حدیث میں فقہ تک ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد بھی اور نفل نماز کے بعد بھی حضور اکرم ﷺ یہ

دعا پڑھتے تھے اور اس میں لفظ دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ سے اس کے ظاہری اور متبادر معنی ہی مراد ہیں کہ

فرض کے بعد متصل دعا پڑھتے تھے کیونکہ اگر در کل صدقہ مکتوبہ میں یہ معنی مراد نہ ہوتے دروہی تاویلی معنی مراد ہوتے کہ نوافل کے بعد دعا پڑھتے تھے تو پھر آگے ولا نطوع فرمانے کی ضرورت نہ ہوتی اور فرضوں اور نفلوں دونوں کی تصریح نہ کی جاتی۔

علامہ عینی کی وہ عبارت جو نفاس لہر غوبہ کے صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے اور جس میں نبی نے حضرت عائشہؓ کی حدیث میں بعد الا مقدار ما بقول اللہم انت السلام الخ کے معنی بتائے ہیں پڑھئے اور دیکھئے کہ علامہ نے اس حدیث کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدير اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معصی لما معنت ولا ینفع ذا الجند منک الحد

اور صحیح مسلم کی اس دعا کو

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدير ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا بعد الا بایہ لہ العزۃ ولہ الفصل ولہ التواء الحسن لا الہ الا اللہ محلص لہ الدین ولو کرہ الکھرون

یہ فرما کر کہ یہ دعا میں بھی اللہم انت السلام کے ساتھ تخمیناً در تقریبی مقدار میں برابر ہیں اس لئے ان دعاؤں کی حدیثوں اور حدیث عائشہؓ میں کوئی منافقہ نہیں ہے یعنی فرضوں کے بعد متصدیہ دعائیں اسی طرح پڑھی جاسکتی ہیں جس طرح اللہم انت السلام الخ

اس سے صاف معلوم ہوا کہ علامہ عینی بھی فرض و سنن کے درمیان اللہم انت السلام کے سوا دوسرے ذکر و ادعیہ کی راہیت کے قائل نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ جب صحیح و صریح روایت حدیث موجود ہیں تو محققین منصفہ کراہت کے قائل کیسے ہو سکتے تھے ان وجہ سے امام شمس، امام حوائی نے کراہت کی روایت کو قبل عمل نہیں سمجھا اور ان وجہ سے علامہ ابن ہمام نے بھی تقریبی مقدار میں ان دعاؤں کو داخل کرنے سے اکتاناف نہیں کیا اور کسی بناء پر منشیخ البجانات میں قبل السنۃ کی تصریح کر دی جتنی ذکر ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھے جائیں۔

اور اسی عانت حضرت امام لسنہ شاہوں رحمہ صاحب محدث دہلوی نے یہ فرمایا والا ولی ان باتی بھدہ الا ذکر فی الرواۃ الخ (نجات اللہ الباعذ) یعنی بہتر اور افضل یہ ہے کہ ان اذکار ماثورہ کو سنن راتبہ سے پہلے پڑھے۔

پس حاصل یہ ہے کہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان دعائے مانگنے کو مکروہ کمن قوی اور رائج نہیں بلکہ فقہاء محققین کی تصریح کے موافق رائج یہی ہے کہ سنتوں سے پہلے اذکار و ادعیہ ماثورہ پڑھی جائیں اور یہی قول ظاہر حدیث کے موافق ہے ہاں بہت زیادہ تفصیل کرنا غیر ماثور اذکار و ادعیہ پڑھنے کو مکروہ کہا جانے

تو گنجائش ہے۔

تنبیہ (۳)

جن فقہاء نے فرضوں اور سنتوں کے درمیان دعا کو مکروہ فرمایا ہے ان کا مطلب بھی یہ ہے کہ اگر فرض پڑھنے کی جگہ پر ہی سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو تو پھر سنتوں کے پڑھنے میں تاخیر مکروہ ہے لیکن فرضوں کے مقام میں سنتیں، کرنا خلاف اہل ہے۔

دلی اور افضل یہ ہے کہ امام اپنے حجرے یا مکان میں جا کر سنتیں پڑھے اور اسی طرح وگ بھی اپنے مکانوں میں جا کر سنتیں پڑھیں مگر مقتدی سب ایسا نہ کر سکیں تو جو کر سکتے ہوں وہ کریں اور تمام کے تمام نہ کر سکیں تو وہ امام کو اس اونٹ اور فضل عمل سے نہ روکیں اگر امام فرض پڑھا کر مختصر ماثور ذکر و دعا پڑھ کر حجرے میں چلا جائے تاکہ سنن و نوافل کو اپنے حجرے میں فضل اور مسنون طریق پر ادا کرے تو جانے دو اس کو ایک غیر ثابت اور غیر مسنون رواجی دعا ہے۔ اے ایک مسنون عمل سے کیوں روکا جاتا ہے۔ ان الکلام فیما اذا صلی السنة فی محل الفرض لا تعاق کلمہ المشائخ علی ان الافضل فی السس حتی سنة المغرب المنزل ای فلا بکرہ الفصل بمسافة الطريق ۱ (رد المحتار نقل عن اخیہ)

یعنی تاخیر سنت کے مکروہ ہونے یا نہ ہونے میں جو کلام ہے وہ سی صورت میں ہے کہ جب کوئی سنتوں کو وہیں پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں کیونکہ تمام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام سنتوں کو یہاں تک کہ مغرب کی سنتوں کو بھی گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے تو گھر تک جانے میں جو فاصدہ اور تاخیر دائے سنت میں ہو یہ تقاضا مکروہ نہیں ہے۔

طائف مقبوعہ میں باب اور صرف اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا تھا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو ثابت کیا جائے مؤلف نے اس مقصد کے لئے سب سے پہلے نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح کی عبارت پیش کی ہے مگر مجھے فہوس سے کمزور پڑتا ہے کہ یہ تو مؤلف نے نور الایضاح اور مراقی الفلاح کا مطلب ہی نہیں سمجھا یا سمجھا ان کتابوں کی عبارتوں میں قطع برید کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے اس لئے میں ذرا تفصیل سے اس کو بیان کر دیا ہوں۔

سب سے پہلے یہ دیکھئے کہ نور الایضاح میں یہ بحث جس فصل میں ذکر کی گئی ہے اس کے عنوان کے الفاظ یہ ہیں۔

فصل فی الادکار الواردہ بعد الفرض

یعنی یہ فصل ان اذکار کے بیان میں ہے جو نماز فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں مصنف پہلے نماز کے افعال کی ترکیب بیان کر چکا ہے اس فصل کو حد تک پہنچ کر ختم کر دیا تھا اس کے بعد باب الامتہ اور اس کے

متعلق فصول ذکر کیں پھر یہ فصل منعقد کی گئی اس میں یہ بتانا تھا کہ نماز فرض کے سلام کے بعد کیا کیا ذکر اور دعائیں وارد اور منقول ہیں اسی لئے عنوان میں بھی بعد الفرض کا لفظ صراحتہ ذکر کر دیا۔
پہلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ نماز فرض کے بعد سنتوں کو فوراً شروع کر دینا چاہیے یا کچھ توقف بھی جائز ہے اس میں مصنف نے پہلی روایت یہ ذکر کی۔

القبام الی اداء السنۃ التی نلی الفرض متصلاً بالفرض مسنون غیر انہ یستحب الفصل بینہما کما کان علیہ السلام اذا سلم یمکت قدر ما یقول اللہم انت السلام و منک السلام والیک یعود السلام تبارکت یا ذا الجلال والا کرام تم یقوم الی السنۃ (مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ : یعنی فرضوں کے سلام کے بعد ان سنتوں کو ادا کرنے کے لئے جو فرضوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں بلا توقف کھڑے ہو جانا چاہیے مگر یہ کہ فرضوں اور سنتوں میں علیحدگی کر دینی مستحب ہے جیسے کہ آنحضرت ﷺ جب فرض کا سلام پھیرتے تو اتنی مقدار ٹھہرتے کہ اللہم انت السلام و منک السلام والیک یعود السلام تبارکت یا ذا الجلال والا کرام پڑھ لیتے۔ پھر کھڑے ہوتے ادائے سنت کے لئے۔

اس کے بعد مصنف نے علامہ ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللہم انت السلام وہ ذکر ہے جو حضور کریم ﷺ سے ثابت ہے منجملہ ان اذکار کے جن سے اداء سنت مؤخر کیا جاتا ہے اور جن کے ذریعہ سے فرضوں اور سنتوں میں فصل اور علیحدگی کی جاتی ہے چونکہ علامہ ابن ہمام کا مطلب یہ تھا کہ جواز کار نماز فرض کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھے جانے منقول ہیں ان میں سے اللہم انت السلام کا ثبوت پختہ ہے اس لئے صرف ان کو پڑھنا چاہیے۔

مگر چونکہ اس ذکر کے علاوہ بعض ذکر دوسرے اور دعائیں بھی ثابت تھیں اور ان کا ثبوت بھی پختہ تھا اس لئے صاحب مراقی الفلاح نے علامہ ابن ہمام کا قول نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا۔

قلت و لعل المراد عمر ما ثبت ابضا بعد المعوذات سبعاً سبعاً (مراقی الفلاح) (۲)

ترجمہ : میں کہتا ہوں غالباً علامہ کی مراد یہ ہے کہ اللہم انت السلام کی طرح اور جو ذکر ثابت ہیں وہ بھی سنتوں سے پہلے پڑھنا مستحب ہے جیسے کہ ایک حدیث میں نماز مغرب کے بعد اسی طرح بیٹھے ہوئے لا الہ الا اللہ الح دس مرتبہ پڑھنا ثابت ہے اور دوسری حدیث میں نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سوزۃ فاتحہ اور معوذات سات سات مرتبہ پڑھنا ثابت ہے۔ اتنے۔

پس صاحب مراقی الفلاح کی اس تصریح سے ثابت ہو گیا کہ ان کے نزدیک فرض نماز کے سلام کے بعد اللہم انت السلام کے علاوہ اور اذکار ثابتہ ماثورہ پڑھنا بھی جائز ہے اور ان کی وجہ سے جو تاخیر اداء

(۱) (فصل فی صفة الاداء للوردۃ بعد صلاۃ الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)

(۲) (ایضاً)

سنت میں ہوگی وہ تاخیر مکروہ یا خلاف اولیٰ نہیں ہے۔

ترجمہ اس پر مراقی، افلاح کے محشی علامہ سید احمد طحطاویؒ نے یہ تحریر فرماید ہے۔

وهی رواية عائشة قالت کان رسول الله ﷺ لا يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ

یعنی حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار جس میں اللہم انت السلام پڑھ سکیں۔

وہی تفید کالدی ذکرہ المؤلف انہ لیس المراد انہ کان يقول ذلك بعينه بل کان يقعد زمانا يسع ذلك المقدار ونحوہ من القول تقریباً۔

(حاشیہ طحطاوی بر مراقی الفلاح) (۱)

یہ روایت یہی بتلاتی ہے جو مولف نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ حضور ﷺ اللہم انت السلام ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ اس میں اللہم انت السلام یا اسی کی تقریبی مقدار کا اور کوئی ذکر پڑھا جاسکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ طحطاوی کے نزدیک حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ بھی ثابت نہیں کہ حضور ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ضرور اللہم انت السلام پڑھتے تھے بلکہ اتنی مقدار کا ذکر پڑھتے تھے خواہ یہی پڑھتے ہوں یا اور کوئی ذکر و دعا۔

اور یہی مطلب علامہ عینی نے بھی بیان کیا ہے پھر ان دونوں بزرگوں نے یہ تصریح کی ہے کہ صحیحین یعنی بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی کتابوں میں فرض کے بعد جو دعائیں منقول ہیں وہ بھی اللہم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں شامل ہیں اس لئے حضرت عائشہؓ کی روایت میں اور ان اذکار کی روایتوں میں کوئی تعارض در منافات نہیں ہے یعنی ان بزرگوں کے نزدیک فرض اور سنتوں کے درمیان ان دعاؤں کا پڑھنا اسی طرح جائز اور ثابت اور مستحب ہے جس طرح اللہم انت السلام کا پڑھنا ہے بخاری اور مسلم کی وہ روایتیں یہ ہیں جو طحطاوی اور کبیری دونوں میں منقول ہیں۔

عن المعيرة انه ﷺ كان يقول في دبر كل صلاة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا ماع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا يفع ذا الحد منك الجد وكذا لا يافى ما روى مسلم وغيره عن عبدالله بن الزبير كان رسول الله ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلى لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا بعد الاياه له النعمة وله الفصل

وله التناء الحسن لا اله الا الله محاصیص له الدین ولو کره الکافرون ۱

ترجمہ: یعنی مغیرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على کل شی قدیر اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منع ولا یبطل ما احدثت ولا یجوز ما احدثت (بخاری و مسلم) اور اسی طرح حدیث عائشہؓ کی اس روایت کے بھی منافی نہیں ہے جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز (فرض) کا سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے فرماتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على کل شی قدیر ولا حول ولا قوۃ الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمۃ وله الفصل وله التناء الحسن لا اله الا الله محاصیص له الدین ولو کره الکافرون۔

میں نہیں سمجھتا کہ علامہ ٹھٹھوی اور علامہ حلبی کی اس تصریح کے بعد کہ۔

(۱) حدیث عائشہؓ کی حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ حضور اکرم ﷺ ضرور فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام ہی پڑھارتے تھے۔

(۲) اور یہ کہ اللهم انت السلام والی روایت دوسرے ماثور ذکرول کے پڑھنے کے خلاف نہیں ہے۔

(۳) اور یہ کہ مذکور بالا دونوں ذکر اللهم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں رار ہیں۔

(۴) اور یہ کہ ان حدیثوں میں ذکرول کا سنتوں سے پہلے پڑھنا مراد ہے۔

(۵) اور یہ کہ مسلم کی روایت میں ادا سلم سے نماز فرض کا سلام ہی مراد ہے۔

(۶) اور صحیحین کی روایت میں دبر کل صلوۃ سے نماز فرض کے بعد اس کے متصل سنتوں سے پہلے کا وقت ہی مراد ہے۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ نفاس المرغوبہ میں تقریبی مقدار کی جو توضیح کی گئی تھی وہ فقہاء حنفیہ کی تصریح کے موافق نہ تھی اور اس کو یہ جبرست ہو سکتی ہے کہ وہ فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام کے علاوہ دوسرے اذکار و ادعیہ ماثورہ کو ناجائز یا مکروہ کہہ سکے۔

تنبیہ

اوپر مراقب اندر کی عبارت میں اللهم انت السلام کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں والیک یعود السلام بھی شامل ہے بعض کتابوں میں یعود کی جگہ یرجع ہے۔ اس پر علامہ ٹھٹھوی تحریر فرماتے ہیں۔

قال فی شرح المشکوۃ عن الحوری وامامنا زاد بعد قوله و منك السلام من نحو والیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام و ادخلنا دار السلام فلا اصل له بل مختلف بعض

الفصا ص انتھی (۱) (حاشیہ طحاوی بر مرقی افلاح)

ترجمہ: یعنی شرح مشکوٰۃ میں جزری سے منقول ہے کہ اس ذکر میں جملہ و صلیک السلام کے بعد جو اس قسم کے جملے پڑھائے ہیں۔ والیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخنا دار السلام تو ان جملوں کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ بعض و عظوں کے گھڑے ہوئے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ یہ ذکر صحیح روایت سے اس قدر ثابت ہے اللہم انت السلام و صلیک السلام تبارکت یا ذا الجلال والا کرام۔

اس فصل کے س پہلے مسئلہ میں کہ فرض کے بعد سنتوں میں کتنی تاخیر ہو سکتی ہے امام مقتدی منفرد سب شریک تھے اس لئے اس کو تو صاحب نور الايضاح و مرقی افلاح نے عام الفاظ سے بیان کیا اس کے بعد اس فصل میں دوسرے مسئلہ یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ آیا فرض کے بعد سنتیں اسی جگہ پڑھی جائیں جس جگہ فرض پڑھے ہیں یا اس سے دینی یا نہیں یا گے یا پیچھے ہٹ کر تو نور الايضاح میں امام کے لئے اس صورت کا یہ حکم ذکر کیا گیا ہے عبارت متن کی یہ ہے۔

و يستحب للامام بعد سلامه ان يتحول الى جهة يساره لتطوع بعد الفرض ۲

(نور الايضاح)

ترجمہ: یعنی امام کے سنے مستحب ہے کہ بعد فرض کے بعد اپنی بائیں جانب ہٹ جائے فرض کے بعد کی سنتوں یا غلوں کے دائرے کے لئے۔

اس عبارت میں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سنتیں فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا ہٹ کر یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سلام پھیرتے ہی بغیر کچھ ثناء یا دعا پڑھے فوراً ہٹ جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہم انت السلام و صلیک السلام الح یا اس کے مثل دوسرے اذکار و دعائیں پڑھ کر جب سنتوں کے لئے کھڑا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بائیں جانب ذرا ہٹ کر کھڑا ہو۔

سنتوں کے سنے جگہ بدل کر کھڑا ہونا اس لئے مستحب ہے کہ (۱) اوں تو باہر سے آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ امام فرض پڑھا رہا ہے اور وہ دھوکا کھا کر اقتدا کی نیت نہ کر لے (۲) دوسرا فائدہ یہ کہ جگہ بدلنے سے دوسری جگہ بھی اس کے لئے نماز کی گواہ بن جائے گی۔

اپنی بائیں جانب ہٹنے کی وجہ یہ بیان کی کہ امام کی بائیں جانب قبلہ کی دہنی جانب ہوتی ہے اور قبلہ کی داہنی جانب کو اس کی بائیں جانب پر شرف حاصل ہے۔ (مرقی الفلاح) (۲)
مگر علامہ سید احمد طحاوی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله ﷺ اعبر احد کم ان يتقدم او يتاخر او عن يمينه او عن شماله في الصلوة یعنی

(۱) فصل فی صفة الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر

(۲) (صفة الأذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط سعد کمپنی کراچی)

(۳) (فصل فی صفة الأذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۷ ط مصر)

فی السجۃ (رواہ ابو داؤد و اس ماحہ کذا فی طحاوی) ۱

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سنتوں، نفوس کے لئے آگے بڑھ جاویا پیچھے ہٹ جاویا انہیں طرف یائیں جانب کو ہو جاوے۔
اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے جگہ بد نئے کے لئے چاروں صورتوں کا ذکر فرما دیا ہے مگر یہ حکم اسی وقت ہے جب وہیں سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ ان چاروں صورتوں سے افضل یہ ہے کہ مسجد سے جا کر اپنے مکان یا حجرے میں سنتیں پڑھے۔

وقد ما عن الحبیۃ ان الاحسن من دلت کله تطوعہ فی مزلہ (رد المحتار) ۲

ترجمہ: یعنی ہم پہلے حایہ سے نقل کر چکے ہیں اور ان سب صورتوں سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

تیسرے مسئلہ۔ پھر، تن نے تیسرا مسئلہ یہ بیان کیا کہ اگر امام اپنی جگہ بیٹھ کر اذکار ماثورہ پڑھنا چاہے تو اس کی ہنیت کیا ہو اس کے لئے یہ عبارت ذکر کی۔

وان یستقبل بعدہ الناس۔ (نور الايضاح) اور مستحب ہے کہ امام فرضوں یا سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی اگر وہ بیٹھنا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی قبہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ رہنا نہیں چاہئے۔

وکذا یکرہ مکہ قاعدا فی مکانہ مسنقل القبلة فی صلوٰۃ لا تطوع بعدہا

(انتہی رد المحتار) ۳

ترجمہ: یعنی امام کا اپنی جگہ پر قبلہ رخ بیٹھا رہنا ان نمازوں کے بعد جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں مکروہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو امام اپنی جگہ نہ چھوڑے اور سوائے اس ذکر کے جس میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں موڑے ہوئے پڑھا جائے باقی اذکار وادعیہ اگر پڑھنا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے و اذکار وادعیہ پڑھ لے متن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شرح میں اس پر یہ اضافہ کیا۔

یستقبل الناس ان شاء ان لم یکن فی مقابلہ مصل (الی قولہ) وان شاء الامام انحرف عن یسارہ و جعل القبلة عن یمینہ وان شاء انحرف عن یمینہ و جعل القبلة عن یسارہ (الی قولہ) وان شاء ذهب لحوائجہ (مرافی الفلاح) ۴

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

(۲) باب صفة الصلوة ۱ ۵۳۱ ط سعید

(۳) باب صفة الصلوة مطلب فیما لور د علی العدد الوارد فی التسیح عقب الصلوة ۱ ۵۳۱ ط سعید

(۴) (فصل فی صفة الأدکار ص ۱۸۷ ۱۸۸ ط مصر)

ترجمہ : یعنی اگر چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے بشرطیکہ اس کے سامنے کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام چاہے تو بائیں طرف مڑ جائے کہ اس کی داہنی طرف قبلہ ہو اور اگر چاہے تو داہنی طرف مڑے کہ قبلہ اس کی بائیں جانب ہو اور اگر چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کاج کے لئے چلا جائے۔

چونکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نماز نہ ہو اور ماتن نے صرف ایک ہی صورت ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں لوگ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی امام کے مقابل بھی نماز پڑھتا ہوتا ہے اس لئے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شرح میں اس طرح متعین کر دیا۔

ان يستقبل بعده اى بعد التطوع و عقب الفرض ان لم يكن بعده نافلة

(مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ : یعنی امام کو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اس وقت بہتر ہے جب سنتوں نفلوں سے فارغ ہو جائے۔

تاکہ کسی نماز کا سامنا ہونے کی صورت نہ ہو ورنہ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بشرطیکہ سامنے کوئی نماز (مسبق وغیرہ) نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ سنتوں سے پہلے داہنی طرف یا بائیں طرف مڑ کر بیٹھ جائے یا داہنی طرف یا بائیں طرف یا آگے پیچھے ہٹ جائے یا اٹھ کر اپنے مکان یا حجرے میں چلا جائے تو یہ سب جائز ہے اور اٹھ کر چلا جانا اور اپنے حجرے میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھنا سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ پھر ماتن نے اس فصل میں چوتھا مسئلہ وہ بیان کیا جس کے لئے فصل منعقد کی ہے یعنی یہ کہ نماز فرض کے بعد کیا کیا اذکار و دعیہ ماثور اور مروی ہیں اس مسئلہ کے بیان کے لئے اس نے یہ عبارت لکھی ہے۔

و يستغفرون الله ثلاثا و يقرؤن اية الكرسي و يقرؤن المعوذات الح

(نور الايضاح) (۲)

ترجمہ : یعنی لوگ نماز کے بعد تین مرتبہ استغفر پڑھیں اور آیۃ الکرسی پڑھیں اور معوذت پڑھیں۔ اس مسئلہ کی دلیل کے لئے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

يقول توبان كان رسول الله ﷺ اذا انصرف من صلوته استغفر الله تعالى ثلاثا وقال

اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام (رواه مسلم) (۳)

(۱) (فصل فی صفة الأذکار ص ۱۸۷ ۱۸۸ ط مصر) (۲) (فصل فی الأذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ کراچی) (۳) (باب استصحاب الذکر بعد الصلاة ۲۱۸/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(مراقی الفلاح) ۱۱

ترجمہ : یعنی ثوبان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور فرماتے اللھم انت السلام و ملک السلام تبارکت با دا الجلال والا کرام اسی ثوبان کی حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں۔

کان الیٰ الیٰ ﷺ ادا سلم الح (جمع الفوائد)

ترجمہ : یعنی آنحضرت ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے اور اللھم انت السلام الح پڑھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصنف نور الایضاح نے فرض کے سلام کے بعد ہی سے اذکار، ثورہ کا بیان شروع کیا ہے کیونکہ حدیث ثوبان کا مطلب یہی ہے کہ فرضوں کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام پڑھا کرتے تھے۔ جب یہ کہ اللھم انت السلام الخ کا فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا متفق علیہ ہے۔

اور چونکہ فرائض کے بعد جو اذکار مصنف نے ذکر کئے ہیں ان میں امام مقتدی منفرد مسبوق وغیرہ کا کوئی فرق نہ تھا اس لئے جمع کے صیغے سے اس کو ذکر کیا مطلب یہ کہ تمام نمازی فرائض کے بعد یہ اذکار پڑھا کریں اور جب اذکار سے فارغ ہوں تو

ثم یدعون لا نفسہم وللمسلمین رافعی ابدا یدہم ثم یمسحون بها وجوہہم فی اخرہ ۱۱

ترجمہ : نمازی اپنے سنے اور مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں پھر اخیر میں اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیا کریں۔

یہ مصنف نے ذکر اور دعا کا مسنون اور مستحب طریقہ ذکر کیا ہے اس میں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ سمجھ جائے کہ یہ تمام کام سب مل کر اجتماعی طور پر کریں اور یہ تو ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ ذکر اور دعائیں اس شخص کے لئے بھی اسی طرح مستحب ہیں جو تنہا نماز پڑھے اور مسبوق کے لئے بھی اور ظاہر ہے کہ ن سب کی فرغت آگے پیچھے ہوگی۔

لطف مطبوعہ میں اس عبارت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اصل عبارت کے خلاف یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیئے گئے ہیں (اور سب مل کر) حالانکہ اس معنی کا کوئی غلط مراقی افلاح میں نہیں ہے۔ پھر لطف میں لکھا ہے :-

”عبارت مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہے کہ امام اور مقتدین سب کامل کر اجتماعی طور پر دعا لگنا بعد از سنت تا یہ و اذکار ماثورہ مستحب ہے“

(۱) (فصل فی صلوۃ الأذکار ص ۱۸۸ ط مصر)

(۲) (فصل فی الأذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ص میر محمد کتب خانہ کراچی)

یہ نتیجہ بھی اسی غلطی پر مترتب ہے کہ مراقی افلاح کی عبارت میں (سب مل کر اجتماعی طور پر) کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیئے گئے ہیں۔

اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ تمام اذکار اور دعائیں وہ ہیں جو سنتوں کے بعد پڑھی جائیں حالانکہ مراقی الفلاح میں اس کی بھی تصریح نہیں ہے اور اس کے جملہ بعدہ ای بعد التطوع کا تعلق صرف استقبال ناس کے مسئلے سے ہے نہ قرأت اذکار و ادعیہ سے۔

لطائف مطبوعہ میں یہی ایک عبارت تھی جس سے لوگوں کو کچھ شبہ ہو سکتا تھا مگر اب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت میں بھی مروجہ اجتماعی دعا کی کوئی دلیل نہیں ہے اور جو الفاظ کہ اجتماع پر دلالت کرتے ہیں وہ اپنی طرف سے بڑھائے ہوئے ہیں۔

اور یہ کہ یہ سب کچھ اسی غیر فضل صورت میں ہے کہ فرضوں کے بعد سنتیں بھی مسجد میں پڑھی جائیں ورنہ فضل یہی ہے کہ گھر میں یا حجرے میں جا کر پڑھے اور اگر لوگ اس افضل پر کسی وجہ سے غفل نہ کر سکیں ورنہ اس پر عمل کرنا چاہیے اور سنتوں کے لئے اپنے حجرے میں جائے تو اسے کیوں روکا اور مجبور کیا جائے کہ وہ ایک غیر فضل صورت کو زبردستی اختیار کرے۔

اس کے علاوہ لطائف مطبوعہ میں اور کوئی چیز اکتی جواب نہیں ہے بعض عبارتیں جو سنتوں کی تاخیر کرنے کے بارے میں مروی ہیں وہ اسی اختلاف پر مبنی ہیں کہ آیا اللھم انت السلام کے عدوہ اور اذکار ماثورہ اور دعیہ مرویہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے بارے میں طحطاوی اور علامہ حلبی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شریعتہ السمعت کی عبارتیں اس بارے میں صاف و صریح ہیں کہ جائز ہے اور کراہت یا عدم اولویت کی روایت مروجہ ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث جن میں دبر الصلوات المکتوبات کا لفظ ہے اور وہ احادیث جن میں اذا سلم یا اذا انصرف کا لفظ ہے ان سے یہی مراد یقیناً بہتر ہے کہ فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا مبرا ہے اور ان کی وہ تاویل جو علامہ ابن ہمام نے کی ہے بالکل غیر ضروری ہے اور اسی وجہ سے علامہ طحطاوی اور علامہ حلبی اور دوسرے محققین حنفیہ نے اسے پسند نہ کیا اور اذکار ماثورہ کی معتبر روایتوں کو اللھم انت السلام ولی روایت کے ساتھ غیر معارض اور غیر منافی قرار دیکر ان کے پڑھنے کی اجازت دی۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ شہ شعبان ۱۳۲۸ھ

فائدہ نفیسہ

ہم نے مسئلے کی جو تحقیق گزشتہ سطور میں تحریر کی ہے اس کی تائید حضرت یقینہ سلف حجتہ اٹخلف شاہوں اللہ نور اللہ مرقدہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے حجتہ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب اول وہ اذکار و ادعیہ جو خاکسار نقل کر چکا ہے اور جن میں اللھم انت السلام کے اور بھی قدرے طویل دعائیں شامل ہیں تحریر فرما کر لکھتے ہیں۔

والأولنى ان يابى بهذه الا ذكار قبل الرواتب فانه جاء فى بعض الاذكار ما يدل على ذلك نصا كقوله "من قال قبل ان يصرف و يبنى رجله من صلوة المغرب والصبح لا اله الا الله وحده لا شريك له الح" وكقول الراوى كان اذا سلم من صلاة يقول بصوته الا على لا اله الا الله الى اخره وفى بعضها ما يدل ظاهره كقوله دبر كل صلاة اما قول عائشة "كان اذا سمع لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم اب السلام فيحتمل وحوها معها انه كان لا يقعد بهيئة الصلوة الا هذا الصدر ولكنه كان يبى من اوتى سراويله على القوم بوجهه فبأنى بالا ذكار لتلا يطن الطان ان الاذكار من الصلوة

ومنها انه كان حبا بعد حين يترك الادكار غير هذه الكلمات يعلمهم انها ليست
فريضة والا صل في الروايات ان ياتي بها في بيته والسرفي ذلك كنه ان يقع الفصل بين
الفرص والنوافل مما ليس من حنسها وان يكون فصلا معتدا به يدرك بادي الرأي وهو قول
عمر لم اراد ان يشفع بعد المكتوبة احسن فيه لم يهلك اهل الكتاب الا انه لم يكن من
صوتهم فصل فقال النبي ﷺ اصاب الله بك يا ابن الحطاب وقوله صلعم اجعلوها في بيوتكم
والله اعلم (حججه الله البالغة) .

(ترجمہ) اور اوی یہ ہے کہ ن اذکار کو سنن مکہ سے پہلے ادا کرے کیونکہ بعض اذکار میں تو اس کی تصریح ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ ”جو شخص نماز مغرب و نماز صبح کے بعد لوٹے اور پاؤں موڑنے سے پہلے یہ کہے لا الہ الا اللہ الح و ربیے روکی کا یہ قول کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو پی بلند آواز سے فرماتے لا الہ الا اللہ الح۔ اور بعض اذکار میں ظہر اس پر دلالت ہے جیسے یہ قول کہ نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔ رب حضرت عائشہ کا یہ قول کہ جب آنحضرت ﷺ سلام پھیرتے تو اس سے زیادہ نہیں بیٹھتے کہ اللہم اب السلام الخ پڑھیں تو اس قول کے کئی احتمال ہیں ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ نماز کی بیعت پر اس مقدار سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں مڑ جاتے تھے یا دو گوں کی طرف منہ کریتے تھے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ ذکر و ادعیہ بھی نماز میں داخل ہیں اور ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ سوائے اللہم اب السلام کے اور ذکر حیثاً چھوڑ دیتے تھے چھوڑنے سے یہ عظیم مقصود تھی کہ اذکار و ادعیہ فرض نہیں ہیں اور سنتوں میں اصل حکم یہ ہے کہ گھروں میں اداں جائے اور اس سب کا راز یہ ہے کہ فرضوں و رخصوں میں ظہر طور پر فصل اور فرق ہو جائے جو ظاہری نگاہ سے معلوم ہو سکے وریکی مطلب ہے حضرت عمرؓ کے اس فرمانے کا اس شخص سے جو فرضوں کے بعد متصل سنتیں پڑھنا چاہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ کیونکہ پہلی امتوں کو اسی بات نے ہلاک کیا کہ فرض و سنن میں فرق نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں خطاب خدا نے تمہیں درست طریقہ ہدایت فرمایا وریکی مطلب ہے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ سنتیں گھروں میں پڑھا کرو۔ انتہی

کتبہ العبد الضعیف محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہ ۱۲۸۵ھ شعبان ۳۳۳ھ

تمہ (مخطوطہ)

ایہا الکرام ! کیف تعرفون مسئلۃ دعاء الا اجتماعیۃ برفع الیدین دبر الصلوات
المکتوبات و نامیں المامومین علی دعائہ ؟ ” ہل الدعاء بہذہ کیفیۃ جائز سرعاً ام لا ؟ ” ان
حازما الاستدلال علی ذلك ؟ ” و الا ما الحجۃ ما علی عدم الحوار ؟ ” ففی صورۃ عدم الجواز
اخر و نی ما الجواب عن کبرۃ علماء اہل السنۃ فی رمانا هذا یدعون اللہ تعالیٰ دعاء اجتماعیۃ
دبر الصلوات المکتوبات برفع الیدین کفتویٰ مولانا اشرف علی تھانوی فی کتابہ بہشتی زیور
وان لم یسند بالقراۃ ولا بالحديث ولا بالفقہ و کفتویٰ مولانا معنی کفایت اللہ الدہلوی . کان
اللہ تعالیٰ لہ حب حث علیہ حما عظیما فی کتابہ النفائس المرعوبۃ فی حکم الدعاء بعد
المکتوبۃ و عن حدیث اسود العامری عن ابيه احرحها ابن ابی شیبۃ قال صلیت خلف رسول
اللہ ﷺ الفجر فلما سلم احرث و رفع یدیه ودعا (الحديث) وان جارما الجواب عن حدیث
رسول اللہ ﷺ احرحها البہقی فی سنن الکبریٰ ص ۱۸۲ ج ۲ عن اس قال صلیت خلف
النبی ﷺ کان اذا سلم يقوم (الحديث) و عنہ صلیت خلف ابی بکر کان اذا سلم و نب کانہ
علی رصف سنن الکبریٰ ص ۱۸۲ ج ۲ و عن حدیث عائشۃؓ کما فی مسلم کان النبی ﷺ
اذا سلم من الصلوٰۃ لم یقع الا مقدار ما یقول الہم انت السلام الخ و عن عدم تعامل الصحابۃ
فی وقت ما فحینئذ ما الحکم علی حدیث اسود العامری المار ” ہل ہذہ من احبار الا حاد
العدول التی کان الامام ابو حنفۃؒ یروہا فیما تعم بہ البلوی ام کیف و ایضا ما للکلام علیہا من
حجۃ الاسناد ”

ضیاء الحسن انصاری۔ ایل۔ ایس۔ ایم ایف پنجاب میڈیکل انفریڈ راضیعتہ الحکومتہ (مظفر گڑھ)
(جواب) حدیث حضرت انسؓ کان اذا سلم يقوم الخ اور دوسری حدیث صلیت خلف ابی بکر
کان اذا سلم و نب کانہ علی رصف الح یہ دونوں روایتیں تو حدیث عائشۃؓ کے بھی خدشہ ہیں جس
میں اذا سلم من الصلوٰۃ لم یقع الا مقدار ما یقول الخ موجود ہے حضرت عائشۃؓ سلام کے بعد تھوڑا
سہ قعود بیان فرماتی ہیں اور حضرت انسؓ کی دونوں روایتیں قعود کی مطلقاً نفی کرتی ہیں اور مسئلہ کی تفصیل
رسالہ نفائس مرغوبہ میں کردی گئی ہے . اسود عامری کی روایت مجموعہ فتاویٰ عبدالحیؒ سے نقل کی گئی ہے
مصنف ابو بکر بن ابی شیبہؒ کا نسخہ موجود نہیں ہے ورنہ اس کے صفحہ کا حوالہ دے دیا جاتا۔ اور یہ روایت اثبات
استحباب کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

نواں باب

مسافر کی نماز (قصر)

وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟

(سوال) ایک شخص کا وطن اصلی بامبور تھا اور پھر اس نے لاہور کو چھوڑ کر دہلی کو اپنا وطن بنالیا اور وہیں اس کے بل پئے اور یہی ہے غرضکہ مدت سے وہ شخص دہلی میں مع اہل و عیال قیام گزیں ہے اور لاہور میں اس کے بھائی حقیقی اور ماں بہنیں مکان اور کچھ زمین بھی ہے در رہتا وہ مدت سے دہلی میں ہے اس شخص کو لاہور میں جانے کے لئے سوانیت ۵ ایوم کے ٹھہرنے کے لئے نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا کہ پوری؟ رسالہ رکن دین اردو مؤلفہ مولوی رکن الدین اوری میں تحریر ہے کہ اگر پہلے وطن میں زمین یا مکان وغیرہ ہوں تو کم نیت اقامت ۵ ایوم کے بھی نماز پوری پڑھنی پڑے گی بحوالہ عالمگیری۔ اور حالانکہ شرح وقایہ (۱) میں عبارت یوں ہے۔ فاذا كان للانسان وطن اصلی ثم اتخذ موضعاً اخر وطناً اصلياً سواء كان بينهما مدة السفر اولم يكن يبطل الوطن الاصلی الاول حتى لو دخله لا يصير مقيماً الا بنية الإقامة اور لفظ يبطل پر حاشیہ عمدۃ رعایۃ میں حدیث منقول ہے يدل عليه ان النبي ﷺ واصحابه لما دخلوا مكة وعزوة الفتح و حجة الوداع قصر وافيهما مع انها كانت مولدهم ومسكنهم وما ذلك الا لطلان وطنيته باتخاذ المدينة وطناً بالهجرة. عبارت مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اول وطن میں اگر مکان یا زمین وغیرہ ہو تو نماز قصر نہیں ہوگی۔ مینواتوجروا۔

(جواب ۵۵۹) وطن اصلی اگر اس طرح چھوڑا جائے کہ اس سے تمام تعقبات منقطع کر دیئے جائیں نہ کچھ زمین و مکانات ہوں اور نہ کوئی اہل و عیال میں سے وہاں ہو تو وہ وطن باقی نہیں رہتا اور پھر وہاں نماز پندرہ دن سے کم مدت میں قصر کرنا چاہیئے ورنہ وہ وطن باقی رہتا ہے۔ فی العالمگیریۃ. و يبطل الوطن الاصلی بالوطن الاصلی اذا انتقل عن الاول باهله و اما اذا لم ينتقل باهله ولكنه استحدث اهلاً ببلدة اخرى فلا يبطل وطنه الاول و ينم فيهما (ص ۱۵۱) ولو انتقل باهله و متاعه الى بلد و بقي له دور و عقار في الاول قيل بقي الاول و طاله و اليه اشار محمد في الكتاب كذا في الزاهدی (عالمگیری ص ۱۵۱) ۲ اور محض کسی شہر کا مود و مسکن ہونا وطن اصلی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور آنحضرت ﷺ کا مکہ میں قصر کرنا اس وجہ سے تھا کہ وہاں آپ کا کوئی گھر وغیرہ باقی نہ تھا۔ يدل عليه قوله عليه السلام هل ترك لنا عقيل منزلاً (رواہ البخاری) (۲)

(۱) بیان الوطن الاصلی و الإقامة ۱ ۲۳۸ ط مکتبہ حقیقیہ ملتان

(۲) الباب الخامس عشر في صلاة المسافرين ۱ ۱۴۲ ط ماحدیہ کوئٹہ

(۳) (باب نورث دور مكة و معینہ شرانہا کتاب المناسک ۱ ۲۱۶ ط قدیمی)

(۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم
(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال ۱) ایک شخص جہاز میں نوکر ہے آج یہاں کل وہاں ایسا شخص قصر پڑھے یا پوری نماز۔ ایک شہر میں جاتا ہے دو دن جہاز وہاں ٹھہرتا ہے پھر وہاں سے لوٹتا ہے غرض جہاز کی ہی نوکری ہے اور یہی کام ہے۔
(۲) موٹر میں سیر کرنے کے لئے سو پچاس میل تک جاتے ہیں اور چارپانچ گھنٹے میں جاتے ہیں اور اسی مقدار میں لوٹتے ہیں راستے میں نماز کا وقت ہو گیا تو قصر پڑھیں یا پوری خواہ سیر کی غرض سے جائیں یا کسی کام سے۔

(جواب ۵۶۰) ان دونوں صورتوں میں قصر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ مسافت قصر کا ارادہ کر کے نکلنا قصر کے ثبوت کے لئے کافی ہے (۱) خواہ وہ نکلن دوامی طور پر ہو یا گاہے گاہے اور خواہ ملازم کے صیغے میں ہو یا تجارت و سیاحت کے اور خواہ وہ مسافت کئی گھنٹے میں طے ہو جائے جیسے کہ ریل اور موٹر وغیرہ کے ذریعہ سے دنوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔ وھذا کلہ ظاہر واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم
کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم

(سوال) موضع سنہلیڑہ تحصیل جانشہ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے اور موضع وہانسری و کمبڑہ و تیوڑہ وغیرہ موضع مذکور سے دو دو تین تین میل کے فاصلے پر آباد ہیں اور مواضع مذکورہ شہر دہلی کے مابین پچاس کو س یا اس سے زائد کا فاصلہ ہے مولوی فاروق صاحب کی پیدائش موضع سنہلیڑہ مذکور کی ہے اور اسی موضع میں پرورش ہوئی ایک بھائی، محمد یعقوب صاحب وہیں رہتے ہیں اب مولوی فاروق صاحب دہلی سے مواضع مذکورہ کو سفر کرتے ہیں اور کسی موضع میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت بھی نہیں کرتے مگر مانند مقیم نماز پڑھتے ہیں قصر نہیں کرتے مگر کہتا ہے تو کسی کو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں قصر نماز نہیں آئی اور کسی سے کہتے ہیں کہ مجھ پر نماز قصر واجب نہیں کیونکہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں تو صورت مسئلہ میں مولوی فاروق صاحب کا وطن دہلی ہے یا سنہلیڑہ اور ان پر قصر واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو جن مقیم مقتدیوں نے مولوں صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو جتنی نمازیں مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا لوٹنا واجب ہے یا نہیں اور مولوی فاروق کا یہ کہنا کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور حدیث میں نماز قصر نہیں آئی جس پر موضع تیوڑہ میں احقر کے سامنے روایت ابن عباس سے بحوالہ مشکوٰۃ استدلال کرنا چاہا اور

مشکوٰۃ منگنے پر جان چڑ کر موضع کستن پڑ کو چسپت ہوئے اور یہ کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس واسطے مجھ پر قصر واجب نہیں صحیح ہے یا نہ؟ اور کذب صریح^(۱) اور یہ شخص امام ابو حنیفہ کا مقدمہ ہے یا نہیں؟
المستفی نمبر ۱۸۲ مووی محمد حنیف صاحب ضلع مظفر نگر۔

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۲ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۶۱) بظہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مووی صاب نے سنبھیرہ سے ترک وطنیت اور دہلی کو وطن نہ لانے کی نیت نہیں کی تھی اس لئے وہ جب دہلی سے سنبھیرہ جاتے ہوں گے تو وہاں جاتے ہی وہ مقیم ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کا وطن اسی ہے وہاں پندرہ دن کی نیت کریں یا نہ کریں پھر سنبھیرہ سے اس کے آس پاس کے موضع میں پھرتے ہوں گے اور چونکہ وہ مقدار سفر کی مسافت کے اندر اندر ہوتے ہوں گے اس لئے وہ مسافر نہیں ہوتے اور پوری نماز پڑھتے ہوں گے یہ یک مسلمان اور عام کے فعل کی توجیہ ہو سکتی ہے۔ واقعی حقیقت حال یہ بہتر جاتا ہے ان کا یہ کہنا کہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں صحیح ہے جب کہ وہ وطن سے چلیں اور آس پاس کے ایسات میں دورہ کریں جو مدت سفر کے اندر اندر ہوں تو ان کا خیال کہ ان پر قصر نہیں ہے درست ہے اور یہ قول کہ حدیث میں نماز قصر نہیں آئی اس کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ اس قدر کم مسافت کے اندر سفر کرنے میں حدیث سے نماز قصر ثابت نہیں اور یہ کہنا کہ مجھ پر نماز قصر اس لئے واجب نہیں کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس میں غلط فہمی ہوئی ہے اس کے متعلق ان کا تحریری بیان ہے کہ میرے پاس بھجوتوں اس پر غور کروں ہمیشہ سفر میں رہنے سے تو ہمیشہ قصر پڑھنی پڑے گی نہ یہ کہ قصر واجب نہ ہو بہر حال میں جو لوجہ اختیار کیا گیا ہے یہ علماء کے لئے مناسب نہیں ہے^(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) امام اگر قصر پڑھ رہا ہے تو مقتدی دو رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

المستفی نمبر ۹۷۔ محمد رفیع صاحب سودگر (ضلع میدانی پور)

تیم کی تاریخ ۱۳۵۶ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۶۲) مقتدی اپنی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے بقدر فاتحہ کے قیام کر کے رکوع کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) ولا بد للمسافر من قصد مسافر... حتی یبرح من برحیة المسافرين (عالمگیریۃ الیوم خمس فی صلاۃ المسافر ۱۳۹ ط م ح)

(۲) وضح افتاء المسافر بالحنفی... فی عدد ۵۵۵... لی التمسک لا یفریح اندر لمحرر باب صلاۃ المسافر ۱۲۹ ط سعید

اختیار کرنا چاہیے آسانی ریل و سوڑ سے سفر کرنے میں ہے یہ مقام خشکی سے ۲۷ میل اور ریل سے ۵۳ میل پر ہے (۳) ایک شخص ملازم پیشہ ہے اور مکان سے اس کی ۳۰ زمت فاصلہ پر ہے اور ہیڈ کوارٹر میں جہاں قیام ہے رہنا پڑتا ہے اور وہیں سے دورہ کرنا ہوتا ہے اس صورت میں قصر کہاں سے شمار ہوگا اور دورہ کے سفر میں کہیں مسافت حمیدہ ہو جاتی ہے اور کہیں کم ایسی صورت میں سفر کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۴۳۳ ح جی محمد ذکریا صاحب (جونپور) ۶ ربیع الاول ۱۴۵۶ھ م ۷ اگست ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۶۵) جس رستے سے سفر کرے اس کی مسافت کا اعتبار ہے جب ۳۶ میل یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شروع کرے تو اپنی بستی سے نکلتے ہی قصر پڑنا چاہیے ہیڈ کوارٹر جہاں قیام رہتا ہے وہاں سے مسافت سفر کا اعتبار ہوگا وہاں سے ۳۶ میل کا دورہ کر کے چلنے پر مسافر ہو جائے گا (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا پوری نماز پڑھے
(سوال) زید سفر کے لئے اپنے گھر سے چل کئی گھنٹے دہلی اسٹیشن پر ریل میں بیٹھا رہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نماز قصر پڑھے یا پوری پڑھنی چاہیے دہلی کا اسٹیشن بستی میں شمار ہوگا یا نہیں؟
المستفتی موبوی محمد رفیق صاحب دہلی
(جواب ۵۶۶) دہلی کا اسٹیشن شہر کے اندر ہے یہاں نماز پوری پڑھنی چاہیے (۲)

ہمیشہ سفر میں رہنے والے کے لئے نماز کا حکم
(سوال) ہم پیس بچیس آدمی بخجور سے مردنگر ضلع میرٹھ کپڑا فروخت کرنے آتے ہیں یہ مقام ایک سو میل ضلع بخجور سے ہے جب ہم گھر سے چلے تو یہ نیت تھی کہ دو مہینے مرادنگر اس طرح قیام کریں گے کہ اکثر رات کو مرادنگر میں رہیں گے اور دن کو وہاں سے دو چار کوس پر کپڑا فروخت کرنے چلے جائیں گے کبھی جائے قیام پر آجائیں گے اور کبھی وہیں گاؤں میں رہ جائیں گے مرادنگر ۱۵ یوم مستقل ٹھہرنے کی شروع ہی سے نیت نہ تھی اس پاس آتے جاتے رہنے کا پسے سے قصد ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے اس صورت میں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(۱) فإذا قصد بلدة والى مقصد طريقا أحدا مسيرة ثلاثة أيام ولها ليها والآخرة دونها فسلكت الطريق الأبعد كان مسافراً عندنا وإن سلك الأقصر يتم الحج (عالمگیریہ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر ۱/۱۳۸ ط ماحدید) ومن خرج من موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولها ليها من أقصر أيام السنة صلى العرص الرباعی رکعتین الخ (التبویر وشرح باب صلاة المسافر ۲/۱۲۱ تا ۱۲۳ ص سعید)

(۲) کیونکہ قصر کے لئے پی بستی یا شہر سے تجاوز کرنا شرط ہے ومن خرج من عمارة موضع إقامة من جانب خروجه وإن لم يحاور من احاط بالآخر الخ (التبویر وشرح باب صلاة المسافر ۲/۱۲۱ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۵۹۷ اصغر حسین (ضلع بجنور)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۶۷) یہ لوگ گھر سے سو میل کی مسافت کا قصد کر کے چلنے سے مسافر ہو گئے اب جب تک کسی ایک مقام میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کریں مسافر ہی رہیں گے لہذا یہ اس حالت میں نماز قصر پڑھتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں

(سوال) (۱) مسافر مقتدی کو ظہر، عصر یا مغرب کی جماعت میں دور کعتیں میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ رکعتیں کیونکر پوری کرے ان میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟

(۲) مغرب کی نماز سفر میں قصر پڑھی اور رات کو پونے گیارہ بجے اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا وہ عشاء کی پوری نماز پڑھے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۶۸) (۱) باب دور کعتیں بھری یعنی سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ کر نماز پوری کرے (۲)

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے اس کی تین رکعتیں مقیم و مسافر دونوں کے لئے ہیں (۳) اور جب عشاء کے وقت سفر ختم ہو گیا تو عشاء کی پوری نماز پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کرے؟

(۳) سفر میں سنتوں کا حکم

(سوال) (۱) امام مسافر ہے اس نے قصر نماز پڑھی اور دور کعت پر سلام پھیر دیا تو مقیم مقتدیوں کو بقیہ دو رکعت کس طرح پوری کرنی چاہیے سورہ فاتحہ پڑھے یا خاموش رہے؟

(۲) سفر میں نماز قضا ہو گئی گھر پہنچ کر قصر کرنی چاہیے یا پوری نماز پڑھنی چاہیے؟

(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازم ہیں یا نہیں اور سنت قصر پڑھے یا پوری؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(۱) ولا يزال على حكم السفر حتى يروى الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوم أو أكثر، كذا في الهداية (عالمگیریۃ) باب صلاة المسافرين ۱۳۹/۱ ط واحدہ

(۲) وأما اقتداء المسافر بالمقيم فيصحب في الوقت ويتم الح (الدر المختار) باب صلاة المسافرين ۱۳۰/۲ ط سعید والمسوق من سفر الإمام بها أو بعصبة وهو مسافر حتى يشي ويتعود و يقرأ و يقصى أول صلاته في حق القراءة و آخرها في حق التشهد الح (الدر المختار) باب لإمامة ۵۹۶ ط سعید

(۳) واحترق بمرص عن السنن والوتر والرباعي عن المعمر والمغرب (رد المختار) باب صلاة المسافرين ۱۲۳/۲ ط سعید

- رجواب ۵۶۹۔ (۱) مسافر امام کے متبذی مقیم ہوں تو امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑے ہو جائیں اور اپنی دو رکعتیں پڑھ کر میں ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھیں خاموش رہیں۔
- (۲) سفر کی قضا نماز قصر ادا کرنی چاہئے۔
- (۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازمی نہیں اگر موقع ہو تو پڑھ لے سنتوں میں قصر نہیں چار رکعتوں کی نماز چار رکعتیں ہی پڑھے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

ریوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے

(سوال) ۷۔ زمین ریوے یعنی انجن ڈرائیور وغیرہ جن کا کہ سفر تقریباً ساٹھ میل سے بغایت ڈیڑھ سو میل تک ہوتا ہے ورنہ لوگ دوسرے باتیں پوچھتی روز تک اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں ایک حالت میں قصر واجب ہے یا نہیں؟ المسسقی نمبر ۲۳۶۰ نبی حمد خاں (اگرہ)

۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جولائی ۱۹۳۸ء
(جواب ۵۷۰) ہاں حالت سفر میں وہ قصر کریں گے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

(۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے

(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں

(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں اس طرح ادا کریں؟

(سوال) (۱) ایک شخص لکھنؤ کا رہنے والا جو کافی عرصے سے جی دس پندرہ سال سے دہلی میں رہتا ہے اب وہ دہلی سے کلکتہ جاتا ہے وہاں جا کر وہ قصر نماز پڑھتا ہے چارپانچ روز کے بعد صرف یک روز کے لئے دہلی آتا ہے تو کیا اس کو دہلی میں نماز قصر پڑھنی چاہیے؟

(۲) جس پر قصر نماز واجب ہے وہ شخص امام کی موجودگی میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس نے اعلان نہ کیا ہو کہ میں مسافر ہوں اور دو رکعت پڑھ کر اس نے دونوں جانب سلام پھیر اور مقتدیوں نے بھی سلام

(۱) وصح اقتداء بالمسافر فی لزوم و بعدہ فاذا قام المقیم ای الإتماء لا یقرأ (التبویر و شرح باب صلاة المسافر ۲ ۱۲۹ ط سعید)

(۲) والقضاء بحکم ای یشاہ الادب سفر و حصر الا انہ بعد ما یفر لا یتعیر اح و فی الشامہ ای لو فاتتہ صلاة المسافر وقضا فی الحصر باب صلاة المسافر ۲ ۱۳۵ ط سعید

(۳) واتی المسافر بالسنن کما فی حق اس وقرار والا ناکد فی خوف و قرار لا یاتی بها الح (التبویر و شرح باب صلاة المسافر ۲ ۱۳۱ ط سعید)

(۴) ولا یزال فی حکم المسافر حتی سری لادامۃ فی بلدۃ او قریۃ الح (عالمگیریۃ) باب الخامس عشر فی صلاة المسافر ۱ ۱۳۹ ط محدثہ

پھیر کر اور سپس میں بات چیت کرنے لگے کہ دور کعت ہوئی ہیں امام نے کہا کہ تم اپنی دور کعت پوری کر لو میں مسافر ہوں اس نیت سے مقتدیوں کی نماز بغیر سجدہ سو کے ہو گئی یا نہیں؟

(۳) امام جو مقیم تھا اس سے نمازیوں نے پوچھا کہ ہم نے سجدہ سو نہیں کیا نماز ادا ہو گئی یا نہیں تو مسافر امام نے کہا کہ نماز ہو گئی سجدہ سو کی ضرورت نہیں؟

(۴) زید جو کہ دہلی کا رہنے والا ہے وہ کسی کام کی وجہ سے سہارنپور جاتا ہے اور وہاں اس نے بالکل نماز نہیں پڑھی و پس دہلی گروہ اتنے لیم کی نماز جو سفر میں گزرے قصر پڑھے گا پوری ادا کرے گا؟

المستفتی نمبر ۲۷۵ غیاث الدین دہلی۔ ۲۷ ربيع الثانی ۱۳۶۳ھ

(جواب ۵۷۱) (۱) دہلی میں اگر اس نے وطن اختیار نہیں کیا جب ایک روز کے لئے دہلی آئے گا تو قصر پڑھے گا (۱)

(۲) جن مقتدیوں نے سلام کے بعد باتیں نہیں کیں اور اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سو کر لیا ان کی نماز ہو گئی اور جنہوں نے باتیں کر لیں ان کی نماز نہیں ہوئی (۲)

(۳) اگر مقتدیوں نے امام کے سلام کے تلفظ کے بعد سلام پھیرا تو ان کو سجدہ سو کرنا واجب تھا۔ (۳)

(۴) سفر کی نماز حضر میں دور کعت قضا کی جائیں (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بحری جہاز کے ملازمین کے لئے نماز کا حکم

(سواں) جو آدمی سمندر میں ہمیشہ جہاز پر نوکری کرتے ہیں اور ان کے وسطے کوئی گھر مقرر نہیں ہے اور جہاز بارہ میل کے اندر اندر روزانہ دورہ کرتا ہے اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب ان کو اس جگہ سے بدل کر دوسری جگہ لے جوئے تو وہ نماز قصر پڑھیں گے یا نہیں؟

(جواب ۵۷۲) اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں کبھی مسافر نہ ہوں گے مسافر ہونے کے لئے ایک دم چھتیس میل کے سفر کا ارادہ کرنا ضروری ہے (د) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب) (از مولانا سید عظیم ال حسن صاحب مجددی سنی دارالافتا جامع مسجد ناخدا کلکتہ) ہو ا موافق۔

(۱) کیونکہ وطن اقامت سفر شروع کرنے سے قبل وجہ تہی و وطن الإقامة یطل لوطن الإقامة و بإشاء السفر ھکذا فی السیر (عالمگیریہ صلاۃ المسافر ۱/ ۱۴۲ ط ماحد ۱۰۰)

(۲) و یفسدھا التکلم و هو المطلق بحر فی ر حرف مفہم الخ (التنویر و شرحہ) باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا ۱/ ۶۱۳ ط سعید

(۳) فإذا سلم الإمام قام إلى القضا فبأنه إذا كان عامداً فسدت والإلا ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام أو بعد وإن سلم بعده ثم لا يكره مفرداً الخ رد المحتار باب سجود السهو ۲/ ۸۲ ط سعید

(۴) والقضاء يحكي أي يشابه الأداء سفرًا أو حصراً إلا أنه بعد ما تنقور لا يتغير الخ (التنوير و شرحه) باب صلاة المسافر ۲/ ۱۳۵ ط سعید (۵) من خرج من موضع إقامته قاصداً مسيره ثلاثة أيام ولما ليها من أقصر أيام السنة الخ (السویر و شرحه) باب صلاة المسافر ۲/ ۱۲۱ ۱۲۲ ط سعید

مجیب صاحب کو جواب میں غلط فہمی ہو گئی کہ انہوں نے دریا کو محل اقامت سمجھا حالانکہ دریا محل اقامت نہیں درنحار (۱) ص ۷۳ ج ۱ میں ہے۔ فیفصر ان بوی الاقامة فی اقل من نصف شهر اونوی فیہ نکس فی غیر صالح کبحر استھیٰ لہذا صحیح یہ ہے کہ جہاز پر نوکری کرنے والے ملاج وغیرہ جن کی رہائش بھی جہاز پر ہی ہوتی ہے ہمیشہ قصر پڑھیں گے خواہ بارہ میل کے اندر جہاز ہے یا ایک ہی جگہ کچھ زیادہ مدت تک رہنے کا اتفاق ہو جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو یا نہ ہو چنانچہ رد المحتار (۲) ص ۷۳ ج ۱ اقل فی المحتبی والملاح مسافر الا عند الحس و سفیة لبست بوطن آہ بحر و ظاہرہ ولو کان مالہ و اہلہ معہ فیہا ثم رایتہ صریحاً فی المعراج استھیٰ واللہ اعلم۔

کتبہ السید محمد نعیم۔ حسن مجددی عفا اللہ عنہ۔ ۲۹ رمضان ۱۳۵۵ھ

(جواب الحواب ۵۷۳) (۱) حضرت مفتی اعظم (میرے جواب کا مدار تو اس امر پر تھا کہ جب تک مسافر قرار پا کر قصر کی شرط پوری نہ کرے کوئی شخص نماز قصر نہیں پڑھ سکتا اور مسافر قرار پانے اور قصر کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین دن کی مسافت قطع کرنے کی یکدم نیت کرے اگر یکدم تین دن کی مسافت قطع کرنے کی نیت نہ ہو تو چاہے ساری عمر چلتا رہے اور ساری دنیا کا سفر کر لے مگر نہ وہ مسافر قرار پائے گا نہ اس کے قصر جائز ہو گا اس کی دلیل یہ ہے۔ واما الثانی (ای شرط الفصر) فہو ان یقصد مسیرة ثلاثة ايام فلو طاف الدنيا من غیر قصد الی قطع مسیرة ثلاثة ايام لا یترخص استھیٰ (بحر الرائق) (۳) سوال میں بھی اس امر کی تصریح تھی کہ جن لوگوں کے متعلق سوال ہے وہ سمندر میں روزانہ بارہ میل کے اندر سفر کرتے ہیں اور میں نے جواب میں بھی اس صورت کو صراحتہ ذکر کر دیا تھا کہ اگر بارہ میل کے اندر ہی دور رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں۔

جہازوں کے ملازم جو گودیوں میں کام کرتے ہیں اور جہازوں پر دس دس بارہ بارہ میل تک روزانہ آتے جاتے ہیں وہ ملازمت کے وقت بھی مسافر ہوتے ہوں تو محل تعجب نہیں لیکن ایسے مد زمین کی بڑی تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو ملازمت مانے کے وقت مسافر نہیں ہوتے مثلاً کلکتہ کے باشندے یا کلکتہ کے گرد و نواح (مسافت سفر کے اندر) کے باشندے کلکتہ کی گودی میں آکر ملازم ہوں اور ان کو ان جہازوں میں جو کنارے پر کھڑے ہوتے اور ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اور مد زمین کی رہائش کے لئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں جگہ دیدی گئی اور وہ اس میں رہنے لگے اور جہازوں پر کام کرنے لگے اور روزانہ دس بارہ میل کے اندر جانے آنے لگے تو ایسے لوگ کسی وقت مسافر نہیں ہوئے اور ان کو ہمیشہ نماز پوری پڑھنی چاہیئے اور تا وقتیکہ وہ کسی وقت یکدم تین دن کی مسافت کا قصد کر کے نہ چلیں نہ مسافر ہوں گے اور نہ ان کو قصر پڑھنا جائز ہوگا

(۱) (ب) صلاة المسافر ۲/ ۱۲۵ ط سعید

(۲) (ب) صلاة المسافر ۲/ ۱۲۶ ط سعید

(۳) (ب) صلاة المسافر ۲/ ۱۳۹ ط بیروت لبنان

میرے جواب کا یہی مطلب تھا اور میں اسی کو صحیح سمجھتا ہوں لیکن اگر مولانا عظیم الاحسان ان لوگوں کو بھی محض اس وجہ سے کہ وہ سمندر میں جہز میں رہتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ مدت سفر کی نیت کر کے چھین مسافر قرار دیتے ہیں تو یہ بات میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

دریہ کے کنارے کشتی میں رہنا حکم سفر لگانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ و اشار المصنف الی ان النية لا بدان تكون قبل الصلوة ولذا قال فی التجسس اذا افتتح الصلوة فی السفينة حال اقامة فی طرف البحر فنقلها الريح وهو فی السفينة ونوی السفر یتتم صلوة المقیم عند ابی یوسف خلافاً لمحمد انتھی (۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ محض کشتی میں چلا جانا کسی کو مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ اس شخص پر جو کشتی میں نماز شروع کرے قصر لازم ہوتا خواہ مزید سفر کی نیت کرے یا نہ کرے حالانکہ اس جزئیہ میں اس کی نیت سفر جو اثنائے نماز میں کی گئی غیر معتبر قرار دیکر پوری نماز اس پر لازم کر دی گئی۔

اور تمام فقہ نے مسافر بننے کے لئے تین دن کی مسافت کا قصد کرنے کے بیان میں بھی مسافت فی البر و فی البحر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ من جاوز بیوت مصرہ مرید اسیر اوسطاً ثلاثة ايام فی برا و بحر او جبل انتھی۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ کشتی میں جانا اور رہنا ہی مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ سمندر میں تین دن کی مسافت کی شرط جواز قصر کے لئے نہ ہوتی۔ (نا تمام)

دسواں باب قضا نمازیں

قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں اس کا طریقہ کیا ہے؟

(سوال) قضائے عمری نماز کب اور کس طرح پڑھی جائے؟

(جواب ۵۷۴) قضائے عمری کے نام سے جو نماز مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخر میں ایک نماز باجماعت یا علیحدہ علیحدہ قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ نماز عمر بھر کی قضاء نمازوں کے لئے قائم مقام ہو جاتی ہے یہ توبہ عت اور بے اصل ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں (۲) ہاں اگر کسی کی کچھ نمازیں رہ جاتی رہی ہوں تو ان کو پڑھ سکتا ہے اگر ان کا شمار معلوم ہو تو اس کے موافق اور صحیح

(۱) (باب المسافر ۲ ۱۳۹ ط بیروت لبنان)

(۲) وما نقل أن الإمام قضی صلاة عمره أنه لم یصح ذلك عن الإمام . فلو حله كراهة القضاء لتوهم الفساد (رد المحتار) باب التوثر والنوافل ۳۷/۲ ط سعید (قال فی الدر المختار " کثرت الفوائت نوى أول طهر عليه أو آخره " الخ) (باب قضاء الفوائت ۷۶/۲ ط سعید)

تعدا دیاد نہ ہو تو اندازہ سے ان کا شمار متعین کر لے اور پھر ان کو ایک دفعہ یا آہستہ آہستہ ادا کرتا رہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ زمانہ بیوغ کے اندر چھوٹی ہوئی نمازوں کا پورا کرنا فرض ہے ہر نماز کو قضاء کرتے وقت مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھتا ہے تو اس طرح نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اسی طرح روز فجر کی قضا کرتے وقت یہی نیت کرے یہاں تک کہ سب نمازیں پوری ہو جائیں۔

فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے، توبہ کافی نہیں

(سوال) زید نے بڑی عمر میں نماز روزہ شروع کیا تو کیا نماز روزہ قضاء کرے یا خالی توبہ سے معافی ہو جاتی ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دو خانہ بمبئی ۷ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۷۵) جتنی نمازیں روزے قضا ہوئے ہیں تخمینہ کر کے ان کی قضاء کرے صرف توبہ کافی نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کریں؟

(سوال) فائتہ نماز کو ہر نماز کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اگر ہر نماز کے ساتھ دانہ کرے اور بے ترتیب داکرے توجہ نہ ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد مقصود احمد خاں (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۷۶) فائتہ نمازوں کو ہر نماز کے ساتھ ساتھ ادا کرنا لازم نہیں مگر جس قدر جلدی ادا کر سکے کرے ایک وقت میں متعدد نمازیں قضا پڑھ سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں

(سوال) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو قضائے عمری بارہ رکعت باجماعت پڑھتے ہیں یہ نماز کس کے لئے ہے پنج وقت نمازی کے واسطے ہے یا کہ ہر ایک کے لئے اور یہ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی حکم الواجب بالأمر وهو بوعاد أداء وهو تسليم عين الواجب بسبب إلى مستحقه وقضاء وهو إسقاط الواجب بمثل من عنده (حسامی فصل فی حکم الواجب ص ۳۷ ط' التاخير بلا عذر كبيرة لا تزال بالقضاء بل التوبة (درمختار) قل الشامي 'أى بعد القضاء' أما بدونه فالتاخير باق فلم تصح التوبة منه لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية (باب قضاء العوائب ۲/۶۲ ط سعيدي)

(۲) لأنه عليه السلام أحرها يوم الحندق ثم الأداء ذلك أن المشركين شعلوا رسول الله ﷺ عن أربع صلوة يوم الحندق حتى ذهب من الليل ما شاء الله فأمز بالاً فأذن ثم أقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء الح (رد المحتار) باب قضاء العوائب ۲/۶۲ ط سعيدي

المستفتی نمبر ۸۷۸۱۳، عظم شیخ معظم ملا جی صاحب۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ المارچ ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۷۷) یہ قضائے عمری کی نماز ہے اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا جائز ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) زید اپنی عمر بھر کی نمازیں جو قضا ہو چکی ہیں ادا کرنا چاہتا ہے وہ کونسا طریق اختیار کرے وہ بیچ میں کچھ نمازیں پڑھتا بھی رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۶۲۳ الملک محمد امین صاحب (جالدھر)

۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۷۸) جس قدر نمازیں یکدم یا تدریجاً پڑھ سکتا ہو پڑھتا رہے ہر نماز کے ساتھ اول یا آخر وہی نماز قضا پڑھ لیا کرے یہ بھی جائز ہے مگر یہ صورت جب ہے کہ قضائینی ہو ورنہ عصر و فجر کے بعد اور فجر طلوع ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکے گا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عصر کے بعد فوت شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے

(سوال) ایک شخص کی چھ نمازوں سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اس کو بعد نماز عصر وہ نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نظیر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۵۷۹) فرض نماز کی قضا عصر و فجر کے بعد بھی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

(سوال) متعلقہ قضائے عمری

(جواب ۵۸۰) قضائے عمری جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے یہ بیکار ہے (۱) قضا شدہ نمازوں کا تخمینہ کر لیا جائے اور اس کے موافق ادا کی جائیں ہر قضا نماز کی نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر یا ظہر کی

(۱) ولا تعداد عند توهم الفساد للهي وما نقل ان الإمام فصي صلاة عمره الخ (الدر المختار) باب الترتيب والوافل ۳۷، ۲ ط

سعيد (۲) قضاء یقینی نہ ہونے کی صورت میں یہ نفل ہوگی در نفل ان اوقات میں پڑھا کر وہ ہے ویکرہ ان يتصل بعد الفجر حتى تطلع الشمس و بعد العصر حتى يغرب الخ (هداية) باب موافقت الصلاة ۸۵/۱ مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان (کثرت القوائت بوی اول ظہر علیہ أو آخره الخ) (الدر المختار) باب قضاء القوائت ۷۶، ۲ ط سعید

(۳) وکروہ نفل بعد صلاة فجر و صلاة عصر ولا یکرہ قضاء فائتة ولو وترأ (التبویر و شرحہ) کتاب الصلاة ۳۷۵/۱ ط سعید

(۴) ولا تعداد عند توهم الفساد (الدر المختار) باب الترتيب والوافل ۳۷، ۲ ط سعید (کثرت القوائت بوی اول ظہر علیہ أو آخره الخ) (الدر المختار) باب قضاء القوائت ۷۶، ۲ ط سعید

نمازیں ہیں ان میں سے پہلی یا پچھلی نماز ادا کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کے ذمہ پانچ چھ سالہ نمازیں قضاء ہیں اب وہ اس نیت سے فائتہ نمازیں ادا کر چکا ہے کہ اول فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے فرائض و واجبات سے جو میرے ذمہ ہیں وہ نمبر وار ادا کرتا ہوں کیا یہ صورت ٹھیک ہے؟

(جواب ۵۸۱) وہ گزشتہ قضا شدہ نمازیں اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ جو نماز ادا کرے اس کی نیت اس طرح کرے کہ یہ نماز جو میں پڑھ رہا ہوں مثلاً فجر تو فجر کی تمام نمازوں میں سے جو میرے ذمہ ہیں سب سے پہلی یا سب سے پچھلی نماز فجر پڑھتا ہوں اسی طرح ہر نماز کی نیت کرے (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

قضاے عمری کی حقیقت

(الجمعیتہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) بلاد خراسان میں ایک نماز مروج ہے جس کو قضاے عمری کہتے ہیں طریقہ او مختلف ہے بعض پانچ نمازیں بذان و جماعت پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعت نماز نفل باجماعت ادا کرتے ہیں اور نفل کی نیت یہ کرتے ہیں۔ نویت ان اصلی اربع رکعات تفصیر او تکفیر المافات منی من جمیع عمری صلوٰۃ نفل الخ اور جواز کے ثبوت کے واسطے جو عبارت نقل کرتے ہیں ان کتابوں کا نام فتاویٰ واجدین لے لے ہے جس میں لکھا ہے کہ ”ہر کہ ازیں نماز ضل و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ ”یہ سات سو نمازوں کا کفارہ بلکہ باواجداد کی نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے“

اور ایک حدیث شریف ابو داؤد ص ۱۲۵ مصبوعہ قدوری واقعہ دہلی کی نقل کرتے ہیں۔ ”کل صلوٰۃ لا یتیمھا صاحبھا تتم من نطوعہ“ اور نفل باجماعت جائز ہونے کے لئے حوالہ تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ نفل باجماعت چونکہ مکروہ تنزیہی ہے اور ہمارے ملک یعنی عجم میں چونکہ آیہ الکرسی انا اعطیناک الکوثر کا پڑھنا نہیں جانتے اس لئے عجم کے واسطے اس میں جماعت ولی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نفل باجماعت احیاناً مکروہ ہے یہ تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اس لئے جائز ہے۔ (جواب ۵۸۲) یہ نماز جس کو قضاے عمری کے نام سے ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں کہیں پانچ نمازیں اذان و اقامت کے ساتھ اور کہیں چار رکعت نفل باجماعت ادا کی جاتی ہے محض بے اصل اور اختراعی ہے شریعت مقدسہ میں اس کی اصل نہیں نہ کسی حدیث میں آئی نہ صحابہؓ کے قول یا فعل سے

ثابت ہے نہ مجتہدین امت سے منقول فتاویٰ واجدین نسلی کوئی غیر مشہور اور غیر معتبر کتاب ہے اس میں اگر واقعی یہ لکھا ہے کہ ”ہر کہ لبا کند ازین نماز ضاں و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ تو وہ کتاب یقیناً ناط اور خود اس حکم کی مستحق ہے کیونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم قطعیات کے انکار پر دیا جاسکتا ہے اس نماز کا ابھی ثبوت ہی نہیں ہوا چہ جائیکہ اس کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

کوئی ایسی حدیث کہ یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے ہماری نظر میں نہیں ہے جو صاحب ایسی حدیث بیان کرتے ہیں وہ اس کی سند اور حوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث میں اس قضائے عمری کی مختلف صورتوں میں سے کس صورت کا ذکر ہے؟ اور دوسری صورت جو گھڑی گئی ہے وہ کہاں سے لی گئی ہے ابو داؤد و ابن روایت سے اس نماز کا کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں وہ تو تمام عبادات میں فرائض کے نقصان کو حضرت حق تعالیٰ اپنی رحمت سے نوافل سے پورا فرمادے گا نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ و روزہ نوافل سال بھر کے نوافل کو شامل ہیں کسی خاص تاریخ کے نفلوں میں یہ خاصیت کہ وہ عمر بھر کی نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا یہ اس حدیث سے کہاں ثابت ہے؟

نفل باجماعت حنفیہ کے نزدیک سوائے ان چند نمازوں کے جن کی تصریح کر دی گئی ہے (مثلاً تراویح و نماز کسوف) مکروہ ہیں کسی فقہ حنفی کی کتاب میں قضائے عمری کا نہ ذکر کیا گیا ہے نہ اس کی جماعت کو راہب کے حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ خوہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو بہر حال وہ ممنوع شرعی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے اس میں ثواب کی امید رکھنی احکام شریعت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے جس چیز کو شریعت منع کرتی اور مکروہ بتاتی ہے اس میں ثواب کیسا؟ اگر ثواب ہوتا تو وہ ممنوع اور مکروہ کیوں ہوتی؟ کیا شریعت ثواب کے کام کو بھی منع کر سکتی ہے؟ نیکی کا کام وہی ہے جو اصول شرعیہ کے موافق ہو ورنہ تو تمام بدعات بظاہر نیکی کے کام ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ شرعاً بے اصل ہوتے ہیں اس لئے وہ ناجائز اور ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔

پس اس مصنوعی قضائے عمری کو ترک کرنا ہی شریعت کے موافق ہے کہ یہ بدعت ہے اور بے اصل اور ناقابل اعتماد اور فسد عقیدہ کو مستنزم ہے انکار کرنے والے ہی حق پر ہیں اور کوئی نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتی نہ چار رکعت نفل سے چار کعتیں ظہر یا عصر کی معاف ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ سیکڑوں یا ہزاروں نمازوں کی قضاء کے قائم مقام ہو جائے نیز معصومہ تو توقیفی ہے جس کے لئے صاف و صریح آیت یا حدیث ہونی چاہیے محض قیاسی طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ ہے کہ کوئی قیاسی دلیل بھی اس نماز کے لئے نہیں ہے۔ (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کا اللہ لہ

قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۳۵۵ھ)

(سوال) خیر جمعہ رمضان میں قضائے عمری کے طور پر وقت خمسہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ پڑھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ نماز تمام قضاء نمازوں کا کفارہ ہے کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۵۸۳) یہ نماز جسکو قضائے عمری کے نام سے ادا کر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک نماز تمام عمر کی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام ہو گئی شرعاً بے اصل ہے اور صوں شرعیہ کے خلاف ہے ہذا واجب الترتیب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کنویں سے مراہو جانور نکالا تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(سوال) کنویں میں سے کوئی جانور چھو اچھٹا نکلے تو سارے نکالا جائے اور تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے تو نمازوں کا عادہ کرتے وقت کس طرح نیت کی جاوے آیا قضا کے غلطی کے ساتھ یا خود اعادہ کا لفظ نیت کرنے میں کہے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں - جگن پور

(جواب ۵۸۴) تین دن کی نمازوں کے عادہ کا حکم مفتی بہ نہیں ہے جس وقت سے مردہ جانور نکلے اس وقت سے کنواں ناپاک قرار دیا جائے گا (۲) اور اعادہ کی نیت میں لفظ اعادہ کہنا لازم نہیں ہے قضا کی نیت کافی ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گیر ہواں باب

(نماز و ترود دعائے قنوت)

امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) وتر میں امام دعائے قنوت پڑھنے کے بجائے بھولے سے رکوع میں چلا گیا مقتدی کھڑے رہے اور اللہ اکبر کہہ کر امام رکوع سے واپس ہو اور دعائے قنوت پڑھ کر پھر رکوع کر کے آخر میں سجدہ سو کر لیا تو ہم اور مقتدی دونوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(جواب ۵۸۵) رائج یہی ہے کہ نماز سب کی ہو گئی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قال فی العتابة عن ابی ہریرۃ فیس یقصر صوات عمرہ من غیر افاتہ شنی یرید الا حیاط فون کون لأجل القصاص والکراہۃ فحس وان لم یکس لذلک لا یفعل (عالمگیریۃ باب قصۃ العوات ۱ ۱۲۴ ط واحدہ)

(۲) ویحکم بحاستھا من وقت الوقوع ان علم ولا فمد یرم ولیلۃ ان لم یتنخ ولم یفسح ومن ثلاثۃ امام ولما بینا بن انتنح او انتنح استحسانا وقال من وقت العلم فلا یلزمہم شنی من قلہ قیل "وبہ یفتی" (التنویز و شرحہ کتاب الطہارۃ فصل فی البئر ۱ ۲۱۹ ط سعید)

(۳) کما لو سہا عن القنوت فیرکع فیہ لو عاد وقت لا تفسد علی الاصح (رد المحتار باب سجود السہو ۲ ۸۴ ط سعید)

وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت

(سوال) وتر کی نماز میں قبل قنوت رفع یدین کا کیا سبب ہے؟

(جواب ۵۸۶) رفع یدین قنوت کا سبب شرعی یعنی دلیل نقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ بخاری نے جزء رفع الیدین میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت کی ہے عن الاسود عن عبداللہ انہ کان یقرأ فی اخر رکعة من الوتر قل هو اللہ ثم یرفع یدیه فیقست قبل الركعة (اثار السنن) (۱) اور بخاری نے اسی جزء رفع الیدین میں حضرت ثمر سے بھی قنوت میں ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ عن ابی عثمان قال کنا وعمر یؤم الناس تم یقنت ما عند الركوع یرفع یدیه حتی ید و کفاه ویخرج صبعیه (اثار السنن) (۲) اور اگر رفع یدین کی حکمت یعنی وجہ عقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ رفع یدین سے مقصود تبری عما سوی اللہ ہے اور قنوت کے معنی دعا کے ہیں اور دعا سے مراد عرض حاجت علی المولیٰ ہے پس قنوت یعنی عرض حاجت سے پہلے، سوی المولیٰ سے تبری کر لینا اخلاص عبودیت کی علامت اور مفضی الی الراجبۃ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

محمد کفایت اللہ شفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد نفل دو رکعتیں بیٹھ کر ادا کرنا افضل ہے اور بہتر ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان دونوں میں سنت کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۶ محمد رفیق صاحب مورخہ ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۳ء (جواب ۵۸۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے (۱) مگر حضور ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پوری نمرز کا ثواب ملتا تھا اور ہم کو بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے (۲) لیکن اگر کوئی شخص ان نفلوں کو بیٹھ کر ہی پڑھے تاکہ حضور ﷺ کے فعل کی مطابقت رہے اور آدھے ثواب کو ہی پسند کرے تو اسے اختیار ہے اور جو کھڑے ہو کر پڑھے وہ پورے ثواب کا مستحق ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر ص ۱۶۹ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر ص ۱۶۸ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۳) عن عائشۃ قالت "کان رسول اللہ ﷺ یرکع رکعتین یقرأ فیہما وهو جالس فإذا أراد أن یرکع قام فركع الحدیث (اثار السنن) باب الركعتین بعد الوتر ص ۷۲ ط امدادیہ ملتان) وعن أبی امامۃ أن السی ﷺ کان یصلیہا بعد الوتر وهو جالس الحدیث (اثار السنن) باب رکعتین بعد الوتر ص ۱۷۳ ط امدادیہ

(۴) و یتنہن مع قدرہ علی القیم فاعداً حر غیر السی ﷺ عنی اللصف إلا بعد الخ (الدر المحتار) باب الوتر والنوافل ۳۷/۲ ط سعید

فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے۔

(سوال) ایام رمضان میں عشاء کی نماز کے وقت اگر کوئی فرض میں امام کے ساتھ شامل نہ ہو سکا تو اس کو وتر واجب امام کے ساتھ پڑھنے ہوں گے یا الگ؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ شاہ محمد (ڈونگر پور) ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۸۸) اگر تراویح کی نماز جماعت سے پڑھے تو وتر کی جماعت میں شرکت جائز ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ)

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟

(سوال) وتر کی تیسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھ کر پھر تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ المستفتی نمبر ۵۲۲ خواجہ عبد المجید شاہ صاحب (بنگال)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۸۹) وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ و سورت کے بعد تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا ثابت ہے کی طرح پڑھنی چاہیے، محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

کچھ رکعات تراویح رہ جائیں تو وتر کے بعد پڑھے

(سوال) جماعت سے کچھ رکعت تراویح کی دائیں اور کچھ باقی رہ گئیں کہ امام نے وتر پڑھائے تو امام کے ساتھ وٹروں میں شامل ہو جانا چاہیے یا پہلے تراویح پوری کرنی چاہیے بعد میں وتر پڑھنے چاہئیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۰) وتر میں شامل ہو جائے بقیہ رکعات تراویح کی بعد میں پڑھ لے (محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی)

وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھنا

(سوال) اگر امام وتر کی نماز پڑھائے اور اس میں پہلی رکعت میں انا انزلنا دوسری میں اذا جاء اور تیسری

(۱) بقی لو ترکھا کلھ یصلون الوتر بجماعہ فلیراجع قوله فلیراجع قصیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولہم لأنها تبع أن یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة: لانه ليس تبع للتراویح ولا للعشاء عند الإمام (طحطاوی علی الدر المختار) باب الوتر والوافل بحث فی التراویح ۱/۲۹۷ ط بیروت
(۲) عن أبي بن كعب أن رسول الله ﷺ كان يربد فقلت قبل الركوع (أثار السنن ص ۱۲۷ ط امدادیہ ملتان) و یکبر قبل رکوعه ثلاثا رافع یدیه وقت فیہ الح (توسیر) ۱۲۸۲ باب الوتر والوافل ۲/۶ ط سعید
(۳) ووقفها بعد صلاة العشاء إلی الفجر قبل الوتر بعد فی لاصح فلو ثابته بعضها وقام الإمام إلی الوتر أو تر معه ثم صلی ما فاتته الح (الموسیر و شرحه) باب وتر و سوافل ۲/۴ ص سعید

میں قل هو الله احد پڑھتا ہے تو نماز میں کسی قسم کی کراہت تو واقع نہیں ہوئی؟
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۱) درمیان میں صرف سب چھوڑنا بہتر نہیں خلاف اولیٰ ہے دوسری میں تبت پڑھے اور تیسری میں قل هو الله احد۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) تارک واجب گناہ گار ہے

(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟

(۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے

(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟

(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟ (۲) نماز وتر واجب ہے یا نہیں (۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں (۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟ (۵) عیدین کی نمازوں کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۶۱۶ محمد ولی اللہ صاحب (پٹنہ ٹی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۲) (۱) واجب کا تارک سب شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اس فعل کو واجب قرار دیتا ہے (۲) نماز وتر میں امام ابو حنیفہ سے تین روایتیں ہیں (۲) یوسف بن خالد نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت کی کہ وتر واجب ہیں ورنوح بن لی مریم نے یہ روایت کی کہ وتر سنت ہیں اور حماد بن زید نے یہ روایت کی کہ وتر فرض ہیں اور امام محمد اور امام یوسف کے نزدیک وتر سنت ہیں۔

(۳) ہاں امام ابو حنیفہ کے مذہب رائج یعنی وجوب وتر کے لحاظ سے تارک وتر گناہ گار ہے (۴) مگر دوسری روایت سعیت اور قول صاحبین پر گناہ گار نہیں گرچہ مستحق مدمت ان کے نزدیک بھی ہے۔

(۴) عیدین کی نماز میں بھی امام ابو حنیفہ سے وجوب اور سعیت کی دونوں روایتیں ہیں اور امام محمد نے بھی اس کے متعلق سنت کا لفظ استعمال کیا ہے (۵)

(۱) وبكره بزبها إجماعاً إن ثلاث آيات إن تقررت صولاً وقصراً وإلا اعتبر الحروف والكلمات وبكره الفصل سورة قصيرة وأن يقرأ مكوساً بح (التصوير و شرحه فصل في القراءة ۵۴۲ تا ۴۶ ط سعید)

(۲) إن السعة المؤكدة والواحد متساويان رتبة في استحقاق الإثم بالترك الخ (رد المحتار باب العیدین ۲ ۱۷۷ ط سعید) هو (الواحد) في عرف الفقهاء عبارة عما ثبت وجوبه بدليل فيه شبهة ويستحق بتركه عقوبة لولا العذر (فواعد الفقہ ص ۵۳۹ ط الصدق پبلشرز کراچی)

(۳) عن أي حنیفة في الوتر ثلاث روايات في رواية فريضة وفي رواية سعة مؤكدة وفي رواية واجب (عالمگیریہ الباب الثامن في صلاة الوتر ۱ ۱۱۰ ط ماحدیہ)

(۴) أن السعة المؤكدة والواحد متساويان رتبة في استحقاق الإثم بالترك الخ (رد المحتار باب العیدین ۲ ۱۷۷ ط سعید)

(۵) قال في التصویر "تجب صلاتهما علی من تجب علیہ الجمعة الخ (باب العیدین ۲ ۱۶۶ ط سعید)

(۵) غیدین کی نماز کا ترک جو ب کی روایت کی بنا پر گناہ گار ہوگا اور سنیت کی روایت کی بنا پر گناہ گار نہ ہوگا (اگر ترک برائے تخفف نہ ہو) مگر مستحق ماست ہوگا

خاصہ یہ کہ جس چیز کے وجہ اور سنت ہونے میں اختلاف ہو اس میں تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی مختلف فیہ ہوگا اور جس کے وجہ ہونے پر اتفاق ہوگا اس کے تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی متفق علیہ ہوگا یہ سب کام مذہب مفتی کے تحت ہے محمد کفایت مدکان اللہ لاہ دہلی

(۱) فرض و وجب کی تعریف کیا ہے ورنہ ان کے تارک کا کیا حکم ہے؟

(۲) وتر کے تارک کا حکم

(سوال ۱) (۱) وجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں فرض اور واجب و مسنون کی کیا تعریف ہے ان تینوں کا تارک گناہ گار ہوگا یا نہیں ورنہ تینوں کے گناہ میں فرق ہے یا نہیں اس کا جواب قرآن وحدیث سے مدلل چاہیے (۲) ایک شخص وتر کی نماز ادا کرے تو وہ گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۳۲ عبد المجید صاحب ضلع پٹنہ (بہار)

۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۳) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اسے واجب قرار دیتا ہے اگر وجب ہونے میں ہی اختلاف ہو تو گناہ گار ہونے کا حکم گانے میں اختلاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے محتاط طریقہ اختیار کرنا لازم ہے۔

فرض اعتقادی اس کو کہتے ہیں جس کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو واجب اس کو کہتے ہیں جس کی قطعیت کے خلاف کوئی شبہ پیدا ہو جائے مسنون ان افعال کو کہتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے فعل یا ترغیب یا تقریر سے مستحسن قرار پاتے ہوں پھر اہل ان مواظبت مع ترک احیاناً ثابت ہو تو مؤکدہ ورنہ منہ زائد میں داخل ہیں (۲) وتر کی نماز قصداً نہ کرنے والے امام مسلم کے مسک راجح (وجوب وتر) کے ماتحت گناہ گار ہوگا ورنہ جو امام کہ و ترک کو سنت کہتے ہیں اور ان میں حنفیہ کے دو امام یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد بھی شامل ہیں (۱) نو امام عظیم سے بھی سنیت و ترک کی ایک روایت ہے "و مروجہ ہے" ان کے نزدیک گناہ گار تو نہیں مگر مستحق ماست ہے محمد کفایت مدکان اللہ لاہ دہلی

۱۔ اب لکھنا کہ وہ دل سے حب مسیوین سے فی سحر فی لانہ بالبرک مع رد المحتار کتاب بعدیں ۲ ۱۷۷ ط سعید
۲۔ تعرض نہ سے قطعاً لا سیفہ فیہ کالامانہ ولا کذب لا دفعہ کثیر حاخندہ و یفسد ہرکہ بلا غیر
و مروجہ مدبیل فیہ سیفہ کصوفہ عطر والا صحیحہ لا بکثیر حاخندہ و یفسد ہرکہ بلا تدریل رد المحتار کتاب
لاصحۃ ۶ ۳۱۳ ط سعید مسہ فی الصریقہ المسبوکہ فی ادب من غیر اعتراض ولا حرج و ابداً ما صدر عن لی
من قول و فعل و تقریر علی وحد لاس ومن اسس مسہ ہدی ہی مدو ص علی اسی مع التارک احبہ علی
سین معادہ و ما کتاب علی سین معادہ فیہ اسسہ لردائہ فیہ عدہ شقہ ص ۳۲۸ ط تصدیف سنہ ۱۳۲۸ کرجی

وتر کا ثبوت

(سوال) ہر کی تعداد نے اپنے نبی کی معرفت عوام الناس کو ارشاد فرمایا ہے۔ فاسئلوا اہل الذکر ان کتبہ لا نعمون سواس آیت کے تحت میں ہم پوچھتے ہیں اہل انداز سے کہ وہ کوئی احادیث مرفوعہ یا آثار مقبولہ میں جن سے یہ پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ نے جب کہ تین وتر پڑھے دوسری رکعت میں تشہد کے لئے آپ بیٹھتے ہوں دوسری رکعت میں قبل دعا نے قنوت کے رفع یدین کی اور اس کے متعلق اگر کوئی روایت ہے تو عنایت فرمائی جائے کہ کس کتاب کے کون سے صفحہ پر ہے یا جہل صحابہ سے نہایت ہو کیونکہ اللہ کے نبی نے فرمایا ہے جس نے میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ اختیار کیا وہ وگ فرقتہ ناجیہ میں سے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۷ مستری عبد عزیز جامع مسجد ندوی ۸ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۱۷ اپریل ۱۹۴۰ء (جواب ۵۹۴) صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ کی ایک طویل روایت ص ۱۹۴ ج میں ہے جس کا ایک جملہ یہ ہے وکان یقول فی کل رکعتین التحیۃ وکان یقرئ رجلہ الیسری ویسبب رجلہ الیمنی الخ یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعتوں پر تحیۃ یعنی تشہد ہے اور حضور بائیں پاؤں پٹھاتے اور دایں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

ور تزدکی شریف ص ۵۰ ج معبود جنبالی میں ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ الصلوۃ منی منی تسہد فی کل رکعتین الخ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا نماز دو رکعت سے (یعنی نوافل) ہر دو رکعتوں پر تشہد ہے۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعتوں پر تشہد پڑھنا نماز کا عام قاعدہ ہے اور حضور ﷺ نے یہی ہم کو تعلیم فرمایا ہے ورنہ بخاری شریف ص ۲۰۰ میں حضرت عائشہؓ کی روایت میں آنحضرت ﷺ کی صلوۃ تہجد دو ترک گیر رکعتیں اس تفصیل سے بیان فرمائی گئی ہیں کہ پہلے چار پڑھتے تھے آخری تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں اور مسلم شریف کی حدیث کے بموجب اس میں دو مرتبہ تشہد ہوتا تھا دوسری پر دو پھر تیسری پر بعض روایت میں یہ جو یہ آیا ہے کہ نہیں بیٹھتے تھے مگر آخر میں اس کی تفسیر حضرت عائشہؓ کی وہ روایت کرتی ہے جو نہ لی اور مستدرک حاکم میں ان الفاظ سے آئی ہے۔ کان رسول اللہ ﷺ لا یسلم فی رکعتی الوتر (کدافی آند السلس) یعنی آنحضرت ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیلتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جن حدیثوں میں دو رکعت پر بیٹھنے کی نفی ہے اس میں بیٹھنے سے سلام پھیرنے کے لئے بیٹھنا ہر دے اور یہ مطلب اس سے ہے کہ تاکہ حضور ﷺ کا فعل حضور اکرم ﷺ کے اس قول کے خلاف نہ ہو جو مسلم کی روایت میں ہے کہ کل رکعتین التحیۃ کے لحاظ سے موجود ہے ورنہ تزدکی میں تسہد فی کل

۱) باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ وما یفتح لہ ۱۹۴۱ قدسی کتب خانہ کراچی

۲) باب ما جاء فی التحدیث فی الصلاۃ ۸۷۱ سعید

۳) باب فیہ مسی تہ لیل فی رمضان وعمرہ ۱۵۴ ط قدسی کتب خانہ کراچی

۴) قدسی باب کیف الوتر ثلاث ۱۹۱ ط سعید واد السلس باب الوتر ثلاث رکعات ص ۱۶۹ امدادہ ملکہ

دکھیں گے انہی سے مروی ہے باقی تیسری رکعت میں قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا قویہ حضرت
عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے۔ عن عبداللہ انہ کان یقرأ فی آخر
رکعة من الصلوٰۃ فی ہر اللہ احدہم یرفع یدہ، فقنن قبل الرکعة رواہ البخاری فی حرۃ رفع
الیدین و اسنادہ صحیح (انارالس) ۱۱۱

بخاری نے جزء رفع یدین میں حضرت عمرؓ سے بھی قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا روایت کیا ہے
اور شہبائی نے معرفہ میں حضرت بن مسعودؓ اور ابو ہریرہؓ سے قنوت وتر میں رفع یدین کرنا روایت کیا ہے۔
کذا فی آثار السنن، مطبوعہ حسن مطبعہ پٹنہ ص ۸۸ ج ۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟

الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء

(سوال) نماز وتر میں اہل حدیث بعد تسمیٰ کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں اور احناف تیسری
رکعت میں تکبیر اور رفع یدین کے بعد ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں ان دونوں میں کونسا فعل مدلل
ہے۔

(جواب ۵۹۵) قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے نہ کہ بعد تسمیٰ۔ لماروی عن انس ابن سئل عن
القنوت فقال قبل الرکوع رواہ البخاری (۳) ہاتھ اٹھا کر پڑھنا صراحتہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔
۱۔ نیب نے ہر ایسے قیام میں جس میں ذکر مسنون طویل ہو ہاتھ باندھنے کو مستحب کہا ہے مجملہ اس کے قنوت
وتر بھی ہے اور ہر مسنونہ صحت سے ایک روایت میں ہاتھ اٹھا کر بھی قنوت پڑھنے کی مروی ہے لیکن ہاتھ باندھنا
بنی راجح اور اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ نہ رسد امینیہ دہلی

بارھواں باب نماز تراویح

تراویح میں ختم قرآن پر سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا

(سوال) ماہ رمضان میں تراویح میں قرآن کریم سننے والے اکثر حفاظ کا دستور ہے کہ انیسویں رکعت
میں الحمد شریف کے بعد باقی ماندہ سورتیں متلاً معوذتین وغیرہ پڑھ کر رکوع کر دیتے ہیں اور بیسویں رکعت

(۱) باب رفع یدین عند قنوت الوتر ص ۱۶۹ طبع امدادیہ مصر

(۲) (اشنا)

۳، بحری ص ۵۷ لقنوت میں ہر رکوع و بعد ۱۳۶ طبع مدینہ، ثر بسبب قنوت الوتر قبل الرکوع ص ۱۶۶
طبع مدینہ مکتبہ

میں الحمد شریف پڑھ کر سورہ بقرہ ابتدائی آیتیں پڑھ کر رکوع کرتے ہیں بعض حفاظ اس کے بجائے انیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ پڑھ کر ختم کر کے ہی رکوع میں چلے جاتے ہیں اور پھر بیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد معوذتین پھر الحمد شریف پھر سورہ بقرہ ابتدائی آیت پڑھتے ہیں پھر کون کرتے ہیں مذکورہ دونوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ زیادہ صحیح ہے؟ حافظ محمد سعید (جواب ۵۹۶) ختم قرآن مجید کے بعد سورہ بقرہ ابتدائی آیتیں پڑھنا مستحب ہے، خواہ بیسویں رکعت میں سورہ ناس کے بعد پڑھ لے یا بیسویں رکعت میں ناس تک پڑھ کر بیسویں میں اَلَمْ سے پڑھ لے بیسویں رکعت میں الحمد اور معوذتین پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھنا اور آسم کی آیتیں پڑھنا نہیں چاہیے یعنی الحمد کی تکرار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا تراویح میں امام بن سکتا ہے

(۲) تراویح کے بعد آنے والا وثر میں شریک ہو سکتا ہے

(سوال) جس حافظ نے مشاء کے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں وہ ان لوگوں کو تراویح پڑھ سکتا ہے یا نہیں جو مشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکے ہوں۔

یک شخص نے مشاء کے فرض جماعت سے پڑھے پھر کسی حاجت یا کسی کام سے باہر چلا گیا جب وہ شخص کام سے فارغ ہو کر مسجد میں آوے تو وثر کی جماعت ہونے والی تھی اس نے وثر جماعت سے پڑھ سے اور تراویح پھر علیحدہ اس نے پڑھیں، ریافت طب امر یہ ہے کہ اس کو وثر جماعت سے پڑھنے چاہیے تھے یا نہیں اور وثر واثان کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۹۷) جس حافظ نے مشاء کے فرض جماعت نہیں پڑھے وہ تراویح میں امامت کر سکتا ہے یعنی اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے۔

جس نے تراویح کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی اسے وثر کی جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیے کیونکہ اگر شریک ہو گیا تو اس کے وثر ہو گئے لوٹنے کی ضرورت نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

(۱) تراویح کی دوسری رکعت میں قعدہ کے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو اعدہ واجب ہے

۱۔ زب عن مسکوت لا داعیہ بغير من سجدہ در محار (قاب فی شرح المسد) وفي التلويحۃ من حجم الفرب فی صلاۃ ۱۲ شرح من المعودین فی البرکۃ الاولی ثم یقرأ فی التبیۃ بالفتح وثنی من سورہ القدرۃ لا الہ الا اللہ فی حبر ساس الحجاب البصر حل ای احکامہ لمنہج اصح (رد لمحرر الفصل فی الفرب ۱۵۷ ط سعید)

۲۔ بر صلیت جماعۃ الفرب وکذا رحل قد صلی الفرب وحده لا یصلیہا مع ذلك الإمام لأن جماعۃهم مشروعه فیما اذ حول فیہ معہم لعدم المحذور رد المحتار صحت الترویج ۲۸ ط سعید

۳۔ قاب فی التبیۃ وشرحہ ۱۰ ووفیہ بعد صلاۃ اعشاء ای المحرر فی الترویج ۲۸ ط سعید فی الاصح فهو قائم بعصہ وفام الإمام الی یوتر ویرمعتہم صلی ما فہ ۱۰ فی الشافعی عی راجع الاصلیہ صحت الترویج ۲۴ ط سعید

(۲) در پانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت تراویح کا حکم

(سوال) امام سے دور رکعت تراویح کی نیت بندھی بھولے سے دوسری رکعت کے قعدہ میں نہیں بیٹھتا تو پہلی تیسری رکعت کے قعدہ میں یا قعدہ کے بعد اس کو یا آیا کہ یہ تیسری رکعت ہے اس نے تیسری رکعت پر قعدہ کر کے قعدہ سمو کے بعد امام پھیر دیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کی دور رکعت تراویح ہو گئی یا نہیں؟ اگر دور رکعت تراویح ہو گئی تو تیسری رکعت میں جو قرأت پڑھی ہے اس کو وٹائے یا پہلی رکعت کی قرأت کو وٹائے؟

(۲) اگر وہ تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرتا بلکہ چوتھی رکعت پڑھ کے قعدہ کرتا اور قعدہ سمو بھی کر لیتا تو پہلی رکعت تراویح کی بوجہ تیس یا دو دو میں سر دو دو تیس قرأت بھی اوتانی جاتی یا نہیں اور کون سی رکعتوں کی قرأت اوتانی جاتی ہیں رکعتوں کی یا آخری رکعتوں کی؟

(جواب ۵۹۸) اس صورت میں یہ تینوں رکعتیں تراویح میں محسوب نہ ہوں گی اور ان تینوں کی قرأت کا عہدہ کرنا ہو گا۔ وادافسہ سنع وفد فرأید لا بعد سما قرأ فیہ و بعد القراءة لحصل لد الحتم فی الصلوۃ الجانرہ و قال بعضهم یعتدینہا کذا فی الجہرۃ (عائلیہ) (۱)

(۲) اس صورت میں دور رکعت تراویح کی بوجہ تیس و رفع اخیر صحیح ہوتا شفع اول تراویح میں محسوب نہ ہوتا و رفع اول کی قرأت کا عہدہ کرنا ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ اعلیٰ

مر ترویحہ میں بلند آواز سے ذکر

(سوال) نماز تراویح کی چہار رکعت کے بعد تسبیح وار سے پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب کھنور ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۵۲ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۵۹۹) تھوڑی آواز سے پڑھنا جب کہ اس پر اصرار نہ ہو جائز ہے (۲) جہر پر اصرار کرنا مکروہ ہے۔
محمد کشایت اللہ کان اللہ بہ

تراویح پڑھانے والے کی اجرت اور شیعینہ کا حکم

(سوال) تراویح میں قرآن شریف سننے والے حافظ کو اجرت دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو تعیین

(۱) فصل فی التراویح ۱۱۸ ط ماحدہ کونہ

(۲) رفرعہا سلیمہ و حدۃ و فعدہ کی شفعہ صحابہ کرامہ و ثلاث مجلس شفع و حدۃ غبی سورہ
شرح حدۃ ہم ارم صرح بیہا النصف حدۃ صرح فی لیسر عن الراشدی فیما لوصی رعد سلیمہ و احدۃ و فعدہ
واحدۃ الخ (رد المحتار بحث فی صلاۃ التراویح ۴۵۲ ط سعید)

(۳) مجلس مدناں کل اربعہ نعدہا کذا سن الخامس والوتر وحیرین تسبیح و قراءۃ و مکرت (درمختار) فی
انہیست فی فقال ثلث مرات مسح دی الملک الخ رد المحتار باب الوتر والوتر فی مسحت فی التراویح ۴۶ ط
سعد

کے ساتھ بلا تقيین " شیعہ ایک رات میں کرنا چاہتے ہیں راتوں میں ؟

المستفتی ۳۰۲ حفظہ محمد عزیز شاہجمیر۔ ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۰۰) بلا تقيین دے دیا جانے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت جرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہو سکتی ہے شیعہ کی دونوں صورتوں میں بوجہ ان عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً لازم ہیں مکرہ ہیں اگر پڑھنے والے ور سننے والے سب کے سب مختص ہوں اور نہ نیت سہادت شوق سے پڑھیں اور نہیں تین دن میں ختم کرنا بہتر ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان مد۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں ؟

(۲) کیا حضرت عمرؓ موجد تراویح ہیں ؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا یا نہیں ؟

(سوال ۱) حضرت رسول اللہ ﷺ سے تین رکعت تراویح کی کوئی حدیث صحیح ہے یا نہیں ؟

(۲) موجد تراویح حضرت عمر فاروقؓ نے نبی بن کعب و تمیم داری کو رمضان میں جماعت کو کتنے رکعت تراویح کا حکم دیا تھا ؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا ہے یا نہیں ؟ چونکہ کبیری شرح المصلیٰ میں نیز محلی شرح موطا امام مالک میں ہے کہ یزید بن رومان نے عمرؓ کا زمانہ پایا۔

المسقی نمبر ۶۳۱ مبدئ (ضعف بلاری) ۲۹ جمادی ثانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۱) (۱) و (۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تین رکعت تراویح کا ثبوت سب بن یزید محمد بن کعب قرطبی یزید بن رومان اعمش عن عبد اللہ بن سعید عن ثمالہ و مدون غیر ہم سے ثابت ہے (قیام لیل)۔

(۲) حضرت عمرؓ موجد تراویح نہیں ہیں کیونکہ تراویح کا ثبوت آنحضرت ﷺ سے ہے اور نہ حضرت عمرؓ موجد جماعت ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تراویح جماعت سے پڑھائی ہے (۳) حضرت عمرؓ نے صرف اتنا

۱ و یحببت منکرمات ہمدان القراءۃ والدر المحتار منہج الراویح ۲ ۱ ط سعید

۲ عن سائب بن یزید قال " کانوا یقرؤون علی عہد عمر بن الخطاب فی سیر رمضان عشرین رکعۃ لحدیث و قال ابو سعید فی کتبہ لعلہ " و کانوا یقرؤون فی اول رمضان عشرین رکعۃ لحدیث رکعۃ الخ رکاب اما منہج ہی بن کعب بن سعید لحدیث ثم اب حمر مر بقصصہ ثلاثا و عشرین رکعۃ ثلث لحدیث و ثانی و استقر الامر علی ذلک فی الامصار

تعلیٰ بحسن علی اندر لیس باب فی الراویح عشرین رکعۃ ص ۲۰۴ ط مدنیہ منتاب

قلت یزید بن رومان نہ بدو نہ عمر بن الخطاب لعلیٰ الحسن علی مار لیس باب فی الراویح عشرین رکعۃ ص ۲۰۵ ط مدنیہ منتاب

(۳) عن عروہ بن حارثہ أخرقہ بن رسول مدنی - حراج مدنی حروف اللس فی مسجد و صلی بحال عشرین رکعۃ لحدیث ثم اب حمر مر بقصصہ ثلاثا و عشرین رکعۃ ثلث لحدیث و ثانی و استقر الامر علی ذلک فی الامصار ۱۹۹ ص مدنیہ

کیا جائے مسجد میں متعدد جماعتیں ہوتی تھیں ان کو یک جماعت کی صورت میں جمع کر دیا، حضرت ابن بن کعب اور تمیم داری کو حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت کا حکم دیا تھا یہ ایک روایت سے ثابت ہے لیکن انہیں کے زمانے میں پندرہ رکعتیں پڑھے جانے کا بھی ثبوت موجود ہے اور سف صاعین اور نمہ مجتہدین میں پندرہ رکعت سے زیادہ کے قائل تو موجود ہیں مگر تراویح میں پندرہ رکعت سے کم کے قائل نہیں یا بہت کم ہیں۔
محمد کفایت شہکان رحمہ اللہ

فرض لگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے

(سوال) اگر کوئی شخص عشاء جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں داخل ہو اور اس نے تراویح جماعت سے پڑھی تو پھر وہ وتر جماعت سے پڑھے یہ نہیں کہتا تب رکن لدین کے مصنف نے پڑھنے کو منع کیا ہے ورنہ شامی کا جواب دیتے۔

المستفتی نمبر ۶۸۸ سریشری نجمین حفظہ اسلام (ضلع بھروچ) ۲ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۶ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۲) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے جماعت سے پیچھے ہو کر پڑھے تو مضائقہ نہیں اگر تراویح کی جماعت میں شریک رہا تو وتر کی جماعت میں بھی شریک رہ سکتا ہے، محمد کفایت شہکان رحمہ اللہ

یک حدیث کی تحقیق

(سوال) عن ابن عباس ان اسی ﷺ کان یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعۃ عسریں رکعہ والوتر (بہیقی) مندرجہ بالا حدیث کی تحقیق مطوب ہے صحیح ہے یا ضعیف؟

المستفتی نمبر ۸۶۳ حافظ محمد شریف سیالکوٹ ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۳) یہ حدیث کا رسول اللہ ﷺ بصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ عسریں رکعہ والوتر مصنف ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بغوی، طبرانی، بیہقی کی طرف منسوب کی گئی ہے اور اس کو ضعیف کہا گیا ہے (کذا فی مجموعۃ الفتاوی) مگر حضور اکرم ﷺ نے تین روز جماعت کے ساتھ بھی تراویح پڑھائی ہے اور وہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ محمد کفایت شہکان رحمہ اللہ

۱) رجال عمر، ابی ہریرہ لو جمعت ہؤلاء علی ثری وحل لکان انزل بہ عزم فجمعہ علی بی بن کعب الحدیث، راجع لیس باب جماعۃ سورج ص ۲۰۱ ط ۱۵۱۵
۲) قال فی سورہ "وہی عسریں رکعہ بعد سبست" صحیح فی اشعہ "وہی عسریں" صحیح لیس شریک وغیرہ صحت اس روایت ۴۵۲ ط سعید
۳) ووفتہ بعد صلاۃ عشاء الی النحر قبل الوتر و بعدہ فوفاتہ بعصہ وکرم الامام ابی ہریرہ و سورہ مدثر صلی اللہ علیہ وسلم (الکتاب و شرح باب الوتر و سورہ ۴۴ ط سعید)
۴) عن ابن عباس کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ عسریں رکعہ والوتر آخر حدیث بی سید رحمہ اللہ حمید والبعوی فی معجمہ والطبری واسبقی لکن سید بن ربات ضعیف سب وجموعۃ الفتاوی علی ہامس خلاصۃ فتاوی کتاب اصلاۃ ۱۱۴ ط مجد اکادمی لاہور

ایک سلام کے ساتھ بیس رکعت تراویح

(سوال) ایک شخص نے تراویح کی بیس رکعت نماز ایک سلام سے س طرح پڑھی کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ ولی کیا اور اخیر میں سلام پھیرا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۹۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۴) نماز تو ہو گئی لیکن رات کی نماز میں آٹھ رکعت سے زیادہ رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا خلاف سنت ہے اس سے نماز میں کراہت آئی۔ ”مذکفیت اللہ کان اللہ“

بیس رکعات تراویح کا ثبوت

(سوال) عن جابر قال صلی رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعات تم اوثر (فتح الباری مطبوعہ دہلی) گزارش ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کی صحت یہ عدم صحت تحریر فرما کر مشکور فرمائیں اگر صحیح یا حسن ہو تو لفظ صحیح یا حسن لکھ دیں اور اگر ضعیف ہو تو ضعیف تحریر فرمادیں اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ ابن عباس والی روایت اور مذکورہ روایت میں سے کون سی اصح ہے؟

المستفتی نمبر ۵۷۴، بشیر احمد خاں (سیالکوٹ) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) یہ حدیث حضرت جابرؓ کی تراویح کے بارے میں صحیح ہے ہذا آٹھ رکعت تراویح تو آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقہ ہے اور بیس رکعات تراویح بھی آنحضرت ﷺ کی سنت ہی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے علیکم بسبی و سبہ الحلفاء الراشدین ۲ اور اسی بیس رکعت تراویح پڑھنے کا قول و عمل جمہور علماء کا شرعاً و عرفاً ہے اور اسی بیس رکعت کے پڑھنے میں آٹھ رکعت بھی پڑھی جاتی ہیں جو کہ بعینہ آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقہ ہے فتاویٰ شامی میں ہے (۲) قولہ وہی عشرون رکعہ) ہو قول الجمهور و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ جلد اول ص ۵۲ فقط واللہ اعلم
حبیب امر سلیمین عفی عنہ نائب مفتی

سوال مثل بالا

(سوال) بندہ نے حضور سے ایک سوال کیا تھا جو کہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء کو لکھا اور آپ کا نمبر ۹۷۴ ہے جواب

(۱) فی التبریر و شرحہ ”وہی عشرون رکعة عشر تسليمات فو فعلها تسبيحة“ فـ قعد لكن سمع صحت كراهه الخ وفي الشافية ”لا يحثي ما فيه لمخالفة المتوارث مع تصريحهم بكراهة الزيادة على ثمان في مطلب التطوع بـ لا الخ (مبحث صلاة التراويح ۵/۲ ط سعید) (۲) ابن ماجه باب اتاح سنة الحلفاء الراشدین المتهدين ص ۵ ط مير محمد كتاب حاشه كراچی

یہ آپ کے دستخط نہیں ہیں بہرہ وہ آپ کو تکلیف دینا ہوں ناب مفتی صاحب نے حضرت جباریؒ کی حدیث کو صحیح فرمایا۔ آپ کی کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۱۵ اشیر محمد خاں (سیکلوٹ) ۲۱ رجب الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۰۵) (زنا ب مفتی صاحب) حضرت جباریؒ کی روایت کی تصحیح غلطی سے ہوئی ہے ہم کو معذور نہیں کہ فقہ اباری کے کس باب میں یہ حدیث ہے آپ پور پتہ تحریر کیجئے حبیب امر سین غفرلہ۔
حضرت جباریؒ کی روایت فقہ اباری میں کس باب میں ہے؟ پور پتہ تحریر کیجئے؟
محمد کفایت مدد کان اللہ

تراویح کے بارے میں چند احادیث کا ثبوت

سوال ۱) ہمارے ہاں روایت کی تعداد میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے بعض کھڑ رکعت کو سنت سمجھتے ہیں اور بعض تیس رکعت کو۔ فریقین نے جناب کے فیصلہ پر رضا مند کی خواہش کی امید ہے کہ آپ امور مستفسرہ کا مختصر جواب دے کر فرما کر مند مہاجر اور مند ناس مشہور ہوں گے

(۱) نماز تراویح آپ کی تحقیق میں تیس رکعت سنت ہے یہ کھڑ رکعت (۲) حدیث عائشہؓ ماکاں یومہ فی رمضان ولا فی غیرہ لحسنہ آپ کی تحقیق میں تیر رکعت کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے یہ تراویح کے بارے میں (۳) حدیث جبار جس میں آٹھ رکعت نماز اور ترکا کرے جس میں عیسیٰ بن جریہ منکر عت اور ضعیف روئے ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یہ ضعیف (۴) حدیث ابن عباس جس میں تیس رکعت تراویح کا ذکر ہے کیا صحابہ و تابعین و دیگر ائمہ کا مثل سے تقویت دیتا ہے یا نہیں؟ (۵) حدیث سائب بن یزید جس کو پہنچنے نے انراج کیا جس میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں تیس رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے جس کو نووی وغیرہ محدثین نے صحیح کہا ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا نہیں؟ بیواتو جرو المستفتی نمبر ۷۳۷۱ ابویوسف محمد شریف (ضلع سیالکوٹ)۔

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۶) () تراویح کی تیس رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک رنج یک ہے (۲) حدیث شریفة لیس جینی شہید کے ساتھ متعلق ہے (۳) حدیث جبار کو صحیح بن جان سے نقل کیا گیا ہے اور

۱ وہی عشرون رکعة عشر ستمات فی فعلہا بتسمیہ فان بعد لكل شیع صحت بکرة 'وفی السابعة' وهو قول لجمهور وعبه عن ساس شرف و عرباً لبحر، معنی صلاة لثرویح ۴۵۲ ص سید
۲ قال من حذر 'وطهر لی' ان حکمہ فی عدم البرادة علی حدی عشرة ان انتهجد و سمر محض صلاة الملیل و فصرص الصهر وھی اربع و اعصر وھی اربع و السعرب وھی ثلاث و ترالہر فماسب ان تكون صورة لیل کصلہ اسہر فی العدد حمد و تفصیلاً (فتح باری) باب رکعت صلاة السی ۱۱۳۳ ص سید بصلی باللیل ۱۱۳ ط مصر

اس کو صحیح بتایا گیا ہے میرے خیال میں وہ متکلم فیہ ہے ابن حبان کے علاوہ اس و طبرانی اور صحیح ابن خزیمہ اور
قیم اللیل لمروزی کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے (۴) حدیث ابن عباس اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی
تائید دوسری روایت سے اور عمل امت سے ہوتی ہے (۵) سائب بن یزید کی روایت صحیح ہے۔
محمد کفایت اللہ کان مدللہ ذیلی

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق

(سوال) بندہ کا بھائی بشیر احمد خاں آپ سے ترویج کے متعلق سوال کر کے جو بپا چکا ہے تخری جواب
آپ کی طرف سے مکمل نہیں ہوا اور آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ حضرت جابرؓ کی روایت فتح الباری میں
کہاں ہے؟ چونکہ بھائی صاحب وزیچم گئے ہو۔ ہیں آج ان کا خط آیا تو اس میں ترویج کا ذکر تھا اور آپ کے
متعلق بھی ہذا دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ حدیث ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ بصلی فی
رمضان فی غیر جماعة عشرين رکعة والوتر (بیہقی) حدیث جابرؓ عن جابرؓ قال صلی بنا
رسول اللہ ﷺ فی رمضان نمان رکعات ثم اوتر فتح الباری مطبوعہ دہلی ج ۱ ص ۵۹
المستفتی نمبر ۱۰۷۹ ح ۱۰۷۹ محمد شریف۔ سیلوٹ۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۷) حدیث ابن عباسؓ جسکو ابو بکر ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بخاری و طبرانی اور شیعہ نے
روایت کیا ہے ضعیف ہے (کذا فی آثار السنن) اور حدیث جابرؓ بن عبد اللہ جس کو طبرانی اور مروزی و ابن
خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عیسیٰ بن جریہ ایک راوی ہے جس کو ابو داؤد نے منکر
حدیث اور ابن معین نے عندہ مناکیر و نسائی نے منکر حدیث اور متروک بتایا ہے ورنہ حفص بن بکر نے
تقریب میں یہ لیں کہا ہے البتہ خزاعی نے ابن حبان سے توفیق نقل کی ہے اس طرح ابو زرہ سے یہ منقول
ہے (کذا فی آثار السنن) (۵) اس بناء پر حدیث جابرؓ کو بھی صحیح کے درجے میں نہیں سمجھا جاسکتا۔

محمد کفایت اللہ کان مدللہ

(۱) رواہ طبری فی الصغیر و محمد بن نصر اسروری فی فہام السنن و ابن حبان فی صحیحہما و فی اسنادہ
لبن التعلیق الحسن علی آثار السنن باب التراویح بنماں رکعت ص ۲۰۲ ط مہادیہ ملتان

(۲) وہی کتاب صغیرہ لکھنؤی حدیث ابن عباسؓ فلا شکی فی کونه حسناً لا بعد۔ یقال انہ صحیح لعمرو
تعلیق الحسن علی آثار السنن ص ۱۹۹ ط مہادیہ

(۳) عن مسند بن یزید ثم ساقہ قلت "رجال اسنادہ کلہم یفہم" (ابن معین الحسن علی آثار السنن) باب التراویح
عشرين رکعت ص ۲۰۴ ط مہادیہ ملتان

(۴) وقد اخرجہ عنہ عن حماد الکشی فی مسندہ و سعری فی معجمہ والطرازی فی معجمہ الکبیر و السہمی فی مسند کلہم
من طریق ابی شیبہ ابو ہریرہ عن عثمان بن عفان عن ابی بکر بن ابی شیبہ و هو ضعیف، التعلیق الحسن علی آثار السنن باب
فی التراویح عشرين رکعت ص ۲۰۶ ط مہادیہ ملتان (۵) قال ابن معین "عندہ ما کبر" وقال نسائی "منکر
الحدیث و حدیث عنہ متروک" وقال ابو داؤد "منکر الحدیث" وقال حافظ ابن حجر فی "المقرب" فیہ لیس "الفتح" آثار
سنن باب التراویح بنماں رکعت ص ۲۰۲ ط مہادیہ ملتان

ایک اشکال اور اس کا جواب

(سوال) گزارش ہے کہ آپ کا جواب نمبر ۷۹ موصول ہوا۔ جو با معروض ہے کہ جس حدیث کو جناب شیخ تحریر فرما چکے ہیں اس کو دوبارہ نہ شیخ اور نہ شیخ فرماتے ہیں جب ایک دفعہ دارالافتاء سے ہمیں یہ الفاظ پہنچے ہیں کہ ”یہ حدیث حضرت جبریلؑ کے بارے میں صحیح ہے“ تو پھر کی وجہ سے کہ دوبارہ آپ ہمت سے کام چلانا چاہتے ہیں کہ آپ فرمائیں کہ میرے دستخط نہیں تو اس کے متعلق غور سے کیا گیا ہمارے مخاطب آپ۔ آپ کے نام ہمارا نام کا مآپ کا پتہ پس دوسرے کون جو دخل در معقولات کرے بالفرش اگر آپ نے مندرجہ حدیث کے بعض رواد کے متعلق کام فرمایا ہے تو ہماری گزارش سن کر جواب مرمت فرمائیں۔

اور آپ کا مندرجہ بالا فتویٰ۔ دوم ولفہ بن حجر نے مقدمہ فتح الباری مطبوعہ دہلی صنفی ۳۷ میں اس امر کی تصریح فرمادی ہے کہ محمد بن حنفیہ نے فتح الباری میں ذکر کریں گے اس شرط سے ذکر کریں گے کہ وہ حدیث یا تو صحیح ہوگی یا حسن ہوگی۔ الفاظ یہ: ”حفظ ہوں بشرط الصحة او الحسن سوم“۔ مذہبی نے میزان اعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ میں اس حدیث کو اس سند سے نقل فرمایا ہے جس سند سے امام محمد بن حنفیہ نے روایت کیا ہے فرق دونوں میں صرف سی قدر ہے کہ اس سند میں بنی محمد بن حنفیہ کے جعفر بن حمید ہیں اس کے بعد امام صاحب نے اس کی سند کی نسبت فرمایا ہے۔ اسنادہ وسط۔ چہارم مولانا عبد خنی لکھنوی نے مولانا امام محمد کے حوالے (اشعاعی مجلہ) میں حضرت جبریلؑ روایت تحریر فرما کر لکھا ہے۔ ”ہذا صحیح۔“

امام محمد باب قیمر رمضان ()

المستفتی نمبر ۱۱۵۲۱ حفظہ محمد شریف (سیلکوٹ) ۲ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۸) مدد رہے۔ مہینہ کے در وقت میں تمام استفتائے میرے نام ہی آتے ہیں میں جتنے فتوے کا جواب خود لکھ سکتا ہوں لکھتا ہوں باقی جواب نام مفتی مولانا حبیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں یہ فتویٰ جس کا آپ ذکر کرنے میں ان کا لکھا ہوا تھا میں نے دیکھا بھی نہیں تھا جب آپ کا دوسرا خط آیا تو میں نے اسے دریافت کیا اور رجسٹر نقول پر اس کی نقل دیکھی اور حدیث جبریلؑ کی سند کی تحقیق کی تو یہ بات مجھے تحقیق سے معلوم ہوئی جو میں نے آپ کو لکھ کر پہنچائی۔

حدیث جبریلؑ کی سند کے متعلق ب شک میزان اعتدال میں یہ غلط لکھا ہے۔ اسنادہ وسط مگر اسنادہ صحیح تو نہیں لکھا ورنہ ولفہ بن حجر کے فتح الباری میں ذکر کرنے سے بھی صحت لازم نہیں کیونکہ وہ حدیث حسن بھی اس میں آسکتے ہیں اور جب اس کی سند میں ایک مجروح راوی موجود ہے تو

۱۔ اب قدم رمضان ص ۱۳۸ طبع میر محمد کتب خانہ کراچی

۲۔ وفی اسنادہ میں قلت ”مدارہ عیسیٰ بن عیسیٰ بن حربہ“ وفی مدعی ”قل بن مدعی“ عمدہ ماکبر وفی الساسی مسکر الحدیث رجا، عمدہ متروک وفی بر رعدہ ”لا مانس“ وفی ارداد ”مسکر الحدیث“ وفی بن حجر فی متروک ”فہم بن لہ العیسیٰ لہسن عیسیٰ آثار السیاسات لہروج بنسار کعب ص ۲۰۲ طبع مددہ

ت کا حکم مشکل ہے مولانا عبدالحی کے ہذا اصح کہنے سے بھی زم نہیں کہ فی حد ذاتہ بھی صحیح ہے
نکہ صحیح میں صحت ضافی مراد ہوتی ہے ہاں ابن حبان نے اس کو اپنے صحیح میں درج کیا اس سے تا جھ
سکتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہوگی رووی کے جرح و تعدیل میں اختلاف ہونے کی بنا پر حدیث
صحت و ضعف میں بھی یہ ختلاف ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

غور، کرم علیہ السلام سے کتنی رکعات ثابت ہیں؟

مثال (کی حضور ﷺ سے نماز تراویح رمضان شریف میں گیارہ رکعات مع وتر حدیث ہے یا کہ میں
عت؟ المستفتی نمبر ۱۸۸۸ عبدالعزیز مشین و! (ضلع سیوانٹ)

۲۸ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ - ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

جواب (۶۰۹) تراویح کی رکعات کی تعداد میں ایک روایت سے پندرہ دوسری روایت سے گیارہ
مقتیں معلوم ہوتی ہیں امت کا نسل صحابہ کرام کے زمانے سے پس یا اس سے زیادہ رکعتوں پر رہا ہے،
محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذلی

رکعت مقتدیوں کے حل کے مطابق کی جائے

وال) قصبہ سر دھنہ میں حفاظ نے متفقہ طور پر ایک کمیٹی قائم کر کے یہ وجہ بتلاتے ہوئے کہ اس سے
ن شریف پختہ یاد ہو جانے کا یہ یاں کیا ہے مسلمانوں کو گوارا نہ ڈھائی پارہ تراویح میں نہ میں اور وہ
طریقے سے کہ فی مسجد دو حافظ مقرر ہوں اور ہر ایک حافظ ایک ہی سو پارہ کو دس دس تراویح میں سند سے
ایک حافظ کا پڑھنے میں سو پارہ ہو جائے اور مقتدیوں کے لئے ڈھائی ہو جائیں گرچہ اکثر مقتدی اپنی ناتوانی
بنا پر ڈھائی پارہ روزانہ تراویح میں سننے پر راضی نہیں ہیں، یہ کہتے ہیں کہ کریم کو اپنا قرآن شریف یاد کرنا
نہیں ہے تو اس کی اور صورتیں ہو سکتی ہیں۔ رہ مہینے دور کروا وہ تراویح کے کھلوں میں وقت تہجد کے
ب ایک دو دو کو سناؤ مگر حفاظ ان صورتوں کو نہ مانتے ہوئے ورز بردستی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کریم کو سناؤ
بہ تو ہمارے لئے کئے ہوئے کے موافق ڈھائی پارہ ہی سنو ورنہ ہم نہیں سنت ہر چند ان کو بھستری زیور
بیرہ دکھ کر سمجھایا جاتا ہے کہ تمہاری اس صورت میں جماعت کم ہوتی ہے آدھی مسجدیں خبر قرآن
ریف کے رہ جاتی ہیں مگر وہ نہیں مانتے یہی صورت ہیں اگر مقتدی اللہ تو کہیں سے تراویح پڑھنا شروع
دیں تو کیسا ہے؟ ترک سنت قرآن لازم آتا ہے یا نہیں اور ثواب میں کمی ہوتی ہی یا نہیں؟ نیز ان حفاظ
سے بعض ڈڑھی منڈاتے ہیں اور بعض بچکانہ نماز کے پوری طرح پسند نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ

جو روپیہ ملے کرتے ہیں ان کی مامت رات میں کی جاتی ہے ان صورتوں میں مفاہ کی ضمانت کر ڈھائی پارہوں میں تقسیم جماعت کا خیر نہ رہیں یا جماعت کا خیر نہ رہے اللہ ہو کیفیت سے پڑھیں۔
المستفتی نمبر ۲۳۵ میر مدین صاحب۔ قصبہ برہنہ۔ ضلع میرٹھ

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء

(حوا ۶۱۰) حفاظ کی یہ ضد اور مقتدیوں کی مرضی کے خلاف جبراً ڈھائی پارہ پڑھنا اور مامت کے تفرق اور انتشار کی پروا نہ کرنا غلط بات ہے وہاں جس یقیناً گناہ کے مرتکب ہوں گے بلکہ مقتدیوں کی ضمانت کے خلاف مامت کرنے والے کے حق میں لعنت کی وسید بھی ورد ہے اگر ضعیف و ناتواں لوگ اس صریح امر کے خلاف اللہ ہو کیفیت سے تراویح ادا کر میں تو ان کے حق میں کوئی کرہت نہ ہوگی ڈاڑھی منڈنے والے و نماز فرض کے تارک اور پیسے ملے کر کے اپنے لے حفاظوں کی مامت مکر وہ ہے ان کے پیچھے قرآن سننے سے نہ نمانا اور رات نہ پڑھنا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ دہلی

شبینہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں ۸ سالہ رمضان کی نچائے ہوئی و نموسن تب ان دوروں میں شبینہ پڑھ جاتا ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شبہ ایک ہی رات میں یا تین راتوں میں ہونا چاہیے؟
المستفتی نمبر ۱۲۴۶ قاضی صاحب مدین صاحب (کاٹھیہ ڈ)

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ رمضان ۱۹۳۶ء

(حوا ۶۱۱) شبینہ کوئی ثابت شدہ چیز نہیں ہے کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ کیا جاتا ہو اور سننے والے اور پڑھنے والے شوق سے سنیں اور پڑھیں تو تین دن میں ختم کرنا بہتر ہے اس بارے میں ہر روز پڑھے جائیں ۲ محمد کفایت اللہ کان مدہ دہلی

مروجہ شبینہ کا حکم

(سوال) ایک زمانہ میں ایک شب میں چند آدمی مل کر قرآن شریف ختم کرتے ہیں جس کا نام شبینہ رکھا ہے اور اس میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں کیا یہ فعل حضور اکرم ﷺ نے یا کسی صحابی نے یا کسی امام نے کیا ہے یا نہیں؟

۱۔ فی السیرۃ و بکرہ رحمہ اللہ و اعرابی و فاسی الح (ب) الامامة ۱ ۵۵۹ ص سعید، ر السیرۃ مع سرحہ و فی م فتاویٰ و ہدایہ لہ کدھریا ب انکراہہ تصدقہ کردہ دہلی تحریک وحدت سی دورہ لا قبل بلہ صلاہ من تصدقہ و ہدایہ کدھریا ص ب الامامة ۱ ۵۵۹ ط سعید ر لحنہ مروتہ سہ ولایتہ بک لحنہ مکمل انوم لکن فی الاحبار لا یصل فی ردہ قدر بلہ نقل عظیم ص لہر سحر بحث صلاہ لہر و ص ۶۲ ص سعید
۲۔ ولا یحتج فی نقل من بالانہ ہدایہ ص لہر عظیم ص لہر ص لہر فی مدکر و صلاہ و سیر ۵ ۳۱۷ ط
محدثہ کرہ

نہیں اور یک تب میں قرآن شریف ختم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۵۱ عبد بجاہ (دہلی) ۲۴ رمضان ۱۳۵۵ھ ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

رجواب ۶۱۲) ایک رات میں قرآن شریف ختم کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جو خود اپنے ذوق و توق سے پڑھے اور اس کے دل میں دل سے آخر تک کوئی دوسرا شے نہ رہے۔ بے غشی کا نہ ہوے سبب شینہ کا یہ روح جو عام طور پر مساجد میں کیا جاتا ہے نہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں تھا نہ صحابہ کرام کے زمانے میں نہ مجتہدین سلف سے یہ منقول کہ نسوں نے عام طور پر رعیت کے ساتھ ایک رات میں قرآن مجید ختم کرنے کا امر فرمایا: دیا خود شینہ کیا ہو اور تجربہ شہد ہے کہ ان تہیوں میں بہت سے کمرواں و محرابوں کا رکاب ہوتا ہے۔ ان وجوہ کی بناء پر شینہ مروجہ کوئی اچھی و برکتی بات نہیں ہے بلکہ اس وقت کے دوسرے موجد درجی ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت مدد کان مدد

چند احادیث کی تحقیق

سوال) ہمارے ہاں تراویح کی عدد میں اختلاف رہا ہو گیا ہے بعض آٹھ رکعت کو سنت سمجھتے ہیں، بعض تین رکعت کو۔ فریقین نے جناب کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی ہے امید ہے کہ آپ مہربانی فرما کر امور مستفسرہ کا جواب لکھ کر رسالہ فرما دیں گے تاکہ یہ نزاع ختم ہو اور آپ منہ اللہ ماجور و رعد الناس مشہور ہوں

(۱) نماز تراویح آپ کی تحقیق میں ہر رکعت سنت ہے یا آٹھ رکعت (۲) حدیث عائشہؓ ہاں کون برمد فی رمضان ولا فی غیرہ الحدیث آپ کی تحقیق میں تہجد کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز نے فتاویٰ میں لکھا ہے یا تراویح کے بارے میں ہے۔ (۳) حدیث جابرؓ جس میں آٹھ رکعت نماز اور ذکر کا ذکر ہے جس میں عیسیٰ بن جریہ منکر حدیث و ضعیف روئے ہے کیا آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف (۴) حدیث ابن عباسؓ جس میں ہر رکعت تراویح کا ذکر ہے کیا صحابہ و تابعین و دیگر ائمہ کا منہ سے تقویت دیا ہے یا نہیں (۵) حدیث سائب بن جریہ جس کو ابی بنی نے خرید جس میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہر رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے جس کو نووی وغیرہ محدثین نے صحیح کہا ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۰۷ خدام العلماء ابو یوسف محمد شریف عنان اللہ مدد

کوئی اوبارن - ضعیف الکوٹ - ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

رجواب ۶۱۳) (۱) تراویح کی تین رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ (۲) حدیث عائشہؓ صوۃ طلیل یعنی تہجد کے ساتھ متعلق ہے، (۳) حدیث جابرؓ کو صحیح ابن حبان سے نقل کیا گیا ہے اور اس

المستفتی موی محمد رفیق صاحب دہوی

(حواب ۶۱۵) قرآن مجید کا مادہ بھی کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ جب ترویج کی وہ دور کعتیں ترویج میں شمار نہیں ہونیں اور ان کا مادہ یہ کیا تو ان میں پڑھا ہوا قرآن بھی ختم میں شمار نہیں ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دور نبوی ﷺ اور صحابہؓ میں کتنی رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے؟

(سوال) نبی کریم ﷺ نے ۷ رمضان المبارک میں عشاء کی فرض نماز کے بعد باجماعت ترویج کتنی رکعت پڑھا میں نیز خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعت تراویح پڑھائیں اسی طرح خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعت تراویح پڑھائیں اسی طرح خلیفہ سوم و چہارمؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعتیں پڑھائیں عدوہ زیں امام ابو حنیفہؒ کتنی رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور ان کا اس بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ ہر کرم نبی کرم ﷺ اور حضرت خٹمانے کرام کا تعامل و حکم دور حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ بالتفصیل ذکر فرمائیں۔

المستفتی عبدالرحمن۔ فورٹ ولیم۔ کلکتہ ۲۰ اکتوبر ۱۴۳۳ھ

(حواب ۶۱۶) آنحضرت ﷺ کی تراویح باجماعت تین راتوں میں مروی ہے (۲) تعداد رکعات میں بیس کی روایت بھی ہے اور آٹھ کی بھی (۲) حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں کئی سال تک مسجد میں باقاعدہ تراویح کی جماعت کا ہتمام نہ ہوا لوگ پڑھتے تھے مگر یا تو تنہا یا دو دو چار چار آدمی مل کر متعدد جماعتیں کر لیتے تھے حضرت عمرؓ نے سب کو مل کر یک جماعت سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا اور صحابہ کرامؓ اس سے اتفاق کیا اور حضرت علی بن کعب کی امامت میں یک جماعت ہونے لگی بیس رکعتیں وہ پڑھاتے تھے (۲) ابتدا میں آٹھ رکعتیں پڑھانا بھی منقول ہے مگر ائمہ مجتہدین میں سے کوئی بیس سے کم کا قائل نہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیس رکعت مسنون ہیں اور بیس پر جمہور امت محمدیہ کا ہر زمانے

۱) زاد عنده فی ترویج فترۃ سورۃ أو آية قرأ ما بعدھا فليست بحل لہ ان یقرأ السورۃ ثم امقروا لیکون علی التریب وإذا فسد الشفع وقد قرأ فہ لا یعتد بما قرأ فیہ ویعد القراءة (عالمگیریۃ: فصل فی التراويح ۱۱۸/۱ ط واحدہ)

(۲) عن عروۃ أن عائشةؓ احترت ان رسول اللہ ﷺ خرج لليلة من حوف الليل فصلى فی المسجد وصلى رجال يصوبون الحديث (آثار السلف فیما رخصت ص ۱۹۹ امدادیہ مطبوعہ)

(۳) بیس رکعت تراویح، اصل حضرت سیدنا ابوبکرؓ کی روایت ہے اور آٹھ رکعت کی دلیل حضرت علیؓ سے ہے۔ آثار السلف ص ۲۰۲ ط امدادیہ

(۴) عن عداۃ بن عبد القادر قال: "خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة فی رمضان إلى المسجد فإذا الناس أراغ متفرقون يصلي الرجل لنفسه و يصلي الرجل فیصلی بصلوة الرجل فقال عمر: ابی اری لو جمع هؤلاء علی قاری واحد لکان افضل ثم عزم فجمعهم علی أبي بن کعب ثم خرجت معه فی بلدة اخرى والناس يصلون بصلوة قارئهم قال عمر: "عمم البدعة" (آثار السلف ص ۲۰۱ ط امدادیہ)

المستمتی نمبر ۷۷۳: ہوا انا اختر شہادہ بدر سے امداد السلام میرٹھ۔ ۷ شعبان ۱۲۶۲ھ

(حوا ۶۲۱) نماز تراویح رسول اللہ ﷺ نے صرف تین دن جماعت سے پڑھائی ہے پوچھنے والے کا جواب ہے کہ اجتماع اور اس کو شش کے کہ حضور اکرم ﷺ حجرے سے نکلیں اور نماز پڑھائیں حضور ﷺ تشریف نہیں لائے اور فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے (۱) چنانچہ تراویح کی نماز مسو میں جماعت کے ساتھ نہ س رمضان کے باقی یام میں حضور اکرم ﷺ نے پڑھائی نہ حضرت یو بحر صدیق کے زمانہ مبارک میں جماعت سے پڑھی گئی اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی کئی سر ایک جماعت اہتمام نہیں ہوا پھر حضرت عمرؓ نے جماعت تراویح کا اہتمام کیا اور حضرت ابی بن کعبؓ کو تراویح پڑھانے متعین فرمادیا۔

رسول اللہ ﷺ نے تیسرے روز صبح صادق کے قریب تک تراویح کی نماز پڑھائی اور اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھائیں مگر یہ بات متفق علیہ ہے کہ تیسری رات قریب ر صدق تک نماز پڑھی گئی صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ آج سحری کھانے کا موقع بہر مانا ہے یا نہیں۔

اکثر روایتوں سے حضور اکرم ﷺ کا آٹھ رکعتیں ثابت ہونا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بھی رکعتیں ثابت ہوتی ہیں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کو محدثین ضعیف بتاتے ہیں مگر اس ضعف خائفے راشدین اور ہمہ الامت محمدیہ کے عمل سے دور ہو جاتا ہے (۲) حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے زمانہ مبارک میں تراویح کی پندرہ رکعتیں پڑھی جاتی رہیں اور اسی پر تمام امت کا عمل رہا و ب تک ہے کہ اس سے مراد رکعتیں نہیں ہیں بلکہ زیادہ کے قوال مسماک قائل بھی ہیں، غرض میں معتبر والی روایات کو تلقی ائمہ بالقبول کی قوت ماسل ہے اور اس وجہ سے ضعف سند مضمر نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ ذہبی

۱ عن عبد اللہ بن مسعودؓ وہ تاجر حبشی فی المسجد فصلى بصلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جمعوا من اللہ ثم یخرج الیہم فلما اصبح قال قد رايت الذی صنعہم فلم یسمی من الحروج البکة الا انی حشيت ان یرض علیکم حبسی کثیر تراویح ص ۵۰۱ ط سعید

(۲) عن عبد اللہ بن مسعودؓ فی حرجت مع عمر بن الخطابؓ لیلة فی رمضان ہی المسجد فنادی الناس ویرع متفرقون یصلی الرجل لنفسه یرضی الرجل فیصلی بصلوته الرهط فقال ابی لہ جمعت هؤلاء علی قادی واحد لکذا افضل من عزم فیجمعہم عمی ہی من کعب بن حدیث یرضی ما فی حجة لیرض ص ۲۰۱ امدادیہ ص ۵۰۱

(۳) وہی ان کاں صیغۃ لکین تقوی حدیث ابن عباسؓ فلا شک فی کونہ حسناً الخ (التعلیق الحسن علی آثار المسی ص ۱۹۹ ط امدادیہ ملتان)

(۴) قال فی لتویر وہی عشرون رکعة وقال شعیب وهو قول الجمهور وعلیه عمل اسس شرق و غرب و عن مالک ص و ثلاثون الخ (منحج صلاة التراویح ۵/۲ ط سعید)

اجرت لیکر تراویح پڑھانا

(سوال) متعلقہ جرت تراویح

(جواب ۶۲۲) اجرت دیکر قرآن شریف تراویح میں پڑھون، درست نہیں (۱) اگر بے اجرت لئے ہوئے پڑھنے والے حافظ نہ ملے تو سورت تراویح پڑھنا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلیلی

درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دو شمار ہوں گی

(سوال) متعلقہ موقعہ

(جواب ۶۲۳) جب کہ درمیان میں قعدہ نہیں کیا بھول کر دو رکعتوں کی جگہ چار پڑھ لیں تو اس میں تجدید ضرور کرنا چاہیئے تھا آخر کی دور کعتیں معتبر ہوتیں اور اول کی دور کعتیں بیکار ہوتیں اب تراویح کی دور کعتیں جو ہم رہیں وہ رہیں اب ان کی کوئی صورت نہیں مام تارک سنت ہوا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلیلی

(۱) تنہا فرض پڑھنے والا و تربا جماعت پڑھ سکتا ہے

(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) (۱) زید بکر وغیرہ نے نماز عشاء تنہا پڑھی اور تراویح باجماعت تو زید بکر وغیرہ کو تو تنہا پڑھنا بہتر ہے یا جماعت کیونکہ فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھی (۲) نماز تراویح میں امام مقتدی کو الم لازم ہے کہ ہر دور رکعت کی ابتدا میں ثناء پڑھیں یا صرف امام کا ثناء پڑھنا کافی ہو گا مقتدی سکوت اختیار کریں یا وہ بھی ضرور پڑھیں؟

(جواب ۶۲۴) (۱) اگر تراویح کی جماعت میں شریک ہو گیا ہو تو ہر کی جماعت میں بھی شریک ہو سکتا ہے (۲) اگر امام عشاء جہدی سے پڑھ کر قرأت شروع کر دے تو مقتدی ثناء نہ پڑھیں اور جب تک امام قرأت شروع نہ کرے مقتدی ثناء پڑھ لیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دلیلی

(۱) وان القراء ذلشی عن الدسا لا یحورون الا حمدا المعصی ثناء لا ذلک یشہ الا استبحار علی لقراءۃ و نفس الاستبحار علیہا لا یحور فکدا ما انشہ ولا ضرورۃ فی حوار الا استبحار علی اللالۃ (رد المحتار باب قضاء الفرائض مطلب فی بطلان الرخصة والحتمات والیاس ۲ ۷۳ ط سعید)

(۲) وان صلی ربع رکعات بتسبیمة واحدة ولحل ۵ لم یعد علی رکعتین تحری عن سلیمہ واحدة و ہر سحر (حلی کبیر فروع ص ۴۰۸ ط سنبل اکیڈمی لاہور)

(۳) ولو لم یصلہا ای التراویح بالإمام أو صلاحا مع عرہ لدان یصلی الرتر بعد الح (التوہید و شرحہ صحت صلاة التراویح ۴۸/۲ ط سعید)

(۴) أدرك الإمام فی القیادشی مالم ۵ مقر، ذالح، لدر لمحتار فصل فی نصف الصلاة ۱ ۸۸ ط سعید

مام مت کی جرت پینا جڑ ہے، تراویح کی نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) گزشتہ ماہ رمضان نہ رواں میں یہاں کے تاجر کاٹھیاواڑی اور کچھی میمنوں نے ایک مصری حافظ صاحب کو جس سے ایک ساتیس روپے اجرت مقرر کر کے کٹھیاواڑی مسجد میں تراویح پڑھانے کو بلایا تھا اور یہاں کے ایک بختہ دار اخبار "اہربان کوہ" منبوعہ یوم جمعہ ۹ رمضان ۱۳۴۶ھ میں مندرجہ ذیل مضمون شائع ہوا تھا۔

"مقامی میں مسجد میں سے صرف سات مسجدوں میں تراویح قرآن شریف کا دورہ رہا ہے خصوصاً کچھی صاحبان کی جہ میں مولانا سید احمد صاحب مصری قادری کو جو کہ جامعہ اہر کے ایک جید عالم ہیں بلایا گیا ہے۔"

اس اخبار کی شہرت نیز کوہ میں مشہور عبد القادر قادری صاحب مولوی بیڑی پان والے کی دکان پر بیٹھ کر مدح سرائی کی وجہ سے کٹھیاواڑی مسجد میں اوقت تراویح کے وقت مسلمانوں کا زہدہ ہجوم رہتا تھا۔ کیا اجرت دیکر امام مذکور کو بلانا جائز ہے؟

(جواب ۶۲۵) متاخرین فقہاء حنفیہ نے امامت کی اجرت لینے دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے (۱) پس اگر امام مذکور سے معاملہ امامت نماز کے متعلق ہو تھا تو درست تھا لیکن قرآن مجید تراویح میں سنائے کی اجرت دینا یا بلانا جائز نہیں ہے اگر معاملہ قرآن مجید سننے کے لئے ہوا تھا تو ناجائز تھا (۲) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

نباغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۰ء)

(سوال) نماز تراویح بالعموم کی نباغ کے پیچھے آیا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲۶) نباغ امام کے پیچھے عموم کی قید نماز تراویح میں بھی جائز نہیں (۱) محمد کفایت اللہ شکر۔

تراویح میں دو مرتبہ قرآن ختم کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) حسب حافظ رمضان میں کایا مائیں تراویح میں ایک قوم کے سامنے ختم کرے پھر دوسری قوم کے

(۱) ونشی لیوہ تصحیح تعلیم لہذا والفقہ والامد والادین (الدر السحار) باب الاحارۃ الفاسدۃ ۶ ۵۵ ط سعید
(۲) ونشی عن لہذا لا یحوزون الاحاد وبعطی آسب لان دلک شدہ الاستحارۃ علی شرفہ اصح
السحر باب نقض القرائت مطب فی بغداد بوضیۃ محمد ونبی ۷۳ ط سعید
(۳) ولا تصح افتاء رجلی من ائمة وحنی وحنی مطلق ولو فی حارۃ وغل علی الاصح (در محار) والسحر ان لا یحوز
فی الصلوات کلیہ اصح (در السحار) باب الامامة ۵۷۷ ۵۷۸ ط سعید

سامنے ختم کرنے سے اس دوسری قوم کا سنت ختم ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲۷) ہاں اگر کوئی صوفی قرآن ۱۰ روز ایک جماعت کو تراویح میں قرأت مجید سنا دے اور ۱۰ روز دوسری جماعت کو ۱۰ روز تیسری جماعت کو تو تینوں جماعتوں کو سنت ختم کا ثواب مل جائے گا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں

(۲) وتر کے بعد ”سبحان الملك القدوس“ بلند آواز سے پڑھیں

(جمعیتہ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) ۱۰ روز رمضان میں تراویح کی نماز میں تسبیحات جو بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ آہستہ نہیں پڑھ سکتے؟ (۲) اور کیا بعد نماز وتر کے سبحان الملك القدوس ۱۰ پکی آواز سے پڑھنا ضروری ہے؟
(جواب ۶۲۸) (۱) تسبیحات آہستہ پڑھنا بہتر ہے، معمولی آواز سے پڑھنے میں مضائقہ تو نہیں لیکن آہستہ پڑھنا افضل ہے۔ (۲) وتر کے بعد سبحان الملك القدوس ذرا اونچی آواز سے کہنا مستحب ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

تراویح میں نباح کی مامت

(جمعیتہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک نباح بڑکا ہوا ہو گیا ہے اور ایک مسجد میں تراویح پڑھا رہا ہے سو یہ ہے کہ نباح کے پیچھے تراویح ہو سکتی ہے یا نہیں؟ شرخ وقایہ کے مولف نے لکھا ہے کہ نباح عورت یا مرد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور آگے جا کر یہ تشریح کی ہے کہ نباح کے پیچھے نماز ۱۰ وجہ سے نہیں ہوتی کہ نماز ابھی اس پر فرض نہیں ہوتی ہے جو بچہ نے خود بالکل درست ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز ہو گئی لیکن اب سوال یہ ہے کہ تراویح جو نفل میں داخل ہے نباح کے پیچھے ہوں گے یا نہ ہوں گے اس سے کہ مؤلف مذکور نے مامرتی کے حوالے سے نماز تراویح کو نباح کے پیچھے پڑھنا جائز بتایا ہے لیکن بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ تراویح بھی نباح کے پیچھے نہیں ہوتی ہیں اب صورت حال یہ ہے کہ اس نباح کے

(۱) احتجہ مرید مسند و مرتبین فصلۃ و ثبت فصل الح، لدر المحتار، مبحث صلاۃ، اویح ۲ ۶۴ ص ۴۶
(۲) عن نبی موسی الامعی قال: احد السیّات فی عقیۃ وکیل فی ثلثہ قال: ”فما علا علیہ ورحل نادی فرفع صوته لا اذ لا للہ واللہ اکبر“ قال: ”ویرمون اللہ علیہ“ عی بعتہ قال: ”فیکم لا تدعون صم ولا غانا الحذیب (بحری) ص ۱۰۲
قرن لا حول ولا فید الا للہ ۲ ۸ ۹۴۵ ط قدسی کتب حدیث کرچی
(۳) عن سعید بن عبد الرحمن بن ابی عن اسد قال: کان رسول اللہ ﷺ یومر سح سم ریت لا علی وقل لا یاکفرون
و قال ابو اللہ حد و ادا سلم قال سبحان الملك القدوس ملت ملت ملت ثم یرفع (سبحی) لیسح بعد
القرآن من لوتر ۱ ۱۹۶ ص ۱۰

۱۱ سر کوئی حافظہ موجود نہیں گرس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گئی تو یا مسجد سونی پڑی رہے گی یا کسی کو موضوعہ دیگر بانٹا پڑے گا؟

(جواب ۶۲۹) نتیجہ مرتجی یہی ہے کہ نباغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اگر نباغ حافظہ نہ مل سکتے ہیں مگر وہ جرت بیکر پڑھے تو سورت تراویح پڑھ سکتی ہیں بہتر ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) پیسے دیگر تراویح پڑھنا

(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا

(۳) تنخواہ اور امام کے پیچھے نماز

(۴) تراویح کی اجرت لینا جائز نہیں

(جمعیتہ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۸ء)

(سوال ۱) ایک مسلمان نو نماز پجگانہ با تراویح نہیں پڑھتا لیکن غرض حصول ثواب رہا پیہ دیگر کسی مسلمان سے نماز تراویح پڑھوانے سے ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۲) کسی مسلمان نے ایک مسجد پر پناہ ملنے یہ مکان وغیرہ غرض حصول ثواب وقف کر دیا ہے تاکہ اس کی آمدنی سے تنظیم صوم و صدقہ و مرمت مسجد وغیرہ ہوتی رہے وقف کنندہ یا متولی رہا پیہ دیگر نماز تراویح پڑھتا ہے اس مسجد میں کوئی امام ہر سے نماز پجگانہ نہیں ہے تو وہ رہا پیہ جو روت میں خرچ ہو وقف کنندہ کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳) کسی مسجد میں ایک امام ہے تنخواہ قبل یا کثیر بن وقت نماز پڑھانے کے نے مقرر ہے وہ نماز تراویح بھی پڑھتا ہے تو ایسی نماز تراویح سے امام و مفتی کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۴) یہاں پیہ جو امام صاحبان نماز تراویح میں خلاف شرع لیتے ہیں تو وہ قلم حلال ہے یا حرام؟

(جواب ۶۳۰) (۱) رویہ، ینا جب تراویح کے معاوضہ میں جاری نہیں ہے تو اس کا ثواب کیسے گا؟ (۲) اگر اس مسجد میں امام کوئی مقرر نہیں فرض نمازوں کے پڑھانے کے لئے تو یہ ہو سکتا ہے کہ صرف رمضان مبارک کی مدت کے لئے کسی شخص کو نوافل نمازوں کے لئے اور نماز تراویح پڑھانے کے لئے امام مقرر کر دیا جائے تو وقف کو ثواب ہو گا ہذا بہتر یہی ہے بلکہ یہ صورت وقف مذکور میں ضروری ہے کہ بارہ مہینوں کے لئے امام مقرر کر دیا جائے تاکہ بارہ مہینے نماز باجماعت ہوتی رہے اور جائیداد موقوفہ کی آمدنی میں سے پیش امام کو تنخواہ دی جائے تو اس تنخواہ کی دینے کا وقف کو بھی ثواب ملے گا (۳) ب

۱ ولا یصح افداء رجل من ذبح فی حדרہ و بن علی لا یصح سجہ لیسجد سجہ اب الامام ۵۱۷ ط سعید

۲ اب القریۃ بنی عن امام لا یجوز للاحد ان یسعی لحد لا ینک بسہ لاسجد علی قبر، دو حدس لا یسجد علی قبر لا یجوز لحد لا ینک بسہ صرح حدس فی عدہ کتب من منہجر کتب المذہب لحد لا یسجد اب قصۃ بن علی فی صلاۃ بر صمد لاحتضات والہا بن ۲ ۷۳ ط سعید

۳ ویدأ من عند بعدہ بہ منہجر لحد بعدہ کہ نام مسجد و مدرس و مدرسہ معظون بقدر کثرتہم لحد لا یسجد سجہ کتب بوف ۳۶۶-۳۶۱ ص سعید

شک ایسی نماز تراویح سے مومنین کو بھی ڈاب ملے گا) یہ رقم جو ناجائز طریق پر وہ میں گئے ان کے لئے مکروہ تحریمی ہوگی۔ واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ

تیرھواں باب تجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ

بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثابت نہیں

(سوال) آج کل بعض آدمی جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو دونوں کف دست چت کر کے یہ بغیر اس کے سر بسجود ہوتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں سند اور دلیل میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ خواب راحت فرماتے تھے اتفاق سے شب برأت تھی تھوڑی رات کے بعد جو میں جاگی دیکھتی ہوں کہ آپ بستر پر نہیں ہیں تو میں آپ کو تلاش کرنے کے واسطے نکلی اس خیر سے کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے گھر گئے ہوں گے اور میں نے سب گھروں میں تلاش کیا کہیں آپ کا پتہ نہ لگا آخر ش میں جنت البقیع کی طرف گئی کہ شاید آپ وہاں گئے ہوں جب میں وہاں گئی تو دیکھتی ہوں کہ آپ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی امت کی بخشش کی دعا کر رہے ہیں اور رورہے ہیں ورنہ گڑگڑ رہے ہیں ورنہ حدیث جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے دلیل میں پیش کرتے ہیں قال قال رسول اللہ ﷺ الا انی بہت ان اقرأ القرآن واکعاً وساجداً فاما الركوع فعظمتوا فیہ الرب واما السجود فاحتجوا فی الدعاء ففهم ان يستجاب لکم رواد مسلم کذا فی المستکونہ (۱) باب الركوع اب سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز کے بعد سر بسجود ہو کر دعا مانگنا اور اپنی مراویں مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں حدیثوں سے استدلال پکڑنا صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۱) سال میں جو احادیث منقول ہیں ان سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفل نماز کے اندر سجدہ میں دعا مانگی گئی ہے یہ مانگی جانے بعد نماز صرف دعا کے لئے سجدہ کرنے کا ثبوت ان حدیث سے نہیں ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ نماز کے بعد محض دعا کرنے کے لئے سجدہ کرنے کی صلی شریعت میں نہیں بیشک سجدہ شکر ہو کسی نعمت کے حصول پر کیا جائے وہ تقویٰ مفتی بہ جائز ہے اور صرف دعا کے لئے سجدہ کرنے سے فقہاء اس لئے منع کرتے ہیں کہ اس سے جہلا کا مستیدہ فاسد ہوتا ہے۔ وسجدۃ الشکر مسنحہ بہ یفتی لکنہا تکرہ بعد الصلوٰۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنہ او واجدہ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ (درمختار ۴) قولہ لکنہا تکرہ بعد الصلوٰۃ الخ الصیر للسجدۃ مطلقاً قال فی شرح

(۱) وینسی البدع بتسحب علیہ الترمذی والفقہ والإمامۃ والادب الخ در المحتار ص ۵۵۶ طبع

(۲) (الفصل الاول ص ۸۲ طبع)

۳ باب سجود الصلوٰۃ مطلب فی سجدۃ لکبر ۲ ۱۱۹ ۱۲۰ طبع

المیة احر الكتاب عن شرح القدوری للراہدی اما بغير سب فمیس بقربه ولا مکروه وما یفعل عقیب الصلوة فمکروه کان الجہلۃ یعتقدونها سبۃ او راحة وکل ما یزید الیہ فمکروه اسہی و حاصلہ ان ما لیس لہا سب لا تکرہ مالہم یرد علیہا الی اعتقاد الجہلۃ سبیتہا کالشی یعلیہا بعض الناس بعد الصلوة ورأیہ من براطب علیہا بعد صلوة الوتر ویدکران لہا اصلا وسنداً ف ذکرہ لہ ماہما فترکھا نہ قال فی شرح المیة وأما ما ذکرہ فی المصبرات ان الیٰ نبیؐ قال لعاطمہؓ ما من مؤمن ولا مؤمنة بسجد سجدتہن الیٰ اخر ما ذکر فحدیث موصوع ماضی لا اصل لہ انہی (رد المحتار) ۱ و اللہ اعلم

نماز کے بعد تہجد و عتیمہ کا حکم

(سوال)۔ نماز پڑھنے کے بعد تہجد میں کر کر قضائے حاجت کے لئے دعا مانگنی اور عتیمہ مانورہ سے یا خیر مانورہ سے حرنی میں بانجھی میں جائز ہے یا جائز؟ اور آنحضرت ﷺ سے نماز کے بعد یا قبل ایسا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟ جواب قرآن وحدیث و آثار سے دیا جائے؟

المسنفتی سے اکی ایمرواویجی نمبر ۲۲ سنڈر روڈ۔ رنگون

جواب ۶۳۲) نماز کے بعد تہجد و عتیمہ کو فقہ نے کرم نے مکروه فرمیا ہے فتاویٰ عتیمہ کی ۲۰ میں ہے۔ وما یفعل عقیب الصلوة مکروه کان الجہلۃ یعتقدونها سبۃ او راحة وکل ما یزید الیہ فمکروه عتیمہ جو تہجد کے نماز کے بعد کیا جاتا ہے مکروه ہے کیونکہ عوام اس کو واجب یا سنت اعتقاد کرتے ہیں اور جو مباح کہ اعتقاد و جوب یا سنت پیدا کرے مکروه ہو جاتا ہے اسی سبب سے معلوم ہوا کہ یہ تہجد فی حد ذاتہ مباح ہے کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس مباح کو واجب یا سنت سمجھ لیا جاتا ہے یا لوگ دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں اور جو کوئی نہ خود ایسا سمجھتا ہو اور نہ لوگوں کے سامنے کرے بلکہ تنہائی میں کرے تو مباح ہے۔ آنحضرت ﷺ یہ صحیح ہے کہ عتیمہ کا یہ طریقہ نہ تھا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

سورہ ص میں کوئی آیت پر تہجد کیا جائے؟

رسوال سورہ ص کا تہجد آیت ماب پر صحیح ہے یا اناب پر؟

المسنفتی نمبر ۱۴۳۴ عتیمہ نظام الدین صاحب بمیری۔ ۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۷ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از مولانا احمد سعید صاحب) سورہ ص کا تہجد آیت ماب پر صحیح ہے اناب پر درست نہیں ہے۔

فقیر احمد سعید کال اللہ

(جواب ۶۳۳) (از حضرت مفتی عسکرم) جس صاب پر جبہ کرنا وہی وراحوط ہے اور یہی قول راجح ہے اور دوسرے قول کہ صاب پر جبہ ہے مرجوح ہے کذا فی حاشیہ مرقی الفلاح ص ۱۱۱ محمد کفایت اللہ مفسر۔

رکوع میں جبہ تدوین کی نیت کی تو ادا ہوگا؟

(سوال) زید نے تراویح پڑھتے ہوئے آیت جبہ کو پڑھ کر فوراً ہی رکوع کیا اور جبہ تدوین کو جبہ نماز میں دیکھا تو جبہ تلاوت بھی ہو گیا نہیں؟ یعنی زید کا یہ نیت چاہے یا نہ چاہے؟ اگر جبہ تلاوت کو جبہ نماز میں ادا کرنا جائز خیال کرتے ہیں تو وہاں جبہ تلاوت کو مستقل کرنا بہتر ہے یا جبہ نماز میں ادا کرنا بہتر ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۲ مود علی صاحب (سہر پور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۳۴) آیت جبہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانے اور جبہ تلاوت کی نیت کر لینے سے جبہ تدوین ہو جاتا ہے (۱) وگوں کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کو دریافت کر لینا چاہیے خواہ مخواہ امام صاحب کے خلاف موقوفہ پا کر نا کوئی دشمن کی نہیں بد واقفیت اور جہالت اپنی اور اعتراض امام پر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے اور بھی جبہ تدوین مستقل طور پر ادا کر لے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

نماز صبح کے بعد جبہ تلاوت داکرنا جائز ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) صبح کی نماز ختم کرنے کے بعد جب کہ سوچ نکلتے ہیں چند رہ منہ ہوتی ہیں جبہ تدوین حوائب روز پہلے کسی وقت زشتہ میں وجہ ہو چکا ہے داکرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۵) صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے جبہ تلاوت کرنا جائز ہے خواہ پہلے کا واجب ہو یا نہ وقت آیت جبہ تلاوت کی گئی ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

۱۔ واصل وطلد وود سہ فساد دستعمر ربہ وحرراکع وصاب فعتن سہ دلت وول سہ عدد برشی وحبس صاب وھد ہو لاوسی صاب فال الرمدی تحب عد قمرہ وحرراکع وصاب وحبس صاب فعتن سہ دلت وول سہ عدد برشی وحبس صاب وھد سجدہ التلاوة ص ۲۸۹ ط حصص

۲۔ وند دی برکوع صلاة اذکاء ابرکوع علی الفور من فرأى سہ اب براہی کوں ابرکوع سجدہ التلاوة علی لراحح الح، التوبیر و سرحہ باب سجدہ التلاوة ۲ ۱۱۱ ۱۱۲ ط سعید

۳۔ لا یکرہ قضاء فائتہ ولو وترأ و سجدہ التلاوة و صلاة حدرہ الح، الدر المختار کتاب صلاة ۱ ۳۷۵ ط سعید

چودھوال باب

تجدہ سمو

مقدّر رکعت کی تاخیر سے تجدہ سمو جب ہوتا ہے

(سوال) تاخیر واجب میں تجدہ سمو آتا ہے اور تاخیر نہ ازاہ مقدّر تکبیر کا ٹھہریا گیا ہے جیسے قرأت سے فرغ ہو کر مقدار تین تکبیر یا بعد فرغ تشهد اسی قدر بیٹھ رہا تاخیر رکعت یا واجب کی مقدار تین تکبیر نہ ہونے پر تجدہ سمو جب نہیں بابر کوئی شخص یا بچہ رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا یا تیسری رکعت صلوٰۃ رباعیہ میں بیٹھ گیا اُس قیام و قعود میں بھی مقدار تکبیر تھوڑی ہے تو مینہ امضیٰ کی اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا جس سے محض قیام و قعود مقدار تکبیر معلوم ہوتا ہے۔ ولو قام الى الخامسة او قعد في السادسة يجب لمجرد القيام والقعود

لمسئلی نمبر ۳ مووی مبدع عزیز مدرس مدرسہ مفید اسلام۔ نول گڈھ۔ جے پور

۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۳ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۳۶) بچہ یا تیسری رکعت پر صلوٰۃ رباعیہ میں بیٹھ جانے میں بھی وہی مقدار رکعت میں ہے اور جن مبدعوں میں بڑا قیام و قعود جو تجدہ سمو کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قیام و قعود کے بعد قرأت، تشهد ہو یا نہ ہو صرف قیام و قعود سے ہی تجدہ سمو واجب ہو جاتا ہے کسی دوسری بات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قیام و قعود کا تحقق ہی اس کے لئے کافی ہے کہ تاخیر بمقدار رکعت ہوئی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان مدد مدرسہ مینیہ اہلی

تجدہ سمو کے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک امام صاحب نمازیں کوئی سو جائے تو تجدہ سمو نہیں کرتے امام کے بعد کوئی بتائے تو تجدہ گفتاؤ تجدہ سمو کر لیتے ہیں اور میر سلام تجدہ سمو کر لیتے ہیں؟

(جواب ۶۳۷) کام کے بعد تجدہ سمو سے نماز نہیں ہوئی اور تجدہ سمو سلام کے بعد ہونا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان مدد

۱۔ صاحب سجود لا یرکع و لا یسجد و لا یحیر رکع الحج، عسکریۃ، کتاب سجود، ص ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱

التحیات کے بجائے الحمد للہ پڑھی تو تہجد سہو واجب ہوگا

(سوال) التحیات کے بجائے الحمد پڑھ کر تو یہ تہجد سہو ہے؟

المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی، اخذہ مسمی - ۷ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۳۸) التحیات کی جگہ الحمد پڑھ لینے سے تہجد سہو واجب ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دلی

جمعہ و عیدین میں تہجد سہو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ و نماز عیدین میں اگر تہجد سہو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبد الستار (گیا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۳۹) جماعت زیادہ بڑی نہ ہو ورنہ بڑے کا خوف نہ ہو تو جمعہ و عیدین میں بھی تہجد سہو کرنا

جائز ہے کثرت جماعت کی وجہ سے کڑے کا خوف ہو تو تہجد سہو ترک کر دینا مباح ہے (۱) محمد کفایت اللہ

کان اللہ لا دلی

جہری نماز میں سر اقرأت کی تو تہجد سہو واجب ہوگا

(سوال) فرض نماز جہرواں میں ایک رکعت پڑھ کر دوسری رکعت میں لم جہر بھوں گیا اور خاموشی سے سورہ

فاتحہ پڑھی اور سورۃ بھی پڑھی سورۃ پڑھنے کے دوران میں جب کہ آدمی سے زیادہ پڑھ چکے اور یاد گئی تو ماقی

سورت کو جہر سے پڑھی جائے یہ نہیں گریا آنے کے بعد جہر نہیں کیا تو نماز ناقص نہ ہوئی اور تہجد سہو کرنا یا تو

نماز صحیح ہوگئی یا نہیں کر بہت درپید کر بہت مسئلہ نمبر ۳۸ بھشتی زیور حصہ دوسرا تہجد سہو کے بیان میں

فرض کی دونوں پچھلی رکتوں میں یا ایک میں الحمد پڑھنی بھوں گئی چپکے کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی

تہجد سہو واجب نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۹ انعام الہی صاحب (دہلی) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۴۰) اگر جہری نماز میں قرأت سر اقرأ لی جائے تو تہجد سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے (۲)

گر قرأت بھولے سے آہستہ پڑھنی شروع کر دی اور درمیان میں یہ یاد آئے کہ نماز جہری ہے مگر باقی قرأت بھی آہستہ

ہی پوری کرے جب بھی تہجد سہو سے نماز صحیح ہو گئی حُر طیبہ بخشتی قرأت آہستہ پڑھی تھی وہ جو نماز کے لئے

(۱) وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السجود وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السجود الخ (عالمگیریۃ الباب

الثانی عشر فی سجود السجود ۱ ۱۲۷ ط ماحدینہ کوئٹہ)

(۲) والسجود فی صلاة العید والجمعة و مکبرہ سوا و لمحار عہ المتأخرین عدمہ فی لاویں لدفع النسیۃ کما فی

جمعة البحر الخ (اسر المحتار باب سجود السجود ۲ ۹۲ ط سعید)

(۳) والجنیز فیما یخالف فیہ الإمام وعکسہ لکل فصل فی الأصح والا صح تقدیر بقدر ما تجوز بہ الصلاة فی الفصلین و

فیل فائزہ فاصی حال محب السجود فیما فیہ الحنبل مطلقا ای فی اکثر وهو ظاهر الروایة (تنبیر و سرحد) و فی

لشامہ "وفل فی شرح المسماة" لاصحیح ظاهر الروایة وهو یتمیز بما تجوز بہ الصلاة من شرفہ الخ (باب سجود

السجود ۸۱۲-۸۲ ط سعید)

کافی ہو ورنہ پڑھنے پر جہ کرنا چاہیے نماز میں سورۃ بقرہ سے پڑھے اور جہ سوئے یہ نہ کرے کہ جمال برید آیا ہیں کہ جہ شروع کرے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ نہ دہلی

قعدہ اولیٰ میں ”اللہم صل علی محمد“ تک پڑھ یہ تو جہ سوئے جب ہوگا
(سوال) تین یا چار رکعت اول نماز کے درمیان قعدہ میں کتبات کے حد درود شریف اللہم صل علی
محمد پڑھیں جائے تو جہ سوئے جب یہ نہیں؟ اور ایسا مام جو درود پڑھنے کے بعد جہ سوئے کرتا تو
اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیہ نہیں؟

المسئلہ نمبر ۹۵۵ ۲۷۵۱ حدیث لدین دہلی۔ ۷۲۱ تانی ۳۶۳ھ
(جواب ۶۴۱) فرض نماز کے درمیان قعدہ میں تشہید الکتنا کرنا واجب ہے اور د شریف اللہم
صلی علی محمد تک پڑھ یہ جائے تو جہ سوئے جب ہوگا، جہ سوئے کیا جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔
محمد کفایت اللہ کان لہ نہ دہلی

میدین کی تبصیرات زوائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟
(سوال) میدین کی نماز چھ تبصیرات کے ساتھ اور رکعت واجب ہے سر پیش نام یک تبصیرتوں پر ہے؟
جہ سوئے جائے یا نماز دوبارہ پڑھ جائے؟
المسئلہ نمبر ۹۵۵ ۲۷۵۱ حدیث لدین دہلی۔ ۷۲۱ تانی ۳۶۳ھ
(جواب ۶۴۲) جہ سوئے نماز دوبارہ پڑھ جائے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ نہ دہلی

تاخیر واجب سے جہ سوئے جب ہوتا ہے
(سوال) تاخیر واجب سے جہ سوئے واجب ہوتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۶۴۳) تاخیر واجب سے جہ سوئے نماز دوبارہ پڑھ جائے۔ ۱۳۳ میں مؤید ہے۔ ولا
حب السجود لا ینزلک لراحہ و ماحیرہ او ماحیر رکض اح، واللہ اعلم، صوب۔
محمد کفایت اللہ غفرہ نہ دہلی

۱۔ و ماحیر رکض ہی سالہ برود علی سید شہ، رکض و قیل بحرف، فی الترمذی، لا صح، حوالہ باللہم صل علی
محمد، مسند و مرجعہ ص ۸۱۲ طبع
۲۔ و ماحیر رکض ہی سالہ برود علی سید شہ، رکض و قیل بحرف، فی الترمذی، لا صح، حوالہ باللہم صل علی
محمد، مسند و مرجعہ ص ۸۱۲ طبع
۳۔ لکھنؤ میں مسند و مرجعہ ص ۸۱۲ طبع

امام نے مغرب کی دو رکعتوں پر سلام پھیرا، بتلانے پر تیسری رکعت ملا کر سجدہ ہو کیا نماز ہوئی یا نہیں؟
(الجمعیتہ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں دو رکعت ختم کر کے سلام پھیر کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر صف کے مقتدیوں نے کہا کہ نماز دو رکعت ہوئی ہے اور اس گفتگو میں خاصہ شور و شغب ہو گیا اس کے بعد امام نے پھر ایک رکعت نماز پڑھ کر سجدہ ہو کر کے سلام پھیرا یہ نماز دو رکعتی یا نہیں؟ امام کہتے ہیں کہ جب تک امام کا سینہ قبلہ سے نہ پھرے اس وقت تک وہ نماز سجدہ ہو کر آکر نے سے ہو جائے گی جن مقتدیوں نے گفتگو کیا ان کی نماز کا یہ حکم ہے؟ (امام حنفی ہے مقتدیوں میں حنفی شافعی اور غیر متقدم تھے)
(جواب ۶۴۴) بس اگر امام نے خود کلام نہ کیا اور نہ قبلہ سے منحرف ہوا تو ایک رکعت پڑھ لینے اور سجدہ ہو کر لینے سے نماز ہو گئی اور جن مقتدیوں نے کلام نہیں کیا (اور امام کے ساتھ تیسری رکعت پڑھ لی) اس کی بھی نماز ہو گئی اور جن لوگوں نے کلام کیا ان کی نمازیں باطل ہو گئیں، ان کو اپنی نمازیں اور سر نو پڑھنی چاہئیں۔
محمد کفایت اللہ کال اللہ ر۔

دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی
(الجمعیتہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے دو رکعت ولی نماز پڑھی فقہہ اخیرہ میں بیٹھتے ہی سلام ہوڑ دیا تحیات اور درود وغیرہ کچھ نہیں پڑھا؟
(جواب ۶۴۵) نماز نہیں ہوئی۔ وہ ضرور کی ہے۔
محمد کفایت اللہ عنہ ر۔

سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب
(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(سوال) سوال مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۷ء کا دوسرا جواب
(جواب ۶۴۶) امام کی وراں مقتدیوں کی جنہوں نے بات نہیں کی در قبلہ رخ رہے نماز ہو گئی اور جن مقتدیوں نے بات کی یعنی یہ بعد سے کہ ”دو رکعت نماز ہوئی ہے“ کہ وہ حنفی ہیں تو مذہب حنفی کے بموجب

(۱) ومسجد للسهر ولو مع سلام ما يؤبى لنقطع ما لم ننحو عن اقبله او يتكلم لصلوات الحريمه سج (اسور و شرحه) د
سجود السهر ۹۱/۲ ص سعید
(۲) ولنا واحسان لا تصد بترکنا و تعاد و حواشی العبد والسنو ان لم یسجد له الخ (التبریر و شرحه) باب صفۃ الصلاۃ
۵۶/۱ ط سعید

ان کو اپنی نماز ہر اپنی چاہیے۔ اسے شافعی و غیر مقتد تو اگر وہ اس کو مفید نماز نہ سمجھیں تو حنفیوں کو ان سے
تقرض نہ کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ

جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟
(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) اگر ہم کو نماز عیدین میں سو ہو جائے اور واجب کو بھول کر موخر کر دے تو اس کو سجدہ سو کرنا
چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۶۴۷) عید اور جمعہ کی نماز میں جبکہ مقتدیوں کی بہت بڑی جماعت تریک نماز ہو اور سجدہ سو
کرنے سے تسبیح کا قویٰ اندیشہ ہو تو سجدہ سو نہ کرنا اون ہے نہ کہ نماز ختم و انتہا سے محفوظ رہے۔
محمد کفایت اللہ کان مدہ

(۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر ہڑا ہو تو سجدہ سو واجب ہو یا نہیں؟

(۲) سجدہ سو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
(الجمعیۃ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) ترویج کی نماز میں اگر پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے اس خیال میں کہ دوسری رکعت
کا سجدہ ختم ہوا قعدہ میں بیٹھ ہو کہ مقتدی کے قدم، سینے سے فوراً تاخیر ہڑا ہو اور دوسری رکعت پڑھ کر
سجدہ سو کئے بغیر جس پر مقتدیوں میں ایک ہند کی ممانعت ہو کہ سجدہ سو واجب ہو تھا جس کو ترک کیا گیا
ہے بعد نماز و ثانی واجب ہے (۲) ہم پر سجدہ سو واجب تھا لیکن یاد نہ رہنے سے سلام پھیر کر نماز سے باہر
آ گیا تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۶۴۸) (۱) اگر دوسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً تاخیر کھڑا ہو گیا تو سجدہ سو واجب نہیں۔
(۲) جب سجدہ سو واجب ہو اور بھول کر بغیر سجدہ کے سلام پھیر دیا جائے تو نماز کا عادی واجب ہے۔
محمد کفایت اللہ کان مدہ

(۱) یسجدہ تکلمہ ہو لفظ بحر فی و حرفہ مفہم لح لدر لمحرر باب یسجدہ لصلوٰۃ و ما مکرہ فیہا ۱ ۶۱۳ ص
سجدہ

۲ السجدہ فی صلوٰۃ العید و الجمعه و المنکونۃ و التصویح سر و المحرر عبد السحریں عدمہ فی الاولیٰ لدفع الفتنہ کما
فی حمعہ البحر الحج و فی لشمعہ غیدہ محشیہ الوسی بما إذا حصر جمع کثیر و لا یلاد علی الی اسرک و اب سجد
السجد ۹۲۲ ط سعید ۳ و البحر السیر و هو مذکور (کی دفعہ عہ رد المحتار باب صفۃ الصلوٰۃ مطلب فی
و حات الصلوٰۃ ۱ ۴۶۰ ص سعید ۴) و ہذا واجب لا یسجد سرکھا و تعداد و حوا فی العید و السجد ۱ لم یسجد
و اب لم یسجد و فی فرادہ فاتحۃ لکتاب و حصہ سررد و بقعدہ لأوی و یسجد ۱ لح سور و سرحد
باب صفۃ الصلوٰۃ ۱ ۴۵۶ ۴۵۷ ص سعید

پندرہواں باب رکوع و سجدہ اور قعدہ

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں

(سوال) نماز میں دو سجدے فرض ہیں یا ایک؟ اگر کسی مقتدی کا کسی وجہ سے ایک سجدہ رہ جائے یا دو سجدے کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۶ - ۷۷ جہد دی الاخریٰ ۳۵۲ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۴۹) دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔ السجود الناسی فرض کالاول باجماع الامة کذا فی الزاہدی (فتاویٰ عالمگیری) ، اگر مقتدی کو ایک سجدہ نہ ملا تو جس رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا وہ رکعت محسوب نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھ دیتے ہیں؟

(جواب ۶۵۰) سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھ دینے سے نماز نہیں ہوتی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا

(سوال) ایک امام صاحب قعدہ لوں میں ہمیشہ دیر تک بیٹھے رہتے ہیں مقتدی اگر اعتراض کریں تو جواب

دیتے ہیں کہ یہ تو میری عادت ہے میں خاموش تھوڑی دیر بیٹھ رہتا ہوں؟

(جواب ۶۵۱) مقتدیوں کی رعایت سے ایسا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

رکوع میں ”ربی العظیم“ کی بجائے ”ربی الکریم“ پڑھنا

(سوال) رد المحتار شامی جلد اول ص ۳۶۵ باب مطلب فی احوالہ الرکوع میں ہے کہ رکوع میں اگر مسخاں

ربی العظیم کی ط برابر ادا نہ ہو سکے تو اس کی جگہ مسخاں ربی الکریم پڑھے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی

کیونکہ ط برابر نہ ادا ہونے سے عزیم پڑھ جاتا ہے اور عزیم کے معنی شیطان کے ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ

۱) باب الرابع، الفصل الاول فی فرائض الصلوة ۱ ۷۰ ط محدثہ

۲) ومما سجد بوجهه و قدمه و رضع صبع و حدة منها نبر ص لرح (درمختار) افاد انه یوم بصع شیت من القدمین لم

یصح السجود الخ (رد المحتار باب صلوة الصلوة ۱ ۴۴۷ ص سعید)

۳) وناحیر قدم یسی اثنتہ بر بدہ عسی لنشہد نذر رکک لرح، التزییر و شرحہ باب سجود و السہو ۲ ۸۱ ط سعید

سبحان ربی لکوبہ یٰٰذَا حَنَا پابھی یہ مسہ یک مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اب عام لوگوں۔
سبحان ربی لکوبہ رکوع میں یٰٰذَا حَنَا شروع کر دیا ہے یہ نکل عظیم کی ہے نہیں دہوتی ہے اس سے متعلق
شرعی حکم ہے

المسننی نمبر ۶۱۸ حمد صدق (حیدر آباد ۵۰۵) کی ۳۵۵ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۵۲) ہاں شری جہد ول ۳۶۴ میں یہ جز یہ در بدر سے منقول ہے اور یہ حقیط کی بنا پر
بہا ہے اور یہی حکم قرآن پاک میں جہد کی تبدیلی کے ہو جانے جہد کی ہوگا یعنی نماز فی سہ ہوں لیکن
بڑا یہ فوں ہفتہ پر مبنی ہے اور نمازین کے نزدیک مفتق یہ ہے کہ نماز فی سہ نہیں ہوتی نسوہ ہوا
جن ۴ حروف میں فرق کرنا شروع کرتے ہیں موم کو سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی لکوبہ ت
یک الفترق گنیز فتنہ ہوگا اور اس سے امت کو بچانا لازم ہے فتہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یلی
جواب صحیح حبیب الرحمن مفتی محمد نواب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

شرعی پر نماز پڑھنے کا حکم

(۱) عرض خدمت ہے کہ میں نوجوان اور تندرست آدمی ہوں پتھ پھاری وغیرہ نہیں مگر جس وقت
بدہ نماز میں جاتا ہوں تو شکم میں کچھ کرنی محسوس ہوتی ہے تھ پیٹ میں کچھ بھگی کی معلوم ہوتی ہے
بھگی کیا کیا مگر فاقہ ندارد ہب جاتا ہوں اور کچھ صراحت جتا پھرتا ہوں اور نوبت نا اور ط قنور بھی ہوتا
نیچے تھ زمین پر نماز پڑھتا ہوں شوال معلوم ہو رہا ہے اس سے عرض خدمت ہے کہ کیا میں کرنی پر بدہ
رہا ہوں کہ نہیں پر بدہ بر سنا ہوں یا نہیں یعنی کرنی پر پٹھ نہیں پر سر جھکانا جائز ہے یا ناجائز
المسننی نمبر ۱۳۹۳ محمد فضل اللہ فضل صاحب (مدراں) ۱۵ محرم ۳۵۶ھ ۲۹ مارت ۱۹۳۷ء
(جواب ۶۵۳) کرنی پر ماں نیچے اکا کر پٹھ کر نہیں پر بدہ کے لئے سر جھکانا جائز نہیں
نصرت میں کہ زمین پر تھنا اور زمین پر بدہ کرنا طاعت سے ماہر ہو جائے زمین پر پٹھ کر کسی اور کی پیڑ پر
رہن سے بہا شت سے رہا ویگی نہ ہو بدہ کر یا جائے تو عذر کی حالت میں جائز ہے محمد کفایت اللہ

تشدد میں حضور خلیفہ کا تصور کرنا

(اخبار المعینہ مورخہ ۶ مہر ۱۹۲۷ء)

سورۃ مدثر لکم فیمن یفوز بصور لسی ۱۱ فی المدثر عند قولہ "السلام عند ایف

۱۔ سنۃ فی مسیح لکوبہ سبحان ربی العظیم لا ۱۱ کا لا محسوس تھا فیمن لا مکرہ لئلا یحری علی لسانہ بعد
عندہ ۱۱ صلاۃ کذا فی شرح در ۱۱ سبحان فصل فی ما لا یلف الصلاۃ مطلب فی صہ بر کوع لبحر
۱۹۴۱ ط سعید

۲۔ اد بعد علی سرین شام صبی وعد بر کوع بر سجود ۱۱ بسطع بر کوع بر سجود و فی ما لا یلف الصلاۃ
حقن عن بر کوع ولا یف لی وحب شام سبحان عند یح وروزی ما صلاۃ لبرین ص ۵۱ ط سعید

النسی فی التشہد؟

(ترجمہ) تشہد میں السلام علیک ایہا النسی بڑھتے وقت نبی ﷺ کا تصور ذہن میں لانا کیسا ہے؟
 (حواب ۶۵۴) اعدموار حکمکم اللہ تعالیٰ تصور الہی ﷺ قدر ان یعلم انہ کان عداً للہ رسولاً
 ارسل الی حلقہ للہدایۃ و الی اسلم عندہ و یبلغ سلامی ہذا ملائکہ جعلہم اللہ سیاحین یسیحون
 فی الارض یطلبون صلوات و تسلیمات من امتہ و ادا و حدوا بلغوا "صحیح حائز
 اما تصویر الہی ﷺ فی الذہن بمعنی احصار صورتہ الشریعۃ فلس بلازم ولا یتصور
 لمن لم یرہ ﷺ ولا یحور ان ینوہم انہ ﷺ بسمع ہذا الکلام مادہ الشریف من کل مصل
 بخاطبہ یا ایہا النسی " محمد کفایت اللہ عفر لہ

(ترجمہ) تشہد میں نبی ﷺ کا تصور اس عقیدے کے ماتھے جائز ہے کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول تھے اور
 آپ کو اللہ نے اپنی مخلوق کی مدیت کے لئے بھیجا تھا اور میں جو سلام و درود آپ کے اوپر بھیج رہا ہوں اس کو
 ملائکہ سیاحین آپ تک پہنچاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسی کام کے لئے مقرر فرما دیے۔ زمین میں پتے
 پھرتے رہیں اور امت کے درود و سلام کو تلاش کرتے رہیں اور جہاں یاتے ہیں آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔
 لیکن تصور نبی سے مراد اگر یہ ہو کہ آپ کی تصویر مبارک کو ذہن میں لانا یا حاضر کرنا تو یہ لازم نہیں ہے۔
 شخص آپ کے چہرہ مبارک کا تصور بھی کس طرح کر سکتا ہے جس نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا۔
 اور یہ خیال کرنا ہرگز جائز نہیں کہ آپ ہر اس شخص کی آواز کو اپنے گوش اقدس سے سنتے ہیں جو
 نماز میں آپ کو ایہا النسی کہہ کر نصب کرتا ہے۔

سو لھوال باب

نماز کی تعریف اور طریقے (صفۃ الصلوٰۃ)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کہاں تک بٹھکے؟

(سوال) نقل نمازیہ مریض این فرض نماز اگر کہ رکعت میں سر کہیں تک پہنچا جائے تو عند کی نماز میں
 گر رکعت میں سرین پاؤں سے متحد ہو جائیں تو نماز نفل ہوگی یا نہیں؟ ایک صاحب یحییٰ علی ابہد یہ کہ
 "والہ دیتے ہیں۔ بیوا تو جروا"

(حواب ۶۵۵) یحییٰ علی ابہد یہ پر موجود نہیں کہ صحت نقل کی جانچ کی جاتی۔ رہا مسئلہ تو اس میں کوئی
 وجہ فساد صلوٰۃ معلوم نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان مدہ

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکہ سیاحین فی الارض یسألون من امتی السلام "الحدیث
 (سبائی) باب التسلیم علی سبی (۱/ ۱۴۳) (۲) یہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ شامی میں مذکور ہے۔ ولہذا
 شامی فائدہ یسعی ب یحادی حبیہ قدام رکبتہ " لیحصل لہ رکوع قلب " ولعلہ محمول علی تمام الركوع والا فقد
 عسی حصول ما قبل طاعة الرأس (باب صفۃ الصلوٰۃ صحت الركوع والسجود ۱/ ۴۴۷ ط سعید)

نوٹ: محمد کفایت شہکان شہ۔

نماز میں ارسال یدین کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص نماز میں ارسال یدین نہیں کرتا تو اس کو کافر کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۶۶۶ سرین الدین، ریویں۔ ۱۶ ازیح الاثنی ۳۵۶ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۵۹) ہاتھ باندھنا پھوڑنا صراحت قرآن مجید میں مذکور نہیں بلکہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد و ماہیہ کا حکم ہے۔ فاتھوا۔ ۱۔ یہ امر مانع ہو سکتا ہے اور حضور کریم ﷺ سے بروایت صحیحہ کثیرہ ہاتھ باندھنا ثابت ہے۔ ۲۔ پھر ہاتھ باندھنے والے کو کافر کہنا تو کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔ محض اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں ہاتھ باندھنے کا صراحت حکم نہیں کفر کا حکم لگایا جاتا ہے تو ہاتھ چھوڑ رکھنے کا بھی صراحت قرآن میں حکم نہیں ہے۔ ورامت نمود یہ میں جمابیر علماء، سلفہ خلف ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے رہے ہیں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے بہت کم ہیں پھر یہ کہ ہاتھ چھوڑ کر یا باندھ کر نماز پڑھنے میں ضرورت دین کا کار یا تکذیب کا شائبہ بھی زم نہیں آتا تو حکم کفر کا تو ہمہ تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت شہکان شہ۔

(۱) نماز کی رکعت ثابت ہیں یا نہیں؟

(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟

(سوال) (۱) پانچ وقت کی نماز فرض ہے جس کو چار تین یا دو رکعت کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ فرض وہ حکم ہے جو نص قطعی (قرآن مجید) سے ثابت ہے اور سنت وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا اس سے راہتوں کی تعدد قرآن میں کہیں مذکور ہے؟

(۲) چار تین اور دو رکعت کی تعیین کی وجہ علت کیا ہے؟ کیوں نہ پانچوں وقت ایک ہی طرح سے ادا کئے جانے کا حکم دیا گیا؟

المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبد اللہ شہزاد بانی (ای) ۹ شوال ۱۳۵۳ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۰) (۱) بہ خیال صحیح نہیں ہے کہ فرض وہی ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہو بلکہ فرض وہ ہے

(۱) و عہدہ سرہ و بجسدہ لسی الا بحجہ دمحتر فی الشافی فرد للہی و هو ما حرجہ التہ علی عہدہ لہ کرہ لکم ثلاث العت فی الصلاۃ و عرف فی التسم و الصحت فی المقام وہی کراہۃ تجزیہ حج و صلاۃ و ما کرہ فیہا ۱ ۶۴۰ ط سعید

(۲) (سورۃ الحشر ۷)

(۳) عن وائل بن حجر وہ راوی السی ۳۷ رفع یدہ حین دخل فی الصلاۃ کمر و صلب جسدہ حین دہدہ بہ لمحفہ سرہ ۳ وضع یدہ یمنی علی السری بحدیث مسلمہ و وضع یدہ بیتی علی ایسری ۱ ۶۳ ط لسانی کتب حدیث کبری

جس کو خدا یا رسول ﷺ نے فرض بتایا: تو خدا نے قرآن میں فرض فرمایا ہوگا تو قرآن کے نص سے ثابت ہوگا جیسے نماز کی فرضیت روزے کی فرضیت وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ نے فرضیت بتائی ہوگی تو وہ نیز متواتر مشہور سے ثابت ہوگی خبر متواتر مشہور سے مطلب حدیث متواتر مشہور سے یہ دونوں ثبوت فرضیت کے لئے کافی ہیں نماز میں تعدد اور رکعات کا ثبوت سنت متواترہ و مشہورہ سے ہے اس لئے ان رکعات کی فرضیت میں کسی وقت کسی کو تردد اور تامل نہیں ہوا۔

(۲) تعدد رکعات کی فرضیت میں کسی وقت کسی کو تردد اور تامل نہیں ہو ورنہ اس کی حکمت خدا و رسول کا معلوم ہے ہمارا منصب یہ نہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ سے ثابت شدہ چیز کو بدل دیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی اقتدا و اتباع کرنا ہی ہمارے لئے ضروری اور راہ نجات ہے۔ آیہ کریمہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱) کا یہی مدعا اور مفاد ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے قدم بقدم چلیں اگر کسی فعل کی حکمت بتا دی جائے تو بہتر ورنہ حکمت کو بھی خدا و رسول کے حوالہ کریں صرف اس امر کا یقین کہ آنحضرت ﷺ سے اس امر کا ثبوت پختہ ہے ہمارے فعل کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ

ستر ہوال باب مستحبات نماز

تشہد میں انگلی سے اشارہ احادیث سے ثابت ہے

رسوال حضرت مجدد صاحب شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں رفع السبہ فی تشہد کا تذکرہ تحریر فرمایا ہے حضرت شاہ صاحب دہلوی قدس سرہ نے اس کو بابت وکیل سے جائز فرمادیا ہے اب بھی معترض ہیں مکتوبات کے دلائل یہ ہیں کہ صلی الصلوٰۃ علی السکبہ والوفار ہے نیز اسماء کی کتب منامہ صوط جامع الصغیر میں اس کا ذکر نہ ہونا دلیل حرمت ہے نیز ممکن ہے حدیث رفع کسی حدیث سے منہوں ہو نیز آخر عمر تک اس رسول مقبول ﷺ سے اس کا ثبوت نہ ہو یہ بھی ممکن ہے کہ رفع سبہ کا معاد مش جبرائیل امین و رفیع یدین کے تشہد فیہ ہو۔

المستثنیٰ نمبر ۷۰۴ مؤلفات اللہ ضلع بنہور۔ ۱ شوال ۱۳۵۲ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۱) اشارہ بالسبہ مسنون ہے اور احادیث صریحہ سے ثابت ہے (۲) فقہائے حنفیہ میں سے

۱۔ سورہ الممتحنہ ۶ (۲) عن عبد اللہ بن ابی رافع قال کان رسول اللہ ﷺ اذا قعد يدعو وضع یدہ سیمی سنی لحدہ سنی و یدہ اليسری علی فخذہ اليسری و اشار باصبعہ لیسبہ و وضع انماہ علی اصبعہ الوسطی و بقیہ کفہ اليسری رکبتہ و زاد مسلمہ و آثار السنن باب الاشارة بالسبہ ص ۱۲۳ ط اعدادہ علیان و عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ اذا قعد فی التشہد وضع یدہ اليسری علی رکتہ اليسری و وضع یدہ السی علی رکتہ اليسری و عند دلائل و حسیں و نشر بالسبہ ص ۱۲۳-۱۲۴

محققین اور محدثین نے سے سنت قرار دیا ہے اور یہی صحیح و رجحان ہے حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ ضریح نے اس مسئلہ میں ان فقہاء کے قول کو لیا ہے جو شرہ کے مخالف ہیں حضرت شیخ مجددی اس بارے میں اتنا اس وجہ سے نہیں کی جاسکتی کہ محققین فقہاء شرہ کی سیت پر داخل قویہ رکھتے ہیں شرع و قایہ میں تھی حضرت امام شافعی سے اشارہ کا قول و وضع نقل کر کے صاحب شرع و قایہ نے وہیں ہدایہ عن عمداء ما (فرہادیہ) اور حضرت امام محمدؒ نے مؤطا میں حضرت ابن عمر سے یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا جلس وضع كفه اليمنى و قصص اصابعه كلها و اسار باصبعه اليسى نلى الانعام و وضع كفه اليسرى على فخذيه اليسرى ۷ اس کے بعد امام محمدؒ نے فرمایا و وضع رسول اللہ ﷺ واحد و هو ثوب ابی حنیفہ و امام ابو یوسف نے ماں میں بھی یہی اشارہ کا فرمایا ہے۔

اقتدیرہ غیۃ المستملی (۱) حرق - نہر فی کل موسم ابر من امر مختار و مختار مرقی لفلان - نور بخیر و غیرہ کتب فقہ میں اس کی تحقیق ملاحظہ فرمائی جائے اس کے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے کون حدیث اس کے خلاف اور اس کو منع کرنے والی نہیں اور فقہی و میں صلی الصلوۃ علی السکبۃ والوقار سے ایک سنت ثابتہ صحیحہ نہیں دے سکتی اور جن کتب میں مذکور نہ ہونا دلیل حرمت پر بہت نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت مدکان اللہ

تشہد میں نگلی کس وقت اٹھانی جائے؟

(سوال) کلمہ کی نگلی تشہد میں اٹھانا ضروری ہے یا ضروری ہے تو کب تک ٹھہرے رکھے؟

المسنفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۶۲) کلمہ کی نگلی تشہد میں اٹھانا ان اہل پر اجماع و اہل اہل پر اجماع ہے یہ فقہاء کا قول ہے اور غیر تب اٹھانے رکھے قویہ بھی جائز ہے، محمد کفایت مدکان اللہ دہلی

۱۔ باب صفۃ الصلاۃ ۱: ۸۱ ص ۱۰۸

۲۔ باب العتہ بالخصی فی الصلاۃ ص ۱۰۸ ص ۱۰۸ محمد کتب حدیث کراچی

۳۔ باب صفۃ الصلاۃ ۱: ۳۱۳ ط مصر

۴۔ صفۃ الصلاۃ ص ۳۳۶ ص سین

۵۔ باب صفۃ الصلاۃ ۱: ۳۴۲ ص ۱۰۸ ط معرفۃ سورب

۶۔ باب صفۃ الصلاۃ مطلب عند الاصحاح عند الشہد ۱: ۵۰۹ ط سعید

۷۔ فصل فی کتبہ رکب الصلاۃ ص ۱۷۰ ط مصر

۸۔ قول فی الامر للسجود و فی السربلاۃ من البرہان تصحیح سرب سجدہ و حدیث برفعیہا عند النہی و تصحیح

عند الاثنان و فی المعنی عن اسحقہ الاصحاح انہا مستحذہ و فی السجود ص ۱۷۰ و فی الشہدۃ "شعبہ عندہما و

رفع الساتۃ عند النہی و یضعہا عند الاثنان و ہذا عندہما سجدہ و سجدہ عن سبی " و لا حدیث الضحیۃ لحد باب

صفۃ الصلاۃ مطلب عند الاصحاح عند الشہد ۱: ۵۰۹ ص سعید

۹۔ و فی السجود انہا سہ برفعیہا عند النہی و یضعہا عند الاثنان و ہذا قول سبی حنیفہ و محمد و کبر و الامر

و لا حدیث فیہ و فی رد السجود باب صفۃ الصلاۃ مطلب فی عقد الاصحاح عند الشہد ۱: ۵۰۸ ط سعید

نماز کے سامنے چراغ ہونا

(سوال) نماز کے سامنے اگر چراغ ہو تو نماز سن ہوگی یا نہیں اگر ہوگئی ہو تو نہایت کے ساتھ یا نہایت ؟ المستفی نمبر ۴۳ مولوی عبد القدوس امام مسجد (ترمان دروازہ دہلی)

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۶) نماز ہو جائے گی اور اگر چراغ اپنی جگہ پر روشنی کے لئے رکھا گیا تو نہایت بھی نہیں ہاں اگر نماز کے سامنے کسی بیت سے رکھا ہو کہ گویا اس کو جگہ دیا جاتا ہے تو یہی بیت مکروہ ہے
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ذی

عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) امام نے سوا عصر کی تین رکعت پر سلام پھیر دیا جب دووں نے ان سے کہا تو کلام کرنے کے بعد نماز کا سادہ کیا اور پوری عصر نماز پڑھائی کچھ دُگ کہتے ہیں کہ ایک رکعت پوری کر کے بعد سوا کر پینا کافی تھا مام نے بالکل غلط کیا دریافت حسب امر یہ ہے کہ امام صاحب کا یہ فعل درست تھا کہ نہیں کیا قبہ کی جانب سے منہ پھیرنے کے بعد در کلام کرنے کے بعد بقیہ رکعت پوری کر کے بعد سوا کر ناکافی ہے۔

المستفی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۶۶۷) امام کا فعل درست تھا کلام کر لینے کے بعد نماز کا اعدہ ہی کرنا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ذی

جلی کی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال) خض ابوگبہ کی ٹوپی وڑھتے ہیں اس ٹوپی میں جلی ہوتی ہے اور اس کے سوراخوں میں سے سر کے بال دکھائی دیتے ہیں اس ٹوپی کو اوڑھ کر ہمت کرنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں نماز کی حالت میں سر کے بالوں کے کھنسنے سے کراہت لازم آتی ہے یا نہیں ؟ فقہا

المستفی نمبر ۲۲۴ ضیاء الحق پورٹی رن دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۶۸) اس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور امامت میں بھی کوئی کراہت نہیں (۲) سر

(۱) قل فی التور و شرحہ " ولا بکرہ صلاۃ الی طہر فاعذ بتحدت ولا الی مصحف او سف مطلقاً او شمع او سراج الح رباب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱ ۶۵۲ ط سعید

(۲) ویستحدہ للسر ولو مع سلام امامہ یؤی للقطع مہم سحون عن قبطۃ و یکرم بطلان التحریمۃ سج (التور و شرحہ باث سجد السہو ۹۱/۲ ط سعید)

(۳) والمسح بالرجل فی ثلاثۃ احوال فمیس و رار و عمامۃ اما لو صلی فی ثوب و حد مروحۃ یاہ جمیع سہ کبرار امیت سحور صلاۃ من غیر کراہہ و یفسرہ فی بعضہ انفسار فی بعضہ (حلی کبیر فروع ص ۲۱۶ ط

کے بار کوئی ستر کی چیز نہیں ہے ننگے سر نماز پڑھی جائے اور نیت قواضیٰ کی ہو تو وہ نماز بلا کر بہت جائز ہے
ہاں! ہاں پنے سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر اس کی کراہت کی علت عدم مبالغات ہے نہ کہ باؤں کا
انکشاف۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچ مہ ٹخنوں سے نیچے رک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے
(سوال) پانچ مہ 'تمبند' نیچا کپڑا جس سے منحنی ڈھک جاتے ہوں انکا پسنا تو حرام معلوم ہوا مگر، ایسے لباس
سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی یا نماز ہوو گی ہی نہیں؟ بعض علماء سے سنا جاتا ہے کہ نماز ہوتی ہی نہیں کیا
یہ درست ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۹ مہ یونی محمد ابراہیم صاحب۔ گورگاہوں ۲۲ تہاں ۱۳۵۵ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء
(جواب ۶۶۹) نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے (۲) کراہت تنزیہی ہے اعادہ کر لینا اولیٰ ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا
(سوال) جس لوگ بھینسوں منہ اور آنکھیں بند کریتے ہیں اور فرض نماز دآرتے ہیں یہ منہ بند کرنا درست
ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۵ شجاعت حسین آ رہ
۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۶ مئی ۱۹۳۸ء
(جواب ۶۷۰) آنکھیں باندھ کر ناجائز ہے، منہ بند کرنے سے قرأت کا تلفظ زبان سے نہ ہوگا
اس لئے یہ نہیں کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

انیسواں باب مدرک - مسبوق - راق

- (۱) مسبوق تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا
 - (۲) اللہ کھڑے ہونے کی حالت میں اور "اکبر" رکوع میں جا کر کہا تو نماز صحیح نہیں ہوئی
- (سوال) ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ان رجلاً ادرك الامام فی الركوع فکمر ورفع یدہ الی

(۱) قال فی شرح التوبیر فی مکروہات الصلوة: "وصلاته حاسراً او کاشفاً راسه للتکامل ولا بأس به للتدلل واما الایمانہ
بها فکفر" ودر سقطت فلسوتہ فاعادیتہ الفصل باب ما یفسد لصلوة وما یکرہ فیہا ۱ ۶۴۱ ط سعید
(۲) قال رسول اللہ ﷺ: "ما یفسد من رکعت من الار فی الدار مشکورة" کتاب البس الفصل لأول ص ۳۷۳ ط
سعید ۳ ورحمتم عبد لہی لا نکم احشویع (درمحرر) بل قل بعض العلماء انہ الاوی رد المحتار ص ۲۷
نفسہ الصلوة وما یکرہ فیہا ۱ ۶۴۵ ط سعید

نحمنی ادنیہ وتابعہ فہ الا انہ لم یقض بیدہ الیمی بیدہ الیسری ولم یضعہما تحت السرہ ولم یبسی من النساء ولم یکر سباً عند الركوع مخافة ان تقوته اركعه الاولى

(۲) ورحلا اخر راى الامام فى الركوع فکسر و رفع بیدہ الا ان قول اللہ کان فی قیامہ و اکبر وفع فى الركوع مخافة ما ذکر فکل واحد منهم بكون سارعا بالصلاة ام لا

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جماعت میں شریک ہونے کے لئے آیا اور اس نے امام کو رکوع میں پایا پس اس شخص نے تکبیر تحریمہ کی اپنے ہاتھ کاؤں تک اٹھائے اور رکوع میں شریک ہو گیا لیکن نہ تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھے نہ ٹپڑھکی نہ رکوع میں جانے کے لئے دوسری تکبیر کہی کیونکہ اس کو اس پہلی رکعت کے فوت ہوجانے کا اندیشہ تھا یا اس کی نماز صحیح ہوگئی یا نہیں۔

(۲) ایک شخص نے امام کو رکوع میں دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریمہ کی اور چونکہ رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے جہد کی میں یہ ہو کہ لفظ اللہ حالت قیام میں اور فقط کبریاست رکوع میں واقع ہوا تو اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۱) الرجل الذى اسی بنكسرة التحريمة فى حال القيام لكه لم يصع بیدہ تحت لسرہ ولم یکر نابیا للركوع صحت صلوٰۃ و يكون سارعا فى الصلوة

واما الذى قال الله فى القيام واكر فى حاله الا سحاء فان كان يحب لا سار بیدہ الى الركعة يصير سارعا فى الصلوة و تصح صلوٰۃ وان كان يحب نال بیدہ الى الركعة لم يصح صلوٰۃ ولا يكون سارعا فى الصلوة

قال فى الدر المختار ادرك الامام راكعا فقال الله فى القيام واكر راكعا لم يصح فى الاصح الح

قوله فانما اى حقيقة وهو الاصب او حكما وهو لا سحاء الفيل بان لا نال بیدہ ركبة (رد المحتار) ۲

(ترجمہ) جس شخص نے حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کہہ دی لیکن ہاتھ نہیں باندھے اور دوسری تکبیر رکوع میں بتے وقت نہیں کہی اس کی نماز صحیح ہو جائے گی ورنہ اس کو شارع فی الصلوة مہجائبے گا۔

(۲) اور جس شخص نے تکبیر تحریمہ کے الفاظ اللہ کو حالت قیام میں اور غطا اکبر کو جھکنے کی حالت میں کہہ تو اس کے ہاتھ ابھی گھٹنوں تک نہیں پہنچے تھے تو اس کی نماز صحیح ہوگئی اور اس کو شارع فی الصلوة نہ جائے گا۔ اگر غطا اکبر کہتے وقت اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ چکے تھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور وہ شارع فی الصلوة نہ

۱ ومما القى حديث لو مد يدیه لا بأس بركتہ فلو كسر فمسا فركع ولم يصب صح بدر المختار باب صفة الصلوة ۱ ۴۴۴ ص (مسند) بدر واحد الامام ركعه فکسر محضاً ان اقيام اقرب صح وعت فيه بكسرة الكون بدر المختار باب صفة الصلوة ۱ ۴۸۰ ص (مسند) ۲ فصل فى بيان كيف لصلوة ۱ ۴۸۰ ط (مسند)

ہوگا۔

درمختار میں ہے کہ جو شخص نماز کو رکوع میں پائے اور تکبیر تحریمہ اس طرح کہے کہ حالت قیام میں لفظ اللہ اور حالت رکوع میں غظ ابر کے تو صحیح یہی ہے کہ اس کی نماز نہ ہوگی۔
اور قیام سے مراد یہ تو حقیقی قیام ہے یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا یا حکمی قیام یعنی معمولی جھکاؤ کہ اس کے ماتھے گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔ (ردالمحتار)

جن کا امام کے پیچھے رکوع چد جائے ان کی یہ رکعت فوت ہوگئی

(سوال) امام نے قرعہ میں جہد کی سورت پڑھی اور جہد تہود کی جہد امام نے رکوع کر دیا اور مقتدی جو امام کے قریب تھے وہ رکوع میں پائے اور جو مقتدی امام سے دور تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ یہاں جہد تلاوت ہے وہ دوگنہ میں چلے گئے جب امام نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ تب ان کو پتہ چد کہ امام رکوع میں تھان میں نے کچھ لوگ ہڑے ہو کر رکوع میں گئے اور پھر امام کے ساتھ جہد میں مل گئے اور کچھ لوگ جہدے میں سے بیٹھ کر امام کے ساتھ جہد میں چلے گئے۔

ب دریافت طالب یہ مرے کہ جو دوگنہ امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کر کے امام کے ساتھ جہد میں شامل ہو گئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اس سے جو لوگ رکوع میں نہیں گئے بلکہ بیٹھ کر رہی امام کے ساتھ جہد میں شامل ہو گئے ان کی بھی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۲) جو دوگنہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے ان کی یہ رکعت جاتی رہی پھر جب وہ رکوع کر کے امام کے ساتھ جہد میں مل گئے تو ان کی نماز صحیح ہوگئی اور جو دوگنہ خیر رکوع اٹکے ہوئے جہد میں ملے ان کی یک رکعت فوت ہوگئی اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کر بیٹے تو نماز ہو جاتی جب انہوں نے سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی محمد کفایت اللہ کان شہدہ

مقیم مسبق مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) زید مسافر ہے "سری نماز دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ پڑھتا تھا ایک شخص مقیم تشدد میں شریک ہو گیا یہ شخص کون سی رکعتیں پہلے پڑھے گا؟" فتاویٰ فاتیما تھ سورت دونوں؟

(جواب ۶۷۳) جب کہ کوئی مقیم شخص چار رکعت وان نماز میں امام مسافر کے پیچھے قعدہ میں شریک ہو تو وہ مسبق بھی ہے اور حق بھی و اس کو چار رکعتیں پڑھنی ہیں پسے وہ دو رکعتیں پڑھے جن میں الحق ہے

(۱) ولاحق میں فائتہ مرکعت کتبہ در معصہا مکس بعد فتناہ بعد باب سبق امامہ فی رکوع و سجود ثانی مقفی رکعتہ بعد نقصاء ماقہ عکس مسبق تم سبع امامہ اب مکہ ادراکہ والا بعد نم ما امامہ بلا قراءۃ لتبریر و ترحہ باب لامہ ۱ ۵۹۴ طبع

یعنی آخر والی ان میں نہ فاتحہ پڑھے نہ سورت کیونکہ ان رکعتوں میں وہ حکماً مام کے پیچھے ہے پھر وہ رکعتیں پڑھے جن میں مسبوق ہے یعنی پہلی دو رکعتیں ان میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے (۱) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

مغرب کے قعدہ اوں میں شریک ہونے والے کی حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص مغرب کی نماز دا کرنے جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام دوسری رکعت میں بیٹھ کر التخت پڑھ رہا تھا اب مقتدی جو جماعت میں شامل ہوا ہے اس کو امام کی تلبّٰی کرنی زہم ہے تو دو مرتبہ جماعت کے ساتھ مام کے پیچھے اس نے التخت پڑھ لی اور پھر اپنی پوری نمازی کرنے کو دو مرتبہ اس کو التخت پھر پڑھنی زہم ہے یا جماعت میں جب مقتدی شامل ہو گا تو اس کو خاموش بیٹھن ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۴۸ محمد صالحین صدر بازار دہلی ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۷۴) ہاں جب کہ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو تو اس کو چار مرتبہ التخت پڑھنی ہوتی ہے اور اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے چاروں مرتبہ التخت پڑھنی چاہیے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مقتدی کا درمیان نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کس طرح کرے؟

(سوال) اگر ایک شخص جماعت میں کچھلی دور عتوں میں شامل ہوتا ہے تو اس کی یہ رکعتیں بھری ہوں گی یا خالی؟ المستفتی نمبر ۲۴۹ شب زخا (ضلع رونا) ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء
(جواب ۶۷۵) کچھلی دور رکعتیں جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں یہ خالی ہوں گی جب اپنی دور رکعتیں پوری کرنے لگے تو ان کو بھری پڑھے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آخری دور رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) ایک شخص صف اول میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دور رکعت نماز ادا کر چکا ہے دور رکعت

(۱) واللاحق من فاتہ الركعت کبھا أو بعضھا مفیم انتم بمسافر حکمہ حکم لمؤتم فلا یأتی بقراءة و یبدأ بعصاء فاتہ عکس المسبوق (توضیح و شرح) هذا یبدأ بقسم الرابع وهو المسبوق واللاحق ثم یصلی الركعة الباقی سبوق بها بقراءة افتتاحیة وسورة (رد المحتار باب الإمامة ۱ ۵۹۴ ط سعید)
(۲) و منها أنه بقصی اول صلاته فی حق الفراءة و آخرها فی حق لتشهد حتی لو درك رکعة من المعرب قصی رکعتیں و فصل بقعدة فیکون ثلاث فعدت الح (عالمگیریہ باب الجماعة فصل فی المسبوق واللاحق ۱ ۹۱ ط ماحدیہ)
(۳) والمسبوق من سقہ الإمام بها أو بعضها وهو مفرد حتی یشی و یعود و یقرأ وین قرأ مع الإمام لعدم الاعتداد بها لکراهیها فیما یقصیه وبقصی اول صلاته فی حق فراءة و آخرها فی حق تشهد الخ (التنویر و شرحه باب الإمامة ۱ ۵۹۶ ط سعید)

پڑھنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اب وہ نماز میں سے نکل کر کس طرح وضو کرے اور نماز پوری کرے جو دو رکعت، امام کے ساتھ اور اگر چکا ہے وہ دوبارہ اس کو پڑھنی پڑیں گی یا وضو کرنے کے بعد بقیہ دو رکعت اور اس کے اور جس جگہ سے یہ مقتدی وضو کے لئے جانے میں جگہ دوسرا مقتدی کھڑا ہو سکتا ہے یا وہی مقتدی وضو کر کے صفوں کے اندر گھس کر اپنی جگہ پہنچ کر نماز پوری کرے۔

المستفتی نمبر ۵۱۹ عبد الغنی (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۷۶) یہ شخص وضو ٹوٹ جانے کے بعد پیچھے کی صفوں کو شق کرتا ہو وضو کرنے کے لئے نکل جائے اور وضو کر لینے کے بعد اس کا امام اگر نماز سے فارغ نہ ہوا ہو تو اس مقتدی پر لازم ہے کہ اپنی جگہ پر اگر باقی ماندہ نماز کو دکرے بشرطیکہ وضو کی جگہ کے متصل و قریب کوئی مانع قنہ کا موجود ہو ورنہ اس کو اختیار ہو گا کہ وضو کی جگہ کے متصل باقی ماندہ نماز کو دکرے یا پہلی جگہ پر جا کر باقی ماندہ نماز پڑھے۔ وستمہ صلوٰۃ تمہ) وهو اولی نقلیلا للمسی (او یعود الی مکانہ) لیحد مکاسہ (کمفرد) فانہ محیر وهذا کله (ان فرغ حلیفہ و الاعاد الی مکانہ) حتما لو یسہما ما یمنع الاقضاء (کمفرد) اذا سقہ الحدت) الخ (تویر الانصار علی هامس رد المحتار و درمختار) فقط واللہ اعلم۔
حبیب المرسلین غفرلہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان للہ۔

مسبق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟

(سوال) نماز جماعت ہو رہی ہے کہ کوئی آدمی بعد کو آیا اور اس کو تین رکعت ملی یا دو نہیں ملی یا چار میں ایک رکعت ملی تو قیاد رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟
المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیق سوداگر پورہ (ضلع میدانی پور) عیم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۷۷) ہاں مسبوق اپنی نماز کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کی ترتیب وہ ہے جو اپنی نماز کی ہے۔

مسبق نے نام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴ مولوی عبد القدوس امام مسجد (دہلی)

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۸) فوراً کھڑا کر اپنی نماز پوری کرے ورنہ اگر سلام امام کے بعد پھیرے تو سجدہ سہا کرنا

ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

کسی وجہ سے دوبارہ نماز پڑھی جائے تو مسبوق کے سبب کیا حکم ہے؟
(سوال) اگر نماز کا کسی واجب یا سنت کے ترک پر اعادہ کیا جائے تو مسبوق کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ اپنی گئی ہوئی رکعت کو پورا کر کے جماعت میں ملے یا سلام پھیر کر فوراً اہل جائے؟
المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر) ۱۷/۲ یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۶۷۹) سنت یا واجب کے ترک پر اعادہ کیا جائے تو مسبوق اپنی نماز پوری کرے اور اعادہ دن نماز میں اپنی نماز پوری کر کے شریک ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

(۱) مسبوق سجدہ سو میں امام کی متابعت کرے
(۲) مسبوق نے عمد یا سو امام کے ساتھ سلام میں متابعت کی کیا حکم ہے؟
(۳) مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے
(۴) مسبوق نے عمد یا سو امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
(سوال) (۱) مسبوق سجدہ سو کے سدم میں اپنے امام کی متابعت کرے یا نہیں؟
(۲) اگر متابعت نہ کرنی چاہیے تھی اور پھر (الف) اگر بعد متابعت کرے تو کیا حکم ہے؟
(ب) اگر سو متابعت کرے تو اس مسبوق کو اپنی نماز کے ختم پر سجدہ سو کرنا پڑے گا یا نہیں؟
(۳) جب امام نماز کے ختم پر نماز سے فارغ ہونے کا سلام پھیرے تو مسبوق بھی امام کے ساتھ سلام پھیرے یا نہیں؟

(۴) اگر اس صورت میں مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا نہ چاہیے تھا اور پھر اگر (الف) اس مسبوق نے امام کے ساتھ عمد اسلام پھیر دیا حالانکہ اس کو یاد تھا کہ مجھ کو ابھی اپنی باقی نماز یاد کرنی ہے تو اس مسبوق کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں (ب) اپنی باقی نماز کی ادائیگی یاد نہیں تھی اور بھولے سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں اگر فاسد نہ ہوگی اور نماز صحیح رہے گی تو کیا اس مسبوق کو اپنی نماز کے ختم پر سجدہ سو کرنا پڑے گا یا نہیں؟ اگر سجدہ سو کرنا پڑے گا تو کس صورت میں اور اگر سجدہ سو نہ کرنا پڑے گا تو کس صورت

(۱) والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً ثم يقضي ما فاتته الخ (درمختار) وفي الشامية فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء فإن سلم فإن كان عمداً فسدت وإلا لا ولا سجود عمداً إن سلم سهواً قبل الإمام أو معه وإن سلم بعده لم يرد لكونه منفرداً حينئذ الخ (باب سجود السهو ۲/۸۲ ط سعيه)

(۲) وإذا طهر حدث إمامه وكذا كل منفرد في رأى مقتدر بطلت فيلزم إعادتها لتصحيحها صلاة المؤمن صحة وفساداً كما يلزم الإمام إحراق القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن الخ (التوير وشرح باب الإمام ۱/۵۹۱ ط سعد)

میں ۲۰ المستفتی نمبر ۳۵۱ حافظ محمد عثمان صاحب سو گر گھڑی و چشمہ چاندنی چوک ذہبی

۷۲ از یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(حزاب ۶۸۰) مسبوق سجدہ سوا ادا کرنے میں تو امام کی متابعت کرے یعنی سجدہ سہو امام کے ساتھ کرے مگر سلام میں متابعت نہ کرے جتنی مسبوق بغیر سلام پھیرے امام کے ساتھ سجدہ میں چاہے۔۔۔
المسبوق اما يتابع الامام في السهو ای فی سجدة السهو بان سجد هو دون السلام بل يتط
الامام حتى يسلم فسجد فتابعه فی سجود السهو لا فی سلامه ۱،

(۲) اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو

(الف) اگر قصد اسلام پھیرے تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ وان سلم فان كان عادداً بقصد صلواته ۲،
(ب) اور اگر سہو اسلام پھیرا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی وان كان ساهياً لا تقصد ۲ اور سجدہ سہو بھی اپنی
نماز کے آخر میں لازم نہ ہوگا۔ ولا سهو عليه لانه مقتدر سهو المقتدی باطل انتہی ۱، (هذا كله في
الدائع) ص ۱۷۶ ح ۱

(۳) جب امام نماز ختم کرنے کا سلام پھیرے اس سلام میں بھی مسبوق امام کی متابعت نہ کرے ولا
يسلم اذا سلم الامام (ای للحروج عن الصلوة) لان هذا السلام للحروج عن الصلوة وقد بقى
عليه ارکان الصلوٰۃ ۲،

(۴) اگر اس آخری سلام میں مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصد اُبت یاد رکھتے ہوئے کہ میری نماز باقی ہے سلام پھیرا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔
فاذا سلم مع الامام فان كان ذا كرا لما عليه من القضاء فسدت صلواته لانه سلام عمد ۱،
(ب) اور اگر یہ بات یاد نہ تھی اور سہو اسلام پھیر دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ وان لم يكن ذا كرا لله لا تقصد
لانه سلام سهو فلم يحرجه عن الصلوة ۱، اور یہ سلام جو سہو پھیر گیا منفسد نماز تو نہیں لیکن یہ سلام
امام کے سلام سے کچھ پہلے یا بالکل ساتھ ساتھ واقع ہوا جب تو مسبوق پر اپنی نماز کے آخر میں اس سہو کی وجہ
سے بھی سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور اگر امام کے سلام کے بعد اس نے سلام پھیرا تو اپنی نماز کے آخر میں اس
پر اس سہو کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ وهل يلزمه سجود السهو لاجل سلامه سطر ان سلم قبل
تسليم الامام او سلما معاً لا يلزمه لان سهو سهو المقتدی و سهو المقتدی تعطل وان سلم بعد

(۱) (فصل فی بیان من یحب علیہ سجود السهو ۱ / ۱۷۶ ط سعید)

(۲) (-----)

(۳) (-----)

(۴) (-----)

(۵) (-----)

(۶) (-----)

(۷) (-----)

سليم الامام لرمه لان سهوه سهو المفرد فيقضى ما فانه ثم يسجد لسهو في اخر صلوته
نهی۔ (هذا كله في البدائع، ص ۱۷۶ ط ح ۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

سبوت بقیہ نماز پڑھنے کے سئے کب کھڑا ہو؟

(سوال) بحر بعد میں جماعت میں شریک ہو، ایک رعت امام پڑھ چکا تھا امام جب پہلا سلام پھیرے تب
رعت پوری کرنے کے لئے ٹھہرے یہ جب دوسرا سلام پھیرے اس وقت کھڑا ہو؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۸۱) دوسرا سلام امام شروع کر دے تو کھڑا ہو کیونکہ پہلے سلام کے بعد ممکن ہے کہ امام سجدہ
سو کرے تو کھڑے ہونے سے پہلے سجدہ ہو کے سئے واپس آنا ہو گا۔ ۱۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

غرب کی ایک رکعت پانے والے بقیہ رکعتوں میں قراءت کرے

(سوال) مغرب کی آخری رعت امام کے ساتھ ادا کی۔ بقیہ رکعتوں کو بھرا پڑھنا چاہیے یا خاں؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۶۸۲) مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ پانے والے بقیہ رکعتیں بھری پڑھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

بیر تحریمہ رکوع میں جا کر ختم کی تو نماز نہیں ہوئی

(سوال) اگر کوئی امام کو رکوع میں پائے اور تبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور تبیر تحریمہ
ت رکوع (نہایت قیم) ختم کرے تو یہ شخص نماز میں شامل ہو گیا یا نہیں اور اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

مستفتی نمبر ۲۰۳۹ اول محمد صاحب کاٹھیاواڑ۔ ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۸۳) اگر تبیر تحریمہ حالت قیام ختم نہ ہو تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہوا۔ فلوا درك الامام

كعاً فكرر مسحاً لم تصح تحریمته (سامی) : (بھلا بالمعنی) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

۱۔ فصل فی بیان من سجد عند سجود السہو ۱ ۱۷۶ ص سعید

۲۔ ویسعی اب نصر لمسوق حی یفہم ان لا سہو علی الامم (درمحرر) ای لا یقوم بعد نسیمۃ او سمنی بل یسطر
اع الامم بعدہ۔ قل فی الحنفیہ و بس ہذا الملازم من المقصود ما یفہم ان لا سہو علی الامم او یوحده ما یقطع
رمة الصلاة مع (رد المحتار باب الامامة ۱ ۵۹۷ ص سعید)

۲۔ لم أدرك رکعة من المعروف فصی رکعی و فصل بقعدة فکوب بثلاث فعدت وقرأ فی کل سجدة و سورة الع
لمگریة فصل السبع فی مسروق والاحتی ۱ ۹۱ ص ماخذہ

۳۔ الدر المحتار باب صفة الصلاة ۱ ۴۸۰ ط سعید

مسبق کے تکبیر تحریمہ کہتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک مسبوق نے امام کو نماز میں ایک حالت میں پایا کہ امام قعدہ اخیرہ میں بیٹھ ہو تھا مسبوق نے اللہ بر تکبیر تحریمہ کہا اور امام نے سلام پھیر دیا مسبوق قعدہ میں امام کے ساتھ بیٹھنے نہیں دیا تو مسبوق نے تکبیر تحریمہ پر اپنی نماز پوری کرے یا سیدھا کھڑ ہو کر پھر تکبیر تحریمہ کہے۔

المستفتی نمبر ۶۸۷۲۷ ملوکی شہادوں خ۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ ۷ جون ۱۹۹۲ء

(جواب ۶۸۷) جب مسبوق مقتدی نے امام کے سلام سے پہلے امام کی نماز میں شریک ہونے کی نیت سے تکبیر تحریمہ دائر کر لی تو وہ امام کی نماز میں داخل ہو گیا صحت قعدہ کے لئے تحریمہ بہ نیت قعدہ کما کافی ہے قعدہ کی صحت صرف نیت اقتد کے ساتھ تکبیر تحریمہ کرنے سے موقوف ہے۔ بہتہ المؤمنم الاقتداء (درمختار) ای الاقتداء بالامام او الاقتداء به فی صلاته او السروع فیها او الدخول فیها الی قوله و شرط الیه ان نکون مقاربه للحریمۃ (رد المحتار) و فی باب دارک العریضۃ فدا کر قنم ینوی السروع فی صلوة الامام ننقطع الاولی فی ضمن شروعه فی صلوة الامام (رد المحتار) پس اگر مقتدی کے بیٹھنے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اسی تحریمہ سے مسبوق کی طرح نماز ادا کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

جس مقتدی کا امام کے پیچھے رکوع رو جائے

(سوال) حق نے امام کے رکوع کی تکبیر نہیں سنی اور رکوع فوت ہو گیا پھر وہ رکوع دائر کرے امام کے فعل میں شریک ہو گیا نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵-۲۲ بعد عید شہ جہانپور مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۳ء

(جواب ۶۸۵) اگر امام کے رکوع کی تکبیر نہیں سنی اور رکوع امام کے ساتھ نہیں کیا پھر رکوع کرے امام کے ساتھ رکت میں شریک ہو گیا تو نماز ہوئی یا نہ کفایت اللہ کان اللہ۔

دو رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قرۃ کرے

(الجمعیت مورخہ یکم جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شخص نماز باجماعت میں آخری اور رکت میں شریک ہو رہا تھا اور کئی سورت نماز

۱) (ب) الامامہ ۱ ۵۵۰ ح سعید

۲) (۵۲۲ ط سعید)

۳) واللاحق من قعدہ اس رکعت کلہا و بعضہا مکن بعد قعدہ بعدہ و بعضہا امامہ فی رکوع و سجود و بعد نقصان ما ثانیہ عکس المسوق ثم یبایع امامہ و لیسیر و سر حاد۔ ب الامامہ ۱ ۵۴۰ ح سعید

پڑھے یا بغیر سورت کے؟

(جواب ۶۸۶) جس شخص کو جماعت میں آخری دو رکعتیں ملیں اور امام کے سلام کے بعد وہ اپنی دو رکعتیں پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کو ان رکعتوں میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کا نازلہ

جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(سوال) جماعت میں آخری ایک رکعت تھی۔ اب کچھ تین رکعت میں سے کونسی رکعت میں قراۃ پڑھے؟
(جواب ۶۸۷) چار رکعت وان نماز کی جماعت میں آخری رکعت ملی تو امام کے ساتھ سلام کے بعد تین رکعتوں میں سے پہلی دو رکعتوں میں (جن کے درمیان قعدہ بھی کرے گا) قراۃ کرے۔ (۲) محمد کفایت اللہ

بیسواں باب قنوت نازلہ

نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم

(سوال) یک مسجد میں امام صبح کی نماز میں مدومت کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھتا ہے اور حنفی ہونے کے باوجود ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے کیا قنوت ہمیشہ پڑھنا جائز ہے کیا حنفی امام کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ کیا بعض مقتدیوں کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۸۸) قنوت نازلہ کی سخت مصیبت عامہ کے وقت پڑھی جاتی ہے اگر امام کے نزدیک کوئی ایسی مصیبت عامہ باقی ہے تو وہ قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے اور ہاتھ باندھنا لوں ہے تاہم اس سے بھگڑا کرنا اچھا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا نازلہ دہلی

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) قنوت نازلہ جو حدیث کے مواقع پر پڑھی جاتی ہے اور آج کل بھی اکثر مساجد میں پڑھی جا رہی

۱۔ و المسوق من سلفہ الامام بها او بعضہا وهو مفرد حتی نسی و تنعرد و غیراً فیما یفصلہ اول صلاتہ فی حق قراۃ و اخرہ فی حق شہادۃ صحیح و منہجہ باب الامامۃ ۱/ ۵۹۶ ط سعید

(۲) و یفصلی اول صلاتہ فی حق قراۃ و اخرہ فی حق شہادۃ

(۳) قال ابو جعفر الصحاوی ' این لا یستعمل فی صلاۃ الفجر من غیر بیۃ فوب وقعت فتۃ او مدۃ فلا یاس نہ فعدہ رسول اللہ ﷺ الح (رد المحتار) باب الترتیل و اسو اقل مطلب فی قنوت النازلہ ۱/ ۲ ط سعید

ہے زید کتر ہے کہ قنوت نازہ اب نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قنوت پڑھی۔ پھر شہدیاک نے لیس لك من الامر سنئی آیت نازل فرما کر منع کرایا تو آپ نے پڑھنی چھوڑ دی۔ ثبوت میں زید ابومالک انجلی کی حدیث پیش کرتا ہے۔ عن ابی مالک الا سحعی قال قل لا بی یات قد صلیت خلف رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان و علی ہما بالکوفۃ نحواً من خمس مئیں اکانو بقنوں قل ای بنی محدث راوہ الترمذی ۱ و لنسانی و ابن ماحہ ۲ کے علاوہ بڑے بڑے حادثات ہوئے حضرت حسنینؓ کا حضرت عثمانؓ ذو غورینؓ کا اور بھی شہید ہوئے کسی نے قنوت نازہ نہیں پڑھی۔ المستفتی نمبر ۶۹۷۷ مووی نور الحسن۔ دبی۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ م کیم جو۔ دبی ۱۹۴۳ء (جواب ۶۸۹) قنوت نازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھی اور خلفائے راشدین نے حضور اکرم ﷺ کے بعد پڑھی ہے اس سے ثابت ہے کہ قنوت نازہ ممنوع یا منسوخ نہیں ہوئی یہ کریمہ لیس لك من الامر سنئی کے نزول سے قنوت نازہ کی ممانعت نہیں ہوتی آنحضرت ﷺ نے قنوت نازہ میں بعض کفار کے نام بیکر بدعہ کی تھی اس کی ممانعت ہوئی تھی کہ مخصوص سور پر کسی کا نام بیکر بدعہ نہ کی جائے بخاری شریفہ میں یہ روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں انہ سمع رسول اللہ ﷺ ادا رفع راسہ من الركوع فی الركعة الاخرہ من الصحر بقول اللهم العن فلانا و فلانا و فلانا بعد ما يقول سمع الله لمن حمده رسال لك الحمد فبرل الله ليس لك من الامر سنئی الى قوله فانهم طالمون (ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے سنا کہ حضور ﷺ جب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر ٹھاتے تو مع اللہ لمن حمدہ ربناک الحمد کے بعد کہتے یا اللہ فدن اور فدن و فدن تنھیں کو عنت کر تو یہ آیت تری۔ بخاری میں دوسری روایت میں ان دو گوں کے نام بھی مذکور ہیں جن کے لئے بدعہ فرماتے تھے کہ وہ صفوان بن امیہ اور زبیل بن عمرو و حرث بن ہشام تھے اور اخیر میں یہ تینوں یہاں سے آئے تھے شہد اسی لئے بدعہ انہوں نے حضور ﷺ کو کسی کا نام بیکر بدعہ کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کسی کا نام لیکر قنوت میں بدعہ نہیں کی کسی کافر قوم سے یا مومنا کافروں کے سے بدعہ عار پی منع نہیں ہے یہ بدعہ تو قرآن مجید میں موجود لا لعنة الله على الظلمین اور حضرت ابومالک انجلی کی روایت قنوت نازہ کے متعلق نہیں ہے وہ تو نماز فجر میں دہائی قنوت کے متعلق ہے وہ ب شک جمہور کے نزدیک بدعت ہے قنوت نازہ جس کا ثبوت آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے ہے اس کو بدعت کیسے کہہ جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ سے تہمت بخاری کی روایتوں میں ہے جس میں سے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ویر بیان کی جا چکی ہے اور خلفائے راشدین کے متعلق فتح لحدیر میں حافظ بن ہمام نے ذکر کیا ہے۔ قدر روی عن

۱ (مشکوٰۃ باب القنوت الفصل اسی ص ۱۱۴ ص سعید)

۲ (باب قولہ لیس لك من الامر سنئی ۲ ۶۵۵ ط قدیمی کتب حدیث کراچی)

(۳) وعن حطیہ بن ابي سعد سمعت سالم بن عبد الله بن عمر (رسول) الله ﷺ يدعو على صفوان بن امية و زبيل بن عمرو و الحارث بن هشام الحديث عروة حدیث لیس لك من الامر سنئی ۲ ۶۵۵ ط قدیمی)

صديق الله فبنت عند محاربة الصحابة مسيلمة و عند محاربة اهل الكتاب و كذلك فبنت عمر و
و كذا على في محاربة معاوية و معاوية في محاربته ۱ اور كنزل حمد ۱۲۱ میں ہے۔ عن ابي رافع
ان النبي ﷺ وانا بكر و عمر و عثمان و علياً فقتلوا بعد الركوع في قنوت نازلة كايان ہے اور
خلفائے راشدین نے جب حضور اکرم ﷺ کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو ثابت ہوا کہ قنوت نازلہ منسوخ نہیں
ہے نیل اور میں قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنے کا جو ز خلفائے راشدین اربعہ اور بہت سے صحابہ کرام
سے نقل کیا ہے لہذا یہ جو ز صحیح اور ثابت اور قابل عمل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) قنوت نازلہ میں بادشہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں
(۲) جواب دیگر

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امام سے مراد خلیفہ
مسلمین ہے جیسا کہ فعل رسول اللہ ﷺ اور عمل خلفائے راشدین سے ثابت ہوتا ہے ورنہ قول کی
روایت فقہیہ قنوت امام سے تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ امام کا لفظ مشترک ہے جس میں تصریح مع حوالہ عمل
غیر خلیفہ کی ضرورت ہے۔

المستفتی نمبر ۷۷۵۷۷۵ امام محمد امام مسجد قدس سرہ صلی علیہ وسلم ۶ شوال ۱۳۶۲ھ
(جواب ۶۹۰) قنوت امام میں امام سے مراد خلیفہ اسلام، میر المؤمنین نہیں ہے بلکہ امام جماعت مرد
ہے اس کی دلیل یہ ہے جو شری میں مذکور ہے۔ و طاهر نفیہ ہم بالامام انہ لا یقنن المنفرد و هل
المقتدی مثله ام لا ۲۱ یعنی قنوت میں قنوت کو امام کے ساتھ اس کے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد
قنوت نازلہ نہ پڑھے ورنہ مقتدی بھی اس کی طرح یعنی منفرد کے مثل ہے یا نہیں؟ دیکھئے لفظ امام کو منفرد اور
مقتدی کو مقابل سمجھا ہے نہ خلیفہ مسلمین کے معنی میں ورنہ یوں کہتے کہ حلیفہ مسلمین کے علاوہ کوئی نہ
پڑھے اور پھر مقتدی کے لئے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے جب کہ امام سر اُپڑھے اور امام جہر سے پڑھے تو
مقتدی آمین کہتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(جواب دیگر ۶۹۱) قنوت نازلہ کسی مصیبت کے دفعیہ کے لئے پڑھنا جائز ہے ۲ وہ فجر کی نماز میں
رکوع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے مگر اس میں امام و مقتدیوں کو ہاتھ چھوڑے رکھنا یا بندھنا بہتر
ہے ہاتھ ٹھا کر پڑھنا آمین بالجہر کہنا بہتر نہیں ہے مگر ناجائز بھی نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱، فتح القدیر باب صلاة الوتر ۱ ۴۳۴ ط مصر (۲)، (اصوت ۸ ۸۳ ط مکتبة التراث الاسلامی حلب)
(۳) (باب الوتر والوافی مطلب فی قنوت لدولة ۱۱ ۲ ط سعید) (۴) قال الزجاج (۵) (باب الوتر والوافی مطلب فی قنوت لدولة ۱۱ ۲ ط سعید)
(۵) (باب لا یقنن عند باقی صلاة الفجر من غیر ملیة والدی یظهر فی ان المقیدی یتبع امامه الا اذا جهر فیوس ورنه
یقنن بعد الركوع لا قبله الح رد المحتار باب الوتر والوافی مطلب فی قنوت لدولة ۱۱ ۲ ط سعید)

(۱) قنوتِ نازلہ پڑھنے کا طریقہ

(۲) جواب دیر

(سوال) آج کل جو روح فرسا مصائب مسلمانوں پر آ رہے ہیں ان کے دفعیہ کے لئے نماز میں قنوت نازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اسکا طریقہ اور دعائے قنوت بھی تحریر فرمادیں؟

المستفتی محمد عبد الرؤف جگن پوری متعلم مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی۔ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ
(جواب ۶۹۲) اس وقت کہ دنیا کی وحدہ سلامی سلطنت کو جڑ سے کھینچ دینے اور صدیوں کی قائم شدہ
اسلامی حکومت کو سر زمین یورپ سے مٹا دینے کی تجویزیں ہو رہی ہیں یورپ کی خود غرض اور متعصب مسیحی
حکومتیں جالت مآب حیثیتہ المسلمین سلطان معظم کو مستقر خلافت (قسطظنیہ) سے نکال دینے اور
خلافت اسلامیہ کا اقتدار مٹا دینے کی کوششیں کر رہی ہیں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مسیحی پادری اور مشپ
نہ بھی تعصب سے، یونے ہو کر عیسائی آبادی کو حیثیتہ المسلمین کے خلاف بھڑکا رہے ہیں نصف اور
نسبیت اور آزادی اور سچائی کا خون کرنے پر آمادہ ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت اور خلافت اسلامیہ کی
وقعیت اور اسلام و اہل اسلام کی عزت کا خدا تعالیٰ ہی محافظ ہے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے شدید ترین
مصیبت کا وقت ہے ہر شخص جس کے سینے میں منصف دل ہے وہ اس میں ذرہ بر بھی یرن سے خون کے
آنسو رہنا ہے عورتیں و بچے تک بے قرار ہیں نہ صرف ہندوستان بکے تمام عام کے مسلمانوں میں یک
تلا صم برپا ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس موقع کی نزاکت اور ہیبت کو پورے طور سے سمجھیں
اور آپس کے بغض اور کینوں، حسد اور منافقوں، نینیتوں و عیب جوئیوں کو قطعاً ترک کر دیں باہمی اختلافات
کو بھول جائیں و اپنے فرض کو محسوس کریں۔ خدا تعالیٰ و اس کے رسول کی رضامندی حاصل کرنے اور
اسلام کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور حقیقی شہنشاہ رب العالمین حکم اعلیٰ میں کی مقدس بارگاہ میں
اپنے غائب ہونے کو بہ و استغفار کریں۔ اور سچے دل سے رور گڑ گڑ کر مقدمات مقدسہ اور جزیرۃ العرب کے
غیر مسلموں سے پاک رہنے اور خلافت اسلامیہ کے اقتدار و اسلامی سلطنت کی عزت قائم رہنے کی دعا
مائیں، جہری نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قوے میں قنوت نازلہ پڑھیں، مہم زور سے قنوت
پڑھیں اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے جائیں۔ ہاتھ باندھے رکھیں قنوت نازلہ کے الفاظ یہ ہیں

اللهم اهدني فيس هديب وعافا فيمن عافيت و تولنا فمن توبيت و درك لد فيس
اعطيت وفا شرم قصيب انك تقصى ولا يقضى عليك وانه لا يدل من والت ولا يعرم
عديت ببارك رما و تعاليت و سنعفرك و نتوب اليك و صلى الله على النبي الكريم. اللهم
اعفولنا و للمؤمنين و المؤمنات و المسلمين و المسلمات و الف بين قلوبهم و اصلح ذات بينهم

١٢١) اد وقعت باريه في انصافه لحيرون. وبي يظهر بي ان المفتدى متابع امامه ولا اذا حشر شقوس و...
عقب بعد الركوع لافقه رد المحتار باب لزوم واساغل مطلب في قوس البرالة ٢ ١١ ط سعيه

وانصرنا على عدوك وعدوهم اللهم العن الكفرة الذين يصدون عن سبيلك ويكذبون رسلك
ويقاتلون اولياءك اللهم خالف بين كلمتهم وزلزل اقدامهم وانزل بهم ناسك الذي لا ترده عن
القوم المحرمين - (۱)

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ
(جواب دیگر ۶۹۳) حوادث اور مصائب کے پیش آنے پر حنفیہ نے بھی فرائض میں قنوت پڑھنے کو
مسنون کہا ہے (۲) ورس مصیبت سے بڑھ کر مسلمانوں پر اور کیا آفت ہوگی جو آج کل جنگ بلقان سے پیش
آ رہی ہے تمام مسلمان خدا نے پاک کی جناب میں گریہ و زاری کریں اور فجر کی نماز میں اخیر رکعت کے رکوع
کے بعد دعائے قنوت پڑھیں اور اپنے اسلامی بھائیوں کی عزت و وقار کے ساتھ اس مصیبت سے نجات
پانے کی دعا مانگیں ورجہ تک ممکن ہو مجروحین ویتامی اور بیواؤں کی مدد و اعانت کے سئے چندہ بھیجیں
طریقہ قنوت کا یہ ہے کہ امام دوسری رکعت کے رکوع کے بعد قنوت میں یہ دعا پڑھیے

(یہ مذکورہ بالا الفاظ دعائے قنوت کے درج ہیں)

گر مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ پڑھیں ورمقتدی نہ پڑھ سکیں
تو بہتر ہے کہ امام زور سے یہ دعا پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں امام اور مقتدی دونوں ہاتھ
باندھے رہیں - (۳) کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح حقیر ضمیر الدین احمد - الجواب صواب بندہ محمد قاسم غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب بندہ ضیاء الحق غفرلہ - الجواب صحیح نظر حسین غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (مر) یقار لہ
ابراہیم - (مر) ابو محمد عبد الحق - (مر) محمد سیف الرحمن - الجواب صحیح محمد عبد الرشید مستم مدرسہ نعمانیہ
دہلی - (مر) ابو الحسن سید محمد تطف حسین - الجواب صحیح محمد کرامت اللہ غفرلہ - (مر) عبد الجبار عمر
پوری - (مر) سید محمد عبد السلام غفرلہ - (نوٹ) جو صاحبان مجروحین کے سئے چندہ جمع کرنا چاہیں ان کو
چاہیے کہ وہ براہ راست کوٹھی علیجان حاجی عبد الغفار صاحب خزانچی بلاں احمر کے نام روانہ کریں - (اشتمار از
طرف طالب مدرسہ امینیہ دہلی)

(۱) حسی کسر صلاة الوتر ص ۴۱۶ ۴۱۸ ط سنہیل اکادمی لاہور
(۲) فہرست لسانی 'الدرہ الشدیدہ من شہائد الدھر ولا شک' لاطاعوں من أشد المواصل (باب الوتر والنوافل) مطلب فی
قرب النازلہ ۱۱/۲ ط سعید
(۳) لما رواه الإمام أبو حنيفة عن ابن مسعود لأن رسول الله ﷺ لم يقنت في الفجر قط الا شهيراً واحداً لم يرقل ذلك
ولا بعده وإنما قنت شهيراً يدعو على قوم من العرب ثم تركه الخ (البحر الرائق) باب الوتر ۴۷۳ ط دار المعرفة
بيروت (ان) إنما لا يقنت عندما في صلاة الفجر من غير عليه فوب وفعت فسة أو للة لا بأس به فعده رسول الله ﷺ الخ ان
الاستدعي يتابع إمامه إلا اذا جيز فيز من وانه شئت بعد الركوع لا قبله الخ (رد المحتار) باب الوتر والنوافل مطلب في
قرب النازلہ ۱۱/۲ ط سعید

قنوت نازل منسوخ نہیں ہوئی

(سوال) قنوت نازلہ جو مصائب کے پیش آنے پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق بعض لوگ چند شبہات بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک یہ منسوخ ہے کوئی کہتا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ رکعت سے پہلے پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ قنوت پڑھنے وقت ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ اور اگر ان امور کے متعلق تحقیقی جوابات مرحمت فرمائیں

(جواب ۶۹۴) قنوت نازلہ مصیبتوں کے وقت فرض نمازوں میں پڑھنا جائز ہے اور اس کا جواز عمومًا جمہور برہ اور خصوصًا حنفیہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے بلکہ جب کوئی عام مصیبت پیش آئے تو مصیبت کے زمانہ تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے (۱) ماں قنوت دوائی جو فجر کی نماز میں امام شافعیؒ کے نزدیک مستنون ہے وہ حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے فقہ حنفی کی کتابوں میں جہاں قنوت فجر کو منسوخ کہا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ قنوت دوائی فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ان روایت حدیثیہ و فقہیہ سے صرحہ ثابت ہوتا ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قنت رسول اللہ ﷺ فی صلوۃ العتمة سہرا (الی قولہ) قال ابو ہریرۃ واصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم فسم یسع لہم فذكرت ذلك له فقال وما ترہم قد قدموا (ابو داؤد) (۲) (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان قیدیوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کیلئے ایک مہینہ تک عشاء کی نماز میں قنوت پڑھی (لی قولہ) ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک دن آپ نے دعا نہیں پڑھی تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قیدی کی چھوٹ کر آگئے (ابو داؤد)

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کا ایک مہینہ تک قنوت پڑھ کر چھوڑ دینا قنوت کی ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے تھنہ کہ منسوخ ہونے کی وجہ سے۔

عن انس بن مالک ان السی ﷺ قنت سہراً ثم ترکہ (ابو داؤد) (۳) (ترجمہ) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ دعائے قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔ عن ابن عباس قال قنت رسول اللہ ﷺ سہرا متابعاً فی الطہر والعصر والمغرب والعشاء وصلوۃ الصبح فی دبر کل صلوۃ ادا قال سمع اللہ لمن حمدہ من الركعة الاحرة بدعو علی احياء من ہی سبہ علی رعل و رکوان و عصیة ویؤمن من خلفہ (ابو داؤد) (۴) (ترجمہ) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متواتر ایک مہینے تک طہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی۔ ہر نماز کے آخر میں جب کہ آخری رکعت میں مع اللہ من حمدہ فرماتے تو ہسی سیم کے قبیوں میں وزکوان و عصیہ پر بدعا فرماتے اور مقتدی آمین کہتے رہتے۔ اور اللہ لعدم وقوع بارلہ

(۱) إسماعیل یقرب عبدہ فی صلوۃ الفجر من غیر نیۃ فی وقت فتۃ و نیۃ لا یاس بہ فعہ رسول اللہ ﷺ صح (رد المحتار باب الوتر والوافی مطلب فی قنوت المازلۃ ۱۱۲ ص سعید)

(۲) (باب القنوت فی الصلوۃ ۱/۲۰ ط سعید)

(۳) (ابن ماجہ) (۴) (باب القنوت فی الصلوۃ ۱/۲۰ ص سعید)

تسند علی القنوت بعدھا فتكون تسرعته مستمرة وهو محمل قنوت من قنوت من الصحابة بعد وفاته عليه الصلوة والسلام وهو مذهنا و عليه الجمهور (کبیری) (۱)، (ترجمہ) یا حضور کا قنوت کو چھوڑنا اس وجہ سے ہو کہ کوئی ضرورت بعد کو قنوت پڑھنے کی پیش نہ آئی پس قنوت نازلہ کی مشروعیت مستمر ہے اور جن صحابہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت پڑھی ان کا پڑھنا اس پر محمول ہے ورنہ ہمارا مذہب ہے ورنہ اسی کے جمہور قائل ہیں۔ قال ابن الہمام فی شرح الہدایة ان هذا یستنی لما ان القنوت للنارلة مستمر لم ینسخ (الی قولہ) وما ذکرنا من اخبار الحلعاء یقید تقرره لفعلمهم ذلك بعده ﷺ (فتح القدیر) (۲)، (ترجمہ) ان ہمام نے فرمایا کہ مذکورہ بالا بیان ہمارے لئے ظاہر کرتا ہے کہ قنوت نازلہ کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا (لی قولہ) اور خلفائے راشدین کی جو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ اذا طلق علماءنا علی جوار القنوت عند السارلة (مرفاة) (۳)، (ترجمہ) ما علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء (ائمہ حنفیہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی مصیبت کے وقت قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے۔ روی عن ابی بکرؓ انه قنت عند محاربة مسیلمة و کذا قنت عمرؓ و کذا علیؓ و معاویہؓ عند تحار بہما (غیة المستملی) (۴)، (ترجمہ) حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کے زمانے میں دعائے قنوت پڑھی ورنہ اس طرح حضرت عمرؓ نے بھی پڑھی ہے اور ایسے ہی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی جنگ کے زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی ہے۔

ان روایت سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ حنفیہ و جمہور کے نزدیک جائز ہے اس کا جواز اور مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہے کیونکہ اگر منسوخ ہوتا تو خلفائے راشدینؓ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کیوں پڑھتے فتح القدیرؒ کبیریؒ عینیؒ شرح بدایہؒ طحویؒ مراقیؒ افصحؒ در مختارؒ اشباہ و نظائرؒ بحر الرائقؒ غایہ شرح نقیہؒ مرقاة شرح مشکوٰۃؒ رد المحتارؒ وغیرہ بہت سی کتابوں میں حنفیہ نے قنوت نازلہ کے جواز کی تصریح کی ہے یہی بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے یا تین جہری نمازوں میں یا پانچوں نمازوں میں؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ سلامہ طحویؒ کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے وہ اور اسی کو صاحب شامیؒ نے ترجیح دی ہے لیکن علامہ عینیؒ نے شرح بدایہ میں صلوٰۃ

(۱) (صلاة الوتر ص ۲۰ ط سبیل)

(۲) (باب صلاة الوتر ۱/۳۴ ط بیروت لبنان)

(۳) (باب القنوت ۳/۱۷۸ ط اندادیدہ ملتان)

(۴) (صلاة الوتر ص ۲۰ ط سبیل لاہور) (۵) قال ابو جعفر " فقد یحور ان یکون علی کاد بری القنوت فی

صلاة الفجر بسر الدھر وقد یحور ان یکون فعل ذلك فی وقت خاص سمعی الہی کاد فعلہ عمر من أحدہ۔ (شرح

معانی الآثار باب القنوت فی الفجر وغیرہ ۱/۱۷۲ ط سعید) قال ابو جعفر " فذهب القنوم إلی أنات القنوت فی صلاة

الفجر الح (شرح معانی الآثار باب القنوت فی الفجر وغیرہ ۱/۱۶۸ ط سعید)

بہر کھا ہے وراہی طرح بحر الرائق و مراقی لفتح میں شرح غایہ سے صلوٰۃ الجہر نقل کیا ہے و در مختار میں و فی الصلوٰۃ کھا بھی کہاتے ہے یعنی کہ گایا ہے کہ تمام نمازوں میں پڑھنی جائز ہے و حدیث میں بھی قنوت کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے کہ حدیث میں صرف نماز فجر کا ذکر ہے اور کسی میں نماز عشاء کا اور کسی میں دو تہن نمازوں کا اور کسی میں پانچوں نمازوں کا پس صرف نماز فجر میں پڑھنے کی روایت اور جہری نمازوں میں پڑھنے کی روایت و فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے نہ دونوں صورتوں میں و فقہ حنفی کی رو سے بھی تال کی گنجائش نہیں رہا پانچوں نمازوں میں پڑھنا تو دیگر امر۔ بموجب حدیث ابن عباسؓ پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کے جواز کے قائل ہیں اور یہی مطلب ہے و در مختار کے س قول کا و فی الصلوٰۃ کھا مرامہ حنفی سے پانچوں نمازوں میں پڑھنے کی کوئی فقہی روایت نہیں ہے جہری نمازوں میں پڑھنے کی فقہی روایتیں یہ ہیں۔ ان نزل بالمسلمین نازلہ قبل الامام فی صلوٰۃ الجہر وہ قال الاکرون واحمد الح (عسی شرح ہدایہ) ۲، (ترجمہ) اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو جہری نمازوں میں امام قنوت پڑھے اسی کے کثر عماد اور امام احمد قائل ہیں۔ و فی الغلہ ان نزل بالمسلمین نازلہ قبل الامام فی صلوٰۃ الجہر وہو قول التوری واحمد الح (مراقی الصلاح) ۲ (ترجمہ) غایہ میں ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے امام ذری اور امام احمد کا یہی قول ہے۔ اسی طرح بحر الرائق و شامی میں بھی منقول ہے۔

رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد رکوع؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت نازلہ کو بعد رکوع پڑھنا ہی باعتبار روایں کے قوی ہے کیونکہ جن روایات حدیث سے قنوت نازلہ کے جوڑ پر حنفیہ نے استدلال کیا ہے اس میں تصریح ہے کہ یہ قنوت حضور اکرم ﷺ نے رکوع کے بعد پڑھی ہے اسی کو شامی نے رد مختار میں ترجیح دی ہے اور اسی کو مراقی لفتح میں اختیار کیا گیا ہے ۱۰ و رد علی قاری نے مرقۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ قال السیہی صحابہ علیہ السلام قبل الركوع لکن رواہ القنوت بعدہ اکثر واحفظ فهو اولی (مرقاۃ) ۵ (ترجمہ) مددہ شہقی نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے قبل رکوع قنوت پڑھنا بھی ثابت ہے لیکن بعد رکوع قنوت کے روایت کرنے والے زیادہ بھی ہیں و حافظہ کے بھی قوی ہیں پس یہی اولیٰ ہے۔

۱۔ قبل الامام فی صلوٰۃ الجہر مدی فی سحر عن اششی فی شرح اسعدۃ (مراقی الصلاح باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر)

(۲) باب صلوٰۃ الوتر ۲۰ ۵۲۴ ص در الفکر سروت ۱۰۰

(۳) باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر

(۴) و انہ یقتضی بعد الركوع لا فیہ دلیل انما استدلال بہ اشافعی علی قنوت الفجر و فیہ التصریح بالقنوت بعد الركوع حملہ علیہ علی القنوت لما لا یمکن ان یثبت لہ روایت لشر سلاسی فی مراقی الصلاح ص (رد المحتار باب الوتر والوتر مطب فی لغت لیلۃ ۱۱۲ ص سعید)

(۵) باب الوتر ۳ ۱۷۸ ص امام ذیہ مدد

ہاتھ باندھ لیں یا چھوڑے رکھیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسے قیام میں جس میں کوئی ذکر مسنون ہو ہاتھ باندھنا سنت ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک جس قیام میں قرآن مجید پڑھا جائے اس میں ہاتھ باندھنا مسنون ہے پس ہر نماز میں مسحان اللہم کے ختم تک اور قنوت کے وقت اور نماز جنازہ میں امام محمدؒ کے نزدیک ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان سب مواقع میں ہاتھ باندھنا چاہیے جیسے کہ تمام حنفیہ کا معمول ہے اور ثنا اور قنوت و تراویح نماز جنازہ میں ہاتھ باندھے رہتے ہیں پس قنوت نازل بھی چونکہ ذکر مسنون ہے اس لئے اس کے پڑھنے کے قیام میں بھی ہاتھ باندھنا ہی حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے موافق مسنون ہوگا ہذا ہاتھ باندھنا ہی اولیٰ اور راجح ہے۔ مراقی الفلاح کے حاشیہ میں علامہ شیخ محمد طحطاویؒ لکھتے ہیں و یضع فی کل قیام من الصلوة ولو حکما فدخل المقاصد ولا بد فی ذلك القیام ان یکون فیہ ذکر مسنون وما لا فلا کما فی السراج وغیره وقال محمد لا یضع حتی یشرع فی القراءۃ فهو عندهما سة قیام فیہ ذکر مشروع و عنده سنة للقراءۃ فیرسل عنده حالة النساء والقنوت و فی صلوة الجنائزۃ و عندهما یعمد فی الكل الخ (طحطاوی علی مراقی الفلاح) (۱) (ترجمہ) نماز کے ہر قیام میں ہاتھ باندھے اگرچہ قیام حکمی ہو تو اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنے والے بھی داخل ہو گیا مگر یہ شرط یہ کہ اس قیام میں کوئی ذکر مسنون ہو ورنہ جس میں ذکر مسنون نہ ہو نہ باندھے جیسا کہ سراج وغیرہ میں مرقوم ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ جب تک قرآن شروع نہ کرے ہاتھ نہ باندھے پس ہاتھ باندھنا امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہر ایسے قیام کی سنت ہے جس میں کوئی ذکر مسنون ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک قرآن کی سنت ہے لہذا امام محمدؒ کے نزدیک حالت ثنا اور قنوت اور نماز جنازہ میں ہاتھ چھوڑے رکھنے چاہئیں اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان تمام حالتوں (یعنی ثنا، قنوت، نماز جنازہ) میں ہاتھ باندھنا چاہیے۔ انتہی

اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر پڑھے تو حدیث شریف سے اس کی بھی گنجائش نکلتی ہے اور ایک فقہی روایت امام ابو یوسفؒ سے بھی منقول ہے کہ قنوت و تراویح میں ہاتھ اٹھا کر پڑھی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔ عن ابی ہریرۃؓ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا رفع رأسه من صلوة الصبح فی الركعة الثانية یرفع یدیه فیہا فیدعو بهذا الدعاء اللہم اھدنی فیمن ھدیت الھ (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو قنوت میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے اللہم اھدنی فیمن ھدیت الھ (زاد المعاد) حافظ ابن قیمؒ نے اس حدیث کی تصحیف کی ہے لیکن حکم سے اس کی تصحیح بھی خود ہی نقل فرمائی ہے البتہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ ہاتھ اٹھانے سے کیا مراد ہے یا

(۱) (فصل فی بیان سبب تسبیح ص ۱۵۴ ط مصر)

(۲) (زاد المعاد فی ہدی حیر العباد بحث القنوت فی الفجر وغیرہ ۶۹/۱ ط مصر)

ابتداء میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانے تکبیر تحریمہ یا قنوت وتر کے وقت اٹھاتے ہیں یا تمام دعا پڑھنے اور ختم کرنے تک اٹھائے رکھنا جیسے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر بھی چونکہ حدیث میں یہ احتمال بھی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر پڑھنے واؤں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسی طرح جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں ان کے لئے بھی امام محمد کے مذہب کے موافق گنجائش ہے اس لئے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے اگر دعا کے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام بھی بہتہ پڑھے اور سب مقتدی بھی بہتہ پڑھیں اور مقتدیوں کو یاد نہ ہو جیسا کہ کثرتی تجربہ اسی کا شاہد ہے تو بہتر یہ ہے کہ امام زور سے پڑھے اور سب مقتدی بہتہ بہتہ آمین کہتے رہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے قنوت نذرہ کا زور سے پڑھنا روایت کیا ہے۔ (بخاری ۱)

مغرب کی تیسری رات عشاء کی چوتھی رکعت فجر کی دوسری رات میں رکوع کے بعد مع اللہ من حمد کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے مقتدی آمین کہتے رہیں۔ دعا سے فارغ ہو کر اللہ کبر کہہ کر تہجدے میں جائیں دعائے قنوت کے غلط یہ ہیں۔ اللھم اھدنا فیما ھدیت الھ

جو شخص تہجد نماز پڑھے وہ اپنی نماز میں اور سورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت یا ممانعت کی تصریح میں نے نہیں دیکھی جز فقہاء کے اس قول کے کہ قنوت امام۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم مقبرہ صل سے یہ نکلے فر کھڑے میں اصل یہی ہے کہ وہ نماز سے اس کے جائیں اور منفرد کے حکم سے سکوت ہے تاہم ممانعت کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

الجواب صواب محمد نور عفا اللہ عنہ در العیون دیوبند۔ محمد عزاز علی غفرلہ۔ خاکسار سراج حمد رشیدی حبیب الرحمن عفی عنہ۔ فقیر صغر حسین حشی حنفی۔ سندہ ضیاء حق عفی عنہ۔

موجودہ پاس گنیز حرات میں قنوت نذرہ ہر مسجد میں ہونی چاہیے اس کے مسنون ہونے میں ائمہ رعبہ متفق ہیں پانچوں نمازوں میں جائز ہے مگر جہری نمازوں میں مقدار کثرین سلف ہونا ثابت ہے اور نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ہاتھ باندھے ہوئے دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ فاتحہ میں دعائے اھدنا اور آیت ترغیب و ترہیب میں دعائے من سب دست بستہ منقول ہے قنوت میں امام ابو یوسف سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی منقول ہے من سب ہے کہ ان جزوی صورتوں میں اس وقت اختلاف نہ ہو۔ دست بستہ دعا کے قنوت جہری نمازوں میں کیا کریں اگر ہاں محدث پانچوں نمازوں میں باہمی اتفاق سے کریں تو ان پر انکار نہ کریں قرآن پاک میں ہے۔ وما یفعلوا من خیر قل ینکروہ ولکل وحیة ھو مولیہا فاستبقوا الحیرات فقط حررہ محمد ناظر حسین نعمانی نقشبندی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

حامد او مصیبا۔ قنوت عند مصیبت و لحواث اعامہ مشروع ہے جزوی و فرعی اختلاف کی وجہ سے

فجر والے نسخہ کے کہ اس کو عدمہ شئی نے صحیح مانا ہے اور اس کی تائید میں عدمہ حلبی کی عبارت شرح نیہ سے نقل کی پس حقیقت میں تخصیص بالفجر پر عدمہ کے ایک نسخہ صلاۃ فجر والے سے استدلال ہے اور عدمہ حلبی کی عبارت اس نسخہ کی صحت کی موید ہے کی وجہ سے بعد اس کے تصریح کر دی کہ وہو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا محتص لصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية او السرية آ ۱۰۵، اور اسی طور سے عدمہ طحاوی نے در مختار کے حاشیہ میں پہلے بحر و مراقی اندح کی عبارت نقل کر کے یہ نامہ والذی فی ابی السعود عن الشرح المذكور ان نزل بالمسلمین نازلة قلت الامام فی صلاہ الجهر ۲۰۵، جس سے مقصود بیان مخافت منقول عنہا تھا پھر ان دونوں نسخوں میں سے صلاۃ الفجر والے نسخہ کی صحت و ترجیح کے لئے عبارت لا مخطاوی سے سی کو متبادر لکھ کر دونوں نسخوں کی موافقت کے لئے یہ تحریر کر دیا کہ والذی یطہر لی ان قوله فی البحر وان نزل بالمسلمین نازلة قلت الامام فی صلاۃ الجهر تحریف من النسخ وصوابه الفجر آ ۲۰۵، اس سے صاف واضح ہو گیا کہ بمختل تحریف صرف موافقت نسخ کے لئے ہے نہ یہ کہ احتمال تحریف تخصیص بالفجر پر دلیل بلکہ تحریف محتمل نہیں ہے کیونکہ عدمہ شئی نے بحر کے حاشیہ میں بعد نقل عبارت حلبی یہ نص فرمایا کہ و مفتصی ہذا ان القنوت لنازلة خاص بالفجر اس کے بعد یہ لکھا کہ ویخالفہ ما ذکرہ المؤلف معربا الی العایۃ من قوله فی صلاۃ الجهر و لعلہ محرف عن الفجر وفد وحدتہ بهذا اللفظ فی حواشی مسکین و کذا فی الانشاء و کذا فی شرح الشیخ اسماعیل لکھ عزاء الی غایۃ البیان الخ ۱۰، اور طحاوی نے تخصیص بالفجر پر بطور دلیل عدمہ حلبی کی عبارت کو نقل کر کے یہ فرمایا کہ فہذا صریح فی تحصیص القنوت للتوارل بالفجر آ ۱۰۵، اور آں جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صوات جریہ میں قنوت نازلہ کا جواز عدمہ شئی نے شرح بدایہ میں اور سید طحاوی نے مراقی افلاح میں نقل فرمایا ہے انخ موانا! طحاوی میں مجھے نہیں مدہبکہ عدمہ طحاوی نے شرح مراقی اندح میں جو عبارت شرح النقیہ کی نقل کی ہے اس میں صلاۃ فجر لکھا ہے و مراقی افلاح کے قنوت وہو مدہبسا و عنہ الحمہور پر یہ تصریح فرمائی ہے ای القنوت لحدادۃ وان حصصناہ بالفجر لفعلہ ﷺ و عممہ الحمہور فی کل الصلوات آ ۱۰۵، جس سے صاف معلوم ہو کہ احناف کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں مخصوص ہے خاصہ یہ کہ عدمہ طحاوی و شئی نے تائید بہت میں عدمہ حلبی کی عبارت کو تحریر فرمایا اور فقط کاہم نخ کو صرف احتمال کے طور پر حمل نہیں کیا

(۱) (رد المحتار) باب الوتر والوتر مطلب فی القنوت لحدادۃ ۲ ۱۱ ص سعید

(۲) (باب الوتر والوتر) ۱ ۲۸۳ ص دار المعرفۃ للبعۃ والشرع بیروت لبنان

(۳) (باب الوتر والوتر) ۱ ۲۸۳ ط دار المعرفۃ بیروت لبنان

(۴) (باب الوتر والوتر) ۲ ۴۷ ص دار المعرفۃ بیروت لبنان

(۵) حاشیۃ الطحاوی علی الدر المحتار باب الوتر والوتر ۱ ۲۸۳ ط بیروت

(۶) (باب الوتر ص ۲۲۷ ط مصر)

بلکہ خود علامہ حلبی نے شرح منیہ صغیری میں یہ تحریر فرمایا ہے ویحور عندنا ان وقعت فتنة او بلیة ان
نقت فی الفجر قاله الطحاوی پس عبارت بحر مرقی افداح جو نایہ سے نقل کر کے صلاۃ جہریہ کے
قائل ہوئے ہیں بسبب اختلاف نسخ کے مفید تعمیم صلاۃ جہریہ کی نہیں ہوئی تاکہ دلیل ہو سکے گو وہ عبارت
قبل ترجیح کے مفید تخصیص بالفجر کو بھی نہیں اور تخصیص بالفجر کے لئے لام طحاوی کا قوں بلا کسی معارض و
مخالف کے دلیل ہے جیسا کہ ان کو صغیری میں کہ قرۃ الطحاوی و ربیری میں اس کی وجہ سے ختمال نسخ کو ذکر
کیا علاوہ زیر آن جناب بھی تخصیص صلوات جہریہ کے بہ سبب روایت حنف کے قائل ہیں پس مسلم
شریف کی حدیث کا جس میں لفظ انہ فنت فی صلاۃ الطہر ہے احناف کی طرف سے کیا جواب ارشاد
فرمائیں گے پس کانہم الح کا ختمی ہونا تخصیص بالفجر کے لئے مضر نہیں ہے جیسا کہ آنجناب کے نزدیک
تخصیص بصدۃ جہر کے لئے مضر نہیں مدوہ زیر مسم ہے کہ علامہ حبیبی نے اس کو بطور احتمال کے بیان کیا
ہے مگر علامہ نوح آفندی نے جزم و قطعاً بیان کیا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے حواشی بحر میں تحت قوله ولہما
انہ مسح کے لکھا ہے قال العلامة نوح آفندی ہذا علی اطلاقہ مسلم فی غیر النوارل واما عند
النوارل فی القنوت فی الفجر فینعی ان یتابعہ عند الكل لان القنوت فیہا عند النوارل لیس
منسوخ علی ما ہو التحقيق کما مروا ما فی القنوت فی غیر الفجر عند النوارل کما ہو
مذهب السافعی فلا یتابعہ عند الكل فان القنوت فی غیر الفجر مسح عندنا اتفاقاً ۱۱ والسلام
مشاق حمد عفا عنہ الصمد بقم خود۔ مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۲۰ھ

مدرسہ دارالعلوم مسجد رنگیان۔ کانپور

(جواب ۶۹۵) بعد سدر مسنون عرض ہے کہ نامہ سائی کئی روز ہوئے کہ موصول ہوا تھا۔ نہ مدرسہ
کے طبہ کے امتحان میں مشغول تھا اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔

صاحب بحر نے شرح نقایہ سے اور مرقی افداح میں نایہ سے صلاۃ الجہر نقل کیا ہے اور علامہ شامی
نے حواشی بحر میں شرح شیخ اسمعیل کے حوالے سے بنایہ شرح بدیہ لدعیسی سے نقل کیا ہے ادا وقعت
نازلة قست الامام فی الصلوة الجهرية وقال الطحاوی لا یقنت عندنا فی صلاۃ الفجر فی غیر بیہ
اما ادا وقعت فلا ناس بہ ۱۱ اور ظاہر ہے کہ نایہ کی عبارت میں لفظ فی الصلاۃ الجهرية میں صلاۃ
الفجر سے تحریف ہونے کا احتمال نہایت جمید ہے ان لئے علامہ شامی نے اس کے بعد فرمایا و لعل فی
المسئلة قولیس فلیر اجمع ۱۲ سید طحاوی نے حاشیہ مرقی افداح میں قست الامام فی صلاۃ الجہر پر
لکھا ہے۔ الدی فی السحر عن التسمی فی شرح النقایہ معزنا للغایۃ اذا برل بالمسلمین نازلة
قست فی صلاۃ الفجر ۱۱ حالانکہ بحر کے موجودہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ صلاۃ جہر ہے نہ کہ صلاۃ فجر

(۱) (مسحہ احقاق) باب الوقت والوقت ۲/۸ ط دار المعرفہ للطباعة والنشر بیروت

(۲) (ابن النور ص ۲۲۶ ط مصر)

(۳) (ابن)

(۴) (ابن)

یہ میرا خیال ہے کہ حنفیہ کے یہاں صلوٰۃ جبرائیل روایت بھی ہے اور صلوٰۃ انجبرائیل بھی اور صلوٰۃ انجبر کی روایت چونکہ موجب حدیث ہے اس لئے اس پر عمل کرنے میں حنفیت کی رو سے بھی مضائقہ نہیں رہا یہ کہ سری نمازوں کے لئے بھی قنوت کی روایتیں حدیث کی موجود ہیں تو میں حنفیت کے لحاظ سے ان پر عمل کیے نہیں رکھتا۔ اگرچہ قصداً اس کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا کیونکہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور عدائد نوح قنوتی یا مثل ان کے دیگر متخرین کی تصریح یا نسخ کو اس اختلاف نقل کی صورت میں کافی سمجھتا ہوں تو قنوت یہ متقدمین سے تصریح نقل نہ فرمائیں۔ ہم محاذی کی عبارت بھی تخصیصاً بانجبر میں تصریح نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

اکیسواں باب قرعت اور تلاوت

فجر اور ظہر میں حوال مفصل پڑھنا سنت ہے

(سوال) فجر اور ظہر میں سورہ فجرت سے سورہ بروج تک اور عصر و عشاء میں سورہ طارق سے سورہ لم یمن لحدین تک اور مغرب میں سورہ زلزل سے سورہ ناس تک اور وتر میں سج اسم ربک سورۃ قدر سورہ کافرون سورہ خلاص (اور آخر میں سورہ خلاص خاص کر) ان سورتوں کا اس طرح پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟ اگر کوئی امام مندرجہ بالا سورتوں کے ساتھ کوئی رکعت یا تین چار آیت کہیں پڑھے تو وہ امام تارک سنت ہے یا نہیں؟ اور ان سورتوں کے نہ پڑھنے میں نماز کے قیام میں کچھ کمی ہوتی ہے یا نہیں؟

(نوٹ) قرأت مندرجہ بالا سورتوں سے لمبی نہیں ہوتی۔

(جواب ۶۹۶) ہاں اس ترتیب سے سورتیں نمازوں میں پڑھنا سنت ہے مگر سنت مؤکدہ نہیں اس کے خلاف دوسرے رکوع پڑھ لینے میں کوئی کراہت نہیں ہے ہاں خلاف اس ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں خدف ترتیب قراءت کا حکم

(سوال) زید نے مغرب کے وقت اس رکعت میں سورہ فلق اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ محمد حسین صاحب ساہان پور۔ ۶ محرم ۱۳۵۵ھ

جواب ۶۹۷۔ قرآن مجید کی ترتیب بدل کر اٹھا کر نا مکروہ ہے یہ درست قصد پڑھنے کی صورت میں

(۱) ریس فی الحصر لامة و معرود طوا المتصل من محجرات الی حر الروح فی محجرات و مطہر و منہابی اح و مکن وسطہ فی العصر والعشاء و بقیہ قصردہ فی المعرب، السور و شرح فصل فی القراءۃ ۱ ۵۳۹، ۵۴۰ ص معرود

سے نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور بلا قصد پڑھ لی جائے تو کراہت بھی نہیں اور نماز بلا کراہت درست اور صحیح ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”فمن تبعنی“ کی جگہ ”فمن تبعہ“ پڑھا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک امام نے نماز میں رب انھن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعنی فانہ منی کی جگہ فمن تبعہ فانہ منی پڑھ دیا تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶۳ مولوی بشیر اللہ نوکھلی۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۸) نماز ہو گئی کیونکہ فمن تبعہ کی ضمیر منصوب کا مرجع رب کو قرار دیا جائے تو معنی بھی صحیح رہتے ہیں اور متاخرین کے اصول کے موافق بدون اس تاویل کے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ

درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے

(سوال) زید نے رکعت اولیٰ میں اراء یب الدی پڑھی رکعت ۲ میں قل یا ایہا الکھروں اور تین آیت یتین آیت سے کم درمیان میں چھوڑ دی یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۸۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ، ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۹) قصد ایسا کرنا مکروہ ہے اور بلا قصد ہو جائے تو مضائقہ نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”بصیرا“ کے وقف پر نون کی یاد دینا

(سوال) جوام بصیرا پر وقف کرتے ہوئے نون کی یاد دیتا ہو اس کے اس فعل سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جابر الدین (ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۰۰) جوام کہ وقف بصیرا پر نون کی یاد دیتا ہے وہ غلطی کرتا ہے مگر اس سے نماز فاسد نہ ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”لله الصمد“ پڑھنے میں نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ابراہیم الصمد کی جگہ لله الصمد پڑھتا ہے۔ معنی بدل گئے نماز ہوئی کہ نہیں ہوئی؟

(۱) و مکروہ الفصل بسورة قصرة وان یقرأ مکرراً إلا اذا احتج له (الدر المختار فصل فی القراءۃ ۱/ ۵۴۶ ط سعید)
(۲) ومنها ذکر کلمۃ مکان کلمۃ علی وحد الدل ان کانت الکلمۃ الی قرأها مکان کلمۃ یقرّب معاً وھی فی القرآن لا تعد صلاۃ صح (عالمگیریہ الفصل الخمس فی رلة القاری ۱/ ۸۰ ط ماحدیہ کرئہ)
(۳) و مکروہ الفصل بسورة قصرة وان یقرأ مکرراً إلا اذا احتج له (الدر المختار فصل فی القراءۃ ۱/ ۵۴۶ ط سعید)
(۴) و لیس فی علی عدم لیس بکن حار وهو قول عامة عثمان المتأخرین (بور الايضاح ص ۸۵ ط سعید کمپی کراچی)

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب (ہلوی)

(جواب ۷۰۱) اللہ اعلم پڑھتا ہے یا احد اللہ اعلم پڑھتا ہے اگر اللہ اعلم پڑھے تو نماز نہ ہوگی (۱) وراحد اللہ اعلم پڑھے تو صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

(سوال) تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز امام صاحب کیا فرماتے ہیں صاحبین کا کیا مسلک ہے حدیث عائشہ کا کیا جواب ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۶ چودھری حاجی شیخ اللہ بخش صاحب (گولیار)

۳ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز میں امام کا قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا مفسد ہے یعنی نماز درست نہیں ہوتی و صاحبین و دیگر ائمہ کے نزدیک نماز درست ہو جاتی ہے اگر یہ شخص جس نے یہ شہرہ دیا ہے اور دیکھ کر قرآن شریف پڑھتا ہے حنفی ہے تو اس کا یہ فعل صحیح نہیں اور حنفی نہیں ہے تو حنفیوں کو اس سے عرض کرنے کی ضرورت نہیں حضرت عائشہؓ کا غلام زکوانؓ قرآن مجید دیکھ کر پڑھتا تھا حافظ بن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز کی نیت باندھنے سے پہلے قرآن مجید دیکھ کر پڑھ لیتا تھا تاکہ یاد ہو جائے پھر نماز میں یاد پڑھتا تھا اور آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کوئی تصریح موجود نہیں اس لئے امام ابو حنیفہؒ نے احتیاطی میں سمجھی کہ یاد پڑھ جائے۔ ۲۰۲ اللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

پہلی رکعت میں ”سورہ علی“ اور دوسری میں ”سورہ غاشیہ“ پڑھنا

(سوال) کثرت و گن نماز میں پہلے سورہ علی رکعت اول میں و سورہ غاشیہ دوسری رکعت میں پڑھتے ہیں موافق ترتیب کی ہے مگر سورہ علی چھوٹی سورت ہے و سورہ غاشیہ بڑی سورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۲ محمد عبدالشکور فیض آبادی۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

(جواب ۷۰۳) یہ دونوں سورتیں یک نماز میں پڑھنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

۱، ۲ و ۳: دلت انفس بعیدہ معنی لفظ القرآن متعبیر معنی لفظ القرآن نہ تعبیراً و حشاً شراً و حشاً لا ما سبہا میں بمعین، صلاً بفسد صلاتہ، نصلاً بح، حلی کسر، حکم ربة القاری ص ۴۷۶، سہیل کبڈمی لاہور۔

۲، و یفسدہ فرء نہ من مصحف عند ابی حمزہ و قلا "لا یفسد" لہذا حمل المصحف و نقلہ لا وراق و الطریفہ عمل کثیر و للصلاة عند الح، عالمگیری الدب السابع فیما یفسد الصلاة و مایکرہ فیہا ۱، ۱۰ ط ماحدیدیہ

(۳) روی نہ عند السلام فرأ فی الأولى من الجمعة سبح اسم ربك لأعنی وفي النایة هل انك حديث العشة لح (رد المحتار) فصل فی القرآن ۱۵۴ ط سعید

نماز میں آیتوں کا تکرار

(سوال) ایک امام صاحب فجر، مغرب، اور عشاء کی فرض نماز میں ایک رکعت میں سورۃ پڑھتے ہوئے ایک آیت کو دوبارہ پڑھتے کبھی ایک کلمہ کو دوبارہ پڑھتے ہیں مقتدی دریافت کرتے ہیں کہ امام صاحب آپ فرض نماز میں ایسا کیوں کرتے ہیں تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسا فرض نماز میں پڑھنے کا حکم ہے، کیا یہ صحیح ہے؟
المسنعتی نظیر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع شرقی خاندیس)

(جواب ۷۰۴) کسی عذر کی وجہ سے فرض نماز میں آیت کو دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور عذر نہ ہو تو مکروہ ہے مگر امام صاحب سے وجہ دریافت کی جائے اور ان کے بیان کے ساتھ مسئلہ دریافت کیا جائے یہ بھی واضح ہو کہ آیت کی تکرار فرض میں کرنا مکروہ تحریمی نہیں مکروہ تنزیہی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مل کر قرآن خوانی کرنے کا حکم

(سوال) متعلقہ تداوت اجتماع

(جواب ۷۰۵) جب کئی آدمی مل کر قرآن خوانی کریں تو سب کو آہستہ پڑھنا چاہیے خواہ مسجد میں کریں یا کسی اور جگہ کریں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا

(سوال) متعلقہ آداب تلاوت

(جواب ۷۰۶) قرآن خوانی کے وقت گرمی کی وجہ سے ننگے سر بیٹھنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا

(سوال) متعلقہ سہو امام بقراءت

(جواب ۷۰۷) امام اگر بھول جائے یا غلط پڑھے یا رک جائے تو نہ باتوں سے سجدہ سہو نہیں آتا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ذکر اربعۃ واحداً مراراً اب کان فی التطوع الہی یصلیہ وحده فذلک غیر مکروہ وہ کان فی العریضۃ فہو مکروہ وهذا فی حالة الاحتیار أما فی حالة العذر والنساء فلا بأس بہ الح (حلی کبیر) تنمات فیما یکرہ من القرآن ص ۹۴ ط سبیل

(۲) ویکرہ لعموم ان یقرؤ القرآن حمۃ لتضمنہا برك الا ستماع والإصبات الممور بہما الح (عالمگیریۃ الباب الرابع فی الصلاۃ واسبیح وقراءۃ القرآن الخ ۵ ۳۱۷ ط ماجدیہ)

(۳) ولا یحب السہو إلا بترك واجب أو تأخیرہ أو تأخیر رکع أو تفدیہ الح (عالمگیریۃ الباب الثانی عشر فی سجود السہو ۱/ ۱۲۶ ط ماجدیہ)

جمعہ، عیدین اور تراویح میں جہر اقراءت کرنا واجب ہے

(سوال) جمعہ اور عیدین اور تراویح میں کُز سے قراءت کرنا واجب کیا سنت؟

(جواب ۷۰۸) جمعہ اور عیدین میں کُز سے قراءت کرنا واجب ہے۔ نو رواد القل لمستفیص دلجہر کذا فی اہلہ، حدیث روی ان السی صحیحہ جہر فیہم اور تراویح میں بھی واجب ہے و یجہر الامام و حو نا فی الفجر واولی العشاء بین اداء و فضاء و جمعہ و عیدین و تراویح و ویر بعدہا، کذا فی الدر المختار ص ۳۹۲) ۲

محمد کفایت اللہ کان اللہ - مدر - مینیہ دہلی

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ ص پڑھی دوسری میں سورہ فلق پڑھی کہ اس طرح پڑھیں چھوٹی یک سورہ چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی؟

(جواب ۷۰۹) درمیان میں قصد یک چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اگر بہت تنزیہی سے پڑھیں اور بغیر قصد کی پھوٹ پڑے تو بہت بھی نہیں ہوتی، محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے

(سوال) نماز جہری میں سورت کا مکمل فضل ہے یا کہیں سے تین بہت کا پڑھنا افضل ہے؟

(جواب ۷۱۰) سورت والے یا تین آیتیں پڑھے دونوں جائز ہیں سورت مکمل کا افضل ہے مگر آیتیں پڑھنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

امام کو ثلثمہ دین

(سوال) ایک امام صاحب نے جمعہ کے دن حنی اد حوا پڑھا جو کہ سورہ زمر میں سے ایک مصلیٰ نے ثلثمہ دیا حنی اد حوا پڑھا، امام صاحب نے ثلثمہ لیا بعد نماز، امام صاحب نے کہا کہ ثلثمہ پڑھنے والے کی نماز مکروہ ہوئی؟

المستفی نمبر ۳۳۰ (سوال) ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جون ۱۹۳۳ء

۱۔ حدیثہ فی القراءۃ ۱۱۶ طبع مکتبہ سرکہ غمہ ملتان

۲۔ فضل فی القراءۃ ۵۳۳ طبع سعید

۳۔ ویکرہ الفصل بسرہ قصرة والیغرامکرساج، اندر محارر فضل فی القراءۃ ۵۶۱ طبع سعید

۴۔ ویکرہ الفصل فی الاولی وسورۃ او من سورۃ اولیٰ نہ فی لثمة من وسورۃ اخریٰ او من اولیٰ سورۃ قصرة الاصح لا بکرہ لکن الاویٰ لا یفعل من غیر ضرورۃ ساج، سر اسحدر، فضل فی القراءۃ ۵۶۱ طبع سعید

(جواب ۷۱۱) لقمہ دینے والے کی نماز مکروہ نہیں ہوئی، امام صاحب کا یہ فرمانا درست نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) ہر رکعت کی ابتدا میں ”بسم اللہ“ پڑھنا

(۲) تیسری رکعت میں منے والے پڑھے یا نہیں؟

(سوال) () حالت نماز میں ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے؟ نیز سورۃ فاتحہ کے بعد جب دوسری سورت شروع کریں تب بھی بسم اللہ پڑھیں؟ (۲) اگر جمعہ میں تیسری رکعت میں شریک ہو اور امام خاموشی سے قرأت کر رہا ہے تب دل شروع کی شاپڑھنی چاہیے خاموش کھڑا ہو جائے؟
المستفتی نمبر ۱۶۱۸ محمد ابوراشد صاحب (پانی پت ضلع روناں) ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ۔

(جواب ۷۱۲) (۱) ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنی جائز ہے مگر خفا کے ساتھ نہ سے نہیں (۲) خاموش کھڑا ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

سورہ یس کے بعد درود پڑھنا تہمت ہے یا نہیں؟

(جمعیتہ سورہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ سورہ یس میں لفظ یتیم کے بعد درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟

(جواب ۷۱۳) زید کا قول صحیح نہیں ہے قراءۃ عظمیٰ کی قرآن میں غلطی کے بعد درود نہیں ہے ورنہ کسی حدیث سے ثابت ہے کہ زید کا قول بے دلیل ہے تلاوت میں غم قرآنی کے درمیان غیر قرآن کو داخل نہیں کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ سورہ مینیہ دہلی

خرج ز صلوٰۃ کے لقمہ سے فسد نماز کا حکم

(الجمعیتہ سورہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) ماہ رمضان المبارک میں کثرتاً متوقع ہو کرتا ہے کہ بجز اس حافظ کے جو تراویح پڑھتا ہے کوئی

۱ بحلافہ علی امامہ فہ لا یفسد مطلقاً لفظ فہ و حدیث کل حال سج والنویز و شرحہ باب ما یفسد مصلوٰۃ وما یکرہ فیہ ۶۲۲ ص ۷۷

(۲) رکعت بعد سجدۃ خواتم مطلقاً لیسب سراج فی ذل کل رکعت سج (السرور و شرحہ) فصل فی ما یفسد مصلوٰۃ ۴۹۰ ط ۷۷

۳ وفرا کما کبر سبحانک انہم الا اذا شرع الی دم فی التواضع و کما مسوق او مسرک و سر و کما و ماہ بحیر بالقرء و لا یفسد لیسب سراج و شرحہ فصل فی ما یفسد مصلوٰۃ ۴۸۸ ص ۷۷

(۴) من احب فی امر ماہ اما لیسب مہ فہو رد بحری کتاب الصلح باب اذا صلیتوا علی صبح جو رہو مردود ۳۷۱ ص ۷۷ کراچی

۱۰۔ سراجِ فہم نہیں ہوتا اگر ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیر حافظ ہے قرآن کھوں کر قاری کا نہ اور اس کی غلطی پر ٹوکا اور نماز کی پہلی رکعت میں وجہ مجبوری مذکور کے شامل نہ ہوا تو جائز ہے یا نہیں؟

العاجز ظفر عالمؒ برزہ مووی محمد دریس صاحب۔ اونی وردحان میرٹھ

(جواب ۷۱۴) جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرأت وغیرہ میں لقمہ نہیں دے سکتا مگر لقمہ دے گا اور امام اس کو لے گا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی (۱)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

پہلی رکعت میں اخلاص اور دوسری رکعت میں فلق پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء)

(سوال) زید نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی ایسا قصد نہیں کیا بھول ہو گئی بحر نے سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ نماز نہیں ہوئی اور آج سے تم امامت سے سیدہ ہو جاؤ؟

(جواب ۷۱۵) اس صورت میں کہ پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی نماز درست ہوگی نماز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

قد افلح کو قد فلق پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

(سوال) زید جو ایک مسجد کا امام جمعیہ ہے وہ سورہ اعلیٰ میں قد افلح من ترکی اور سورہ والشمس میں قد افلح من رکھا ہر دو مقام میں قد کی دال کو مفتوح کر کے افح کی فاع سے دکر ہمزہ کو گرا کر پڑھتا ہے جب اس سے کہا گیا تو کہتا ہے کہ دونوں طرح جائز ہے بقاعدہ مسئل و یرمی اخاء

(جواب ۷۱۶) اگرچہ بعض علمائے عربیہ نے اس صورت میں حذف ہمزہ کو جائز رکھا ہے مگر قرآن مجید میں جواز کے قصہ کے ساتھ قرعہ ثورہ کی متابعت بھی ضروری ہے پس گر قرعہ ثورہ منقوہ میں یہ قرعہ ہو تو پڑھنے میں حرج نہیں ورنہ قرعہ ثورہ کا اتباع کرنا چاہیے (۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) فتحہ علی غیر امامہ رکعہ الاحد لا إذا تدکر فلا قبل تمام الفتح اح و فی الشمیۃ أحد لمصلی غیر الإمام یفتح من فتح عبید یفسد ایضاً او أحد الإمام یفتح من لبس فی صلاتہ الح (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۲۲/۱ ط سعید)

(۲) ولو زاد کلمۃ أو بعض حرفاً أو قدمه أو بدله یا حو لم یفسد ما لم یغیر المعنی الح والمر لم یحصر ما یفسد بالصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۲۲ ص سعید

(۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم

(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے

(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا

(۴) سورہ فاتحہ قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟

(مجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) ایک شخص نے نماز فجر اکیسے پڑھی اور قراءت بجا کر کیا اس کی نماز ہو گئی؟

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر ایک نماز میں اور ہر ایک رکعت میں پڑھنا سنت ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص نے نماز فرض یا واجب یا سنت پڑھی ہے تو سورہ فاتحہ پڑھنی بھول گیا ہے اور باقی قراءت پڑھی

اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(۴) سورہ فاتحہ قرآن کی سورۃ ہے یا دعا ہے؟

(جواب ۷۱۷) (۱) نماز درست ہو گئی فجر، مغرب اور عشاء کی نماز تہا پڑھنے والا بھی بجا پڑھ سکتا

ہے (۱)

(۲) ہر نماز میں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیے۔

(۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کرینے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو نہ کرے تو لوٹنا واجب

ہے (۲)

(۴) سورہ فاتحہ قرآن مجید کی سورت ہے اس میں مضمون دعا کا بھی ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان شہدہ

امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے

(مجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) نماز فرض ہو رہی ہو اور امام سے قراءت میں سہو ہو جائے اور امام تین آیت پڑھ چکا ہو تو مقتدی لقمہ

دے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۱۸) تین آیتیں پڑھ چکنے کے بعد بھی امام کو لقمہ دینا جائز ہے اور لقمہ دینے یا لینے سے نماز فاسد

(۱) قال فی الصوم و شرحہ ویحجر الإمام فی الصحر وأولی العشاءین داء وفصاء ویحجر المصرد فی الحنجر وحر فصل الحج (باب صفة الصلاة ۱ ۴۳۳ ط سعید)

۲، وکما نورد سمي سراً فی أول کل رکعة الحج (الصوم و شرحہ) باب صفة الصلاة ۱ ۴۹۰ ط سعید

(۳) فہا قراءۃ الفاتحہ والسورة إذا ترک الفاتحۃ فی اولیئہ أو أحدہما یرمہ سہو (عالمگیریۃ) باب الثانی عشر فی

سجود السہو ۱ ۶۲۶ ط محدثہ

(۴) قال رسول اللہ ﷺ والذی یبذلہ ما ترک فی السورۃ ولا فی الإنجیل ولا فی الزبور ولا فی الفرقان مثہا وینہا

سبع من المثانی والقرآن اعظمہ امدی أعطیتہ ہذا حدیث حسن صحیح (ترمذی) فصل فاتحۃ الکتاب ۲ ۱۱۵ ط سعید

نہیں ہوتی اس لئے یہ ہے کہ امام نے تین پڑھ چکنے کے بعد بھولے تو فوراً کوئی کر دے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے
(جمعیتہ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک مسند نے امام صاحب مغرب و ثناء و فجر کی نمازوں میں مستحسن سورتیں پڑھتے ہیں، زمینے میں دو ایک مرتبہ اور ہر گھر کی سورتیں بھی پڑھ دیتے ہیں اس پر زید یہ کہتا ہے کہ امام صاحب نے قرآن شریف کو بند کر دیا ہے چند مقرر سورتیں پڑھتے ہیں اور دوسری سورتیں نہیں پڑھتے کیا وجہ ہے اس پر امام صاحب نے جواباً کہا کہ مستحسن یہی ہے لیکن پھر بھی گاہے گاہے دوسری سورتیں پڑھ یا کرتا ہوں اس پر زید کہنے لگا کہ یہ گاہے گاہے نہیں ہو گا گاہے گاہے کے معنی یہ ہیں کہ ہفتے میں دو تین بار دھر، دھر کی سورتیں یعنی میر مستحسن سورتیں اور آیات پڑھیں جائیں امام صاحب نے پھر جواباً کہا کہ یہی طریقہ مستحسن ہے اسی پر ہمارا عمل رہے گا اس پر زید نے مسجد مذکور میں نماز پڑھنی چھوڑ دی نیز یہ بھی کہتا ہے کہ ہم کو پش قرآن شریف سے قرآن سننے کا شوق ہے اس طریقے پر جیسا کہ امام صاحب پڑھتے ہیں ہر دن نہیں ملتا زید اب ایسے پیش امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے جو بدعتی اور غیر عام سے زید خود دیوبند کی خیر رکھتا ہے۔

(جواب ۷۱۹) بیچگانہ نمازوں میں طوالت مفصل اور اوساط مفصل اور قصار مفصل کی تعیین اس لئے ہے کہ یہ سورتیں یا اتنی مقدار قراءۃ قرآن پاک کے کسی حصے سے کی جائے اگر مقتدی یہ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے ہر حصے سے قراءۃ بتدریس مسنون کی جائے تو یہ مطالبہ کچھ نامناسب نہیں ہے ہاں اگر امام کو قرآن مجید یاد نہ ہو تو پھر مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ سے مجبور و پریشان نہ کریں کیوں کہ سورتیں پڑھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے اس سے بھی قراءۃ منونہ ہو جاتی ہے۔

مختل اتنی بات کی وجہ سے مسجد میں آنا چھوڑ کے غیر عالم یا مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے امام عالم قاری شیخ الاسلام متورن ماس کے پیچھے نماز پڑھنا بدعتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مقتدی نے امام کی قراءت پر سب سے اللہ کہ تو نماز فی سہ ہو گئی یا نہیں؟
(الجمعیتہ مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۱) بحلاف فتوح علی امامہ ثابہ لا ینسب مصنف شایع و حدیث لکن حوالہ (التبویر و شرح) باب ما ینسب للصلاة من مکرمہ فیہا ۱، ۲۲۲ ص سعید (۲) قال فی الدر السحار ۱، ۵۷۸ اس ان بشر سورۃ و بعدھا فی الثابۃ و ان یقرأ فی الاولی من محل و فی الثابۃ من آخر ویر من سورۃ الحج فصل فی لقراءۃ ۱، ۵۴۶ ط سعید و بکرمہ صمدہ عبد و اعوانی و فاسی و مستدع (التبویر) باب الامامۃ ۱، ۵۶۰ و لاحق بالامامۃ نقیہا بل ص الاغلب ثم لاحسن زاد و تحبہ للقاء قثم الاربع الحج (التبویر و شرح) باب الامامۃ ۱، ۵۵۷ ط سعید

(سوال) نماز میں مقتدی کو امام کی خوش اخانی سن کر بحت شد کہنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۷۲۰) امام کی خوش اخانی پر مقتدی کو نماز میں سبحان اللہ مانا جائز نہیں، محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

سورہ فاتحہ کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟

(الجمعیتہ مورخہ ۶ مارچ ۱۳۲۲ھ)

(سوال) تعلیم، سود، تیسر حصہ۔ نماز کے دوسرے رکن قراءت کا بیان۔ تیسرے سورہ۔ سورہ فاتحہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے؟ ج۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی۔
ا۔ اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا؟

(جواب ۷۲۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تیسری رکعت اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ باقی تمام نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔
محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

قراءت مسنونہ کے بعد امام کو نغمہ دینا مفسد نماز

(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۳۳۲ھ)

(سوال) اگر پیش امام ساتویں آیت کے بعد بھول گیا اور پھر پانچویں آیت سے دہرانے کی حالت میں مقتدی نے نغمہ دے دیا امام نے قبول کر کے تہجد سو کے ساتھ نماز ختم کی تو یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ دہرانہ ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۲۲) نماز صحیح ہو گئی۔ دہرانہ ضروری نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں

(سوال) کیا سوئٹزر لینڈ کے باشندے جو سبب عدیم فرستی وغیرہ عربی زبان و تلفظ کو سیکھنا نہ سمجھتے ہیں سوئس زبان میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

(جواب ۷۲۳) نماز کے لئے عربی نظم قرآنی کی تدوین ضروری ہے بقدر ادا کے نماز قرآن مجید سیکھ لینا۔

۱۔ فتاویٰ رحمہ اللہ، دالام فہم یسکی و بقول بی بی 'و' نعم و آری لا یفسد سرحہ 'مدانہ علی الحشوع در محار' و فی لسانیہ 'ادانہ بر کال' مثلاً ذالبحس سعمہ بکوب و فسد باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہ ۶۵۹ ۶۶۰ ط سعید

۲۔ و تحب قراءۃ الفاتحة و صم السورة و ما یقوم مقامہما من ثلث آداب فصار أو آید طوبیہ فی لأولیس بعد الفاتحة و فی جمیع رکعات النفل والوتر الخ (عالمگیریہ مفصل الدبی فی و حیات صلاۃ ۷۱۹ ط مکہ، ما حدیث کثرہ)

۳۔ بحلاف فتحہ علی امامہ لہ لا یفسد مطلقاً خارج و حدیث کل حال الخ 'توسیر و سرحہ' باب ما یفسد صلاۃ و ما یکرہ فیہ ۶۲۲ ط سعید

دشوار ہے نہ اس کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فصد مکروہ ہے
(المجلیۃ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نے پہلی رکعت میں ”سورہ لم تریف“ اور دوسری رکعت میں ارایت اندی یعنی درمیان میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھی تو نماز ٹھیک ہو گئی یا نہیں؟
(جواب ۷۲۴) درمیان میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر قصد اُپڑھنا تو مکروہ ہے، لیکن اگر بلا قصد تفاقاً ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے اور نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے

(المجلیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی سمجھے اور مصعب سمجھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرنا بے سود و ثواب ہے یا زیادہ کا یہ قول درست ہے؟

(جواب ۷۲۵) قرآن مجید کی نظم یعنی عبارت کی حفاظت بھی ایک مقصود و مہتمم پاشان مر ہے حضرت حق تعالیٰ نے آیۃ انا نحن ربنا الذکر وانا له لحافظون ۲ میں قرآن مجید کے پنی طرف سے نازل فرمانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ دیا ہے اور عام سہاب میں حفاظت کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اس حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا و یاد کرنا لازمی تھا اس سے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے، اور پھر یہ نہیں کہ آم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف الف لام میم جدا جدا معتبر ہوں گے ورتیں نیکیاں ہیں گی ۳

کتب سہویہ میں تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تفوق کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت و حفظ کے ساتھ ایمانہ شغف رکھا، یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط

(۱) وأما قراءة لفرد عليها كما سيجي (درمختار) وقراءة الفاتحة والسورة أو ثلث آيات فهي واجب أيضاً (رد المحتار) باب صفة لصلاة فصل في القراءة ۱ ۴۴۶ ط سعید

(۲) وبكره الفصل بسورة قصيرة من غير مكوساً لا إذا حتمه (در المحتار) فصل في القراءة ۱ ۵۴۶ ط سعید

(۳) سورة لبحر ۹

(۴) ترمذی فصل القرآن ۲ ۱۱۹ ط سعید

ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایت پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستنزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب جر نہ ہو یہ بجائے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا ہی کے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے وروہ رائج و فائق بھی ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بے تحجے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بائیسواں باب فتح خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، بسم اللہ بالجہر

(۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں پانف کے نیچے؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم

(۳) مقتدی آمین سر اٹکے یا جہراً؟

(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم

(سوال) (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھے پانف پر؟ اون پانف پر ہاتھ رکھنا ہے یا سینے پر؟ حدیثیں کس مسئلے کی صحیح اور قوی ہیں جواب حدیث صحیح سے ہو۔

(۲) امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھنا؟ ہے؟ جواب حدیث صحیح سے ہو۔

(۳) نماز جہری میں آمین آہستہ کہنی چاہیے یا آواز بلند؟ آہستہ کہنا اون ہے یا آواز سے۔

(۴) نماز میں رفع یدین قبل الکرکوع اور بعد الکرکوع کرنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی قادر بخش از بھرت پور

(جواب ۷۲۶) (۱) ہاتھ پانف کے نیچے رکھے۔ اس کے لئے مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ صریح روایت

موجود ہے۔ حدثنا وکیع عن موسیٰ ابن عمر عن عقیمة بن وائل عن حجر عن ابیہ قال رايت

السی رضی اللہ عنہ یضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ انتھی کذا فی آثار السنن (۱) بخاری و مسلم میں نہ سینے

پر ہاتھ باندھنے کی روایت ہے نہ پانف کے نیچے باندھنے کی۔

(۲) امام کے پیچھے کسی نماز میں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اس کے لئے یہ صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ عن ابی

موسیٰ قال علمنا رسول اللہ ﷺ قال اذا قمتم الی الصلوۃ فلیأمرکم احدکم و اذا قرأ الامام

فانصتوا رواہ احمد و مسلم (آثار السنن) (۲) و عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ من کان لہ

(۱) باب وضع الیدین تحت السرۃ ص ۶۹ ط ممدادیہ مباح

(۲) باب فی ترک القراءۃ خلف الامام فی الجہریۃ ص ۸۶ ط ممدادیہ

(۱) صحابہ کرامؓ نے رفع یدین اور آمین بالجہر کیا یا نہیں؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟

(سوال) (۱) کیا حضور اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے آمین بالجہر اور رفع یدین کی تھی؟

(۲) کیا امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبد المعجود صاحب

قادر آباد (ضلع یوں) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۲۸) (۱) آمین بالجہر اور رفع یدین کا مسئلہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے مختلف فیہ ہے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بعض صحابہ آمین بالجہر کہتے تھے اور بعض بالا خدا اور بعض صحابہ رفع یدین کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے اسی وجہ سے مجتہدین مت میں بھی اختلاف ہوا بعض مجتہدین آمین بالجہر کو پسند کرتے ہیں اور بعض آمین بالا خدا کو امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ بنا بر قوں جدید آمین بالا خدا کو پسند کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ نے ترک رفع یدین کو راجح قرار دیا ہے

(۲) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت فاتحہ نہ کرنی چاہیے حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم (۱) میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث حویل مروی ہے جس میں واذا قرأ فاصتوا موجود ہے یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور دوسری حدیث جو موطا امام محمد میں ہے اس کا لہ امام فقراء الامام لہ قراءۃ یعنی امام کے پیچھے جو شخص نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی قرأت ہے پس حنفیہ کے مذہب میں امام کے پیچھے مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ر دہلی

احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں

(سوال) فاتحہ خلف الامام کا احناف و اہل حدیث کے نزدیک کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۰ میں محمد صدیق صاحب (فیروز پور) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۰ جولائی ۱۹۴۰ء (جواب ۷۲۹) اہل حدیث کے نزدیک مقتدی پر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور حنفیوں کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑا رہنا چاہیے حنفیوں کی دلیل یہ ہے کہ مسلم (۱) شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ایک حویل حدیث مروی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں واذا قرأ فاصتوا یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو و موطا امام محمد میں روایت ہے

(۱) عن وائل بن حجر قال "كان رسول الله ﷺ يقرأ ولا يصلح قال " من رفع يده صوته (دار السنن باب الجهر بالتأمين) ص ۹۳ ط (مداد) و غل " قال " صلى رسول الله ﷺ فلما قرأ غير لمعصوب عليهم ولا الصالح قال " امين واحصى صوته لحدث آثار السنن باب نزل الجهر بالتأمين ص ۹۷ ط (مداد)

(۲) باب التشهد في الصلاة ۱ ۱۷۴ ط قدیمی

(۳) (باب القراءة في الصلوات) حلف الإمام ص ۹۸ ص میر محمد کتب حدیث کرچی

(۴) (باب التشهد في الصلاة ۱ ۱۷۴ ط قدیمی)

میں کان لہ امام فقراء الامام لہ قراءۃ (راستی سمعہ) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا کوئی ماہ ہو تو امام کی قراءت مقتدی کے لئے بھی قراءت ہے یعنی امام کے قراءت مقتدی کے لئے کافی ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

- (۱) آمین بالجہر کا حکم
 - (۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنا
 - (۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے
 - (۴) آمین بالجہر والے کو موزی کہنا
 - (۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ نہ اور نہ سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟
- (سوال) (۱) ایک مسجد میں حنفی اور اہل حدیث باہم نماز جماعت داکرتے ہیں لیکن حنفی صاحبان آمین بالجہر کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اہل حدیثوں کو مسجد میں آنے سے روکتے ہیں نیز آمین بالجہر کو باعث ید رسائی سمجھتے ہوئے اہل حدیثوں کو موزی قرار دیتے ہیں اور موزی قرار دیکر نکال دے در مختار جلد اول ص ۴۸۹ مسجد سے منع دیتے ہیں۔

اہل حدیث صاحبان آمین بالجہر کو سنت سمجھتے ہیں اور مسجد سے روکنے پر بیت کریمہ و من اصلہ ممن مع مساحد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے روکتے ہیں لیکن باہمی کشیدگی اتنی بڑھی کہ حد تک معامد پہنچ گیا اب سوس امر کا ہے کہ زور سے آمین نہ اذروئے حدیث کیر ہے؟

(۲) آمین بالجہر کی بنا پر مسجد میں آنے سے روکنا زور سے قرآن و حدیث کیسا ہے؟ کیا یت مذکورہ میں داخل ہے۔

(۳) کیا آمین بالجہر باعث ید و فساد ہے؟

(۴) کیا زور سے آمین کہنے والے کو موزی قرار دیکر مسجد میں آنے سے روکنا شرعاً جائز ہے؟

(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ نہ کران کے پاس ٹھنے میٹھنے سے روکنا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۶۸ عبد غنی (ملازم) یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ ۲۹ مئی ۱۹۴۱ء

(جواب ۷۳۰) آمین بالجہر خفا خفیہ و راہ شافعی کے قول جدید کے موافق مسنون ہے اور آمین بالجہر راہ شافعی کے قول قدیم اور دیگر ائمہ کے نزدیک مسنون ہے۔ ۲۰ صفحہ کرم میں بھی یہ اختلاف موجود تھا لہذا یہ

۱، رد الفراء فی الصلوات جلد الامم ص ۹۸ طبر محمد

۲، من وائل بن حجر ص ۱۰۰، کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دقراء ولا تصابین فان آمین رفع بھا صوتہ، وعن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ اذ فرغ من قراءۃ أم القرآن رفع صوتہ وقل آمین (اثر السنن باب الجہر بالصائین ص ۹۳ ۹۴ ط مدنیہ، قال عطاء "وفد قال بلہ علی" دعو ربکم نصرعاً وحقہ" (حاری ہے)

مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے باہم مسلمانوں میں الشقاق و اختلاف و رد و دوشمنی ہو بل حدیث کے آئین باجھر کہنے سے حنفیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی اور اس وجہ سے کسی آئین باجھر والے کو مسجد میں آنے سے روکا نہیں جاسکتا بل حدیث کا بھی یہ فرض ہے کہ اگر وہ آئین باجھر کو سنت سمجھتے ہیں تو محض تباہی و فساد کے لحاظ سے ٹھیک نہیں بل حدیث کو چاروں طرف سے رائے سے سامانہ کریں جیسا کہ بعض مقامات میں امام کے و افاضالین پڑھنے پر بعض اہل حدیث جو نالی پر وضو کرتے ہوتے ہیں زور سے آمین پکارتے ہیں یہ جماعت میں اتنے زور سے آمین پکارتے ہیں کہ قریب والے شخص چونک پڑتے ہیں فریقین کو نیک نیتی و خاص کے ساتھ اپنے مسئلہ پر عمل کرنا چاہیے باہم تفاق و اتحاد اور رواداری سے زندگی بسر کرنی چاہیے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں؟ اگر جزو ہے تو جن نمبرزوں میں سورہ فاتحہ جہر کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا جہر کیا جائے گا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل کیا تھا نماز میں قرأت محمد ﷺ سے شروع کرتے تھے یہ بسم اللہ ہے۔ اسی طرح اور سورتوں کے ساتھ بھی نماز میں بسم اللہ جہر پڑھی جائے یا یا نکل نہیں جواب میں احادیث صحیحہ تحریر فرمائیں۔ المستعنی نمبر ۲۶۹۰ مولانا محمد صدیق صاحب صدر مدرس محمدیہ۔ صدیقیہ دہلی

۲۶ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ ۱۶ مئی ۱۹۴۳ء

(جواب ۷۳۱) بسم اللہ اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں یہ مسئلہ ہند سے مختلف ہے۔ مکہ حنفیہ کے اصح اور راجح قول کی بناء پر نہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے ورنہ اور کسی سورت کا (سورہ سورہ نمل کی درمیانی بسم اللہ کے) ان کی دلیل یہ صحیح مسلم (۲) کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قسمت الصلوۃ بینی و بین عمدی نصفین و لعبدی ما سال فاذا قال العمد الحمد لله رب العلمین الحدیث اس حدیث میں صلوۃ سے مراد سورہ فاتحہ ہے حضرت حق کا فرمان ہے کہ سورہ فاتحہ نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے اور نصف اس کو بیان فرماتے ہوئے محمد ﷺ سے بتداء فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ الحمد بندے سے شروع ہوتی ہے بسم اللہ اس میں داخل نہیں ہے ورنہ مذکور (۲) میں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) عن بی ہریریۃ قال "کان رسول اللہ ﷺ یقول لا نادرو الإمام اد کر فکرو واد فاد ولا الصالین فقولوا امین واد رکع فارکعوا رواہ ابوالیموی استفادہ ان الإمام لا یجہر بأمر و عن وائل بن حجر قال صلی اللہ علیہ وسلم فاما غیر المعصوب علیہم ولا الصدیق قال آمین وأحتی بہا صوبہ رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد الح (ابن السبک باب ترات الجہر خمس ص ۹۵ تا ۹۷ طبع المدینہ)

(۱) وہی ای بسم اللہ الح آیت واحدہ من القرآن کلہ اہلک بالقصص من السور فما فی الملک بعض آیتہ الحمد عا و لیست من الفتحۃ ولا من کل سورۃ فی الأصحاح (لتبویر و شرحہ فصل فی باب دافع الصلاۃ ۱ ۴۹۱ ص سعید)

(۲) باب و حوت قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ ۱ ۱۷۰ ط قدیمی (۳) باب دحاء فی سورۃ الملک ۲ ۱۱۲ ط سعید

بسنہ حسن یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ سُوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُوْنَ اَبَةً اِلٰی فُوْلِهِ وَهِيَ تَبَارَكَ
الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ یعنی قرآن مجید کی تیس آیتوں کی ایک سورت سے پھر فرمایا کہ وہ تبارک الذی
بیدہ الملک ہے اور تبارک الذی میں بسم اللہ کے مدوہ تیس آیتیں ہیں اس سے معلوم ہو کہ بسم اللہ سورت
کا جزو نہیں ہے۔

ہاں بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ضرور ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے سورتوں
کی ابتدا و ابتدا معلوم ہو جائے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے۔ فَاِنَّ كُنْ
النَّبِيَّ لَا يَعْرِفُ حَاتِمَةَ السُّوْرَةِ حَتَّى تَقْرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَاِذَا نَزَلَ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَرَفَ اَنَّ السُّوْرَةَ قَدْ حَمَتْ وَاسْتَفْتَتْ اَوْ اَتَتْ سُوْرَةً اُخْرٰی (رواہ البر
ماسا دین رجال احدهما رجال الصحيح - کذا فی مجمع الزوائد) ۱ یعنی حضرت ابن عباسؓ
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورتوں کی ابتدا نہیں پہنچتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ نازل ہو جب بسم اللہ
نازل ہوئی تو حضور ﷺ اس بات کو پہنچنے لگے کہ ایک سورت ختم ہوئی اور دوسری شروع ہوئی۔

جہری نمازوں میں بسم اللہ بھی جہرا پڑھی جائے یا نہیں یہ مسئلہ بھی ابتدا سے مختلف فیہ ہے۔
میں صحیح اور قوی یہ ہے کہ جہر سے نہ پڑھی جائے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے بسند صحیح جہر سے
پڑھنا ثابت نہیں یعنی سنت راتبہ وائمہ کے طور پر جہرا نہیں بلکہ سراپڑھتے تھے۔ اس کی دلیل میں مسلم
شریف (۲) کی یہ روایت ہے عن اس بن مالک انه حدثه قال صليت خلف النبي ﷺ و ابي بكر و
عمر و عثمان فكانوا . يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لا يدكروا بسم الله الرحمن الرحيم
اول قراءة ولا هي آخرة۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور ابو بکر و عمر اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی
یہ سب قرأت الحمد لله رب العلمين سے شروع کرتے تھے۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ نہ ابتدا سے
قرأت میں پڑھتے تھے نہ آخر میں۔ یعنی فاتحہ کے ختم اور سورت کے شروع پر بھی نہیں پڑھتے تھے۔

صحیح مسلم (۲) میں حضرت انسؓ کی یہ حدیث بھی ہے۔ صليت مع رسول الله صلى الله عليه
وسلم و ابي بكر و عمر و عثمان فلم اسمع احداً منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم یعنی میں
نے حضرت ﷺ اور ابو بکر اور عمر و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحيم
پڑھتے میں نے نہیں سنا۔ ظہریؒ کبیر اور اسطہ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ
بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھتے تھے تو مشرکین بطور ستراکتے تھے کہ محمد تو یومہ کے خدا (یعنی مسیمہ) کا نام

۱ (بسم الله الرحمن الرحيم ۲ ۱۱۱ ط بیروت ص ۱)

۲ (باب حجه من قال لا يحير بالسمنة ۱ ۱۷۲ ط قدیمی)

(۳) (بسم الله)

یتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو رحمن و رحیم کہواتا تھا پھر جب یہ آیت (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے لوگوں کو یہ امر فرمایا کہ اسے جہر نہ پڑھیں یہ حدیث بھی مجمع نزود (۱) میں نقل کر کے مصنف نے کیا ہے۔ ورجالہ موثقون یعنی اس کے روئی معتبر و رقی ہیں۔

صاحب فتح لقدیر (۲) نے حبرانی سے حضرت انسؓ کی یہ روایت بھی ذکر کی ہے عن انسؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابا نکر و عمرو و عثمان و علیؓ یعنی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ و ابو بکر و عمر و عثمان و علیؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم اخفا سے یعنی ہستہ پڑھا کرتے تھے مجمع نزود (۳) میں حضرت انسؓ سے یہ روایت حبرانی یہ روایت اس طرح منقول ہے عن انسؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابو نکر و عمرو و مصنف نے اس کی سند کے متعلق فرمایا ہے۔ رجالہ موثقون یعنی اس حدیث کے راوی معتبر ہیں اور انی مجمع نزود (۴) میں حضرت ابو اکل سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ و عبد اللہ (ابن مسعودؓ) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ اور آمین جہر سے نہیں پڑھتے تھے ورنہ کی (۵) میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل صحابی نے اپنے بیٹے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھتے ہوئے سنا تو ان کو سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بدعت ہے میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے ورنہ کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر پڑھتے نہیں نہ تو بیٹہ تم بھی نہ پڑھا کرو جب نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین سے پڑھو زندگی نے یہ بھی لکھا کہ اکثر صحابہؓ کا نہ ہب یہی ہے کہ بسم اللہ جہر سے نہ پڑھی جائے چاروں خلفائے راشدینؓ کے قائل تھے (۶) مذکورہ حدیث کے علاوہ اور بھی بہت روایات ہیں جن سے بسم اللہ کا آہستہ پڑھا جانا ثابت ہے یہ حدیثیں سب بات کی بھی دلیل ہیں کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

(۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟

(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین جہر اکی یا سرا؟

(سوال) (۱) رسول اللہ ﷺ نے آخری مہر حلت میں حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے کتنے وقت کی نماز پڑھی؟

(۲) آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے جب نماز پڑھی تو بند آواز سے خود رسول اللہ ﷺ نے آمین کہی یا

(۱) باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲ ۱۱۱ ط بیروت

(۲) باب صلاۃ الصلاۃ ۱ ۲۹۲ ط مصر

(۳) باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲ ۱۱۱ ط بیروت

(۴) ایضاً

(۵) باب ما جاء فی ترک الجہر بسم اللہ ۱ ۵۷ ط سعید

(۶) والعمل علیہ عند اکثر اہل العلم من اصحاب اسیؓ منہم ابو بکر و عمر و عثمان و علی و غیرہم ومن بعدہم من

لنعمن، باب ما جاء فی ترک الجہر بسم اللہ ۱ ۵۷ ط سعید

نہیں^۹ المسقفی نمبر ۱۷۱۳ شتی جماد (۱۳۵۵) ۱۹ اونی خجہ ۱۳۵۵ھ ۳ مارچ ۱۹۳۷ء

(حوا ۷۳۲) آنحضرت ﷺ نے شدت مرض کے وقت جب کہ حجرہ شریفہ سے مسجد میں تشریف لانے کی طاقت نہ تھی اپنی جگہ حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا مرفرایہ تھا اس اثناء میں ایک وقت حضور ﷺ کو تخفیف محسوس ہوئی تو حضور ﷺ مسجد میں تشریف لے آئے اور صفوں میں سے اترتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے پاس جا کھڑے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے بنا چاہا اور حضور کرم ﷺ نے ان کو شارے سے فرمادیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور ان کی قفۃ میں نماز شروع کر دوں مگر حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا سکے اور پیچھے ہٹ گئے اور حضور ﷺ نے صمت شروع کر دی (اس واقعہ میں ہمیں یہ بات میری نظر سے نہیں گزری کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے کہی ہو اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے کہی تھی تو اس کا ثبوت اس سے طاب کیجئے وہ روایت در کتاب و در باب کا نام نہ آتا تو اس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ ادب

- (۱) غیر مقلدین، خفیوں کی جماعت میں آئین باخبر و رفیع یدین ر سکتا ہے یا نہیں؟
 (۲) اہل سنہ و الجماعت کسے کہتے ہیں؟
 (۳) غیر مقدمین اہل السنہ و جماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟
 (۴) سابقہ دور میں آئین باخبر اور اخفویوں کا کیا معمول تھا؟
 (مجموعۃ سورۃ ۲۴ جولائی ۱۹۲۸ء)

رسول () اگر کوئی شخص حنفی ہو، اس کے ساتھ شریک جماعت ہو کر نماز میں آمین بولجھ کر سے اور رفع یدین کرے تو اس شخص کے آمین باہر اور رفع یدین سے حنفیوں کی نماز میں کوئی خلل آئے گا یا نہیں؟ (۲)

اس بات پر جماعت سے کیا مراد ہے؟ یعنی سنت سے کیا مراد ہے اور جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے؟ (۳) اس حدیث میں کوئی غیر مقدم بھی کہا جاتا ہے یہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ (۴) زائد

سلف یعنی صحابہ و مرند مجتہدین کے زمانے میں آئین سننے والے اور بولجھ کر آمین کہنے والے ایک ہی مسجد میں شامل نماز پڑھا کرتے تھے یا علیحدہ علیحدہ؟ اور آج کل مکہ معظمہ وغیرہ میں شریک ہو کر پڑھتے ہیں یا علیحدہ مسجدوں میں؟

- حواہ ۷۳۳، (۱) کی شریک جماعت کے آئین باہر آنے سے انفیوں کی نماز میں نقصان نہیں آتا (۲) اہل سنت و جماعت وہ گروہ ہے جو مسلمہ و مجتہدہ و راسخہ کرامات کے طریقے پر چلتے ہیں (۳) اہل حدیث

۱. بحرانی و بحد ضرورت رسید لیکن بعد از ۹۱ طاعون می

۲) ہاں ہی اسرائیل ہرقرب علی ہشہ ہس ملہ ہ تقرب ہسی علی ثلاث ہ سبعین ملہ کلہم فی ہار ہ لا ملہ ہ واحد ہ ہار ہ
'ہس ہی ہار ہس ہ ملہ' قال ہ ہا ہ عہد ہ صحہی لہحبہ ہ (ہرمہی ہا ہ اشراق ہدہ لامہ ۲ ۹۳ ہ سعہد)

جماعت اہل سنت والجماعت میں داخل ہے، (۴) اس قسم کے فروعی خلاف رہنے والے سب شریک ہو کر نماز کرتے تھے اور آج کل بھی مملکت اسلامیہ میں ای طرح نماز کرتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

اقتباس از تقریر ترمذی

ماخوذ از تقریر ترمذی ضبط کردہ حضرت مفتی اعظم

۲ باب ما جاء في برك الحهر بسم الله الرحمن الرحيم فؤنه فقال لي اي نبي محدث الح يعني عبد الله بن مغفل فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے کہتے ہوئے سن لیا تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے یہ نواجذ یعنی بدعت ہے اور پھر ڈراتے ہیں کہ اياك والحدث یعنی تم حدیث یعنی بدعت سے ہمیشہ بچتے رہنا اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر و عمرو عثمان کے ساتھ نماز پڑھی اور کسی کو بسم اللہ جہر کہتے ہوئے نہیں سنا۔

جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بسم اللہ جہر نہ مانا چاہیے اور امام شافعی صاحب جہر کے قائل ہیں پس یہ حدیث حنفیہ کی حجت امام شافعی پر ہے اور یہ صاف دلیل کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمرو عثمان یہ سب حضرات بہتہ بسم اللہ کہتے تھے۔ بس اس سے زیادہ اور کیا حجت ہوگی کہ عبد اللہ بن مغفل اس زور سے جہر کا انکار کرتے ہیں باقی رہی وہ حدیث جس سے امام شافعی نے جہر پر استدلال کیا ہے اور اس کو ترمذی نے اگلے باب میں بایں حفاظ نقل کیا ہے۔ عن اس عمار قال کان السبي ﷺ يفتح صلواته بسم الله الرحمن الرحيم تو اس کی دل دہندہ ہی پہلی حدیث کی طرح قوی نہیں امام ترمذی نے خود و لیس اسنادہ بذاك فرمادیا ہے لیکن اس جو ب سے قطع نظر اس کے ہم یوں کہتے ہیں کہ اس سے جہر ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ سے نماز شروع کرتے تھے جہر کہاں سے معلوم ہوتا ہے ہاں اگر یوں کہا جائے کہ اگر آپ آبشہ کہتے ہوں گے تو بن عباس کو کہاں سے معلوم ہو گیا کہ آپ نے بسم اللہ سے نماز شروع کی تو اس کی قیاسیوں ثابت کرنا چاہیے کہ معلوم ہونے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ جب امام جہر پڑھے جب ہی معلوم ہو کہ امام نے بسم اللہ سے نماز شروع کی۔ وہاں لیس مناسب فالوقوف علیہ بالطریق الاولیٰ کی وجہ سے محققین شوافع نے بھی اقرار کر لیا ہے کہ امام شافعی صاحب کا یہ مذہب بلا دلیل سے کوئی حدیث صحیحہ سے مستخرج نہیں ہے اس پر اس میں موجود نہیں پس اب حنفیہ کو جو ب دینے کی کیا حاجت ہے۔ و سہ اسم۔

(۱) لیکن جو تقلید کو شرک کہیں امام ربیعہ پر لعن کر دیں "رض و فساد نہیں اسے علان" موصوف اسم کے دُک میں سنت والجماعت میں

دلیل نہیں رہنا وی دار العلوم دیوبند ۲۹۱ ۳ طبع دہلیہ ملتان (۲) ۱، ۱، ۵۷ ص سعد

باب فی افتتاح القراءۃ بالحمد لله رب العلمین قولہ کانوا یفصحون القراءۃ بالحمد لله رب العلمین اس کے یہ معنی تو ہرگز نہیں کہ تمام اللہ نہیں پڑھتے تھے بال یہ معنی ہیں کہ تمام اللہ کو جہرا نہیں پڑھتے تھے جہر ففتح قراءۃ الحمد بندے تو تھے ورنہ امام شافعیؒ نے جو اس کی تویل کی ہے بیشک ان معنوں کو یہ حدیث محتمل ہے لیکن جب کہ اس کا مطلب بلا تکلف بن سکتا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اس سے خواہ مخواہ وجود مخالفت احادیث صحیحہ بحکم اللہ کا جہر نہایت کیا جاوے۔

باب ما جاء انہ لا صلوة الا بفانحة الكتاب قولہ لا صلوة من لم یقرأ بفانحة الكتاب موان نے فرمایا کہ ترمذی من مسنوں میں سے جن میں امام ابو حنیفہؒ و امام شافعیؒ صاحب دہل ظہر مخالف ہوئے ہیں قابل تحقیق و بحث یہ مسئلہ ہے کیونکہ امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ قراءۃ فاتحہ نہ ہو لی تو نماز ہی نہ ہوگی ورنہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ کرے گا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی اسی وجہ سے ایک عام تھے وہ کبھی مقتدی ہو کر نماز نہ پڑھتے تھے ورنہ کہتے تھے کہ مجھ کو امام ابو حنیفہؒ و امام شافعیؒ سے خوف نہ ہے کہ ایک صاحب میری نماز کو مکروہ تحریمی بتاتے ہیں اور ایک صاحب بالکل نماز ہی کا نکار فرماتے ہیں ہذا میں ہمیشہ مام بنتا ہوں تاکہ دونوں کے نزدیک میری نماز ہو جائے اب سب کے امام شافعیؒ کی مستند حدیث مذکور ہے اور اس سے دو مسئلے نکلتے ہیں تو وجوب قراءۃ فاتحہ دوسرے فرضیت عام خواہ عام و منفرد مقتدی کوئی ہو سب کے واسطے فرضیت ثابت ہوتی ہے امام ابو حنیفہؒ ان دونوں مسئلوں میں مخالف ہیں پس امام شافعیؒ نے مسئلہ اول میں تدریس فقط صلوٰۃ سے کیا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر الحمد نہ پڑھی جائے تو نماز ہی نہ ہوگی اور یہ ثن فرضیت کی ہے نہ کہ وجوب کی پس اس کا جواب حنفیہ نے کئی طور پر دیا ہے اول تو ان روایات سے جن میں تدریس فاتحہ کی نماز کو خدج وغیرہ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تو ہو گئی مگر ناقص ہوئی ورنہ ثن وجوب کی ہے نہ یہ کہ اصلوٰۃ سے مردغی کمال ہے کہ نماز کمال نہیں ہوتی ناقص رہتی ہے اور یہ سیغہ نفی کمال میں مستعمل ہے پس یہاں بھی یہی معنی مراد ہیں بقریہ روایات دیگر کے۔ ورنہ روایت میں کہ جس کو تدریس کی نے باب ما جاء فی تحریم الصلوٰۃ و تحلیلہا میں روایت کیا ہے یہ زیادتی موجود ہے جس سے بقراءۃ الحمد و سورۃ فی فرضہ او عبرہا ورنہ روایت میں مسلم میں فقط فصاعد او غیرہ کی زیادتی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو اب شوافع بتائیں کہ معنی اس حدیث کے کیا ہوئے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورت بھی نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی تو اس سے فرضیت سورۃ بھی زمر آتی ہے تو ان کو بھی چار اس مسئلہ میں وہی تاویل کرنا پڑتی ہے جو حنفیہ نے دونوں جموں میں کی ہے بلکہ حنفیہ کے نزدیک تو الفتح صلوٰۃ سے وجوب ثابت ہوتا تھا ورنہ ان کے نزدیک سورۃ کے بارے میں اس سے انتخاب و سمیت ثابت ہوتی ہے تو وہی فقط صلوٰۃ کہ اس سے بڑے زور و شور سے فرضیت ثابت کرتے تھے اسی کو اتنا گھٹایا کہ اس سے سمیت ثابت کی اور حنفیہ نے تو اب بھی اس کو متغیر نہیں کیا بلکہ فاتحہ و

سورۃ دونوں کا وجوب ای سے ثابت کیا تو لب شوائع کا استدلال فرضیت فاتحہ پر جملہ الاصلوۃ سے بوجہ زیادتی لفظ و سورۃ و لفظ فصعداً کے نہ رہا۔

اور بھی حنفیہ نے وجوب فاتحہ و عدم فرضیت پر آیہ طافراً و اما تیسر من القرآن و حدیث اسرائیلی ثم اقراما تیسر سے استدلال کیا ہے کہ لفظ ”اما“ عام ہے فاتحہ و غیر فاتحہ کو شامل ہے اور یہ نخل فرضیت ہے پس وجوب ثابت ہو گا نہ کہ فرضیت اور باقی رہا اس میں امام شافعیؒ نے اسی حدیث کے لفظ لمن لم یقرأ سے استدلال کیا ہے کہ لفظ ”من“ عام ہے جیسا کہ اصول طر فین میں مبرہن ہے پس و جمومہ ام و مقتدی سب کو شامل ہو گا تو اگر مقتدی فاتحہ نہ پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہو گی حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے مقتدی مخصوص ہے اور یہ خصوصیت بوجہ روایات دیگر کے محلہ کرنی پڑتی ہے کیونکہ بعض روایات میں لفظ و سورۃ معها و فصاعداً بھی مروی ہے اور ظاہر ہے کہ مقتدی کے واسطے سورۃ پڑھنے کو سب ناجائز کہتے ہیں پس جو وجہ کہ ممانعت سورۃ کی ہو گی وہی ممانعت فاتحہ کی اور یا یوں کہا جاوے کہ قراءۃ مقتدی خلف الامام ممنوع وجہ آیت قطعیہ کے ہے اور وہ اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا الخ ہے کیونکہ یہ منطوق الشریف دلالت کرتی ہے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اس کو سنا اگر جہر پڑھا جاوے اور چپ رہو اگر سر ابو اور یہ معنی ان کے موافق جنہوں نے آیت کا شان نزول قرآن فاتحہ خلف الامام کو ٹھہرایا ہے بلا تکلف بتے ہیں و اکثر اکابر مفسرین مثل صاحب معالم استزیل وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ شان نزول اس آیت کا قرأت مقتدی خلف الامام ہے اب کوئی وجہ اس کو خطبہ پر حمل کرنے کی نہیں اگرچہ بعضوں نے اس کا شان نزول خطبہ کو بھی لکھا ہے لیکن اول تو اس کا شان نزول خطبہ ہونا محذو ش ہے کیونکہ یہ آیت سورہ اعراف میں ہے اور وہ اتفاق مفسرین کی ہے و کسی نے اس کو اس میں سے مستثنیٰ نہیں کیا اور ادھر یہ بھی معنوم ہے کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا ہے معنی احسن القواں اور بعضوں نے کہا کہ مکہ میں فرض ہوا ہے لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ آپ کو ادائے جمعہ کی نوبت مکہ میں نہیں آئی مدینہ میں جمعہ پڑھا گیا پس اس آیت کے نزول کی وجہ کلام فی الخطبہ کو کہنا ٹھیک نہیں اگر کسی نے بول ہی الخطبہ کہا ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہی حکم جو قراءۃ مقتدی میں سے یعنی ممانعت قراءۃ و کلام یہی خطبہ میں ہے اور نزالت کے یہ معنی محدثین و مفسرین صحابہ و من بعد ہم میں سنت رائج ہے۔ کما لا یحییٰ علی من له نظر علی تفسیراتہم پس جب اس کا شان نزول خطبہ ہونا ممنوع ہوا تو وہی قراءۃ فاتحہ خلف الامام رہی پس اس کی ممانعت پر نص صریح ہے بعض علماء نے اس میں لکھ دیا ہے کہ یہ قول کفار نقل کرتے ہیں مگر عاقل پر خوب ظاہر ہے کہ جب اکابر مفسرین و محدثین نے اس کا شان نزول قراءۃ مقتدی کو لکھا ہے تو اب اس کو قول کفار پر بد دلیل محض نکال سے حمل کرنا بجا ہے یا بجا اور یا یوں کہا جاوے کہ لا صلوة الا بفاحة الکتاب موافق تمہارے کہنے کے مقتدی کو بھی شامل ہے مگر یہ بتاؤ کہ مقتدی اصالتہ پڑھیں یا اگر ان کی طرف سے کوئی نائب ہو کر پڑھ لے تو بھی کافی ہو جائے گا اگر شق اول مرد ہے تو اس کے اوپر کیا دلیل ہے اور اگر شق ثانی مرد ہے تو ہمار مطلب ثابت

سے کیونکہ ہم قراءۃ الام کو مقتدی کے واسطے کافی کہتے ہیں ہر چند کہ ہم کو اس پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں رہی مگر خیر از یادتی وضوح کے لئے بیان کرتے ہیں کہ قراءۃ الام مقتدی کے واسطے کافی ہونے کی دلیل حدیث رسول اللہ ﷺ کا کہ امام فقراء الامام له قراءۃ ہے کہ یہ منطوق صاف دلالت کرتی ہے کہ امام کی قراءۃ مقتدیوں کے واسطے کافی ہے بعض اہل بائعہ یثیوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں پس جب کہ ایک صریقہ سے تو یہ ثابت ہو گئی ہے اس میں کام کی گنجائش نہیں رہی و اگر بالفرض اس کا کوئی صریقہ قوی نہ ہوتا تب کے سبب ضعیف ہوتے تاہم طرق متعددہ سے مروی ہونا حسن وغیرہ ہونے کے واسطے کافی تھا جیسا کہ اصول حدیث میں مذکور ہے اور کسی کے مؤید ہے قول رسول اللہ ﷺ کا الامام صامن کیونکہ یہ بھی صحیحۃ السنن و الت کریم ہے اس پر کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز میں ضمناً آتی ہے یعنی نماز مقتدی نماز امام کے ضمن میں متحقق ہے اور اس پر قرینہ ولویت امام و استخفاف وغیرہ شاہد ہیں جس کو فہم سیم ہوگی وہ خود سمجھ لے گا پس جب ان دلائل و اشعار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام و مقتدی کی ایک ہی نماز ہے پھر اس میں ایک کی قراءۃ دوسرے کے واسطے کافی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے کیونکہ در صورت قراءۃ الام و مقتدی تمار قراءۃ لازم آئے گی و اس پر آثار صحیحہ بہت سے دال ہیں امام محمد نے مؤثر میں نقل کئے ہیں پس ترمذی کا اس پر یہ منہ کہ حضرت عمرؓ وغیرہ کا یہی مذہب تھا ممنوع ہے کیونکہ حضرت عمرؓ سے دونوں طرح کی روایتیں مروی ہیں بعض سے اثبات قراءۃ مقتدی اور بعض سے ممانعت ثابت ہوتی ہے پس ان کی تعلیم مذہب ایک جانب پر ٹھیک نہیں۔ ہذا ما حصر لی من تقریر مولانا الاعظم استاذ المکرم المولوی محمود حسن المحمد الدبوسی ادام اللہ ظلہ علی رؤس الطالبین و قد بسط الکلام فیہ مولانا المقدس

تیسواں باب ستر عورت

کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے

(سوال) قصد اکافر کا ستر دیکھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۵۳ شیخ بھائی جی (خاندیس)

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳۴) قصد اکافر کا بھی ستر دیکھنا ناجائز نہیں بلکہ قصد نظر پڑ جائے در فوراً نظر ہٹائے تو گناہ نہیں (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک بزرگ مذہب اہل حدیث ہیں بہت زید و پابند سنت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں کبھی کبھی امامت کرتے ہیں لباس ن کا یہ ہوتا ہے کہ لوگی اور گیردا کرتے اور سر پر ایک رومال پیٹے ہوئے ایک روز یک شخص نے کہا کہ اگر آپ ٹوپی پہن کر آتے تو اچھا ہوتا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع مونگیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۵) قمیص یا کرتے اور لوگی اور سر پر رومال باندھا ہو تو یہ نماز کے لئے کافی لباس ہے اس میں

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز کرابت جائز ہے۔

ننگے سر نماز کا حکم

(سوال) ننگے سر نماز پڑھنا ناجائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۶) ننگے سر نماز پڑھنا ناجائز ہے اگر تواضعاً خشوعاً ہو تو کوئی گناہ نہیں ورنہ اگر بے پروائی اور

الابالی پن سے ہو تو جرات نماز ہو جائے گی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دھوٹی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) اگر کوئی شخص دھوٹی اس طرح باندھے کہ ستر سورۃ چھپ جائے یعنی بطور تنوار کے اور کسی حالت

(۱) ویبظر من الاحیة ولو کافرة الی وجہہا و کفہا فقط لمصرورة (التنویر و شرحہ کتاب الحصر والاباحہ فصل فی النظر والمس ۳۶۹/۶ ط سعد)

(۲) والمسحح ان یصلی الرجل فی ثلاثہ اثواب قمیص ویرار و عمامۃ الح (حلی کبر) فروع فی الستہ ص ۲۱۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۳) و صلاۃ حسرا آی کاشفہ رأسہ للتکس ولا یس بد للتدلیل واما للامانة بیما فکفر الح (التنویر و شرحہ کتاب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۴۱/۱ ط سعد)

سے نہ بچی پڑھا کرے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟

المسنفتی نمبر ۸۲۴ حبیب ند (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م کیم پر ۱۹۳۶ء
(جواب ۷۳۷) اگر ستر چھپ جائے اور اثنائے نماز میں ستر کھلنے کا حتم نہ رہے تو نماز ہو جائے گی۔
لیکن یہ بیت مشابہت ہنود کی وجہ سے مکروہ ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ)

دھوتی یا سڑھی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) عورت کی نماز دھوتی یعنی سڑھی پہن کر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۳۸) اگر ستر عورت کامل ہو تو عورت کی نماز سڑھی پہن کر بھی ہو جاتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

مرد کا ستر کمال سے کمال تک ہے؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ ستر عورت مرد کے نئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک اور تیس در
المحتار، شرح الوفاہ احسن المسائل ترجمہ کبر الدقائق فتاویٰ مجموعہ سلطانی فتویٰ
برہمہ اور مفناح الحنہ میں لکھا ہے اور اس کی مزید ایک حدیث بھی آئی ہے روایت ابن عمر و ابن عباس سے
کہ فرمایا نبی ﷺ نے ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک ستر ہے روایت یاس کو در فطی نے در بحر کہتا ہے کہ
ناف ستر میں داخل ہے پس صحیح منہ کیا ہے۔

(جواب ۷۳۹) بقول راجح ناف مرد کے نئے ستر عورت کے حکم میں داخل ہے زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ
ستر کا حکم ناف کے نیچے سے شروع ہوتا ہے ہاں گھٹنہ بیشک ستر کے حکم میں داخل ہے بحر کا خیال درست نہیں
محمد کفایت اللہ نگر۔ مدرسہ امینیہ دہلی

پانچ ماہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) امام یہ کوئی مقتدی ونگی یا پوجے کے اندر روہاں غیرہ باندھ کر نماز پڑھے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۷۴۰) پاجائے کے اندر یا نگی کے نیچے اگر کوئی غلوٹ باندھ لیا جائے تو اس سے نماز نہ ہونے کی
کوئی وجہ نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

۱۔ والرابع سر سورۃ ووجہہ عدد وثر فی لخلوہ علی صحیح (سور و شرحہ) ب شروط الصلاة ۱ ۴۵۴ ط
سعد) ۲۔ والرابع ستر عورتہ وللجودہ جمیع بدنها حتی شعرة لدرل فی الاصح حلالا لرحہ وکعبین وللمسح لہ
(السور و شرحہ) ب شروط الصلاة ۱ ۴۵۵ ط سعید

(۳) لعورة من ارحل ما تحب السرہ منہ ای رکتہ و عمہ بہد ب لسرة لیست بعورة ولكن امرکہ غایۃ و دحویہ
ولرکة عورة اصعب و حلی کبر شرط لکث ص ۲۰۹ ط مہل، کیشی لاہور

کستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے

(اخبار الجمعیت مورخہ ۰ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص ننگے سر نماز پڑھتا ہے اور منع کرنے سے باز نہیں آتا ایک روز نمازی اس کو منع کر رہے تھے کہ اچانک ایک غیر مقلد مولوی صاحب آگئے انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ہاں تو ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے امام اعظمؒ نے ننگے سر نماز پڑھنے کو منع نہیں فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے ننگے سر نماز پڑھی ہے پھر تم اس کو کیوں منع کرتے ہو؟

(جواب ۷۴۱) اگر ننگے سر نماز پڑھنا ابالی پن اور بے پردگی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر فی الحقیقت انکسار و تذلل کی نیت سے ہو تو جائز ہے صحابہ کرامؓ نے یا تو تذلل کی نیت سے ننگے سر نمازیں پڑھی ہیں یا تو اپنی عمدہ نہ ہونے کی وجہ سے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

گھٹنا ستر میں داخل ہے

(الجمعیت مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) آج کل قریب قریب عام دستور ہوتا جا رہا ہے کہ طبائے مدرسہ بوقت کھین وغیرہ کے لیے پاؤں استعمال کرتے ہیں جن سے گھٹنے نہیں ڈھکتے اور اس کی نسبت میں نے سنا تھا کہ گھٹنے ننگے رکھنا ٹھیک نہیں ہے بندہ نے شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قردل باغ دہلی کو اس کی بابت لکھا تھا ان کا جواب بغرض ما اخذہ رسال کرتا ہوں آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں (جامعہ ملیہ کا جواب یہاں منقول نہیں)

وصف مفتی عنہ

(جواب ۷۴۲) اس بارے میں کہ گھٹنا ستر میں داخل ہے یا نہیں؟ علماء و فقہاء کا اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل ہے اس لئے اس کو چھپا ہوا رکھنا چاہیے کھلا رکھنے کی عادت ڈالنا درست نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ بوجہ اختلاف فقہاء کے اس میں شدت اور سختی برتنی بھی مناسب نہیں ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ وحکم العورة فی الركبة احف منه فی المخذ حتی لو رای رجل غیره مکشوف الركبة ینکر علیہ برفق ولا ینارعه ان لیج وان راہ مکشوف المخذ ینکر علیہ بعنف ولا یصر به ان لیج (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) و صلواتہ حاسراً ای کاشفاً رأسہ للتکاسل ولا یاس للتذلل واما إمامہ ہذا فکفر الخ (التبیین و شرحہ) باب ہما یقصد

الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/۶۴۱ ط سعید

(۲) (باب شروط الصلوة ۱/۲۸۴ ط بیروت)

آدھی آستین والی بنیاد میں نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) رومی کے موسم میں لوگ غموں کی پہنا کرتے ہیں وراہی پر نماز بھی ادا کرتے ہیں اور دونوں کہیں کھلی رہتی ہیں ایک حالت میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۳) کرتا ہوتے ہوئے صرف نیم آستین بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) عورت کا منہ اور ہاتھ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۴) منہ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے حجب کا ثبوت حدیث سے ظاہر ہے۔

چوبیسواں باب متفرقات

تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(سوال) تارک صلوٰۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سانس بھر میں کبھی نہیں پڑھتا اس کے حق میں حضرت رسول اللہ ﷺ اور ائمہ ربیعہ کیا فرماتے ہیں؟

(جواب ۷۴۵) تارک صلوٰۃ عہد اکبر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سخت غاظ فرمائی ہے حدیث میں ہے کہ جس نے قصد نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے ورنہ جب تک وہ نہ کرے جیل خانے میں رکھا جائے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہر تارک اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور اسے شرفی س کو حد یا کھڑا قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وتارکھا محابۃ ای تکاسلا فاسق بحس حتی یصبی لایہ بحس لحق العبد فحق الحق احق و فیل یصرب حتی یسبل مہ الدم و عند الشافعی یقتل حداً و فیل کھراً اسہی (در مختار) (۲)

(۱) ولو صلی و فعاً کفیہ لی المرفقین کرہ الحج (عامہ گریۃ باب ما عند الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱۰۶ ط سعید)
(۲) وعن ام سیمۃ کانت عند رسول اللہ ﷺ و میمۃ إذا قتل اس ام مکثوم دخل علیہ فقل رسول اللہ ﷺ احتجامة فقلت یا رسول اللہ الیس هو عمی لا یصرب؟ فقل رسول اللہ ﷺ أفعمی وأل استما یصربہ؟ (ترمذی باب ما جاء فی احتجاب النساء من البرح ۱۰۶ ط سعید)
(۳) کتاب الصلاۃ ۱ ۳۵۲ ط سعید

نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا

(سوال) فجر، عصر کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد امام دائیں جانب و بائیں جانب منہ پھیر کر دعا مانگتا ہے اور ظہر و مغرب و عشا کی نماز میں بغیر پھرنے دائیں بائیں کے قبلہ رو بیٹھے ہوئے دعا مانگتا ہے فجر و عصر میں دائیں بائیں پھرنا اور باقی نمازوں میں قبلہ رو دعا کرنا آیا شرع شریف میں اس کی کوئی سند ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۶) عصر و فجر کے بعد قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ ہے دائیں بائیں پھر جانا چاہیے یا مقتدین کی طرف منہ کرے اس کے علاوہ تین نمازوں 'مغرب'، 'عشاء' میں اون و افضل یہی ہے کہ دیر تک نہ بیٹھے اور عیدہ 'ثورہ' میں سے کوئی دعا پڑھ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے۔ واذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعداً لكنه يقوم الى التطوع وفي صلوة لا يطوع بعدها كالعصر والفجر بكره المكث قاعداً في مكانه مستقيل القلة والنبي عليه الصلوة والسلام سمي هذا بدعة. انتهى مختصراً. (۱) (ہندیہ)

”من ترك الصلوة متعمداً“ کا کیا مطلب ہے؟

(سوال) زید فرضیت نماز کا قائل ہے مگر نماز ادا نہیں کرتا یہ شخص مشرک ہے یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ ”من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر“ (۲)

(جواب ۷۴۷) جو شخص فرضیت نماز کا قائل ہو لیکن سستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو اس کو مشرک کہنا درست نہیں اور نہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے والکسيرة لا تحروح العبد المؤمن من الايمان (عقائد نفسی) (۳) ہاں بوجہ ارتکاب کبیرہ فاسق ہے و تارکھا عمداً مجانۃ ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحس لحق العبد فحق الحق احق و قبل یضرب حتی یسبل منه الدم (درمختار) (۴) حدیث من ترك الصلوة الخ تشدید و تغلیظ پر مبنی ہے یا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسا نہیں یہ مطلب نہیں کہ ترک صلوٰۃ کافر ہے۔

نابالغ کو نماز، روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(سوال) نابالغ بچوں کی نماز، روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۸) نابالغ بچوں کے نماز روزے کا ثواب والدین کو ملتا ہے اور بعض علماء کے نزدیک اگر بچے افعال کو سمجھ کر ادا کرنے لگیں تو خود ان کو بھی ثواب ملے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

(۱) (الفصل الثالث فی سنن الصلوة ۱/۷۷ ط ما حدیہ)

(۲) (الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف البرہب من ترك الصلوة متعمداً ۱/۳۸۱-۳۸۲ ط احیاء التراث العربی: بیروت لبنان)

(۳) (ص ۸۲ ط کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہر گیٹ متن)

(۴) (کتاب الصلوة ۱/۳۵۲ ط سعد)

تشہد میں سببہ کا اشارہ سنت ہے

(سوال) جب نمازی نماز میں بوقت تشہد کے اشارہ رفع سببہ کا جو کرتے ہیں یہ اشارہ ہمارے مذہب میں جرم ہے؟ یہ کرنا جائز نہیں جو سرے کا وہ نہ گار ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۳۱ محمد رشید ترندی مقام ایلول۔ ۸ اذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۵ مارچ ۱۹۳۲ء

(جواب ۷۴۹) تشہد کے وقت سببہ اٹھا کر اشارہ کرنا سنت ہے سنت کو حرام کہنے وال سخت خطنی ہے حرمت کا قول باطل ہے کیونکہ حرمت کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور اشارہ کی ممانعت کے لئے کوئی دلیل قطعی بلکہ ظنی بھی نہیں ہے (۱)

نیت میں ”منہ طرف قبلہ“ کہنے کی ضرورت نہیں

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں منہ طرف کعبہ شریف کے کھنچا بیٹے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں ضلع کرنل۔ ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۲ء

(جواب ۷۵۰) منہ طرف کعبہ کے کہنے کی ضرورت نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کال اللہ

نماز کے بعد بلند آواز سے سلام کرنا

(سوال) ایک شخص فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد یعنی امام کے دعائے تگنے کے بعد ذرا اونچی آواز سے سلام کرتا ہے یہ فعل ہر نماز کی جماعت کے بعد کرتا ہے اور نیت ہے کہ اس وقت جو ساری جماعت ہوتی ہے اس میں بڑے بڑے بزرگ فرشتے اور نیک لوگ ہوتے ہیں اس موقع پر سلام کرنا عین ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۱ مولوی محمد سید حفیظ صاحب (ضلع نیل گری)

۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۷۵۱) یہ سلام سنت سے ثابت نہیں جن وہ تک کے لئے وہی سلام کافی ہے جو نماز کے آخر میں ہوتا ہے کوئی اور جدید سلام ضروری نہیں نہ اس کا ثبوت ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کال اللہ

(۱) فی الشرع لایة عن البرہان التصحیح انہ یشیر بمنسحہ وحدثنا برفعنا عند النبی و یصعنا عند الإنس و حرر التصحیح عما قبل لا یشیر لآلہ خلاف الدررۃ والروایۃ وینزلنا بمنسحہ عما قبل عند عند الاسارۃ و فی العسی عن البحتہ الاصح انہا مستحۃ و فی المحیط ص (المر لمحتار ص صفۃ الصلاۃ ۱ ۵۰۹-۵۱۰ ط سعید)

(۲) والمعتبر فیہا عمل التلب اللزم للإرادة فلا عذر للذكر باللسان إن حال التلب لآلہ کلاہ لآلہ إلا اذا عجز عن حصرہ الخ لمر المحتار ص شروط الصلاۃ بحث النیۃ ۱ ۵۱ ط سعید

(۳) من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد الحديث (بخاری کتاب الصلح باب إذا اصطبحوا علی صلح حوار فینر مردود ۱ ۳۷۱ ط قدیمی)

نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا

(سوال) امام اہل حدیث اور مقتدیانِ حنفی ہیں امام صاحب جلسہ استراحت کرتے ہیں جس کے باعث مقتدی امام سے پیش قدمی کرتے ہیں ایک روز امام صاحب نے کہا کہ پیش قدمی کرنے والوں کی گردن قیامت کے دن مانند گدھے کے ہوگی اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۱۶ محمد حسین صاحب۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۳ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۲) جلسہ استراحت حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے یہ جلسہ عذر (مرض یا ضعیف) کی حالت میں کیا گیا ہے نماز کے اصلی افعال میں نہیں ہے لیکن جلسہ استراحت کرنے والے امام کے پیچھے حنفیہ کی نماز ہو جاتی ہے حنفیہ کو چاہیے کہ وہ سجدہ سے اتنی دیر کر کے اٹھیں کہ امام جلسہ استراحت سے فارغ ہو جائے تاکہ امام سے پہلے مقتدیوں کا قیام نہ ہو جائے ورنہ امام کو چاہیے کہ وہ جلسہ استراحت میں زیادہ دیر نہ گامیں بلکہ حتی الامکان اسے اندر کے سجدہ کھڑے ہو جائیں۔ محمد کفایت اللہ کان ملہ۔

عیید گاہ میں نماز استغفار پڑھنا

(سوال) بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ بروز جمعہ نماز استغفار عید گاہ میں پڑھی جائے آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں نماز کے لئے صبح سرتبج کا وقت رکھنے کا خیال ہے؟

المستفتی نمبر ۴۹۰ حاجی عبدالغنی متولی عید گاہ دہلی

۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۳) کسی آسانیِ حادثہ کے وقوع اور اس کے خوف کے وقت آنحضرت ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے ورنہ یہ امر مستحسن بھی ہے لیکن اس نماز کی جماعت معمول و متورث نہیں ہر شخص بجائے خود توبہ و استغفار کرے ورنہ نماز پڑھے عید گاہ میں جہاں کی غرض شہید جماعت ہو مگر جماعت مسنون نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان ملہ۔

بعد نماز صبح مصافحہ کا معمول

(سوال) بعد فراغت نماز صبح تمام مصلین مسجد امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں روزانہ بعد ختم دعا کے یہ دستور کر رکھا ہے بعض لوگ اس کو بدعت بتاتے ہیں

المستفتی نمبر ۵۴۰ محمد بشیر حسن (۷۵) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۴) ہاں نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے

میں نہیں تھا اور اس کا رواج دین و ملت میں نہ ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص نماز جمعہ عت میں کسی عذر سے شریک نہ ہوا پھر حد میں وہ مسجد میں یا تو وہ نماز پڑھ کر ہی جمعہ عت سے پڑھ سکتا ہے اور کیا جہری نماز کو باجمہر منفرد بھی دآر سکتا ہے یا نہیں؟^۱ بعض علماء کہتے ہیں کہ منفرد شخص بھی اگر اپنی نماز پڑھے تو سری نماز کو سرا د کرے اور جہری کو جمہر ان کا قوس اس دلیل پر مبنی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۰۱۰ ابو محمد عبد الجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۲ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۷۵۵) ہاں جہری نماز کو منفرد جمہر ادا کرے تو ولی ہے ورسرا ادا کر لے تو یہ بھی جائز ہے منفرد کے لئے وجوب جمہر ساقط ہو جاتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) جیب میں روپے رکھ کر نماز پڑھنا
(۲) سجدے کی جگہ سکے گر جائیں تو ہٹا سکتے ہیں
(سوال) (۱) ہر شخص کی جیب میں سکے (روپے اٹھیں وغیرہ) رہتے ہیں کیا جیب میں سکے رکھ کر نماز کرنے میں کسی قسم کی قباہت ہے کیونکہ سکوں پر بادشاہ کی مہرا بھری ہوتی ہے۔
(۲) سجدے کی حالت میں اکثر جیبوں میں سے روپے یا پیسے نکل کر سجدہ گاہ کی طرف چلے جاتے ہیں ایسی حالت میں سجدے کے وقت جہاں سکے پڑا ہو اس جگہ سجدہ کرنا چاہئے یا ہٹ کر؟ یہ سکے کو ہٹا دینا چاہئے؟ اگر نہ ہٹاتے ہیں تو نماز میں خلل واقع ہوتا ہے؟ اگر نہیں ہٹاتے تو سجدہ سے مہر کے سکے کو ہوتا ہے یعنی بادشاہ کو سجدہ کیا گیا۔

(جواب ۷۵۶) (۱) سکے جیب میں ہونے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ (۲) سکے حقیقت سے رکھنے چاہئیں کہ نماز میں نہ کریں بے احتیاطی سے اگر وہ سجدے کی جگہ گر جائیں تو ہاتھ سے ان کو سجدے کی جگہ سے پٹی طرف ہٹائیں اس میں نماز میں کراہت نہ ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ

۱۔ وقد صرح بعض علماء وغيرهم بکراهة المصافحة المعدة عقب الصلوات مع أن المصافحة منه ومذلل لا لکثر لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع الخ (رد المحتار مطلب فی دس المص ۲۳۵ ط سعید)
(۲) ويحیر المسترد فی الحیر وهو المشمل ومکتفی بأدباده وفي السرخاقت حتماً علی المذهب (السرخاقت شرحه شرح فی القراء ۵۳۳/۱ ط سعید)

(۳) ولا یکره لو كانت تحت قدميه أو فی يده أو علی خاتمه قال فی المحرر "ومفاد كراهة المستس لا لستر بكس أو صرة أو ثوب آخر سوى وشرح وفي الشافعية باب صبي ومعه صرة أو كيس فيه دسیر و دراهم لب صر صر فلا تکره لا مسترد باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱ ۶۴۸ ط سعید
(۴) وفلین محض لیس فی لا مسترد الله فیرخص مرة وترکها أولى مع (تتویر و شرح باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱ ۶۴۲ ط سعید)

(۱) درود میں ”سیدنا“ کا اضافہ

(۲) ”و کس من الساجدین“ سے پہلے تین مرتبہ استغفر پڑھنا

(سوال) (۱) نماز میں تشہد میں جو درود اور تہنیتی ہے اس میں محمد ﷺ و حضرت ابراہیم کے سمانے کرائی کے پہلے غلط سیدنا و سنا کیسا ہے نماز میں کوئی خلل ہوتا ہے یا نہیں اور بغیر سیدنا کے نماز کیسے ہے کوئی نقصان ہے یا نہیں؟

(۲) فرض نماز جہریہ میں م بعد فاتحہ سورہ فجر کے آخر رکوع کی آیت ولقد اتینک سعا من المتابیر الح جب آیت فسح بحمد ربک میں پہنچ جی پڑھا تو و کس من الساجدین کی جگہ واستعصرہ آیت مذکورہ کے پہلے تین بار تکرر کیا بعدہ مقتدی سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا تو سن کر رکوع کیا اور نماز ختم کیا اس میں قباحت ہوئی یا نہیں مگر وہ ہوا یا نہیں؟ بعدہ سہوا زمرہ تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۴ ایم محمد عبدالباری صاحب (آرام) ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۷۵۷) قعدہ میں درود شریف کے اندر حضور انور ﷺ اور حضرت ابراہیم کے ماء مبارک سے پہلے غلط سیدنا کہنا جائز ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی اور بغیر سیدنا کے بھی نماز میں نقصان نہیں آتا۔ (۲) اس صورت میں نماز بلا کر بہت ہو گئی بعدہ سہوا زمرہ نہیں تھا، محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) زید نے فتویٰ دیا ہے کہ ظہر کی چار رکعت سنت اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء دودفعہ پڑھنا چاہیے تو یہ صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۱۲۷۳ مبدیہ خلد صاحب کا ٹیبل (مندھ)

۱۲ اشوال ۱۳۵۵ھ ۲۹ مبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵۸) ظہر کی چار سنتوں میں اور جمعہ کی چار سنتوں میں ثناء ایک مرتبہ پڑھی جائے اور نوافل کی چار رکعتوں میں دو مرتبہ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

نماز کے سامنے کتنی دور سے گزر جا سکتا ہے؟

(سوال) جامع مسجد میں نماز کے سامنے سے کتنی دور ہو کر گزرنا جائز ہے آیا محض نماز کے بعدہ کی جگہ چھوڑ کر یہ کچھ مقدار معین ہے تحریر فرمائیے؟

(۱) و دبت السیادة لأن زادوا الاحبار بالواقع عین سلوک لادب فقیر الفصح من برکہ الح (الدر المحتار) باب صفة الصلاة (۵۱۳ ص سعید) (۲) ولوراد کلمة او غص کلمة و غص حرک او فدا او مدہ و حرک بہ تنفس صلاہ قالہ بتعبیر المعنی الح (الدر المحتار) مسائل رند قاری ۱۳۲ ط سعید (۳) اما اد کات سہ و بعد فیصدی کلمات فی ہر کعدہ الاولى یعنی دنی بالنشاء و التعود لأن کل شفع صلاہ علی حدہ الاصح انه لا یصلی و یستفیح فی سہ الطہر و الحسہ الح رد المحتار باب الوبر والوفس ۱۶۲ ط سعید

المستفتی نمبر ۱۳۳۹ محمد یونس صاحب (متن ۱) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۷۵۹) بڑی مسجد میں ور میدان میں نماز کے سامنے اتنی دور سے گزرنا جائز ہے کہ نماز کی اگر
اپنے سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم

(سوال) مسجد کی صف در یک سوت کی سی ہوئی جو کہ آبرہ کی ہوتی ہے تخمیناً دس پیادہ گز بھی ہو اس کے
درمیانی حصہ میں نجاست لگ جائے یا صرف ایک سرے پر لگی ہو تو اس صف میں سے نجاست کی جگہ پھوڑ
کر باقی صف پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اسی طرح اگر ٹاٹ کی صف ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟
المستفتی حاجی محمد دلاؤد صاحب (بیسماران دہلی)

(جواب ۷۶۰) ناپاک جگہ پر کھڑے ہونے والے کی نماز تو نہ ہوگی باقی صف پر کھڑے ہونے والوں کی
نماز ہو جائے گی صف خواہ دری کی ہو یا ٹاٹ کی یا پوریا ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عمداً تارک نماز کا حکم

(سوال) زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا یعنی تارک فرض ہے
منکر فرض نہیں جب اس سے کہا جاتا ہے کہ کیوں نماز نہیں پڑھتے تو جواب دیتا ہے کہ بڑھا کروں گا میں جو
نماز نہیں پڑھتا تو بیشک بہت گناہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ میں نماز کی وجوہوں کیلئے شخص نہ کور و
مسلمان کہیں یا کافر؟

المستفتی نمبر ۳۶۸ محمد حمد صاحب دہلی۔ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۷۶۱) جو شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے اور ترک نماز کو گناہ سمجھتا ہے وہ مسلمان ہے اس کو
ترک نماز کی بنا پر کافر نہ کہنا نہیں چاہیے حنفیہ کا یہی مذہب ہے ہاں بعض علماء نے زجر کے سوریہ اسے شخص کو
کافر کہہ دیا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) و مرور در فی الصحراء و فی مسجد کسری بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیه فی حوض القلہ فی سب و
مسجد صعبر فانه کشفة واحدة مصلی (النور و شرحہ) و فی الشامۃ "انہ قدر ما یقع بصرہ علی المار بصلی وحشوخ
ای و امیاً بصرہ الی موضع سجودہ الخ (باب ما یفسد الصلوة وما مکروه فیہا ۱/۶۳۴ ط سعید)

(۲) کل فی النور و شرحہ ہی سہ صہرۃ من حدیث و حث و ثوبہ و مکاتہ ای موضع قدمہ او احد ہما ان رفع
لاخری و موضع سجودہ اتفاقاً فی الاصح الخ و فی الشامۃ (قولہ "ومکاتہ") فلا تصح احساسہ فی طرف سب و لو
صعبراً فی الاصح (باب شروط الصلوة ۱/۴۰۳ ط سعید)

(۳) و مارکنا محابة ای تکاسلاً فاسق یحس حتی یصلی و قبل "بشرب حتی یسبل منہ الدم" و عند الشافعی یمنل صلاۃ
واحدة حد و قبل "کفر" النور و شرحہ کتاب الصلوة ۱/۳۵۳ ط سعید

(۱) صاحب ترتیب کے کہتے ہیں ؟

(۲) قضاء یاد ہونے کی حالت میں وقتی نماز پڑھنا

(سور) (۱) صاحب ترتیب کون شخص ہو سکتا ہے۔ اس مدقہ میں وہ شخص صاحب ترتیب کہلاتا ہے جس نے باغ ہونے کے بعد ایک بھی نماز قضاء نہ کی ہو کیا یہ بات صحیح ہے اگر ایسا ہی ہے تو کوئی کتاب میں ہے ؟

(۲) ایک شخص کی ظہر کی نماز قضاء ہو گئی اس کے بعد اس نے اپنے وقت میں عصر د کی اور جب وقت مغرب آیا تو مغرب کی نماز بھی پڑھی مگر اس شخص کو جب عصر کی نماز اور مغرب کی نماز پڑھتا تھا تو ظہر کی قضا نماز پڑھتی تھی پھر اس نے ظہر کی نماز مغرب پڑھ کر قضا کر لی کیا اس کی عصر اور مغرب نمازیں ہو گئیں یا نہیں ؟ اور شخص اس سے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

المستفتی ۱۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پلٹن۔ پنجاب کیمپ رزمک وزیر ستان۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ جون ۱۹۳۷ء

جواب (۷۶۲) (۱) صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمے سوغ سے اب تک چھ نمازیں قضا ہوں (۲) اگر یہ شخص صاحب ترتیب نہیں تو اس کی نماز ظہر و عصر و مغرب ہو گئیں اور اگر صاحب ترتیب ہے تو تینوں نہیں ہو میں مگر گلے ان کی ظہر پڑھنے سے سب ہو جائیں گی بشرطیکہ درمیان میں نماز فوت شدہ ادا نہ کرے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

نماز صبح کے بعد مقتدیوں کے آگے چنے رکھنا

(سوال) ایک مسجد میں صبح کی نماز کے بعد نمازیوں کے آگے مٹھی مٹھی چنے دعا سے قبل سلام پھیرنے کے بعد رکھ دیئے جاتے ہیں کیا یہ سنت ہے ؟ فرض ہے ؟ یا جب ہے ؟ اس احادیث فی امرنا ھذا ھما لیس صمد پھورد شین کی حدیث کے مصدق نہیں ہیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب۔ دہلی (جواب ۷۶۳) یہ عمل نہ سنت ہے نہ مستحب۔ فرض وہ جب تو ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں اگر اس کو نہ سمجھا جائے تو بدعت ہے اور اگر سمجھا جائے نہ کسی کو برکھ جائے جو پڑھے پڑھے نہ پڑھے تو اس سے تعرض نہ کیا جائے تو مباح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

۱۔ بسط الترتیب عصر ورد العزائم سند ولر کتاب مشرقہ کمہ برتر۔ صلاہ صبح مثلاً من سنة ۱۰۰۰ و صلی ۱۰۰۰ سباً لغزائم الخ (رد المحتار باب قضاء العزائم ۶۸، ۲ ط سعید)

(۲) وان فسد الترتیب لا یصل بصل بصلاء عبدانی حمید و ابی یوسف و عبد محمد بصل لای الترتیب علقہ للعرض الخ (رد المحتار باب قضاء العزائم ۷۰، ۲ ط سعید)

بلا مہیکم کہنا

(سوال) اگر امام اسلم مہیکم و رحمتہ اللہ علیہ کے نب کو حاضر نہ کرے صرف اسلم مہیکم و رحمتہ اللہ علیہ سے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المسئلتی مودعی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۷۶۴) یہ خلاف سنت ہے اور اس سے نماز میں کراہت آئے گی یہ جب کہ امام تلفظ میں ہی اسلم مہیکم سے بھی ایسا ہوتا ہے کہ ف و گوں کے سننے میں نہیں آتا۔ امام تو اسلم کہتا ہے لوگ اسلم سنتے ہیں تو یہ گمراہ نہیں، محمد کذا بت اللہ کان اللہ لہ ذلی

محلہ کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) زید کے مکان کے پاس ایک مسجد ہے اور زید کی متولی مسجد سے کسی قسم کی نا اتفاقی ہو گئی اور اس نا اتفاقی کی وجہ سے مسجد کو چھوڑنے اور دوسری مسجد اختیار کرے اور کوئی کرید دے کہ بھائی آپ کے مکان کے پاس مسجد ہونے کے باوجود آپ تمام باغریبوں کرتے ہیں تو جو ب میں زید بھوٹاتے ہیں مسجد کے متولی صاحب نے مسجد کو قفل لگا دیا ہے خاص کر میرے لئے اور مجھے منع کر دیا ہے تو ایسے آدمیوں کا کیا حکم ہے دوسری مسجد میں نماز کی ہو جاتی ہے یا نہیں؟ کرہوتی ہے تو دونوں کے ثوب میں کوئی فرق ہے یا نہیں اور زید ایسے گناہوں کا مرتکب ہونے کے ساتھ تین دین کے دوسرے مو میں دوسری کو تبلیغ کرتا ہے۔ المسئلتی نمبر ۹۷۳ ماسٹر مرزا محمد حسین (جبرت) ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳

۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۶) خطبہ ورتکبیرات تقال کے لئے اوڈا پیکر کا استعمال کرنا تو مباح ہو سکتا ہے لیکن قرأت قرآن کے لئے نہیں اور احتیاط کو زور سے پڑھا تو امام کی جہالت پر مبنی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا

(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اسکا ترجمہ پڑھنا

(۴) عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے

(سوال) () اگر امام اصل مقام اور مقررہ جگہ یعنی محراب چھوڑ کر مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ یا اس کے فرش پر گرمی کے سبب یا کسی شخص کے کہنے پر پہلی جماعت سے نماز پڑھائے تو نماز میں یا نماز کی اصلیت میں یا اس کی فضیلت میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد میں ثانی جماعت سے نماز پڑھنے کا یہ حکم ہے کیا اس کے لئے کوئی خصوصیت ہے؟

(۳) خطبہ جمعہ میں خصبہ ورتکبیر کے بعد اس کا ترجمہ اردو نظم یا نثر میں پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) امام کا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا دونوں میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۲ محمد ظہیر (ضلع ناسک) ۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۷) (۱) محراب میں کھڑا ہونا افضل ہے ورتکبیر کی وجہ سے باہر کھڑا ہونا اگر امام محراب کے مقابل کھڑا ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور محراب سے شائبہ جنوب بائیں کر کھڑا ہونا پہلی جماعت میں غیر مذکورہ ہے گرمی کا مذر کافی نہیں۔

(۲) جس مسجد میں نماز جماعت مقرر ہو اس میں دوسری جماعت مکروہ ہے۔

(۳) اردو نظم و نثر خطبے میں خلاف لوگوں ہے۔

(۴) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے مگر تمامہ کے ساتھ افضل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذیل

(۱) قال الشافعی 'وقف وسط' قال فی المعراج فی مسوط بکر 'لسد ان تقوم فی المحراب لعتس الطرفان ولو قدم أحد حسی الصف بکره' والاصح ما روی عن ابی حنيفة أنه قال 'اكره ان يقوم من السارين او فی راویہ او ماحة المسجد او إلى سرة الأنة خلاف عمل الأمة (باب الإمامة ۱ ۵۶۸ ط سعد)

(۲) وبكره بکرار الحمد في مسجد محله لبح النبر و سرحه باب لإمامة ۱ ۵۵۲ ط سعد

(۳) لا شك فی ان الحطبة بغير العربية خلاف لسد متواترة من سبي و تصحیة الحج سعد لرعده علی هامش سرح الرفیة باب لجمعه ۱ ۲۰۰ ط سعد

(۴) والمستحب ان یصلی المرحل فی ثلاثة اشواق فمبصر و اردو عہدہ ما یصلی فی ثوب واحد متوحشاه جمیع یسند کار راسیب بخود من غیر کراهة الحج (حسی کبیر فروع فی السیر ص ۲۱۶ ط سہیل اکادمی لاہور)

بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نماز نہیں پڑھتا ہے اس کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں اور اس کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۸۰ شیخ محمد قاسم صاحب (بند شہر)

۲۵ جمادی اول ۱۴۳۵ھ ۲۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۶۸) ترک الصلوة خت نہ گار اور فاسق ہے اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا اور اس کی کمائی اگر حلال طریق سے ہو مسجد میں لگانا درست تو ہے لیکن اگر زجر اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا جانے اور اس کے پیسہ کو مسجد میں نہ لگایا جائے تو بہتر ہے، فقط محمد کنیت اللہ کان اللہ لہ ذی

بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے

(سوال) عام مسلمان سالہا سال بالکل نماز نہیں پڑھتے کبھی سال کے بعد بعض مسلمان رمضان شریف میں نماز صرف ایک ماہ کے لئے پڑھ لیتے ہیں بعد ازاں پھر چھوڑ دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جمعۃ الوداع اور عید فطر اور عید الاضحیٰ پڑھ جیتے ہیں پھر کنارے ہو جاتے ہیں اور بہتر سے مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہ ارکان مسہ سے بالکل واقف ہیں اور جنہوں نے اپنی حیات میں اپنے سر کو تہہ سے لئے نہیں جھکایا ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو مسلمان بننے کا دعویٰ رکھتے ہیں کیا کہ ترک الصلوة شرعاً کافر ہے یا گناہ گار ہے اگر ترک الصلوة مرجع شریعت شریف کے قانون سے اس شخص کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۶۹ اور بریس صاحب (الہور پھوٹی) ۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۶۹) ترک نماز نہ نبیرہ اور قریب بکفر ہے لیکن جو شخص کہ فریضت نماز کا منکر نہ ہو صرف ترک ہو وہ فاسق و نڈر درجہ کا گناہ گار ہے مگر کافروں کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے بے نمازی کا جنازہ ایک مسلمان پڑھ کر دفن کر دیں اور مسلمان زجر شریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے،

محمد کنیت اللہ کان اللہ لہ ذی

قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت

(سوال) پانچ وقت نماز کے دل میں کون کون سی آیت سے معلوم ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۶ حاتم احمد (بنگال) ۲ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۰) قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیات ہیں ان میں سے یہ آیت بھی ہے فسبحن اللہ حین

(۱) و تارکیناً عمداً محابة ای مکا سلاً فاسق یحس حتی یصلی لا ید بحس بحق العبد بحق الحق الحق (التبیین و شرحہ کتاب الصلوة ۱/۳۵۳ ط سعید)

(۲) و تارکیناً عمداً محابة ای مکا سلاً فاسق یحس حتی یصلی لا ید بحس بحق العبد بحق الحق الحق (التبیین و شرحہ کتاب الصلوة ۱/۳۵۳ ط سعید)

تمسوں و حین تصبحوں (الآیۃ) ۱۔ محمد کفایت لہدکان اللہ نہ ذہلی

(۱) مسجد میں با آواز بند سورہ کھف پڑھنا

(۲) بعد نماز بند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) بوقت خطبہ مسجد میں جمعہ کے دن سورہ کھف کا دو ربآواز بند یک یک رکوع رکے پڑھتے ہیں نو رد مصلیان کی نمازوں میں نقصان آتا ہے بلکہ نماز جمعہ کا اور خطبہ کا تفسیح اوقات ہو جاتا ہے اس طرح کا یڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ حبیبہ کا ذکر باخبر کیا کرتے ہیں ۳ مرتبہ۔ لا الہ الا اللہ الا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم شاہ گجرات۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ

(جواب ۷۷۱) (۱) سورہ کھف آواز بند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے (۲)

(۲) ای طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں تھی آواز سے کسی نماز کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثرہ کو پڑھنا جائز ہے ۴۔ محمد کفایت لہدکان اللہ نہ ذہلی

پٹرے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) زید نماز کی حالت میں اپنے منہ کو پٹے سے چھپا بیٹا ہے۔ یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۷۸۔ ۵ صفر ۱۳۶۳ھ

(جواب ۷۷۲) منہ اور ناک پٹرے سے ڈھانک لینا نماز میں مکروہ ہے حدیث شریف میں منہ ڈھانکنے کی ممانعت آئی ہے۔ نہی رسول اللہ ﷺ عن السدل فی الصلوٰۃ وان يعطی الرجل فاه (مشکوٰۃ) : مرقاۃ (د) شرح مشکوٰۃ میں ہے کانت العرب يتشمون بالعمائم و يجعلون اطرافها تحب اعناقهم فيعطون افواههم كيلا يصيبهم الهواء المخلط من حرا و برد فلهذا عه لا به يمنع حسن

(۱) سورہ الروم (۱۷)

۲۔ اجمع العلماء سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر الحمد فی المساجد و غیرہا الا ان یشرش حیث یرحم علیہ سلفاً او محسناً و قارئ الحج رد المحتار باب ما یجوز فی رفع الصوت بال ذکر ۱۔ ۶۶۰ ط سعید

۳۔ ما یبہ الناس ان یسکھ فاکم لا تدعون صم ولا غاب الحدیث (بحاری) باب فون لا حیر و لا فون لا صم ۲۔ ۹۴۸-۹۴۹ ط قدیمی

(۴) (باب الست ص ۷۳ ط سعید)

(۵) (باب الست یعنی عن الاست) ۲۔ ۲۳۶ ط امداد بہ مسائل

اتمام القراءة و کمال السجود (الی قوله) وفي شرح المسية يكره للمصلي ان يعطى شاة او انعه ۱،
محمد کفایت اللہ کان اللہ - ذیل

نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے

(سوال) مسجد میں بجگانہ نماز کے بعد پیش امام کو مقتدیوں سے مصافحہ لینا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۳۷۲ شیخ اعظم شیعہ معظم (دھویہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۳) نماز کے بعد مصافحہ کی رسم ہے اصل ہے ۱، محمد کفایت اللہ کان اللہ - ذیل

نقش جانماز پر نماز کا حکم

(سوال) متعلقہ جانماز منقش

(جواب ۷۷۴) مدینہ منورہ کے نقش کی جانماز استعمال کرنا مکروہ ہے ۲، محمد کفایت اللہ کان اللہ - ذیل

مدا ترک نماز فاسق ہے

(سوال) جو مسلمان نماز پڑھتا ہو اور نہ اپنے تاجین کو تاکید کرتا ہو اس کی شادی یا میت میں یا جہازے ن
نماز میں شریک نہ بنی اس کے ساتھ کھانا پینا یا اس سے کسی قسم کا لین دین کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۷۵) آدمی فرض میں سے نماز اہم ترین فرض ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

خدا کے بندے (مسلمان) اور کافر کے درمیان نماز کا فرق ہے (۱) یعنی مسلمان خدا کی عبادت نماز اور کرتا ہے

اور کافر نماز نہیں پڑھتا جو وگ نماز نہیں پڑھتے وہ سخت گناہ گار اور فاسق ہیں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ

ترک نماز نہ کرے تب ہو خود بھی نماز پڑھے ورنہ دوسروں یعنی اپنے متعلقین کو بھی تاکید کرتا رہے اگر کوئی

مسلمان ترک نماز پر اصرار کرے اور سمجھانے اور تاکید کرنے کو بھی خیال میں نہ لائے تو دوسرے مسلمانوں

کو جائز ہے کہ وہ جہاز اس کے ساتھ کھانا پینا ترک کر دیں (۲)

محمد کفایت اللہ - نذر - مدرسہ مینیہ دہلی - احقر مقررہ میں نذر

(۱) (کراچی: الصلاة ص ۳۵۵ طبع سید کدوسی لاہور)

۲ وفد شرح نہ بعض عمداً و غیر ہم کمرادہ مصداقاً المعتبرة عقب نصوص مع الی المصداقہ سنة و حدیث لا
تکریب ہم بآثر فی خصوص هذا موضوع اح رد المحتار کتاب احکام مطلق فی ادب ۲ ۲۳۵ طبع سعید

۳ ولا مانع منسہ حلالاً محرمانہ فانہ مکروہ لانه یلینی المصنوع و مکروہ التکلف مد قائق الشوش و نحو هذا الخ (تبریز و
شرحہ باب ما یمنع الصلاة وما یکرہ فیها ۱ ۶۵۸ طبع سعید)

۴ ترمذی باب ما جاء فی ترک الصلاة ۲ ۹۵ طبع سعید ۵ و تارکینا عمداً محدثی مکسلا و سنی بحسب حسی
تسبی لاہ بحسب حق بعد فحق حق حق حق (لتبریز و شرحہ کتاب الصلاة ۱ ۳۵۳ طبع سعید)

متستد نماز نہ پڑھیں، معمولی درجہ کے لوگ کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔
محمد کفایت اللہ کا ن اللہ

محمد اتارک نماز فسق ہے

(المعینہ مورخہ ۳۰ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) وہ کلمہ و مسنون جس نے ٹبر بھر نماز نہیں پڑھی اور سیکھی بھی نہیں مگر عقیدۂ نماز کو اچھا سمجھتا رہا
اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

(جواب ۷۷۸) گروہ شخص توحید و رسالت و رات چیزوں پر ایمان رکھتا تھا جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے
نماز کو فرض سمجھتا تھا تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے نماز بھی نہیں پڑھی ورنہ سیکھی کافر نہیں ہو گا ہاں وہ
فاسق ضرور ہے مگر کفر کا حکم اس پر لانا جائز نہیں البتہ گروہ نماز کی فرضیت سے بھی منکر ہو تو بلاشبہ کافر
قرار دیا جائے گا ۱۲ محمد کفایت اللہ کا ن اللہ ہے۔

نماز کے بعد مصیے کو اٹا دینا

(المعینہ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) عام لوگ بعد نماز کے کونہ جانماز اٹا دیتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ہے؟
(جواب ۷۷۹) جانماز کا کونہ اٹا دینے کی کوئی اصل نہیں نہ کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے اور جو وجہ مشہور ہے
کہ شیطان اس پر نماز پڑھ پڑھتا ہے یہ غیر ثابت اور غیر معقول ہے ہاں عرض حفاظت جانماز کو پڑھنا اہم و
درست ہے مگر صرف کونہ اٹا دینے میں کوئی حفاظت بھی نہیں۔ و تہ اتم محمد کفایت اللہ کا ن اللہ ہے۔

نماز میں خیالات اور وسوسوں کا حکم

(المعینہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) نماز کے اندر غور و فکر کے تسببات پیدا ہوجاتے ہیں اور خیالات منتشر رہا کرتے ہیں اس سے
نماز میں کوئی نقص تو نہیں آتا؟

(جواب ۷۸۰) غیر تخیل کی خیالات سے نماز سد نہیں ہوتی حتیٰ کہ مکان ان کو دفع کر دیا جائے۔

۱ صدر علی کل بروک حوالہ الحدیث، کتب اعمدہ ۵۴ ط بیروت وہی فرض علی کل مسلم کتاب حوالہ ربعہ
قطر لاصریہ اصح تہذیب الاہل حوالہ ۲۱۰ ص سعد، و کتاب غنیمۃ محامد ای بکاسیلا کتب مجلس علمی بیروت
سور و شرح کتاب الصلاة ۱ ص ۳۵۳ ص سعید

۲ و کتاب غنیمۃ محامد ای بکاسیلا کتب مجلس علمی بیروت وہی فرض علی کل مسلم کتاب حوالہ ربعہ
کتب الصلاة ۱ ص ۳۵۳ ط سعد، ۳ عن نبی ہرودہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان قحاراً عن امی عبد اللہ بن مسعود
مالہ عمل و سکینہ اصح مسلم کتاب حوالہ الحدیث ای بکاسیلا ۷۸ ط قدیمی کتب حوالہ کرب جی،

نماز کب معاف ہوتی ہے

(سوال) نماز کب معاف ہوتی ہے؟

(جواب ۷۸۱) جب انسان مرض کی وجہ سے بالکل ہوش و حواس سے عاری ہو جائے اور اسی حال پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں یا اتنا کمزور ہو جائے کہ سر سے صرف اشارہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اور اسی حال پر ایک رات دن سے زیادہ ہو جائے تو ان نمازوں کی قضاء بھی اس کے ذمے نہیں ہوتی (۱) محمد کفایت اللہ

”اللہ اکبر“ کہنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) اللہ اکبر کی باء کو جو فتنہ ہے کما حقہ ادا کرتے ہوئے راء کو خفیف سا کھینچ کر ادا کرنے میں نماز میں کیا نقصان ہوگا؟

(جواب ۷۸۲) با کا فتنہ کھینچنے سے اگر اکبر ہو جائے تو نماز مکروہ ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں تصور شیخ کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) تصور شیخ جو اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو؟

(جواب ۷۸۳) تصور شیخ کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نمازی کے سامنے کتنے فاصلے پر گزرنا جائز ہے؟

(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) مصلیٰ کے آگے سے کتنے فاصلے کے درمیان سے گزرنا گناہ ہے اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ موضع سجود کے درمیان سے گزرنا منع ہے موضع سجود کے مطالب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سجدہ کرنے

(۱) وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه وعليه الفتوى (التنوير و شرحه باب صلاة المريض ۹۹/۲ ط سعید)

(۲) ”حلی کبیر“ میں اس کو مفسد صلوٰۃ کہا ہے : وإن قال الله أكبار لا يصير شارعاً وإن قال في خلال الصلاة تفسد صلاته قيل لأنه اسم من أسماء الشيطان وقيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهو الطبل وقيل يصير شارعاً ولا تفسد صلاته لأنه أساءه و الأول أصح (الاول تكبيره الافتتاح ص ۲۶۰ ط مهيل)

(۳) وإن المساجد لله فلا تدعو مع الله أحداً الآية (جن ۱۸) ولو تفكر في صلاة فتنه كحديثاً أو شعراً أو خطبة أو مسئلة يكره (عالمگیریہ) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱۰۰/۱ ط ماجدیہ كرتلہ

کی جگہ اور مصلیٰ کے قدم کے درمیان سے گزرنا منع ہے اور اس کے باہر سے گزرنا جائز ہے بعض کہتے ہیں کہ مصلیٰ کے آگے جو فرش پر صف بندی کی لکیر بنی ہوئی ہے یہی سترہ کے لئے کافی ہے اور اس خط کے باہر سے بلا ضرورت بھی گزرنا جائز ہے

(جواب ۷۸۴) نماز پڑھنے والے کے آگے سے چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں گزرنا جائز ہے جب تک کہ اس کے آگے کوئی آڑ نہ ہو اور بڑی مسجد یا بڑا مکان یا میدان ہو تو اتنے آگے سے گزرنا جائز ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) انتشار پھیلانے والا گناہ گار ہے

(۲) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۳) اہل حدیث کے پیچھے نماز عید کا حکم

(۴) عیدین میں عندالاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں

(۵) احناف کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۶) تراویح مع وتر تیس رکعات مسنون ہیں

(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت کہنا

(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے

(الجمعیتہ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہم لوگ جب کہ شرعی صدقہ فطر سے بالکل ناواقف تھے اور چرم قربانی کو بیچ کر اپنے مصرف میں لاتے تھے بلکہ بعض تو چرم قربانی بیچ کر تاڑی وغیرہ منشی و منسلک چیزیں پی جاتے تھے اس وقت سے آج تک علمائے اہل حدیث کے ساتھ عیدین کی نماز بے تکلف بارہ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے رہے اور انہیں علمائے کرام کی بدولت شرعی مسائل سے واقف ہوئے صدقہ فطر نکالتے ہیں اور چرم قربانی کی قیمت مدارس اسلامیہ میں دیتے ہیں جس کو تیس چالیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصے میں بڑے بڑے مشہور علمائے احناف آئے اور آتے رہتے ہیں اور اپنے مواظظ حسنہ سے مستفید فرماتے ہیں مگر آج تک کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ علمائے اہل حدیث کے پیچھے تم لوگوں کی نماز نہیں ہوگی اب کے سال چند بریلوی حضرات نے بڑی دھوم مچا رکھی ہے لوگوں کو اور غلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مندرجہ ذیل

(۱) و مرور مار فی الصحراء، او مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیدہ الی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیرہ فانہ کبقعة واحدة مطلقاً الخ (التنویر و شرح) و فی الشاہیہ: "انہ قدر ما یقع بصرہ علی النار لو ضلی بخشوع ای رافياً بصرہ الی موضع سجودہ الخ (باب ما یفسدہ الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۳۶ ط سعید)

سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔

- (۱) جماعت کا منتشر کرنے والا مجرم ہے یا نہیں؟ (۲) اہل حدیث سنت جماعت میں سے ہیں یا نہیں؟
 (۳) علمائے اہلحدیث کے پیچھے احناف کی عیدین کی نماز ہوگی یا نہیں؟ (۴) عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے افضل ہے یا چھ تکبیروں سے؟ (۵) احناف اپنے کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۶) تراویح کی نماز مع الوتر گیارہ رکعت افضل ہے یا تیس (۷) کوئی شخص تراویح کی نماز سنت سمجھ کر گیارہ رکعت پڑھے تو کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہوگا؟ (۸) عالم کے موجود ہوتے ہوئے معمولی اردو خوال کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ (۹) حق بات کو چھپانے والا کیسا ہے؟

(جواب ۷۸۵) (۱) تفریق پیدا کرنے والا سخت گناہ گار ہے (۲) ہاں اہل سنت والجماعت میں داخل ہے (۳) ہو جائے گی مگر حنفی مقتدی چھ تکبیریں کہیں (۴) حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیروں سے ہے (۵) اصطلاحی معنی سے نہیں کہہ سکتے (۶) تیس رکعت افضل اور مسنون ہیں (۷) مجرم تو نہ ہوگا مگر تارک افضل و رائج ہوگا (۸) ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی (۹) ضرورت بیان کے موقع پر حق کو چھپانے والا گناہ گار ہے (۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں کیا تصور کیا جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء)

(سوال) جب انسان نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو ہمہ تن خالق دو عالم کی طرف رجوع ہو جانا چاہئے اور دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی قسم کا خیال نہیں گزرنا چاہئے ایسی تصورات میں نماز کی رکعات کا شمار اور رکوع و

- (۱) قوله تعالى "واعتصموا بحبل اللہ جميعاً ولا تفرقوا" الآية (آل عمران: ۱۰۳) وقوله تعالى: "ولا تنازعوا فتفشلوا وذهب ربكم" (انفال: ۶۶)
 (۲) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں "نہ اربہ" پر طعن اور سب و شتم کریں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔
 (۳) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وغیرہ وہ متہدین ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ باب الإمامة والجماعة ۱/۲۵۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)
 (۴) وہی ثلث تکبیرات فی کل رکعة الخ (الدر المختار باب العیدین ۲/۱۷۲ ط سعید)
 (۵) وعن یزید بن رومان أنه قال: "كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان بثلاث وعشرين ركعة" آثار السنن باب التراویح بعشرين ركعة ص ۲۰۵ ط امدادیہ
 (۶) وہی عشرون ركعة (در مختار) وفي الشامي: "هو قول الجمهور" وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً الخ (باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ۲/۵ ط سعید)
 (۷) والأحق بالإمامة تقليداً بل نصيباً الأعلام بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة الخ (التنوير وشرحه باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید)
 (۸) إن الذين يكتمون ما أنزلنا من البيت والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب أولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللعنون (بقرہ: ۱۵۹)

ہجوم کا خیال رکھنا مشکل ہے اگر نماز کی ترتیب اور شمار رکعات کا خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ کا خیال قائم نہیں رہ سکتا۔؟

(جواب ۶ ۷۸) نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز ہی ہمہ تن اس تصور میں غرق ہو کہ میرا معبود اور مسجود اللہ تعالیٰ ہے اور میں اس کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اگر خیال اتنا قوی ہو جائے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں تو سبحان اللہ! بہر حال اس خیال اور تصور کے ساتھ قیام، رکوع، ہجوم اور رکعات کی تعداد کا تصور جمع ہو سکتا ہے اور ارکان کے تصور سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کا جو تصور مطلوب ہے وہ باقی نہ رہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کفایت المفتی جلد سوم ختم ہوئی اس کے بعد جلد چہارم ہے

(۱) أن تعبد الله كأنك تراه وإن لم تكن تراه فإنه يراك الحديث (مسلم) کتاب الإيمان ۱/۲۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی